حکم اذاں

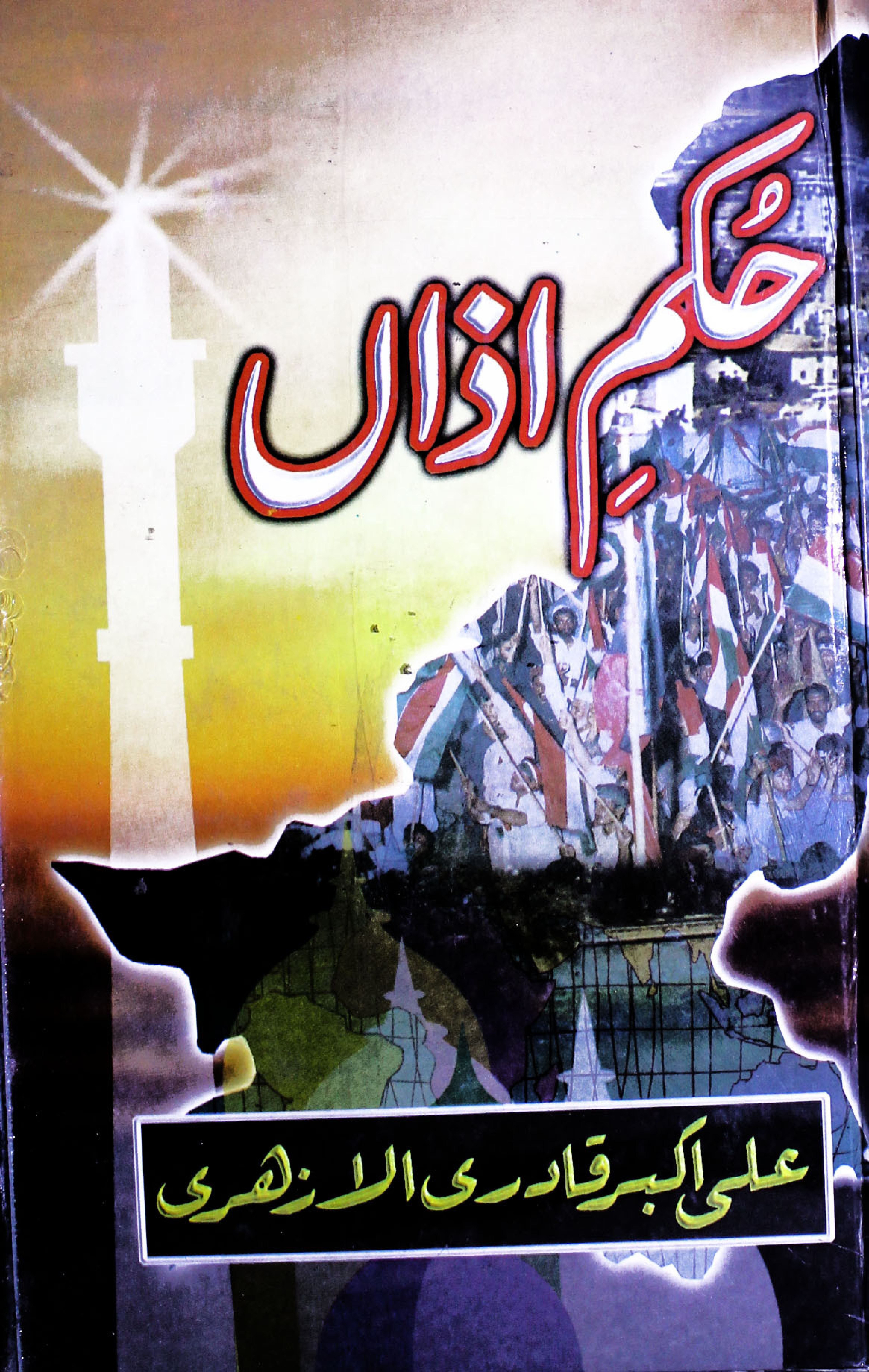

علی اکبر قادری الازہری

Marfat.com

فکر انگیز انقلابی تحریروں کا مجموعہ

حکمِ اذاں

علی اکبر قادری الازہری

منہاج القرآن پبلی کیشنز، ۳۶۵۔ ایم ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 92-42-5169111-3

Marfat.com

جملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ ہیں

نام	حکمِ اذاں
مصنف	علی اکبر قادری الازہری
کمپوزنگ	نور آصف خان
پروف ریڈنگ	ایچ شمس الرحمن آسی
ٹائٹل ڈیزائننگ	شاہد صدیق
معاونِ طباعت	شوکت علی قادری
اشاعتِ اوّل	دسمبر 2000ء
تعداد	1100
ہدیہ	[redacted] روپے
مطبع	نواز پرنٹرز لاہور

ملنے کے پتے:

- ☆ سیل سنٹر مرکزی سیکرٹریٹ تحریک منہاج القرآن ماڈل ٹاؤن لاہور
- ☆ دفتر ماہنامہ منہاج القرآن' ۳۶۵۔ ایم ماڈل ٹاؤن لاہور
- ☆ مکتبہ نوریہ رضویہ داتا گنج بخش روڈ اردو بازار لاہور
- ☆ مدینہ پبلی کیشنز' ۴ یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ ۳۸ اردو بازار لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الٰہ الا اللہ

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکمِ اذاں لا الٰہ الا اللہ

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	مہینہ	صفحہ نمبر
☆	حرفِ تشکر .... مؤلف		10
☆	حرفِ تحسین .... پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری		13
☆	حرفے چند .... صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی		15

جون 91ء تا دسمبر 94ء

1	صاحبانِ اقتدار کے ضمیر پر دستک	جون 91ء	19
2	کیا جوابِ جرم دو گے تم خدا کے سامنے	جولائی 91ء	21
3	اس دور میں جینا لازم ہے......	اگست 91ء	23
4	نور و نکہت میں لپٹی ہوئی صبح سعادت کے نام	ستمبر 91ء	25
5	شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات	اکتوبر 91ء	28
6	یہودیت بمقابلہ اسلام' نازک موڑ	نومبر 91ء	30
7	تحریک آزادیٔ کشمیر کا فیصلہ کن موڑ	دسمبر 91ء	34
8	مصطفوی انقلاب کارواں دواں قافلہ	خصوصی شمارہ 92ء	36
9	پاکستانی سیاست کے المیے	نومبر 94ء	40
10	قراردادِ کشمیر......	دسمبر 94ء	44

Marfat.com

1995ء

11	لخت لخت امت' قدم قدم حماقتیں	جنوری	50
12	عزیمت کا مسافر' عظمت کا پاسبان	فروری	54
13	یوم قرداد پاکستان......	مارچ	58
14	کبھی اے نوجواں مسلم تدبر بھی کیا تو نے	اپریل	62
15	عید قرباں کا پیغام.... امت مسلمہ کے نام	مئی	66
16	بیت المقدس سے چرار شریف تک۔	جون	70
17	پاکستانی قوم تاریخ کے دوراہے پر	جولائی	74
18	میلاد النبی ﷺ کا پیغام......	اگست	78
19	بنیادی انسانی حقوق اور بیجنگ کانفرنس....	ستمبر	84
20	کیا کبھی آپ نے سوچا؟	اکتوبر	87
21	اقوام متحدہ کی پچاسویں سالگرہ	نومبر	91
22	علماء و مشائخ کی ذمہ داریاں	دسمبر	93

1996ء

23	لمحات کی مقروض انسانی زندگی	جنوری	99
24	شب برأت سے شب بسنت تک......	فروری	101
25	سرحدوں پر منڈلاتے ہوئے خطرات	مارچ	106
26	عالمی فاختاؤں سے ایک سوال	اپریل	108
27	تحریک آزادی کشمیر کا ایک اور نازک موڑ	مئی	112
28	خون صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا	جون	115

Marfat.com

29	میلاد النبی ﷺ جشن اور احتساب کا دن	جولائی	119
30	مادیت و نفسانیت کی وادیوں میں قافلہ عشق	اگست	122
31	اہل وطن کو انچاسویں سالگرہ مبارک	اگست	125
32	کشمیر یو این او کے ایجنڈے سے سرینگر	ستمبر	126
33	لمحوں کی خطا..... صدیوں کی سزا	اکتوبر	128
34	طالبان، اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا پیغام یا.....؟	نومبر	132
35	سیاسی شعبدہ بازوں سے نجات کا آخری چانس	دسمبر	135

1997ء

36	قومی المیوں کی تاریخ میں ایک اور اضافہ	جنوری	141
37	خارزمین سے گلزاروں کی امید	فروری	144
38	پاکستان کا جواز، ابھی تک متنازعہ کیوں؟	مارچ	147
39	بے بس عالم اسلام کے غیر موثر اجتماعات	اپریل	150
40	طالبان تحریک کی قابل ستائش پیش قدمی	جون	155
41	حضور ﷺ کا جشن ولادت کیوں اور کیسے منائیں؟	جولائی	158
42	ناکام حسرتوں کی گولڈن جوبلی	اگست	161
43	تحریک پاکستان ابھی جاری ہے	ستمبر	165
44	پاکستان میں مذہبی دہشت گردی کیوں؟	اکتوبر	169
45	ماہنامہ منہاج القرآن کے دس سال	مئی	176
46	قومی ادارے ہوس اقتدار کی زد میں	نومبر	180
47	روح اُمم کی ممات کشمکش اقتدار	دسمبر	184

Marfat.com

1998ء

48	عالمی بساط پر گزشتہ سال کے اثرات.....	جنوری	191
49	پاکستان کے مستقبل پر مذہبی دہشت گردی..	فروری	194
50	خلیج میں امریکہ کی مایوسی اور عالم اسلام..	مارچ	197
51	ہمارا قومی تشخص. بسنتی ثقافت کی زد میں	مارچ	200
52	ہم نئے عزم سے بنیاد سحر رکھتے ہیں	اپریل	202
53	غوری.... دو قومی نظریے کا سائنسی احیاء	مئی	206
54	عالم اسلام کو نیا ایٹمی پاکستان مبارک	جون	210
55	یوم میلاد...... یوم انقلاب	جولائی	215
56	نازک موڑ پر ہوش کے تقاضے	اگست	218
57	امریکی دہشت گردی اور عالم اسلام	ستمبر	221
58	اور اب اسلام بھی ہوس اقتدار کی بھینٹ.....	اکتوبر	224
59	کراچی کی سڑکوں پر پاکستان کا چھلنی لاشہ	نومبر	227
60	شریعت بل اور سی ٹی بی ٹی پر قومی اتفاق..	دسمبر	231
61	گولڈن جوبلی سال کی تلخ تاریخی یادیں	جنوری	236
62	ممکنہ جارحیت اور قومی سلامتی کے تقاضے	مئی	242

1999ء

63	ملت کی غیرت ملی پر ایک اور حملہ.....	جنوری	249
64	خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا	فروری	255
65	پاکستان عوامی اتحاد کی صدارت سے علیحدگی	مارچ	259

Marfat.com

66	واجپائی کی پاکستان یاترا اور کشمیر	مارچ	261
67	قومی سیاست میں ہمارا نصب العین	اپریل	266
68	اٹھو میری دنیا کے غریبوں کو جگا دو	مئی	272
69	ارضِ وطن کے شب زندہ دار محافظوں کے نام	جون	276
70	مہر بہ لب عالم اسلام کے نام کوسوو کا نوحہ	جون	280
71	معرکہ کارگل کے دو متضاد کردار	جولائی	281
72	اے دین و وطن کے غدارو! ہم تم سے....	اگست	284
73	ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے	ستمبر	289
74	مشرقی تیمور کی آزادی، عالمی ضمیر پر دستک	ستمبر	292
75	کشمیر کی کنٹرول لائن اور......	ستمبر	294
76	قومی خود مختاری میں امریکی مداخلت.....	اکتوبر	296
77	مسئلہ کشمیر پر عالمی ضمیر کی پہلی انگڑائی	اکتوبر	299
78	پاک فوج زندہ باد......لیکن اصل امتحان	نومبر	302
79	چیچنیا کی تباہی کا ذمہ دار ایک سخت گیر.....	نومبر	305

2000ء

80	ہر عہد، ہر صدی میں نمایاں مرے حضورؐ	جنوری	311
81	اک ولولۂ تازہ دیا جس نے دلوں کو	فروری، مارچ	315
82	خطے میں نئی امریکی حکمتِ عملی	اپریل	318
83	آبی ذخائر میں کمی اور مادی ترقی......	مئی	323
84	قریہ عشق مصطفیٰ ﷺ میں تلخیوں کا موسم	جون	327
85	رواں صدی کی پہلی بڑی سائنسی کامیابی	جولائی	331

Marfat.com

86	جماعتِ اسلامی کے معمولات میں تبدیلی	جولائی	333
87	فوج کا وقار بڑھتی ہوئی مہنگائی کی زد میں	جولائی	335
88	مجاہدین کشمیر۔۔ایک بار پھر......	اگست	336
89	انتہا پسند تنظیموں کی "جہادی سرگرمیاں"	اگست	339
90	نیرنگی سیاستِ دوراں تو دیکھئے	ستمبر	341
91	کالا باغ ڈیم پر قومی اتفاق رائے کی ضرورت	ستمبر	343
92	فوجی حکومت کا ایک سال	اکتوبر	345
93	شام غم خبر دیتی ہے صبح عید کی	نومبر	349
94	سال گذشتہ پر ایک نظر	دسمبر	353
95	سیاسی تاریخ کا عجیب ترین واقعہ	دسمبر	356

کتاب کی موضوعاتی فہرست آخر میں ملاحظہ فرمائیں

علمی فکری دینی موضوعات پر مصنف کی چند اہم

☆ تحریک منہاج القرآن کی فکری ونظریاتی اساس

☆ جشن میلاد النبی ﷺ دلائل شرعیہ کی روشنی میں (امام محمد بن علوی مالکی کی کتاب کا ترجمہ)

☆ سیدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے نقوشِ سیرت

☆ اسلامی معاشرے میں خواتین کے مسائل اور ان کا حل (زیرِ طبع)

☆ اسلام اور عصر حاضر کے تقاضے (زیرِ طبع)

☆ تصورِ موت' اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

☆ تلاشِ نقش پا روداد سفر حجاز

☆ متاع کارواں (زیرِ طبع)

Marfat.com

حرفِ تشکر

بھلا ہو اس جنبش تقدیر کا' جو مجھے کشمیر کے کہساروں سے اٹھا کر' علم و فکر' تحقیق و جستجو اور حضور و اضطراب کی وادیوں میں کھینچ لائی۔ ورنہ ''کہاں میں اور کہاں یہ راستے پیچیدہ پیچیدہ''۔

اللہ رب العزت کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھے فکر و شعور کی آنکھ اپنے عہد کی دانش کے حلقۂ تربیت میں کھولنے کی سعادت بخشی۔ میرے ناتواں ہاتھوں نے جب قلم تھاما تو میرے اردگرد کے ماحول پر اسی دانشِ برہانی کے احوال و آثار کا رنگ غالب تھا۔ اس لیے میرے تصرف میں آنے والے الفاظ و کلمات کا دھارا بھی انہی موضوعات کی سمت بہتا رہا جو ان کی فکری جولان گاہ تھے۔ مجھے نہ تو کسی صنفِ ادب کی نمائندگی کا دعویٰ ہے اور نہ ہی ناصح بننے کا شوق۔ جہاں تک تحریر کا تعلق ہے تو اس کے ساتھ صرف اس قدر شغف ہے کہ اپنی بات کہنے کیلئے مناسب لفظوں اور جملوں کے استعمال کا فن ابھی سیکھ رہا ہوں۔

صحافتی ادب میں ''کالم نگاری'' کی طرح ''اداریہ نویسی'' کو بھی خاص اہمیت دی جاتی ہے۔ کسی کتاب کے پیشِ لفظ' مقدمے یا دیباچے کی طرح اخبار یا رسالے کے اداریے اس کے مضامین کا خلاصہ تو نہیں ہوتے لیکن اس کے مجموعی مزاج اور پالیسی کے آئینہ دار ضرور ہوتے ہیں۔

میں نے بھی ہمیشہ کوشش کی کہ ماہنامہ منہاج القرآن کے اداریے میں تحریکِ منہاج القرآن کی دعوتی' تنظیمی اور انقلابی فکر کو حسب ضرورت اور حسب موقع قارئین کے گوش گزار کیا جائے۔ یہ محض اللہ کا فضل و احسان' آقائے نامدار حضور نبی اکرم ﷺ کی نظرِ التفات اور اساتذہ کی دعائیں ہیں کہ معزز قارئین نے ہمیشہ میری تحریروں کی حوصلہ افزائی کی۔ لکھ کر بھی بھیجتے ہیں اور زبانی بھی اس کا اظہار کرتے ہیں۔ میرے بہت سے کرم فرما ایسے ہیں جو بعض اداریے پڑھ کر خاص طور پر مجھے مرکز میں ملنے تشریف لائے۔ میں جہاں بھی گیا احباب نے اس حوالے سے بہت

Marfat.com

خوبصورت جذبات کا اظہار کیا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے میں 91ء میں قائدِ محترم کے ساتھ جھنگ سے براستہ لالیاں سرگودھا کے دورے پر ساتھ رہا' تین دن میں مختلف مقامات پر جتنے اجتماع ہوئے ان کا سپاسنامہ 'دس سالہ کارکردگی نمبر' کا میرا تحریر کردہ اداریہ تھا۔ بہت سے شہروں میں بعض اداریے خصوصی اخباری ایڈیشنوں میں چھپتے رہتے ہیں اور کئی جگہوں پر الگ سے چھپوا کر بھی تقسیم ہوئے ہیں۔ جملہ قارئین کی طرف سے بالعموم اور تحریکی احباب کی طرف سے بالخصوص کئی بار اس خواہش کا اظہار ہوا کہ یہ اداراتی تحریریں کتابی صورت میں جمع ہونی چاہییں۔ یہی وجہ ہے کہ مجھے اس مجموعے کو کتابی صورت میں پیش کرنے کا حوصلہ ہوا۔

میں خود تو شاید ابھی بھی وعدہ پورا نہ کرسکتا اگر میرے ساتھ محترم حافظ شمس الرحمٰن آسی (نائب مدیر) عملی تعاون نہ کرتے۔ انہوں نے اس کی تیاری کے جملہ مرحلوں میں غیر معمولی دلچسپی اور جانفشانی کا مظاہرہ کیا۔ اسی طرح محترم توقیر الحسن گیلانی نے بھی بہت سے مواد کی پروف ریڈنگ میں مدد کی۔ اللہ تعالیٰ ان ساتھیوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

میں اپنے محسن و مشفق عظیم قائد مفکرِ اسلام حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا مشکور ہوں جنہوں نے ہمیشہ کی طرح ''حکمِ اذاں'' کیلئے مجھے حرفِ تحسین سے نوازا۔ اسی طرح برادر بزرگوار لسان العصر معروف کالم نگار حضرت صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی کی محبت اور علم دوستی کا بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے آپریشن کے باوجود بستر علالت پر بیٹھ کر ''حکمِ اذاں'' کے کچھ عنوانات کو دیکھا اور اپنے قیمتی خیالات کو قلمبند فرمایا۔ میں ان قارئین کا بھی احسان مند ہوں جن کی حوصلہ افزائی اس مجموعے کی تیاری کا سبب بنی۔

آخر میں ''حکمِ اذاں'' میں شامل اداریوں سے متعلق گذارش ہے کہ انہیں میں نے بغیر کسی تبدیلی کے من وعن ماہ و سال کی ترتیب سے جمع کر دیا ہے تاکہ واقعات کا تناظر اور حالات کی مناسبت کا عنصر قائم رہے۔ یوں یہ ایک تاریخی دستاویز بھی بن گئی ہے جس سے آئندہ مؤرخ بھی استفادہ کرسکے گا۔

Marfat.com

یہ مجموعہ کسی حد تک علمی، فکری، معلوماتی اور انقلابی ضرورتوں کو بھی پورا کرتا ہے۔ بیشتر اداریے مستقل نوعیت کے موضوعات ہیں۔ وہ طلباء و طالبات یا تحریکی کارکنان جنہیں تحریر و تقریر کے لئے مواد درکار ہوتا ہے وہ اس مجموعے سے بھرپور فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اسی ضرورت کے پیشِ نظر عنوانات کی ایک الگ فہرست بھی کتاب کے آخر میں لگا دی گئی ہے تاکہ دلچسپی رکھنے والے احباب کو اپنی ضرورت اور پسند کے موضوعات پر مواد کی دستیابی بآسانی ہو سکے۔ اس مجموعے میں میری کچھ تحریریں ایسی بھی ہیں جو قومی اخبارات بالخصوص روزنامہ جنگ کے اداراتی صفحہ کی زینت بنتی رہیں۔

اس میں پائی جانے والی علمی، فکری، لغوی اور املاء کی غلطیوں پر مجھے کوئی صفائی دینے کی ضرورت اس لئے بھی نہیں کہ انسانی کاوش مین نقص اور عیب اس کے بشری تقاضوں کا حصہ ہے تاہم کوتاہی کی نشاندہی کرنے والے احباب میرے لئے قابلِ ستائش ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح بات کہنے، لکھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

علی اکبر قادری

۱۴ دسمبر ۲۰۰۰ء

Marfat.com

حرفِ تحسین

(مفکرِ اسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری)

اسلامی ضابطہ حیات اور تعلیمات کو ذہنِ جدید میں راسخ کرنے اور نئی نسل کو اسلام کے شاندار ثقافتی ورثے اور تاریخ سے آگاہی کیلئے تحریکِ منہاج القرآن نے پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ ماہنامہ منہاج القرآن بھی اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔ یہ ماہنامہ 1987ء سے دنیائے صحافت میں گرانقدر خدمات سرانجام دے رہا ہے اور اتحادِ امت کیلئے پوری دنیا میں علمی، فکری اور تحقیقی بنیادوں پر ایک ایسی فضا تیار کر رہا ہے جو فرقہ واریت کے زہر سے کلیتاً پاک ہے۔ یہ تحریک عالمگیر سطح پر دینِ حق کی سربلندی کیلئے سرگرم عمل ہے اور دہر میں اسمِ محمد ﷺ سے اجالا کرنے کا عزمِ صمیم رکھتی ہے۔

الحمدللہ! ماہنامہ منہاج القرآن نے ملک کے کونے کونے سے لیکر اطراف واکنافِ عالم تک تحریک کا یہ پیغام نہایت خوش اسلوبی سے پہنچایا ہے۔ قرطاس وقلم کو ذہنی آلودگیوں اور فکری پراگندگیوں سے بچاتے ہوئے اس شمارے نے پوری دنیا میں مشن اور تحریک کی معتدل انقلابی فکر اور بیداریٔ شعور کو فروغ دینے کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ پانچوں براعظموں میں پھیلے ہوئے تحریک کے عظیم الشان نیٹ ورک کے استحکام اور دنیا بھر میں تحریک کے لاکھوں کارکنوں کے درمیان رابطے کیلئے مجلہ ٹھوس بنیادوں پر کامیابی سے رواں دواں ہے۔

علی اکبر قادری جنہیں ہماری یونیورسٹی کے سب سے پہلے طالب علم اور فرید الدین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے پہلے ریسرچ سکالر ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے گذشتہ دس سال سے اسکی ادارتی اور انتظامی ذمہ داریوں پر فائز ہیں، انہوں نے پورے استقلال اور عزم سے اپنے ادارتی کالموں اور دیگر تحریروں کے ذریعے فکری اور نظری حوالوں کو مضبوط و مستحکم بنانے کا منصب سنبھال

Marfat.com

رکھا ہے۔ فکری واضحیت، تحریکی جذبوں اور ابلاغ کی چاشنی کی بدولت قارئین ان کے اداریوں سے بھرپور استفادہ کرتے ہیں۔ ''حکمِ اذاں'' ان کے انہی فکر انگیز انقلابی اداریوں کا مجموعہ ہے جسے یقیناً تحریکی اور صحافتی حلقوں میں زبردست پزیرائی حاصل ہوگی۔ انہوں نے شہرِ سیاست کے منافق چہروں کو بے نقاب بھی کیا ہے اور قوم کے شعور وآگہی کیلئے لائحہ عمل بھی تجویز کیا ہے۔ امتِ مسلمہ کو درپیش مسائل کی نشاندہی بھی کی ہے اور ان مسائل کے حل کا واضح نصب العین بھی متعین کیا ہے۔ اس طرح ''حکمِ اذاں'' اپنی ندرت، اسلوبِ بیاں اور دلکشی کے باعث ہمارے صحافتی اور تحریکی ادب میں ایک گرانقدر اضافہ ہوگا، اس کی اشاعت پر میں عزیزم علی اکبر قادری الازہری کو حرفِ تحسین کے ساتھ ساتھ مبارکباد پیش کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انکے جواں جذبوں کو قائم رکھے اور قارئین کو مصطفوی انقلاب کی تیاری کے جملہ تقاضے پورے کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوۃ والتسلیم

(پروفیسر ڈاکٹر) محمد طاہر القادری

Marfat.com

حرفِ چند

(صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی)

اداریہ...... کسی بھی اخبار اور جریدے کا باقاعدہ اور ''سرکاری'' موقف ہوتا ہے' اخبارات وجرائد میں بیسیوں قسم کی چیزیں چھپتی ہیں۔ خبروں' تجزیوں اور کالموں کی شکل میں بظاہر ایک دوسرے سے مختلف بلکہ کسی حد تک متضاد مواد قاری کو پڑھنے کو ملتا ہے' اس لئے کہ کسی بھی اخبار اور جریدے کے قارئین کسی ایک سوچ مزاج اور موقف کے حامل نہیں ہوتے۔ ہر ایک کا اپنا زاویہ نگاہ اور ذوق ہوتا ہے۔ بعض اخبارات ورسائل سیاسی ہوتے ہیں اور بعض علمی' ادبی اور مذہبی' ہر ایک میں مختلف نقطۂ نظر چھپتا ہے اور چھپنا چاہئے کیونکہ اسی سے ان کی ساکھ بنتی' حلقۂ قارئین میں وسعت پیدا ہوتی اور عوام کو رہنمائی ملتی ہے۔ ایک رنگ اور ایک فکر کے حامل اخبار اور جریدے لوگوں میں پذیرائی اور وقعت حاصل نہیں کر پاتے اور وہ محض ایک پارٹی' ادارے اور مسلک کے ترجمان بن جاتے ہیں۔ ان کا حلقۂ اثر مخصوص اور ان کی آواز محدود ہوتی ہے۔ تاہم اداریہ بہرحال ایک واضح نقطۂ نظر اور پالیسی کا عکاس ہوتا ہے اور اس سے کسی بھی اخبار اور جریدے کے نصب العین اور زاویہ نگاہ کا اندازہ ہوتا ہے اور یہ ہر ادارے کا مسلمہ حق ہے کہ وہ اپنی رائے اپنے الفاظ میں محکم اور واضح طریقے سے پیش کرے۔ ہاں البتہ اس اداریے میں جان اس وقت پڑتی ہے جب الفاظ کے دروبست اور انتخاب کی خوبصورتی کے ساتھ ساتھ اس میں دلائل کی قوت اور اسلوب کی چاشنی موجود ہو ورنہ اداریہ ایک طرح سے پراپیگنڈہ بن جاتا ہے جو بڑی حد تک اثر آفرینی سے محروم ہو جاتا ہے۔

اس وقت میرے پیشِ نظر پاکستان کے کثیر الاشاعت' دینی تحریک کے ترجمان ماہنامہ ''منہاج القرآن'' کے اداریوں پر مشتمل ایک کتاب ''حکمِ اذان'' ہے۔ یہ رشحاتِ قلم برادر گرامی جناب علی اکبر قادری الازہری کے ہیں' اگرچہ یہ پرچہ ایک ادارے کا ترجمان اور اس کی مذہبی و سیاسی فکر کا علمبردار ہے اور کہیں کہیں اس کی جھلک ذرا نمایاں ہے تاہم سات سال کے ۹۰ سے زائد اداریوں میں زیادہ تر موضوعات ملکی' قومی اور ملی ہیں اور ان کا افق اور تناظر خاصا وسیع اور واقعاتی ہے اور یہی اس مجموعے کی خوبی ہے جو اسے لائق توجہ اور قابلِ مطالعہ بناتی ہے۔

جناب علی اکبر قادری الازہری ایک جواں سال قلمکار اور علمی وادبی ذوق سے بہرہ ور

Marfat.com

ہیں۔ عالمِ اسلام کی عظیم اور قدیم مادرِ علمی جامعہ الازہر میں قیام اور حصولِ تعلیم کے باعث ان کا وژن بڑا وسیع اور ان کا فکری محور خاصا محکم ہوا ہے۔ انہیں الازہر میں مختلف ملکوں' رنگوں' زبانوں اور رجحانوں کے حامل لوگوں کے ساتھ پڑھنے' لکھنے اور وقت گزارنے کا موقع ملا ہے اس لئے ان کے ذہن میں وسعت' قلم میں ندرت اور فکر میں جامعیت نے جگہ پائی ہے اور محدود اور مخصوص مذہبی و مسلکی دائرے کے پابند نہیں رہے۔

ہمارے مذہبی حلقوں میں بالعموم بولنے کا رجحان زیادہ ہے جبکہ لکھنے کی طرف توجہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ اگر کچھ لکھا بھی جاتا ہے تو وہ مخصوص مشربی حوالے سے اور بڑی پامال اور الجھی ہوئی زبان میں لکھا جاتا ہے۔ علی اکبر قادری کو بہر حال لکھنے کا شوق بھی ہے اور ماشاء اللہ اچھا ذوق بھی رکھتے ہیں جو ایک خوشگوار علامت اور ان کے لئے بڑی سعادت ہے۔

''منہاج القرآن'' کے زیرِ نظر اداریے ان کے اس فطری شوق اور عمدہ ذوق کے مظہر ہیں نہ صرف یہ کہ جن موضوعات پر انہوں نے قلم اٹھایا ہے وہ موضوعات اعلیٰ' اونچے اور ملی و علمی ہیں بلکہ جس اسلوب' پیرائے اور سلیقے سے انہیں قلمبند کیا ہے وہ ایک اچھے انشاء پرداز' ادبی ذوق کے حامل اور تحریر کے مسلمہ تقاضوں سے آگاہ قلمکار کا پتہ دیتے ہیں۔

اداریوں میں پاکستان کی سیاسی' سماجی' مذہبی اور معاشی صورتحال پر بھی بات کی گئی ہے اور عالمِ اسلام کو درپیش فکری' سیاسی اور سماجی مسائل پر بھی قلم اٹھایا گیا ہے۔ ملتِ اسلامیہ اس وقت کس گرداب میں گھری ہوئی ہے اور اس سے نکلنے کی کیا تدبیریں اور راہیں ہوسکتی ہے؟ ان کی نشاندہی بھی کی گئی ہے اور باقی دنیا' امت کے معاملات کو کس نظر سے دیکھتی ہے؟ اس پر بھی گفتگو کی گئی ہے' گویا اداریوں کا یہ ایک گلدستہ ہے جس میں مختلف رنگ کے پھول سجے ہوئے ہیں اور ہر ایک کا اپنا حسن ہے۔

میں علی اکبر قادری صاحب کو اس اچھی کاوش اور عمدہ انتخاب پر مبارکباد پیش کرتا ہوں' نیز مستقبل میں ان سے وابستہ توقعات کے پورا ہونے کی دعا کرتا ہوں تاکہ لکھنے والوں کی صف میں ایک اچھے اہلِ قلم کا اضافہ ہو۔

(صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی)

22/H۔ مرغزار کالونی ملتان روڈ لاہور

27 نومبر 2000ء

Marfat.com

جون91ء

تا

دسمبر94ء

Marfat.com

Marfat.com

صاحبانِ اقتدار کے ضمیر پر دستک

لاالہ کے نام پر حاصل کی گئی اسلامی ریاست پاکستان' موت و حیات کے ان گنت جاں گسل مراحل سے گزرتے ہوئے اپنی تاریخ کے چوالیس سال مکمل کرنے والی ہے۔ لاکھوں شہداء کے خون سے پروردہ اس چمن زارِ محبت کے دلفریب گلزاروں کو کبھی "جمہوریت پسند اور کبھی "اسلام پسندوں" کی ہوسِ اقتدار خزاں رسید کرتی رہی۔ اس عرصے میں وطنِ عزیز کے جیالوں نے مشکل وقت میں قربانیوں کی لازوال داستانیں رقم کیں۔ یہاں کا ہر جوان ملک اور بیرونِ ملک ہمیشہ کی طرح اب بھی وطن کی آن بان پر مرمٹنے کو تیار ہے لیکن افسوس صد افسوس! ہمارا حکمران طبقہ ہر دور میں مصلحت پسندانہ اور معذرت خواہانہ انداز اپنائے ملک و قوم کے ساتھ کھلی منافقت برتتا رہا۔ اس کی واضح مثال آج کے وہ حکمران ہیں جو اسلام کے نام پر سیاسی شعبدہ بازیوں کے بعد ایوانِ اقتدار میں گھسے اور حال ہی میں شریعت بل" کی منظوری کے نام پر دراصل اسلام کے خلاف پاکستان میں ۱۹۹۱ء کی سب سے بڑی سازش کا موجب بنے۔ ہمارے علماء و مشائخ ہیں کہ (الاماشاء اللہ) خدا رسولؐ کے احکامات کی واضح تضحیک دیکھ کر بھی حکومتی "نوازشات" کے سامنے دست حاضر غلاموں کی طرح حکومت کے ہر اقدام پر دادِ تحسین دینے کی قسم کھائے بیٹھے ہیں اور اپنے اس کارنامے کو شاید دین کی بہترین خدمت اور افضل ترین جہاد سمجھتے ہیں ان حالات میں اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہی فریاد کی جاسکتی ہے کہ وہی حقیقی فریاد رس ہے۔

اے ربِ رحیم و کریم! جس دین کی خاطر ترے محبوب اور سچے آخری رسول ﷺ نے صعوبتیں برداشت کیں' بدر و حنین کے معرکوں میں اپنے جانثاروں کو قربان کیا' جس کے لئے صدیقؓ' عمرؓ' عثمانؓ' علیؓ' بلالؓ و یاسرؓ' حسنؓ و حسینؓ اور خالد و قاسم (رضوان اللہ علیہم اجمعین) اپنی زندگیاں کھپا گئے۔ اے خاصہ خاصانِ رسل ﷺ' جو دین بڑی شان

Marfat.com

سے صحرائے عرب سے گزرتا' سمندروں کو چیرتا اور کوہ و بیاباں کو سر کرتا ہوا اطراف و اکنافِ عالم میں پہنچا' آج عرب و عجم میں غریب والغرباء ہے۔ جس پاکستان کو اسلام کا قلعہ سمجھا جاتا تھا اس کا یہ حال ہے کہ یہاں پی پی کی واضح دین دشمنی نے اسلام کے ساتھ اتنا ظلم نہیں کیا تھا جتنا موجودہ اسلام پسندوں کے شریعت بل نے اسلام کا حلیہ بگاڑ کر کیا ہے۔ ہم حکومت اور اس کے وظیفہ خوار علماء سے پوچھتے ہیں کہ وہ کونسی شریعت ہے جس کا اطلاق صدر اور وزیر اعظم پر نہ ہوتا ہو۔ وہ معاشرہ کونسا اسلامی ہے جہاں نفاذِ شریعت کے بعد عریانی' فحاشی' بدکاری' قتل و غارت گری' شراب نوشی' اغواء اور لوٹ مار کا بازار گرم ہو۔ ایسا شریعت بل کونسے اسلام کا نمائندہ ہے جو مالی و سائل اور عائلی مسائل پر موثر نہ ہو۔ پھر پورے ملک میں سی این این کی نشریات کے ذریعے اسلام کے ازلی دشمن امریکہ کی تہذیب و ثقافت کو گھر پہنچانے کا تاریخی کارنامہ بھی تمہاری اسی اسلامی حکومت کے سر ہے۔

خدارا ہر الیکشن کی طرح اسلام کو اپنی ٹیکنیکل دھاندلیوں کا نشانہ نہ بناؤ۔ تمہاری اس "اسلام دوستی" سے یہود و ہنود کے مظالم کے شکار فلسطینی اور کشمیری مسلمانوں کے حوصلے پست ہو سکتے ہیں اور اسلام دشمن یہودی و صیہونی لابی کو پوری دنیا میں اسلام کے غیر موثر ہونے کا ڈھنڈورا پیٹنے کا موقع ملے گا اور پوری دنیا میں سر اٹھانے والی نشاۃِ ثانیہ کی عالمگیر تحریک متاثر ہو گی۔

(جون ۹۱ء)

Marfat.com

کیا جوابِ جرم دو گے تم خدا کے سامنے ؟

سائنسی ترقی اور ایٹمی ٹیکنالوجی کے اس دور میں اخلاقی و روحانی اقدار کی شکست و ریخت کی وجہ سے دنیا جس اضطراب' بے چینی اور عدمِ تحفظ کا شکار ہے پہلے کبھی نہ تھی۔ عالمی امن' انسان دوستی اور معاشی و معاشرتی مساوات کے دعویدار مغربی استعماری ایجنٹوں کا نگرانِ اعلیٰ امریکہ مختلف شکلوں میں جس طرح پوری دنیا پر حکومت کرنے کے خواب کی تعبیر پر عمل پیرا ہے اس کی حقیقت بھی کسی ذی شعور سے مخفی نہیں رہی۔ عالمِ کفر کا یہ موجودہ سربراہ' کہیں نیو ورلڈ آرڈر کی صورت میں' کہیں اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی جانبدارانہ قراردادوں کی شکل میں اور کہیں عالمی امن کی خاطر دنیا کو ایٹمی اسلحہ کی دوڑ سے باز رکھنے کی آڑ میں دراصل اسلامی نشاۃِ ثانیہ کی عالمی تحریک اور مسلمانوں کے ملی شعور کی بیداری کو دبانے میں مصروف ہے۔ روس سے تین لاکھ یہودیوں کی اسرائیل میں منتقلی' خلیج کا حالیہ افسوسناک تنازعہ اور اس کے نتیجے میں ایک طرف اسرائیل کی مضبوطی اور دوسری طرف اس خطے میں واحد عسکری طاقت عراق کی عبرتناک پٹائی کے بعد اس کے تمام جنگی ہتھیاروں کو تباہ کر دینے کی شدید خواہش دنیا بھر کے مدہوش مسلمان حکمرانوں کے لئے نوشتۂ دیوار ہے۔ مسئلہ فلسطین ہو یا افغانستان' کشمیر ہو یا لبنان' ہر جگہ عالمِ کفر اپنے مشترکہ مفادات کو سامنے رکھتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف آپس میں تعاون کر رہا ہے۔ سرینگر میں اسرائیلی کمانڈوز کابل میں ہندوستانی پائلٹ اور خلیج میں امریکی فوجیں اس کی واضح مثالیں ہیں۔

ان حالات میں پاکستان جیسی خالص اسلامی نظریاتی مملکت کو اپنے اندرونی اور بیرونی مسائل پر توجہ کرنی چاہئے۔ اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا یہ ملک نصف صدی سے اپنے بدطینت ظلم پرور اور عاقبت نااندیش حکمرانوں پر ماتم کر رہا ہے۔ آئے روز قتل و غارت گری' ڈاکے' اغوا اور دیگر سماجی و اخلاقی جرائم ہماری قومی و ملی اور دینی غیرت و حمیت کو جھنجوڑ

Marfat.com

رہے ہیں کہ آزادی کے بعد ایک مہذب اور شائستہ معاشرے کی تشکیل کیلئے ہم نے کچھ کیا ہوتا تو آج جس اندوہناک صورتِ حال کا سامنا ہے اس کی نوبت نہ آتی۔ معمولی جرائم اور خرابیاں ہر معاشرے میں ہوتی ہیں لیکن اس قدر اندھیر نگری کہ دن دھاڑے خاندانوں کے خاندان قتل ہو رہے ہیں، کبھی نہ سنا تھا۔ اس نازک موقع پر ملک کے اربابِ بست و کشاد کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی تمام تر توجہ ملک کے اندر لاقانونیت اور افراتفری کی روز افزوں سنگین صورتِ حال پر مرکوز کر دیں ورنہ اگر اب بھی انہوں نے جھوٹی سیاسی انا اور محدود ذاتی و گروہی مفادات کی خاطر عوام الناس کو بے رحم حالات کے چنگل سے نجات نہ دلائی اور مظلوم مسلمانوں کے خون پسینے سے حاصل کی گئی سرزمین پر اپنے اقتدار کے محل سجانے میں مگن رہے تو انہیں بھی قدرت سابقہ غاصبوں، بے دینوں اور منافقوں کی طرح ننگا کر دے گی۔ انہیں اس سوال کا جواب دینا ہو گا کہ قوم کی دی گئی امانت کا انہوں نے کہاں تک پاس رکھا۔

قوم کو ووٹوں کے لئے امن و سکون کے سبز باغ دکھانے والو! کیا تم نے اپنے سیاسی مفادات کے تحفظ کیلئے غنڈوں، گماشتوں اور قاتلوں کی ٹیمیں نہیں رکھی ہوئیں؟ ملک کے کلیدی عہدوں پر تمہارا نالائق سفارشی عملہ موجود نہیں؟ تم نے اسلام کے ساتھ نصف صدی سے منافقت اور بے حمیتی کا کھلا فراڈ نہیں کیا؟۔۔۔ قوم کے ان سوالوں کے جواب دے سکتے ہو تو اسے امن بھی دے سکو گے اگر نہیں تو خدارا!! اپنی چار روزہ زندگی کے عارضی اقتدار کیلئے صداقت، امانت، دیانت اور شرافت کے مقدس چہرے مسخ کرنے کا کاروبار چھوڑ دو۔

(جولائی ۱۹۹۱ء)

11/2/6

Marfat.com

"اس دور میں جینا لازم ہے جس دور میں جینا مشکل ہو"

یہ دور تاریخ انسانی کا پر آشوب ترین دور ہے۔ آج ہر فرد' ہر معاشرہ' ہر ملک اور ہر قوم اضطراب' بے چینی اور احساس عدمِ تحفظ کا شکار ہے۔ انفرادی زندگی سے لے کر ملکی اور بین الاقوامی سطح تک بے چینی کی یہ عالمگیر لہر کسی غیر معمولی عالمی تبدیلی کی نشاندہی کر رہی ہے۔ حالیہ خلیجی جنگ میں عراق کی پسپائی کے بعد تمام یورپی ممالک کا امریکہ کے "سایہء عاطفت" میں اجتماع اور امریکہ کے نئے عالمی نظام (New World Order) کے نتیجے میں پیدا ہونے والے حالات اس تبدیلی کو مہمیز دے رہے ہیں۔ لگتا ہے اب وہ وقت جلد آنے والا ہے جب مادیت اور روحانیت کا عالمی تصادم ہو گا اور بالآخر روحانیت مادیت پر غالب آکر انسانیت کو سکون و اطمینان فراہم کرے گی۔

روس میں انسان ساختہ کمیونزم کے بری طرح ناکام ہونے کے بعد پوری دنیا پر بلا شرکتِ غیرے حکمرانی کا خواب دیکھنے والے امریکہ کو اس کی حساس سراغ رساں ایجنسیوں نے اسلام جیسی "مستقل رکاوٹ" کے خطرے سے آگاہ کر دیا ہے اور یہ خطرہ امریکہ سمیت تمام اسلام دشمن طاقتوں کیلئے انتہائی پریشان کن ہے۔ امریکہ نے آئندہ پچیس سالہ پروگرام کی منصوبہ بندی پر عمل شروع کر دیا ہے' یہی وجہ ہے کہ عالمی سطح پر اسلام مخالف سرگرمیوں میں تیزی آگئی ہے۔ عسکری میدان میں نسبتاً مضبوط اسلامی ملک عراق کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کیلئے دوسرے حملے کی تیاریاں' خلیجی تیل کے کنوؤں پر امریکہ کا عمل دخل' پاکستان پر ایٹمی اسلحہ کی یکطرفہ پابندی اور اب دنیا کے پانچ درجن ملکوں میں پھیلے ہوئے مسلمانوں کے واحد تجارتی بنک .B.C.C.I پر بے بنیاد الزام کے بعد بندش جیسے انتہائی اقدامات صاف بتا رہے ہیں کہ اب کفر ننگا ہو کر اسلام کے سامنے آگیا ہے۔ دوسری طرف مسلمان ہیں کہ اس کھلی دشمنی کا بروقت مقابلہ کرنا تو کجا تاحال متحد ہو کر کسی ٹھوس منصوبہ بندی کی ضرورت

Marfat.com

ہی محسوس نہیں کر رہے۔ اسلام اپنی فطری اور آفاقی صفات کی وجہ سے بدستور اپنی منزل (غلبہ و تفوق) کی طرف بڑھ رہا ہے مگر اس کے نام نہاد پیروکار حکمران کبھی عاقبت نااندیش سعودی شیوخ کی صورت میں، کبھی ہٹ دھرم اور گنوار صدام کی شکل میں اور کبھی خود غرض منافق پاکستانی سیاسی راہنماؤں کی صورت میں اس فضاء کو اپنے اقتدار کے دوام اور ناپاک ذاتی خواہشات کی تکمیل کیلئے استعمال کر رہے ہیں۔

اس وقت جہاں عیسائی اور یہودی مشنریاں پوری طرح اسلام مخالف سازشوں میں سرگرم عمل ہیں اور مسلمانوں کو باہم سیاسی و مذہبی تفرقہ بندی کا شکار کر کے ہر سطح پر آپس میں لڑانے کی کامیاب کوشش کر رہی ہیں وہاں فریضۂ جہاد پر عمل پیرا جاں فروشانِ اسلام افغانستان، کشمیر، فلسطین، روس، لبنان اور دنیا کے دیگر خطوں میں عالمِ کفر کو للکار رہے ہیں اور اسلام پوری دنیا میں بیدار ہو رہا ہے۔ جملہ سازشوں کے باوجود احیائے اسلام کی عالمی تحریک ہر جگہ اپنے بال و پر پیدا کر رہی ہے۔ خود امریکہ، برطانیہ اور فرانس میں اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ خالص اسلامی ممالک میں ہم جیسے مسلمان اسلامی تعلیمات ہی سے گریزاں ہیں۔

ان حالات میں ہم اندرون و بیرون ملک تحریکِ منہاج القرآن کے سپاہیوں سے بالخصوص اور عالمِ اسلام کے ہر فرد سے بالعموم یہ توقع کرتے ہیں کہ وہ ان پر آشوب حالات کا گہری اور دور رس نظروں سے جائزہ لیں اور اپنے اپنے ماحول اور دائرہ ہائے کار میں اسلام کی سربلندی کیلئے سیرت و کردار کی پختگی کے ساتھ، کفر کے ہر حربے کا منہ توڑ جواب دینے کیلئے سراپا جہاد بن جائیں کیونکہ......

وہ مرد نہیں جو ڈر جائے حالات کے خونی منظر سے
اس دور میں جینا لازم ہے جس دور میں جینا مشکل ہو

(اگست، ۱۹۹۱ء)

Marfat.com

نور و نکہت میں لپٹی ہوئی صبحِ سعادت کے نام

کونسی صبحِ سعادت ؟......وہ صبح...... جسکی سہانی ساعتوں میں عرب کا چاند وادیٔ مکہ میں چمکا اور پورے جہاں کو تاابد روشن کر گیا۔وہ صبح...... جب فضائے عالم مسرتوں کے دلآویز نغموں سے گونج اٹھی۔وہ صبح...... جس نے تہذیب کو وقار' ثقافت کو تقدس' علم کو وسعت' فکر کو ندرت' عمل کو طہارت اور نفرتوں اور عداوتوں میں سسکتی بلکتی انسانیت کو اخوت و محبت کے تحفے عطا کئے۔جب زندگی کو بندگی اور بندگی کو سرور ملا' جب عشق کو حضور ملا۔ انسان کو خالق تک رسائی کی معرفت نصیب ہوئی۔وہ صبحِ درخشاں...... جس میں اترنے والے نور نے ستاروں کو روشنی' شمس و قمر کو ضوفشانی' گلستانوں کو بہار اور بہاروں کو بانکپن دیا۔

بقول حافظ لدھیانوی۔

صحنِ گلشن آپؐ کے جلوؤں کی ہے رنگیں ادا   مل گیا نقشِ کفِ پا سے بہاروں کو فروغ

شانِ رحمت نے جہانِ رنگ و بو چمکا دیا   ان کے نورِ پاک سے روشن ہوئی صبحِ ازل

وہ مطلعِ صبحِ ازل جس کے پرتو سے طویل ترین شبِ ظلمت انجام کو پہنچی۔افقِ عالم پر طلوع ہونے والی ایسی نورانی صبح جس کی تمازت نے ہزاروں سالوں سے بھڑکتی ہوئی آگ کے شعلوں کو خاکستر کر کے رکھ دیا۔وادیٔ مکہ میں مرحوم عبداللہؓ کا گھر یوں چمک اٹھا کہ فردوسِ بریں کو رشک آ گیا' آمنہؓ کی گود میں گویا کائنات کی ساری سعادتیں سمٹ آئیں اور محلہ بنو ہاشم کی فضائیں یوں مہک اُٹھیں کہ کائناتِ ہست و بود کی بہاریں خیرات لینے حاضر ہو گئیں۔

نہ افلاک نے آج تک ایسی صبح دیکھی تھی' نہ کائنات نے آج تک ایسی سعادت سمیٹی تھی اور نہ ہی زمین پر آج تک ایسا کرم برسا تھا۔بلاشبہ یہی تو وہ لمحات تھے جن کے انتظار میں گردشِ شام و سحر نے ماہ و سال کی لاکھوں کروٹیں بدل بدل کر انسان کو تمام ارتقائی منازل

Marfat.com

طے کروائیں اور اس کے شعور کو بلوغت کے اس مقام تک پہنچا دیا جب وہ اپنی ہدایت اور راہنمائی کیلئے کسی جامع صفات ہستی کیلئے بے تاب ہو گیا۔

ظہورِ قدسی کے یہ لمحات بلاشبہ تاریخِ انسانیت کے قابلِ رشک لمحات تھے۔ آج ظلم و بربریت کے پنجوں میں جکڑی ہوئی مظلوم انسانیت کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے ذریعے آزادی' مساوات اور باہمی مروت و محبت کا پیغام دیا تھا چنانچہ بعد میں آنے والے حالات و واقعات نے ثابت کر دیا کہ واقعی حضور ﷺ کی آمد' حق کی فتح اور باطل کی شکست تھی' منافقت کی موت اور صداقت کی علامت تھی۔ وہ دن دنیا میں اس نئی روشنی کے ظہور کا دن تھا جس نے بلال حبشیؓ جیسے غلام کو ابو جہل و ابو لہب جیسے سرداروں پر دائمی سبقت دلا دی اور جس روشنی نے تمام نسلی' جغرافیائی' لسانی اور طبقاتی بتوں کو پاش پاش کر کے محمود و ایاز کو ایک صف میں کھڑا کر دیا۔

مگر آج کیا ہو رہا ہے؟ ایک لمحے کے لئے اپنے باطن میں جھانک کر دیکھیں۔ اپنے عظیم نبی کی عظیم امت اس قدر عاقبت نااندیش کیوں ہو گئی؟ دنیا کو امن و عافیت' محبت و مروت کا سبق دینے والے مسلمان باہم دست و گریبان ہیں۔ حضور ﷺ کی امت ہر جگہ بری طرح پٹ رہی ہے' اس بکھرے ہوئے ریوڑ کو ہر لحہ اور ہر ہر قدم پر خونخوار بھیڑیوں سے واسطہ ہے۔ آج عرب کا مسلمان ہو یا عجم کا' اغیار کی سازشوں کا شکار ہو کر مجبور و بے بس ہو چکا ہے۔ اسے اپنی شاندار تاریخ محض افسانہ لگتی ہے۔ احیائے اسلام' غلبۂ دینِ حق اور اسلامی انقلاب کے نام سے نہ صرف آشنا نہیں بلکہ ایسے خیالات کو پاگل پن اور محض خواب گردانتا ہے۔ ناامیدی' شکست خوردگی اور احساسِ کمتری جیسے مہلک امراض نے اس کو پست ہمت' کاہل' عیش کوش اور علم و عمل کی دنیا میں ناکارہ بنا دیا ہے لیکن باطل ہے کہ روز بروز بلکہ لحہ بہ لحہ نت نئے منصوبوں کے ساتھ اسے پستی کے عمیق گڑھوں میں دھکیلنے کی تدبیریں بنا رہا ہے اور ہم ہیں کہ ان کافرانہ حربوں سے نبرد آزمائی تو کجا' تاحال سنبھلنے کا شعور بھی نہیں حاصل کر پائے۔ ہمارے حکمران محض لیلیٰ اقتدار کے مجنوں ہیں۔ پچاس سے زائد نام نہاد اسلامی

Marfat.com

ممالک ابھی تک کسی پلیٹ فارم پر متحد ہونے کی ضرورت محسوس نہیں کر رہے۔ایک سے ایک بدطینت 'منافق' عاقبت نااندیش اور باطل پرست ہے۔

حکمرانوں کے بعد مسلمانوں کی جزوی قیادت مذہبی و دینی راہنماؤں کے پاس تھی۔ یہ لوگ انبیاء کے وارث کہلاتے ہیں مگر بصد افسوس کہ یہی طبقہ باہمی منافرت اور تفرقہ بازی کا باعث ہے۔خدا' رسول' قرآن اور قبلہ ایک ہونے کے باوجود یہ مذہبی اجارہ دار ایک دوسرے کے ساتھ مل بیٹھنے کو تیار نہیں۔اب طاقتور طاغوتی حملوں کا مقابلہ کون کرے اور کیونکر کرے ؟ایسے میں احساس زیاں رکھنے والوں کی نگاہیں ایک بار پھر گنبدِ خضراء کی طرف ہی اٹھتی ہیں اور زبانِ حال سے گویا ہیں کہ

تاریک افق کے ماتھے سے کب رات کی ظلمت چھوٹے گی
صبح کا اجالا کب ہوگا سورج کی کرن کب پھوٹے گی
اے پشت پناہِ کون ومکاں اس سمت بھی اک رحمت کی نظر
سن میری فغاں لے میرا سلام اے ارض وسما کے پیغمبرؐ

یارسول اللہ ﷺ یہ پستیٔ ملت دیکھی نہیں جاتی' اپنی عاصی امت پر نظرِ کرم کیجئے۔یہ ٹھیک ہے کہ ہم آپ کے نقشِ قدم پر نہیں چل سکے' ہمارے ایمان کی روشنی ماند پڑ گئی ہے' ہم حرص وہوس کے بندے بن گئے' ہم نے دنیا کے بدلے دین قربان کر دیا' چند ٹکوں کی خاطر ضمیر فروخت کر دیئے اور آج ہم اپنی نگاہوں میں بھی گر گئے مگر تیری رحمت کی چادر بھی تو بڑی وسیع ہے۔

شاہِ لولاکؐ ہیں تو تیرے امتی — تجھ سے نسبت تو ہے نام ہی کی سہی
ہمیں جذبِ فاروقؓ وصدیقؓ دے — ظلم کو ختم کرنے کی توفیق دے
تری رحمت کے آقا طلب گار ہیں — ہادیٔ محترم! ہم خطا وار ہیں

(ستمبر ۱۹۹۱ء)

Marfat.com

"شاید کہ ترے دل میں اتر جائے میری بات"

ماہِ میلادِ رسول ﷺ محبتوں، مسرتوں اور سعادتوں کی متاعِ گراں بہا لے کر ہر سال جلوہ فگن ہوتا ہے اور اہلِ ایمان و یقین کے مشتاق و مضطرب جذبوں کو سیراب کرتا ہوا گزر جاتا ہے۔ اس ماہِ مقدس کا ہر دن اور ہر لمحہ صاحبانِ محبت و شوق کی کشتِ ایمان کے لئے بہارِ جاوداں کی حیثیت رکھتا ہے۔ کائناتِ ہست و بود کو تاریخ کے ان لمحات پر ناز ہے جو اسی ربیع الاول کی ایک صبحِ سعادت کے دامن میں سمٹ آئے تھے۔

ظہورِ قدسی کا وہ دن جسے عید میلاد النبی ﷺ کہتے ہیں فی الحقیقت عید الفطر اور عید الاضحیٰ کو واجب سمجھ کر منانے والی امت کیلئے عشق و محبت کا امتحان ہے۔ اللہ رب العزت کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں اس امتحان میں کامیاب ہونے والوں میں پیدا فرمایا اور اس نعمتِ عظمیٰ کے حصول پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے خوشی منانے اور شکر بجالانے کی توفیق عطا فرمائی، ورنہ اس محسنِ انسانیت ﷺ کے بعض نام لیوا ایسے بھی ہیں جو اس عیدِ سعید کو مغموم رہنے کی نہ صرف ترغیب دیتے ہیں بلکہ خوشیاں منانے والوں پر گولیاں اور پتھر برساتے ہیں حالانکہ مغموم و سوگوار یا غضبناک تو شیطنت اور ابلیسیت کے علمبرداروں کو ہونا چاہیے جن کے مشن اور پروگرام میں یہ دن سب سے بڑی رکاوٹ ثابت ہوا۔

حقیقت یہ ہے کہ کوئی بھی مسلمان جس کے دل میں رتی بھر بھی ایمان ہوتا ہے وہ بے ساختہ اس دن کی آمد پر مچل اٹھتا ہے۔ اس کے نخلِ ایمان کی خزاں رسیدہ ٹہنیاں رحمتوں، برکتوں اور سعادتوں کے ثمرات سے جھومنے لگتی ہیں لیکن دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض ابلیسی صفت لوگ بے تکے دلائل کو بنیاد بنا کر ایسے موقعوں پر بدمزگی پھیلاتے ہیں اور باطنی خباثت کے ہاتھوں مجبور ہو کر فساد برپا کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔

یاد رکھیں! حضور ﷺ کے ذکر کو دن بہ دن رفعتوں سے ہمکنار کرنا مشیت

Marfat.com

خداوندی ہے۔ گلی گلی' کوچہ کوچہ' شہر شہر اور گاؤں گاؤں ذکرِ رسول ﷺ کی مجالس و محافل اسی مشیتِ ایزدی کا نتیجہ ہیں " وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی "کے تحت وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کئی جگہوں پر ان تقاریب میں تیزی آگئی ہے۔ حسبِ معمول اس مرتبہ بھی بعض بدبختوں نے میلادالنبی ﷺ کے جلوسوں پر گولیاں چلائیں اور پتھراؤ کیا۔

کسی طبقے' گروہ' یا مکتبہ ٔ فکر کا نام لئے بغیر ہم ایسے نادان لوگوں پر واضح کرنا چاہتے ہیں کہ "اسلام کی خدمت" اور "دین کی تبلیغ" کرنے والو! تمہیں جشنِ میلادالنبی ﷺ کی مخالفت کر کے اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں اجتماعی درود و سلام کے نذرانے پیش کرنے والوں پر پتھر اور گولیاں برسا کر کونسے مشن کی تکمیل مقصود ہے؟ خدائی مشن تو رفعتِ ذکرِ مصطفیٰ ﷺ ہے اور جشنِ میلادالنبی ﷺ کی دھوم دھام اس رفعتِ ذکر کی ہی ایک صورت ہے۔ اس خدائی وعدے کی تکمیل کے راستے میں رکاوٹ کی ناکام کوششیں تو ابلیسی مشن کا حصہ ہیں۔ اب یہ تمہاری مرضی ہے کہ اپنی زندگی کون سے مشن کی تکمیل میں گزارنا پسند کرتے ہو۔ رہا ذکرِ مصطفیٰ ﷺ' تو اسے بلند کرنے والی طاقت چونکہ خود اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اس لئے تمہارے اوچھے ہتھکنڈوں سے اہل ایمان کے جذبوں میں تعطل نہیں آسکتا' ہاں یہ ممکن ہے کہ تم خود محبت کے اس سیلِ رواں میں خس و خاشاک کی طرح بہہ جاؤ۔ علاوہ ازیں۔۔۔۔۔۔ وہ لوگ بھی اپنے رویوں پر نظرِ ثانی کریں جو حضور ﷺ کی سنت و سیرت پر عمل کئے بغیر محبت کے دعوے کرتے ہیں اور ایسے موقعوں پر غیر شرعی اور ناپسندیدہ حرکات کا ارتکاب کر کے عذابِ الٰہی کو دعوت دیتے ہیں۔

(اکتوبر' ۱۹۹۱ء)

Marfat.com

یہودیت بمقابلہ اسلام...... تاریخ کا نازک موڑ

حق و صداقت پر مبنی تعلیمات کا مجموعہ دینِ اسلام چونکہ پوری انسانیت کیلئے پیغامِ رحمت وراحت بن کر آیا ہے اور اسے لیکر مبعوث ہونے والے نبی رحمت محسن انسانیت ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اس لئے یہ دین بھی آخری حتمی اور مکمل قرار پایا۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے تمام باطل ادیان و مذاہب کو نہ صرف چیلنج کیا بلکہ انسانیت کو تمام فرسودہ عقائد و رسومات سے نجات دلا کر فطری ہدایت کے سیدھے راستے پر گامزن کر دیا۔ آمد اسلام سے جن مذاہب اور نام نہاد مذہبی اجارہ داروں کو نقصان پہنچا ان میں ملتِ یہود سرِ فہرست ہے۔ اس لئے قرآنِ حکیم کی متعدد آیات میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اسی خطر ناک، بد طینت، معتوب اور مکار دشمن سے محتاط رہنے کا حکم دیا۔

تاریخِ اسلام اگرچہ عیسائیوں کے ساتھ بے شمار معرکوں سے بھری پڑی ہے جن میں صلیبی جنگیں اور برطانوی استعماری سازشیں ناقابلِ فراموش ہیں لیکن جس قدر سازشیں، مسلسل عداوت اور انتقامی کاروائیاں یہودیوں نے روا رکھیں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اس تعصب اور کینہ پروری کی بے شمار مذہبی اور تاریخی وجوہات ہیں جن کا ذکر ان اوارتی کلمات میں ناممکن ہے۔ چنانچہ ہمیشہ کی طرح اور پہلے سے کہیں بڑھ کر آج (مٹھی بھر منظم) یہودیت اور عالمِ اسلام کے درمیان کھلی جنگ کا آغاز ہو چکا ہے۔ یہودیوں نے اپنی طاقت کو مجتمع کر کے پوری دنیا پر قبضہ و تسلط کے خواب کو عملی شکل دینے کے لئے اسلامی دنیا کے دل مشرق وسطیٰ میں "اسرائیل" جیسی غیر قانونی ریاست کی بنیاد رکھ کر "عظیم تر اسرائیل" کے حصول کو عملی شکل دینے کا سفر شروع کر دیا ہے۔ روس، امریکہ، برطانیہ، فرانس اور دیگر اسلام دشمن باطل قوتیں اس شیطانی منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں خفیہ اور اعلانیہ اسرائیل کی مدد و معاون ہیں۔ یہ طاقتیں مختلف حیلوں بہانوں اور منصوبوں سے ملتِ اسلامیہ کو منتشر اور باہم

Marfat.com

متصادم رکھ کر اپنے دیرینہ انتقامی جذبوں کو تسکین پہنچا رہی ہیں۔ مسلمان جہاں کہیں سر اٹھاتے ہیں یہ عالمی غنڈے انہیں کچلنے کیلئے اپنے سازشی ہتھکنڈوں اور آتشیں اسلحے کے ہمراہ فوراً وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ حالیہ خلیجی جنگ اور اس کے اسباب و نتائج پر غور کرنے سے اس حقیقت کا واضح ثبوت مل جاتا ہے۔

دوسری طرف یہودی دنیا بھر سے نقل مکانی کر کے اپنے روحانی مرکز اسرائیل میں جمع ہو رہے ہیں اور وہاں مظلوم عرب مسلمانوں کو بے گھر کر کے نئی یہودی بستیاں بسائی جا رہی ہیں۔ ظلم تو یہ ہے کہ اسرائیل جب ان بستیوں کے لئے امریکہ سے اربوں ڈالر طلب کرے تو یہ رقم بھی اسے عرب مسلمان حکمرانوں سے لیکر دی جاتی ہے۔ اسی طرح عراق کی تباہی ہو یا اسلام کے خلاف مذہبی' ثقافتی اور جغرافیائی سازشوں کو عملی جامہ پہنانے کیلئے دیگر منصوبے' ہر جگہ دولت مسلمانوں کی استعمال ہوتی ہے' گویا جوتے بھی ہمارے اور سر بھی۔

اس میں شک نہیں کہ اسلام دشمن طاقتوں کی یہ ریشہ دوانیاں ہمیشہ کی طرح ایک فطری عمل ہے لیکن دل خون کے آنسو اس لئے روتا ہے کہ مسلمانوں میں ابھی تک اپنی بقاء وسلامتی کا اجتماعی شعور ہی بیدار نہیں ہو سکا۔ اس وقت دنیا میں 56 کے قریب آزاد مسلم ریاستیں ہیں لیکن سوائے ایک دو کے کہیں بھی اسلامی غیرت وحمیت کے آثار نمایاں نہیں۔ ایک خدا' ایک رسول اور ایک قرآن کے ماننے والے ان مسلمانوں کا منشور بھی ایک ہو جاتا تو انہیں پوری دنیا میں یوں ذلیل و رسوا نہ ہونا پڑتا۔ اس وقت اطراف واکنافِ عالم میں کونسا خطہ ہے جہاں مسلمان کی عزت و عصمت اور مال ودولت محفوظ ہیں؟

نشانِ راہ دکھاتے تھے جو ستاروں کو ترس گئے ہیں کسی مردِ راہ داں کیلئے

افسوس! انسانیت کو علم و حکمت اور ہدایت واخوت کا درس دینے والی امت آج اپنے اندرونی جھگڑوں کا فیصلہ کروانے کیلئے اسی امریکہ کے در سے امن کی بھیک مانگ رہی ہے جو پوری دنیا کے شیاطین کو مسلمانوں کے کچلنے کی ترغیب دے رہا ہے۔

Marfat.com

میرؔ کیا سادہ ہیں ! بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

تاریخِ اسلام جرأت و عزیمت' غیرت و حمیت اور عظمت و شوکت کی تاریخ ہے لیکن ہماری غیرتوں کو کیا ہوا کہ یہود و ہنود کے ہاتھوں ذلیل و رسوا ہو کر بھی عاقبت نااندیش ہیں۔ اس وقت دنیا خطرناک سیاسی' سماجی اور اخلاقی مسائل میں الجھ چکی ہے۔ تمام انسان ساختہ نظام ان مسائل کو حل کرنے کی بجائے ان میں اضافہ کر کے یکے بعد دیگرے ناکام ہو چکے ہیں۔ روس میں کیمونزم کا جنازہ نکلتے دیکھ کر امریکہ نے سرمایہ دارانہ نظام کی ساکھ اور اپنی چودھراہٹ قائم رکھنے کیلئے "نیو ورلڈ آرڈر" کا اعلان کر دیا۔ یہ نیا عالمی نظام بھی دراصل "عظیم تر اسرائیل" حاصل کرنے کا یہودی منصوبہ ہے۔ اس کا پہلا قدم آج سپین میں منعقد ہونے والی نام نہاد امن کانفرنس ہے جس کے نتیجہ میں حق و باطل کا ممکنہ امن سمجھوتہ نہ جانے کیا کیا نتائج برآمد کرے گا۔

خلیجی جنگ کے نتیجے میں اسلامی سیاست و معیشت پر یہودی قبضے کے بعد اب تیزی سے اسلامی تہذیب و ثقافت اور دینی و مذہبی اقدار کے خاتمے کی تراکیب ہو رہی ہیں۔ اس کیلئے فحش اور مخرب الاخلاق لٹریچر ہمارے گھروں کے نہاں خانوں میں پہنچ چکا ہے۔ رہی سہی کسر سی این این اور ڈش چینلز نے پوری کر دی ہے۔ ہمارے کوچہ و بازار عریاں فلموں کی تجارت گاہ بن چکے ہیں۔ اشتراکی عرب حکمرانوں کی شہوت پرستی' جاہ طلبی اور شباب و شراب پسندی تو خیر مسلّم ہے ہی لیکن "اسلام کے قلعے" پاکستان کی نام نہاد اسلامی حکومت کے "جیالے اور غیور" وزراء بھی اب غیر ملکی طوائفوں کے ساتھ محوِ رقص نظر آنے لگے ہیں ۔باہر سے آنے والے ثقافتی وفود پر لاکھوں روپے خرچ کر کے پاکستانی عوام کیلئے تفریحی پروگرامز کے انتظامات ہو رہے ہیں۔

ایسے میں ہم ملک کے صاحبِ درد مذہبی و سیاسی راہنماؤں اور اصحابِ دانش و بینش سے درخواست کرتے ہیں کہ اب نجی اختلافات کو بڑھا کر سیاسی و مذہبی اجارہ داریاں چمکانے کا

Marfat.com

وقت نہیں رہا۔ خدارا! ہر ذمہ دار شخص اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھے اور اپنے حقیقی دشمن کو پہچانتے ہوئے اپنی تمام تر توانائیاں اس طرف لگانے کا عزم کرے۔ علمائے کرام نوجوانوں کو فروعی اختلافی مسائل میں الجھانے کا گناہ کبیرہ اب ترک کر دیں اور اپنی تحریر و تقریر کا رخ اسلام کو درپیش مسائل کے حل کی طرف موڑ لیں۔ احیائے اسلام کے لئے سرگرمِ عمل جملہ تحریکیں اور مذہبی و دینی ادارے اپنے اپنے وسائل و اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے پوری دنیا کے مسلمانوں کو متحد و متفق رکھنے کی مخلصانہ کوششیں تیز کر دیں۔ آج اگر مغربی ممالک "یورپی برادری" کی شکل میں منظم ہو کر اپنے مسائل آپس میں حل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تو اسلامی ممالک جن کے مذہب کی تعلیم ہی اخوت و محبت ہے کیوں متحد نہیں ہو سکتے۔

تحریکِ منہاج القرآن اپنے وابستگان سے بجا طور پر یہ توقع رکھتی ہے کہ وہ ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر امتِ مسلمہ کی بہتری' دین اسلام کی سربلندی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کے لئے اپنی مقدور بھر صلاحیتیں اس راہ میں کھپا دیں تاکہ سسکتی ہوئی انسانیت مصطفوی انقلاب کے اثرات سے بہرہ ور ہو سکے۔

(نومبر' ۱۹۹۱ء)

Marfat.com

تحریکِ آزادیٔ کشمیر کا فیصلہ کن مرحلہ

قدیم اسلامی مملکت' کشمیر کی جنت نظیر وادی جو طویل عرصہ سے پابہ زنجیر تھی اب پچھلے دو سالوں سے غاصب بھارتی درندوں کے بے رحم ہاتھوں تباہی کے مناظر پیش کر رہی ہے۔ اپنوں کی نادانیوں اور غیروں کی سازشوں کے تسلسل نے یہاں کے بدقسمت باسیوں کو کبھی سکھ چین اور آرام کا سانس نہیں لینے دیا۔ اب تو نوبت یہاں پہنچ چکی ہے کہ یہاں کے رشکِ جنت باغات شہداء کے قبرستان اور ہنستے بستے گھر مقتل بن گئے ہیں۔ مشک و زعفران سے اٹے ہوئے کہسار' گل وبلبل سے مزین سبزہ زار' سری نگر جیسے حسین و جمیل شہر اور لولاب جیسی پر بہار وادیاں بے گناہ کشمیری مسلمانوں کے پاکیزہ خون سے لہو رنگ ہیں ۔ کشمیر سے بہہ کر آنے والے ندی نالے اور دریا اب دریائے فرات کی طرح گریہ کناں ہیں کہ یہاں ایک نہیں ہزاروں کرب وبلا کے معرکے بپا ہو رہے ہیں۔ یہاں بھی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عفت مآب نسبی و مذہبی بیٹیاں بے کسی' بے بسی اور عدمِ تحفظ کے جان لیوا لمحاتِ حیات گزارنے پر مجبور ہیں۔ ان کے سروں پر بھی چادر نہیں' چھت نہیں اور محرم عزیزوں کا سایہ نہیں ۔ بیمار بچوں' بوڑھے مردوں اور عورتوں کے لٹے پٹے قافلے سرحد کی دونوں جانب آج کے نام نہاد ترقی پسند' تعلیم یافتہ' مہذب اور امن پسند انسانی معاشرے میں عشرت کدے سجا کر بیٹھے ہوئے ہزاروں یزیدوں کے رحم و کرم پر کھلے آسمان کے نیچے سسک رہے ہیں۔ اس کے برعکس آگ اور خون سے بھر پور دشوار گزار راستوں' برف پوش پہاڑوں کے طویل سلسلوں اور قدم قدم پر بھارتی اسلحہ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں کشمیر کے نوخیز' غیور اور بہادر نوجوانوں کا رواں دواں قافلۂ جہاد تاریخ اسلام کے جلیل القدر مجاہدین کی داستان ہائے عزم و ہمت کی یادیں تازہ کر رہا ہے۔

تحریکِ آزادیٔ کشمیر کا یہ نازک اور اہم ترین موڑ پوری دنیا کے مسلمانوں اور

Marfat.com

بالخصوص وطنِ عزیز پاکستان کے اصحابِ فکر و دانش اور اربابِ اقتدار کی خصوصی دلچسپی اور عملی تعاون کا محتاج ہے۔ اہل کشمیر جغرافیائی نہیں بلکہ وہی دینی اور نظریاتی جنگ لڑ رہے ہیں جو جہاد کی صورت میں ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔

پاکستان بوجوہ اس مظلوم قافلۂ حریت و جہاد کا وکیل چلا آ رہا ہے لیکن صد افسوس! کہ قیامِ پاکستان سے اب تک کی غیر اسلامی اور غیر جمہوری حکومتوں کی طرح موجودہ "اسلامی جمہوری" حکومت بھی کشمیریوں کی قسمت سے کھیلنے کا شرمناک عمل جاری رکھے ہوئے ہے۔ اس کی وجوہات عالمی حالات و خطرات ضرور ہیں لیکن بنیادی وجہ جذبۂ ایمانی کا فقدان ہے کشمیر میں برسرِ پیکار مسلمان مجاہدین کے مختلف گروپوں میں معمولی نظریاتی اختلافات اور ان سے پیدا ہونے والی عملی مشکلات اپنی جگہ، مگر ان میں سے کسی کی تنظیم کو محض خود مختاری کی "بغاوت" کا مرتکب سمجھ کر اور کسی کو الحاق پاکستان کی "وفاداری" کا مستحق جان کر امتیازی سلوک روا رکھنا درست نہیں۔ صرف الحاق کی صورت میں تحریک کی حمایت اور خود مختاری کے "خطرے" پر مجاہدین کی حوصلہ شکنی اس "اسلامی حکومت" کی کشمیر پالیسی کو مشکوک بناتی ہے۔ اس وقت کشمیری مجاہدین ہوں یا اس کی مدد و معاون مذہبی سیاسی تنظیمات ان کے لئے خود مختاری اور "الحاق" کے نعروں سے پرہیز وقت کی اشد ضرورت ہے۔ آزاد کشمیر کی حکومت اگر ان میں سے کسی ایک نعرے کو بھی اپنا نظریہ بنائے گی تو وہ کشمیریوں کی قربانیوں سے اسی نادانستہ غداری اور ہٹ دھرمی کی مرتکب ہو گی جس کا ارتکاب شیخ عبداللہ کر چکا ہے اور اگر حکومتِ پاکستان صرف "حصولِ کشمیر" کو اپنی حمایت کی بنیاد بنائے گی تو عالمی حمایت سے محرومی کے علاوہ جد و جہدِ آزادی میں مصروف کشمیریوں کیلئے پاکستان اور بھارت کے عزائم میں فرق کرنا مشکل ہو جائے گا۔ پاکستان اسلامی نظریاتی مملکت ہے اور ہر اس تحریک کی عملی حمایت کرنا اس کا فرضِ منصبی ہے جس کی اساس اسلام کی عظمت و سربلندی ہو۔

(دسمبر ۱۹۹۱ء)

Marfat.com

مصطفوی انقلاب کارواں دواں قافلہ

تحریک کیا ہے ؟ .... متحرک رہنا اور متحرک رکھنا۔ اس کا متضاد سکوت، جمود اور ٹھہراؤ ہے۔ کائنات کی ہر زندہ چیز متحرک ہے گویا تحریک زندگی کی شرط ہے اور جمود و سکوت موت کی علامت۔ انسانی جسم کو ہی لیجئے اس میں خون گردش کرنا بند کردے یا دل دھڑکنا چھوڑ دے تو موت واقع ہو جاتی ہے۔ اسی طرح نظامِ کائنات کو دیکھئے 'ہوائیں چلنے کا ہنر کھودیں تو انسان فوراً دم گھٹ کر مرجائے' پانی میں روانی کی خصوصیت نہ رہے تو زندگی کا نظام درہم برہم ہو جائے' اسی طرح چاند' سورج اور ستارے اپنے راستوں پر پابندی سے چلنا چھوڑ دیں تو گردشِ لیل و نہار کا یہ خوبصورت سلسلہ منقطع ہو جائے۔ الغرض کاروانِ حیات لحہ بہ لحہ حرکت پذیر ہے اور یہی تحریک تقاضائے فطرت ہے کہ......

؎ حیات ذوقِ سفر کے سوا کچھ اور نہیں

اس لئے شاعرِ فطرت شناس اقبال نے کہا۔

ٹھہرتا نہیں کاروانِ وجود — کہ ہر لحظہ ہے تازہ شانِ وجود

سفر زندگی کیلئے برگ وساز — سفر ہے حقیقت حضر ہے مجاز

تحریک دراصل اسی ذوقِ سفر کا نام ہے جو انسان کو خوب سے خوب ترکی تلاش میں سرگرداں رکھے۔ جو لوگ اس ذوقِ سفر سے عاری ہوتے ہیں وہ شاہراہِ حیات میں درماندہ راہرو کی طرح تھک ہار کر جیتے جی مر جاتے ہیں اور جو عشق و جنوں کو راہرو بناتے ہوئے مقصود تک پہنچنے کا عزم کر لیتے ہیں فطرت ان کے سامنے رازہائے سربستہ اگل دیتی ہے۔

اسلام چونکہ زندہ دین ہے اس لئے اس کی فطرت و ماہیت میں بھی تحرک ہے۔ گویا اسلام سراسر تحریک ہے اور مسلسل تحریک۔ نہ اس کی تعلیمات میں جمود ہے اور نہ اس کے ماننے والے جامد و بے حس ہو سکتے ہیں۔ اس لئے جہاں یہ سکوت و جمود طاری ہو سمجھ لیں

Marfat.com

وہاں اسلام کی روح مفقود ہے۔ جس طرح ہر زندہ چیز کی زندگی کا دارومدار مخصوص خوراک پر ہوتا ہے اسی طرح اسلام کی قوت کا انحصار جہاد و اجتہاد میں مضمر ہے اور اسلامی تحریک ان دونوں ارکان کا مجموعہ ہوتی ہے۔

آفرینشِ آدم سے چونکہ ابلیسی قوتیں بھی اپنے مشن میں مستعد ہیں اس لئے انسانیت کی صحیح راہنمائی کیلئے اللہ رب العزت نے انبیائے کرام کا طویل سلسلہ قائم فرمایا۔ انبیاء و مرسلین اپنے راستے میں حائل آتش و آہن کی دیواریں توڑتے اور خون کے دریا عبور کرتے ہوئے اپنے عظیم فریضۂ منصبی سے عہدہ برآء ہوتے رہے حتیٰ کہ رونقِ بزمِ کائنات حضور نبی اکرم ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ پر انبیاء کا سلسلہ ختم ہو چکا تو اعلائے کلمۃ الحق کا مشن جاری رکھنے کیلئے صحابہ کرامؓ میدانِ عمل میں سرگرم رہے اور بعد ازاں حضور کی امت کے علماء و مصلحین کو یہ پیغمبرانہ مشن سونپ دیا گیا۔

دینِ اسلام کو قیامت تک زندہ و جاوید رکھنا اللہ تعالیٰ کا منشاء ہے۔ اس لئے ہر دور میں باطل طاغوتی سازشوں کا مقابلہ کرنے والے نفوس بھی پیدا ہوئے جنہوں نے غلبۂ دین کی تحریک کو نسل در نسل منتقل کیا اور یہ تسلسل انشاء اللہ قیامت تک اسی طرح قائم رہے گا۔ ہر دور میں جب ظلم حد سے بڑھے' نافرمانوں نے سرکشی اختیار کی' جبینیں خدا کے حضور جھکنے کی بجائے طاغوتی و استعماری بتوں کے سامنے جھکنے لگیں تو قدرت نے ہر بار اسی سرزمین سے کسی موسیٰ کو منتخب کیا اور وقت کے فرعون کی سرکوبی کا سامان کر دیا۔

آج کا دور بھی اپنے براہیم کی تلاش میں ہے۔ اس وقت امتِ مسلمہ بالخصوص اور جملہ انسانیت بالعموم اضطراب و بے چینی کی کیفیت میں مبتلا ہے۔ فرنگی تہذیب کی فتوحات عارضی ثابت ہو چکی ہیں۔ شاخِ نازک پر بنے ہوئے سب آشیانے باری باری زمانے کی دسترس سے بکھر رہے ہیں۔ دوسری طرف اسلامی ممالک میں کار فرما سیاسی و سماجی فکر جو مادیت سے مستعار لیا گیا تھا' ملت کے لئے باعثِ تنزل و انتشار بن چکا ہے۔ امت اس وقت سیاسی' اقتصادی' اخلاقی' روحانی' مذہبی' دینی' علمی' فکری' تہذیبی اور ثقافتی اعتبارات سے

Marfat.com

مکمل زوال اور تباہ کن ابتلاء کا شکار ہے۔ منصبِ امامت کا فریضہ ادا کرنے والی یہ امت اب شیطانی شکنجوں میں جکڑی ہوئی ہے اور اپنے اعمال کے باعث حددرجہ ذلت و رسوائی کا سامنا کر رہی ہے۔

ے نشانِ راہ دکھاتے تھے جو ستاروں کو ترس گئے ہیں کسی مردِ راہ رواں کیلئے

اس پسِ منظر میں عالمی اسلامی انقلاب کی نقیب تحریکِ منہاج القرآن کے مشن، پروگرام اور مقبولیتِ عامہ کو دیکھیں تو دل سے آواز اٹھتی ہے کہ یہ تحریک اللہ تعالیٰ کی نعمتِ عظمیٰ ہے۔ بانی و سرپرست اعلیٰ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ واقعتاً اس دورِ قحط الرجال میں درماندہ کارواں کے وہ جرأت مند اور بے مثل راہنما ہیں جن کی تکبیر مسلسل صحراؤں، بیابانوں، شہروں، بستیوں، کھیتوں، کارخانوں اور کہساروں میں توحید و رسالت کے دلآویز نغمے بکھیر رہی ہے۔ وطنِ عزیز سے لے کر بیرونِ ملک اور مساجد سے لے کر یورپ کے صنم کدوں تک اس درویش خدا مست کی للکار نے ایک جہاں آباد کر دیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ "محمد طاہر القادری" اس وقت ایک بغاوت ہے اس دور کے بد مست حکمرانوں کے خلاف، ایک تحریک ہے طاغوتی نظام کے علمبرداروں کے خلاف، ایک چیلنج ہے عالمی غنڈوں کے لئے، ایک نقیب ہے بھٹکے ہوئے کارواں کا، ایک صدا ہے بھولے ہوئے نغمے کی، ایک درد ہے ملت کے درماں کا، ایک دوا ہے مرضِ کہن کی، ایک چراغ ہے ظلمتِ آفاق میں، ایک امید ہے صدیوں کی حرماں نصیبی کے بعد، ایک تعبیر ہے لاکھوں سہانے خوابوں کی، ایک دھڑکن ہے بے قرار دلوں کی، ایک آرزو ہے مچلتے ہوئے جذبوں کی، ایک نور ہے منتظر نگاہوں کا، ایک نوید ہے مصطفوی انقلاب کی اور کیوں نہ کہوں کہ ایک دانائے راز ہے بزمِ عشق کا۔

آپ کی سرپرستی میں رواں دواں مصطفوی انقلاب کے قافلۂ عشق و مستی کا دس سالہ سفر بڑے دلچسپ، عجیب اور حیران کن مراحل سے ہوتا ہوا آگے بڑھ رہا ہے۔ نادان دوستوں کی مخالفت بھی ہے، دانا دشمنوں کی تباہ کن سازشیں بھی ہیں اور جماعت کی

Marfat.com

آستینوں میں بت بھی لیکن تحریکِ منہاج القرآن نغمۂ محبت ہے' پیغامِ اتحاد ہے'' صدائے انقلاب ہے جو فضاؤں میں پھیل چکی ہے اور اسے پھیلنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔

یہ نغمۂ فصلِ گل و لالہ کا نہیں پابند بہار ہو کہ خزاں لاالہ الااللہ

عظیم تحریکی ساتھیو! سربکف چلتے رہو آپ کے قدموں کی آہٹ باطل سامراج سن چکا ہے۔ ہم نے اسے دینِ حق کی صداقت کا یقین دلانا ہے اور اس کے ظلمت کدوں کو گرانا ہے۔ تحریک کے دس سالہ سفر پر مشتمل یہ اشاعت آپ قارئین کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے۔ وقت اور صفحات کی پابندی نے اس لامتناہی سلسلے کو یہاں تک روک دیا ورنہ آپ کے جذبوں اور شبانہ روز مشقت سے سینچا ہوا گلستان تو بڑا وسیع ہو چکا ہے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ ہر گل کی مہک آپ تک پہنچے۔ مشرق و مغرب میں بیٹھے ہوئے تحریکی بھائی ایک دوسرے کی سرگرمیوں سے آگاہ ہوں اور اسی جوش و جذبے سے منزلِ مقصود کی طرف گامزن رہیں۔ اگر کسی ملک' تنظیم یا ساتھی کا اس کی شایانِ شان ذکر نہ ہو سکا ہو تو اسے ہماری معذوری سمجھیں اور آئندہ کیلئے مناسب راہنمائی فرمائیں۔ ان ادارتی کلمات کے ساتھ ہی میں "حدیثِ دل" کے صفحات سے اجازت چاہتا ہوں۔ آئندہ ملاقات اندر کے صفحات پر ہوا کرے گی انشاءاللہ العزیز۔

(دس سالہ کارکردگی نمبر مارچ ۹۲ء)

Marfat.com

پاکستانی سیاست کے المیے

معزز قارئین: "حدیثِ دل" کے صفحات میں ایک بار پھر آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔اس تین سالہ عرصہ مفارقت کے آخری دو سال مجھے حصولِ علم کی خاطر عالمِ اسلام کی ہزار سالہ پرانی مادرِ علمی "جامعۃ الازہر" میں گزارنے کا شرف حاصل رہا۔اس عرصہ میں جہاں علمی، فکری اور تحقیقی سرگرمیاں جاری رہیں وہاں بہت سے نئے مشاہدات اور تجربات بھی ہوئے۔ سب سے بڑا تجربہ یہ ہوا کہ میں نے پہلی بار پاکستان کو قریب سے دیکھا......جی ہاں واقعی ایسا ہوا...... قاہرہ دنیا کا گنجان آباد اور MULTINATION شہر ہے اس لئے ہمیں ایک دو نہیں، بیسیوں ممالک کے لوگوں سے بار بار واسطہ پڑتا رہا اور ہر جگہ "پاکستانیت" کا نیا مشاہدہ ہوا۔

اس امر میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان ایک نظریاتی ملک ہونے کی حیثیت سے عالمِ اسلام کا مرکز اور مضبوط قلعہ تصور کیا جاتا ہے۔لوگوں کی نظروں میں اس کے عظیم ہونے کی وجوہات کئی ہو سکتی ہیں لیکن حقیقت کا تقاضا تو یہی ہے کہ ہم خود بھی غور کریں اور دیکھیں کہ ہم کہاں کھڑے ہیں۔اچھائیاں اور برائیاں ہر ملک میں ہوتی ہیں لیکن ہم اپنے گریبان میں جھانک کر کسی بھی مہذب قوم سے اپنا موازنہ کر لیں تو معلوم ہو گا کہ بحیثیت قوم ہم بہت بڑے گھاٹے کی طرف جا رہے ہیں۔اس کا سبب صرف ایک ہے اور وہ ہے ہمارا موجودہ نظامِ سیاست۔ورنہ اس فاقہ کش قوم کی تاریخ جرأتوں اور عظمتوں کی تاریخ ہے۔

اس کی دینی غیرت و حمیت اور مذہب سے غیر مشروط عقیدت نے اب بھی مغرب کی نیندیں حرام کر رکھی ہیں۔اس سرزمین کے رکھوالے چپے چپے پر اس کی حفاظت کیلئے اپنے سر ہتھیلیوں پر لئے کھڑے ہیں۔یہ جوان بھوک میں سیاچین کی برف چبا کر بھی اپنے جسم میں خون نہیں جمنے دیتے اور اس کے حکمران ہیں جو اس قوم کا گرم خون چوس کر

Marfat.com

بھی بے حس اور بے حمیت ہو چکے ہیں۔ یہ پاک سرزمین جس کی خاک کے ایک ایک ذرے میں ہمارے آباؤ اجداد کا خون جذب ہے' جس کے ایک ایک چپے میں تقسیم ہند کے وقت ہماری قوم کے بوڑھوں' بچوں اور نوجوانوں کے جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گرتے رہے۔ قدم قدم پر ہماری بہنوں بیٹیوں کی عصمتیں تار تار ہوئیں' ان کے سہاگ لٹے اور بوڑھی ماؤں کے جگر گوشے ان کے سامنے کرپانوں سے ریزہ ریزہ کئے جاتے رہے۔ یہ سب کچھ کیا اس لئے ہوا کہ محض ایک خطۂ زمین حاصل کر کے ان بدمست حکمرانوں کے حوالے کر دیا جائے جہاں یہ اپنی من مانیاں کرتے پھریں؟

نہیں' ہرگز نہیں بلکہ ان قربانیوں کا مقصد یہ تھا کہ یہاں خدائی قوانین اور مصطفوی نظام نافذ العمل ہو۔ یہ ملک ریاستِ مدینہ کے نظریئے پر بنایا گیا تھا تاکہ یہاں سرکارِ مدینہ نبی اکرم ﷺ کی اتباع کے نقوش واضح نظر آسکیں لیکن صد افسوس کہ آگ اور خون سے گزر کر آنے والا یہ کارواں اپنی پہلی منزل پر ہی لٹ گیا۔ اسے لوٹنے والے باہر کے نہیں اسی دھرتی کے "وڈیرے" تھے۔ وہ جو اس وقت بھی استعمار کے پٹھو تھے اور آج بھی ہیں۔

ضمیر فروشی اس وقت بھی ان کا کاروبار تھا اور آج بھی ہے۔ دنیوی جاہ و حشمت اور مال و دولت اس وقت بھی ان کا دین و مذہب تھا اور آج بھی ہے۔ یہ نہ اس وقت قومی اور ملی غیرت رکھتے تھے اور نہ آج رکھتے ہیں۔ پاکستان کا مطلب چونکہ لا الہ الا اللہ بتایا گیا تھا اس لئے اس مظلوم قوم نے اس عظیم نظریئے کیلئے بے دریغ قربانیاں دیں لیکن اس قوم پر سب سے بڑا ڈاکہ یہ پڑا کہ اس کا نظریہ ہی اس سے چھن گیا۔ نظریہ چونکہ جدوجہد اور قربانیوں کا محرک تھا' یہ نہ رہا تو عمل کی جہتیں اور مقصود خود بخود بدل گیا۔ ۱۹۴۷ء سے قبل پوری قوم ایک ملک کی تلاش میں تھی۔ قیادت مخلص تھی اور تلاش کا نظریہ برحق تھا اس لئے ملک مل گیا۔ نظریہ جب بدل گیا تو اب نصف صدی سے پورا ملک اس قوم کی تلاش میں سرگرم ہے' اس قیادت کو ترس گیا ہے جو اس کی تکمیل نہ سہی سلامتی' وجود کی ضامن تو ہو۔

نصف صدی کے بعد بھی ہم ترقیٔ معکوس کی جانب بڑھ رہے ہیں۔ ہم تعمیر و ترقی

Marfat.com

اور استحکام کی سوچ سے عاری ہیں۔ ہمارے بعد آزاد ہونے والے بیسیوں ممالک ہم سے ترقی میں کوسوں آگے نکل گئے ہیں۔

یارانِ تیز گام نے منزل کو جالیا ہم محو نالۂ جرسِ کارواں رہے

قدم آگے بڑھیں بھی کیسے کہ ہر موڑ پر تو رہزن تاک میں بیٹھے ہوئے ہیں جو مسلسل لوٹ رہے ہیں۔ مکار دشمن کے ان ایجنٹوں نے ہمیں بطور قوم ابھرنے ہی نہیں دیا۔ جب کسی صاحبِ درد نے قومی شعور پیدا کرنا چاہا' ان کی طرف سے صوبائی' لسانی' جغرافیائی اور نسلی فسادات کا تحفہ ملا۔

محدود مفادات' ناقص حکمتِ عملیوں اور غلط پالیسوں کی وجہ سے آئے روز مسائل و مشاکل میں ہم نے خود ہی اضافہ کیا۔ ایک خدا' ایک رسول' ایک قرآن اور ایک کعبے پر ایمان رکھنے والی یہ قوم ابھی تک صوبائیت اور لسانیت کے بتوں کو پوج رہی ہے۔ آدھا ملک ضائع کرنے کے بعد بھی ہمیں ان لٹیروں کی سمجھ نہیں آسکی اور اب "جناح پور" "سندھو دیش" "پختونستان" "بلوچستان" اور "جاگ پنجابی جاگ" کے نعرے بھی گونج رہے ہیں لیکن کیا مجال کسی کو زیاں کا احساس تک ہوا ہو یا کبھی سر جوڑ کر ان رستے ہوئے زخموں کو مندمل کرنے کا سوچا گیا ہو۔ ایسا ہو بھی کیسے ہمارے اربابِ اختیار تو باؤلے کتوں کی طرح اقتدار کی ہڈیوں پر جھپٹ رہے ہیں۔ ہوسِ جاہ و منصب کے یہ پجاری ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے اتنے سرپٹ دوڑ رہے ہیں کہ ایک قدم رک کر اس تنے کو بچانے کا سوچ بھی نہیں رہے جس کی شاخوں پر ان کے آشیاں قائم ہیں۔ مصالحت' افہام و تفہیم' صبر و برداشت' اخوت' رواداری' یکجہتی اور استحقاق یہ سب کچھ ان کے نزدیک فرسودہ تصورات اور بے معنی لغت ہے۔ لوگ مرتے ہیں' شہر جلتے ہیں' بستیاں اجڑتی ہیں اور گھر ویران ہوتے ہیں تو ہوتے رہیں۔

دریا کو اپنی موج کی طغیانیوں سے کام کشتی کسی کی پار ہو یا درمیاں رہے

ہمارے ملک میں لاقانونیت' بے عملی اور من مانی اس قدر بڑھ گئی ہے کہ یہاں مسلمہ علمی اصطلاحات نے بھی اپنے معانی بدل لئے ہیں۔ یہاں رشوت کو ضرورت' سفارش

Marfat.com

کو مروت ' فحاشی کے سیلاب کو تفریح ' فرقہ پرستی کو نظریاتی تشخص ' لوٹ مار اور ڈاکہ زنی کو استحقاق ' قتل و غارت گری کو تطہیر معاشرہ اور منشیات کے استعمال کو عادت کا نام دیا جا رہا ہے۔ اسی طرح بے ایمانی میں بے خوفی کی آمیزش دلیری کہلاتی ہے ۔ مخالفت برائے مخالفت ' الزام تراشی ' گالی گلوچ ' جھوٹ فریب ' "لوٹے" "لفافے" یہ سب سیاست کے مفاہیم ہیں۔ سڑکوں پر بھنگڑا ڈالنا ' راستوں میں شور و غل ' چھتوں پر غبارے چھوڑنا ' اسمبلیوں میں کرسیاں چلانا اور چوہے چھوڑنا "پاکستانی جمہوریت" کا حصہ ہے۔ اسی طرح حقائق کو مسخ کرنا ' افراتفری ' عزتوں کی تذلیل ' جرائم کی تشہیر اور پگڑی اچھالنا جدید صحافت کا طرہ امتیاز ہے۔

وڈیرہ شاہی نے اس ریاستی نظام میں بری طرح اپنے پنجے گاڑے ہوئے ہیں۔ اس ننگِ ملت سیاست کے اصل مہرے بھی یہی وڈیرے جاگیر دار ہیں۔ یہ طبقہ پاکستانی قوم کی قسمت پر نجانے کب تک مسلط رہے گا۔ المیہ یہ ہے کہ یہ خود تو کجا ان کے درآمد شدہ کتے اور گھوڑے بھی ان کے ہاں عام انسانوں سے زیادہ قابلِ التفات ہیں۔ آج بھی ہمارے دیہاتوں میں چودھریوں کے ظلم کا راج زمانہ ماقبل اسلام سے بدتر ہے۔ ہزاروں فرعون صفت وڈیرے آئے روز حوا کی بیٹیوں کو سرِ بازار ننگا رقص کرواتے ہیں لیکن ان انسان نما درندوں کیلئے کوئی قانون بنا ہی نہیں۔ بنتا بھی کیسے کیونکہ قانون سازی کے منصب پر بھی تو یہی براجمان ہیں۔

ایسے میں نیوکلیئر پالیسی ' کشمیر پالیسی ' توانائی کے بحران کا حل ' ملک میں تعلیمی مسائل ' بے روزگاری ' منشیات پر پابندی ' تفرقہ پروری کی لعنت سے نجات اور روز بروز کمر توڑ مہنگائی جیسے قومی مسائل کیسے حل ہوں؟ یہ تو ہے ہمارے اندر کی صورتحال۔ ذرا باہر نظر دوڑائیں تو اسلام دشمن طاقتوں کے عزائم دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ کشمیر میں ظلم و بربریت اور سفاکی کی تاریخ نئے ریکارڈ قائم کر رہی ہیں اور اس کا وکیل پاکستان ہے جو اپنی ناکام اور غیر واضح خارجہ پالیسی کے باعث تاریخ کے اس نہایت اہم اور نازک موڑ پر اکیلا کھڑا اقوامِ عالم کی طرف دیکھ رہا ہے۔ "آسماں! ٹوٹے ہوئے تاروں کا ماتم کب تلک"

(نومبر ۹۴ء)

Marfat.com

قرار دادِ کشمیر۔۔ خونِ شہداء سے ایک اور بے وفائی

مسلمانان کشمیر پر مظالم کی تاریخ تو کافی پرانی ہے' لیکن اس کا باقاعدہ آغاز ۱۶ مارچ ۱۸۴۶ء کے اس "معاہدامرتسر" سے ہوا جب دنیا میں پہلی مرتبہ ایک "مہذب قوم" نے انسانوں کو ان کی وطن سمیت ہندو ڈوگرہ گلاب سنگھ کے ہاتھ ۷۵ ہزار روپے میں فروخت کر دیا تھا۔ اسی وقت سے ان پر مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹنا شروع ہوئے اور ردِ عمل کے طور پر مزاحمت بھی اسی دور میں شروع ہو گئی۔ اس مزاحمتی شعور نے ۱۹۳۱ء میں سیاسی پلیٹ فارم پر منظم ہو کر باقاعدہ تحریک کی شکل اختیار کر لی۔ ادھر پورے ہندوستان میں ہندو مسلم فسادات کے رد عمل کے طور پر تحریک پاکستان کا آغاز بھی ہو چکا تھا۔ اس لئے کشمیری مسلمانوں کی تحریک آزادی بھی اسی دھارے میں بہتی رہی۔

چونکہ پاکستان برصغیر کے ستم رسیدہ مسلمانوں کے خوابوں کی تعبیر اور تمناؤں کی تکمیل تھی اس لئے کشمیری مسلمانوں نے بھی اپنے مستقبل کو اسی دھرتی سے منسوب کر دیا۔ یہ انتساب کوئی جذباتی یا وقتی فیصلہ نہیں تھا بلکہ ہزاروں سالہ تاریخی ثقافتی اور دینی یکجہتی کا منطقی نتیجہ اور فطری تقاضا تھا۔ مگر تاریخ کے اس نازک موڑ پر مظلوم قوم ایک بار پھر مہاراجہ کے ہاتھوں فروخت ہوئی اور دوسری طرف نو مولود پاکستان سے مدد کو جانے والے پختون بھائیوں کے غیر متوقع ناروا سلوک اور ظلم و بربریت کا نشانہ بنی۔ اس کا رد عمل یہ ہوا کہ کشمیر کا واحد فعال لیڈر شیخ عبداللہ "شیر کشمیر" سے دشمن کشمیر بن گیا۔ اس نے شہیدوں کے خون کی نیلامی پر بھارت سے اقتدار کا انعام حاصل کیا۔

۱۹۶۵ء میں پاک بھارت جنگ ہوئی پاکستانی افواج کے ایمانی جذبوں سے بھارت نے مات کھائی اور "آپریشن جبرالٹر" کے نام سے فوجیں کشمیر کے اندر گھس گئیں' اس سے پہلے کہ یہ آپریشن کامیاب ہوتا روس کی زیر نگرانی "معاہدہ تاشقند" کا کھیل کھیلا گیا اور میدان

Marfat.com

میں جیتی ہوئی تاریخی جنگ ایوب خان مذاکرات کی ٹیبل پر ہار کر آگیا۔ اس معاہدہ کی کوکھ سے ذوالفقار علی بھٹو "واحد قومی ہیرو" بن کر ابھرا اور نتیجہ پاکستان پیپلز پارٹی کے پلیٹ فارم پر قومی انتخاب میں مشرقی پاکستان سے واضح مینڈیٹ لینے میں کامیاب ہو گیا۔ وطن عزیز دونوں طرف کرسی اقتدار کی بھینٹ چڑھا اور دولخت ہو گیا۔

۱۹۷۱ء میں پاکستان اور بھارت تیسری مرتبہ آمنے سامنے تھے۔ پاکستان اپنے علاقے نااندیش حکمرانوں کے ہاتھوں بنگال میں پسپا ہوا اور تاریخ اسلام میں پہلی مرتبہ ۹۰,۰۰۰ مسلح اسلامی لشکر نے ہندو جیسے بزدل دشمن کے سامنے ہتھیار ڈال کر "شجاعت و جوانمردی" کی نئی مثال قائم کی۔ یہ جنگ چونکہ چالاک ہندو کا نادان پاکستانیوں سے ۱۹۶۵ء کی شکست کا انتقام تھا اس لئے اسے بھی کشمیر کے کھاتے میں جمع کر دیا گیا۔ بھارت نے موقع غنیمت سمجھتے ہوئے دولخت اور کمزور پاکستان کے راہنماؤں کو مذاکرات کی میز پر بلا کر اپنی من مانی شرائط و دستخط کرائے جس میں سر فہرست کشمیر سے دست کشی تھی' اور واضح طور پر یہ طے پایا گیا کہ آئندہ مسئلہ کشمیر بین الاقوامی سطح پر نہیں اٹھایا جائے گا۔ اندرا گاندھی اور بھٹو کے درمیان ہونے والا تاریخ کشمیر کا یہ بدترین واقعہ "شملہ معاہدے" کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ معاہدہ دراصل شکست خوردہ قیدی افواج کی رہائی کے بدلے میں ایک مظلوم مسلمان قوم کے مستقبل کا سودا تھا۔ مگر ہماری ناداں قوم نے اس پر بھی بھنگڑے ڈالے' نعرے لگائے اور سودا کرنے والوں کو قومی ہیرو بنا ڈالا۔ پھر تاریخ نے اپنے آپ کو دہرایا' قوم کے یہ سوداگر کرسی اقتدار سے اتر کر پس دیوار زنداں' اور پھر تختہ دار سے ہوتے ہوئے راہی عدم ہو گئے۔

اس دوران کشمیر میں ایک نئی نسل ہوش سنبھال رہی تھی' اس کے سامنے معاہدہ امرتسر ۱۸۴۶ء سے لے کر معاہدہ شملہ ۱۹۷۲ء تک کی تاریخ اور ان کے کرداروں کا انجام بھی تھا' اور ۱۴ سو سالہ اسلامی تاریخ بھی۔ ایسی تاریخ جس کا ہر باب خودداری' جوانمردی' شجاعت اور دینی غیرت و حمیت پر جانیں قربان کرنے والوں کے خون سے رقم ہے۔ اتفاق سے افغانستان میں بھی اسی تاریخ عزیمت کا ایک نیا باب لکھا جا رہا تھا۔ ملت کشمیر کا پیمانہ صبر

Marfat.com

سے لبریز ہو گیا اس کے جوانوں نے بھی اوائل ۱۹۹۰ء میں بھارتی مظالم کے خلاف علم جہاد بلند کر دیا اور سر بکف میدان میں اتر آئے۔ بھارت نے مسلح افواج کے دستے بھیجنے شروع کر دیئے اور اب وادی میں چھ لاکھ درندے نہتے مسلمانوں سے لڑ رہے ہیں۔ اہل کشمیر اس کسمپری کے عالم میں دنیا کے بدترین اور بے اصول دشمن سے نبرد آزما ہیں۔ کفر و اسلام کی اس کھلی جنگ میں مظالم کا لامتناہی سلسلہ عالمی طاقتوں اور خاص طور پر عالم اسلام کی غیرت و حمیت بیدار کرنے کیلئے اگرچہ کافی تھا' مگر خلاف توقع ہمیں بین الاقوامی سطح پر ایک سال میں تین بار ہزیمت اٹھانا پڑی۔ ۲۴ نومبر ۱۹۹۳ء جنرل اسمبلی میں پھر مارچ ۱۹۹۴ء میں جنیوا کی انسانی حقوق کانفرنس میں اور اب ۱۰ نومبر ۱۹۹۴ جنرل اسمبلی کی فرسٹ کمیٹی میں۔ ظلم کی انتہا یہ ہے کہ پاکستان کے دوست اسلامی ممالک بھی پاکستان کا ساتھ چھوڑ گئے' حالانکہ اس قرار دار کا متن اتنا مبہم اور غیر واضح تھا کہ اگر منظور ہو بھی جاتی تو کشمیر کی تقدیر بدل نہیں جانی تھی۔ مگر سوال یہ ہے کہ اس نازک موڑ پر ہم قدر بے بس کیوں ہو گئے ؟ کیا یہ اس لئے تو نہیں کہ ایک صحیح اور مبنی بر حق مسئلے کو دوسروں تک نہیں پہنچا سکے ؟ حقیقت یہ ہے کہ شروع سے ہی پاکستان کی خارجہ پالیسی انتہائی ناقص اور خطرناک حد تک غیر تسلی بخش رہی ہے۔ کشمیر جیسا بنیادی مسئلہ جو پاکستان کی موت و حیات کا مسئلہ ہے اس پر ہم قطعاً غیر سنجیدہ بلکہ مجرمانہ غفلت کے شکار ہیں۔ وہاں برف پوش وادیاں خون آلود ہیں' ہنستی بستی بستیاں شہداء کے قبرستان بن چکے ہیں اور ہماری حکومت ہے کہ وہ پوری دنیا میں نااہل سفارتی وفود بھیج کر ان سے استہزاء کرتی ہے۔ سیر سپاٹے کے رسیا' رنگیلے وفود باہر جا کر محافل شراب و شباب سے لطف اندوز ہو کر آتے ہوئے متعلقہ سفارتکانوں کو لاکھوں روپے کے بل تھما دیتے ہین جو غریب عوام پر ٹیکس لگا کر بعد ازاں ادا ہوتا ہے۔ ابھی حال ہی میں ۳۴ ارکان کا وفد UNO روانہ ہوا' اس میں سب نکمے اور نااہل لوگ تھے۔

تعجب ہے کہ قرارداد کیلئے کئی ماہ سے شور مچانے والی حکومت نے خود ہی یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ اس قرارداد کی کامیابی یا ناکامی کا تحریک آزادی کشمیر سے کوئی تعلق نہیں

Marfat.com

اور یہ کوئی اقوام متحدہ مردہ گھوڑا ہے۔ اگر ایسا تھا تو اتنے لمبے چوڑے لشکر کی کیا ضرورت تھی کہ وہ امریکہ کے FIVE STAR ہوٹلوں میں غریب قوم کی دولت اڑاتے رہے اور مردار گھوڑے پر لاکھوں ڈالر خرچ کرنے کا مشورہ کس حکیم نے دیا تھا؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ قرار داد دراصل کشمیری مسلمانوں کی قربانیوں کی رائیگاں کرنے کیلئے اسلام دشمن عالمی طاقتوں کے اشارے پر پیش نہیں کی گئی۔ ہم بجاطور پر یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ پاکستان کا موجودہ وزیرخارجہ اور دفترخارجہ کے ذمہ دار حضرات اس تاریخی بد دیانتی کا موجب ہیں اور عالمی سطح پر یہ ڈرامہ ۵۰ ہزار شہیدوں کے خون اوز ہزاروں مسلمان خواتین کی لٹی ہوئی عصمتوں سے بے وفائی اور غداری ہے۔ خود وفد کے سربراہ اور کشمیر کمیٹی کے صدر صاحبزادہ نصر اللہ بارہا اس کی تصدیق کر چکے ہیں۔ اگر پاکستان کشمیر کو اپنے وجود کا حصہ سمجھتا ہے تو صاف ظاہر ہے وہ براہ راست حالت جنگ میں ہے اور ہر بار شعور شخص یہ سمجھ سکتا ہے کہ جو قوم اپنی بقاء کی جنگ میں دشمن کے ساتھ نبرد آزما ہو اس کی اسمبلیوں میں دنگل کوچہ بازار میں فحاشی' محافل عیش نشاط میں شراب شباب کے مناظر دکھائی نہیں دیتے۔ کشمیر کو پاکستان کی شہ رگ ماننے والے یہ بھول جاتے ہیں کہ اگر شہ رگ سے خون کے فوارے بلند ہو رہے ہیں اور باقی وجود گلچھرے اڑا رہا ہے تو نتیجہ کیا نکلتا ہے ڈیڑھ سو سالہ تاریخ اور موجودہ صورت حال کو دیکھ کر رد عمل کے طور پر کشمیری نوجوان نسل اگر تیسری آپشن کی بات کرتے ہیں تو ہم انہیں ہندو کی اولاد اور غدار کہتے ہیں لیکن اپنے کارناموں پر غور نہیں کرتے' یہی حال سندھ میں ہے' اور اب تو سرحد میں بھی شریعت کا نام لینے والوں کو گولی اور بارود کی زبان سے باز رکھنے کی کوشش کر کے وطن عزیز کو ایک اور آزمائش میں مبتلا کیا جارہا ہے۔ اور ہاں ۲۵ دسمبر کو یوم قائداعظمؒ ہے۔ نصف صدی کے بعد ایک بار پھر یہ دل گرفتہ اپنے قائد کو اس کے لہولہو پاکستان کی مبارکباد پیش کرے گی۔

(دسمبر ۱۹۹۴ء)

Marfat.com

Marfat.com

سال95ء

Marfat.com

لخت لخت امت...... قدم قدم حماقتیں

قارئین کرام کو ۹۵ء کا نیا عیسوی سال مبارک ہو۔ ۹۴ء کا سال بھی امت مسلمہ کو مسائل کے بھنور میں چھوڑ کر گزر گیا۔ کہتے ہیں وقت ایک تیز دھاری تلوار ہے' اس کو صحیح استعمال کیا جائے تو انسان فتح و نصرت کا مالک بنتا ہے ورنہ یہ اسے بھی کاٹتے ہوئے آگے نکل جاتا ہے۔ وقت کی قدر و قیمت کرنے والی قومیں سر افلاک چمکتی ہیں اور ناقدری کرنے والی خس و خاشاک کی طرح حوادثات زمانہ کی نذر ہو جاتی ہیں۔ اکیسویں صدی کی طرف بڑھتی ہوئی امت مسلمہ اپنی تاریخ کے نازک ترین دور سے گزر رہی ہے۔ پچھلی دو صدیوں سے اس کے شب و روز دانا دشمنوں کی پیہم عیاریوں کا شکار ہیں اور ہمارے ارباب اختیار ہیں کہ وقت کی نزاکت سے قطعاً بے خبر۔ آئے روز نئی سے نئی حماقت کا ارتکاب کئے جا رہے ہیں۔ قبائے امت مسلم لہو لہو ہے' عالم کفر ملت کے اجزاء کو آپس میں تقسیم کر کے صفحہ ہستی سے اس کا نام و نشان مٹانے کے درپے ہیں' لیکن نام نہاد عالم اسلام مہر بلب ہے جدھر کان لگائیں مسلمانوں کی چیخیں اور سسکیاں' جس سمت نظر اٹھائیں مسلمانوں کے خون کی ندیاں' بے گور و کفن لاشے' کٹے ہوئے جسم' اجڑی ہوئی بستیاں اور جلتے ہوئے گھر ہماری غیرت پر نوحہ کناں ہیں۔ کشمیر' فلسطین' بوسنیا' برما اور اب چیچنیا جیسے ممالک میں اسلام کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کیلئے مسلمانوں کے سروں کی فصل کٹ رہی ہے۔ افسوس تو اس بات کا ہے کہ ہم اپنے دشمن کو ازل سے پہچانتے ہوئے بھی بار بار اسی کی گود میں پناہ ڈھونڈتے ہیں۔ ہر بار وہ ایک ہاتھ سے پشت میں خنجر گھونپتا ہے اور دوسرے ہاتھ سے ہمارے منہ میں خیرات ڈالتا ہے تو ہم سمجھتے ہیں یہی ہمارا آقائے نعمت ہے۔ گویا ہم عزت و وقار کی دولت سے تو محروم تھے ہی' اب عقل و شعور سے بھی عاری ہو چکے ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر' اور مراکش

Marfat.com

سے جنوب مغربی ایشیاء اور مشرق بعید تک پھیلی ہوئی ہر نعمت سے مالا مال اللہ تعالیٰ کی یہ پسندیدہ امت اس درجہ ذلیل و خوار کیوں ؟ غور کیا جائے تو دشمنوں کی ریشہ دوانیوں سے کہیں زیادہ اپنی حماقتیں نظر آئیں گی۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں جغرافیائی اور مالی وسائل کے اعتبار سے بہترین خطہ دیا تھا مگر ہم نے اسے غیروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔ آخری امت ہونے کے باوصف ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کا آخری اور مکمل دین' قرآنی دستور اور سب سے بڑھ کر حضور نبی اکرم ﷺ کے اسوہ حسنہ کی صورت میں گھر سے لے کر ایوان اقتدار تک ہر شعبہ حیات میں بہترین راہنمائی میسر تھی لیکن ہم نے شرف و کرامت کی ان ساری نسبتوں کو اپنے لئے توہین سمجھا اور انسان ساختہ قوانین کا طوق غلامی اپنے گلے میں ڈال لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دوستی اور دشمنی کا جو معیار دیا تھا ہم نے اس کے برعکس کفار و مشرکین سے محبت کی پینگیں بڑھائیں اور اپنوں سے بیگانے ہو گئے۔ یوں ہم نے دینی شناخت، نظریاتی تشخص' ثقافتی معیار اور علمی برتری کو خود ہی فراموش کر دیا لہٰذا قدرت نے ہمیں عظمت و رفعت کی کہکشاؤں سے اٹھا کر ذلت کی پستیوں میں دے مارا۔

بیسویں صدی میں اسلامی تاریخ کے چند افسوسناک' واقعات جنہوں نے ملت اسلامیہ کی وحدت اور وقار کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ان میں پہلی جنگ عظیم کے بعد ترک ناداں کا اپنے ہاتھوں سے قبائے خلافت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا' پھر دوسری جنگ عظیم کے بعد شرق الاوسط کے مرکزی روحانی خطے میں اسرائیل جیسے ناسور کا قیام اور حالیہ خلیجی جنگ میں امریکہ بہادر کی "شان و شوکت کے ساتھ مقدس سرزمین میں تشریف آوری" خاص طور پر نمایاں ہیں۔ ان میں ہر ایک واقعہ اپنی جگہ غیر معمولی حماقت اور ناقابل تلافی نقصان تھا لیکن ہر ایک کا سبب خود مسلمان ہیں۔ پہلے دو واقعات کے بعد ہمیں حد درجہ احتیاط اور منصوبہ بندی کی ضرورت تھی لیکن سنبھلنے کی بجائے ہم نے تیسرے واقعہ کا خود اہتمام کیا۔ اس کے کرداروں کو تو آئندہ مورخ شاید بے نقاب کرے مگر ہمارے نزدیک

Marfat.com

تاریخ اسلام میں اس دن سے شرمناک دن اور کوئی نہیں ہوگا جس دن اسلام کے روحانی مرکز خطہ عرب کے رکھوالے حکمرانوں نے امریکہ کی فوجوں کا آگے بڑھ کر گرمجوشی سے استقبال کیا۔

؎ " حرم رسوا ہوا اہلِ حرم کی کم نگاہی سے "

کویت' سعودی عرب اور عرب امارات مضبوط اقتصادی ممالک ہونے کے باجود چند سالوں میں اربوں ڈالر کے مقروض ہو چکے ہیں' عراق ادھ موا ہوا پڑا ہے، امریکہ اور مغربی ممالک مسلمانوں کا سرمایہ کھلے عام لوٹ رہے ہیں اور بچہ بچہ جانتا ہے کہ سینکڑوں سالہ یہودی منصوبہ بندی کے نقشے میں امریکہ رنگ بھر رہا ہے لیکن اب بھی عرب زعماء غفلت کی چادر اوڑھے بے حس و حرکت محو خواب ہیں۔ وہاں سفید چمڑی والے یہود و نصاریٰ انتہائی محترم و محبوب مخلوق ہیں گویا یہ امریکہ اور یورپ کے کفار نہیں بلکہ جنت سے اترے ہوئے فرشتے ہیں۔ جبکہ پاکستان اور دیگر ممالک کے مسلمان وہاں حیوانات سے بھی کم تر درجہ کے حامل ہیں اور اب تو انہیں بھی چن چن کر واپس بھیجا جا رہا ہے تاکہ مزاحمت کا ایک فیصد بھی چانس نہ رہے اور " جو چاہے ان کا حسن کرشمہ ساز کرے " یہاں طلوع ہونے والی ہر صبح ہلاکت و بربادی کا نیا پیغام لے کر آتی ہے' دن بھر مسلمان لٹتے ہیں' کٹتے ہیں مگر شام ڈھلتے ہی سوچ و فکر سے عاری یہ حکمران اور ارباب اختیار محفل عیش و نشاط کی زینت بن جاتے ہیں۔ دینی و ملی شعور ختم ہو کر رہ گیا ہے' حال ہی میں کاسابلانکا میں ہونے والی ساتویں سربراہی کانفرنس O.I.C کو ہی لیجئے کسی مسئلہ پر اگر اتفاق ہوا ہے تو وہ یہ تھا کہ ہم اپنے ممالک میں بڑھتی ہوئی "بنیاد پرستی" کا مقابلہ کس طرح کریں؟ کاش۔۔۔! ان مسلمان حکمرانوں کی غیرت ایمانی اتنی تو ہوتی کہ انہیں کشمیر کے کوچہ و بازار میں بکھرنے والے مسلمانوں کے ٹکڑے' لہو رنگ وادیاں اور جلتے ہوئے گھر نظر آجاتے۔ کشمیر نہ سہی' انہیں فلسطین میں ہر روز مرنے والے عرب مسلمان یا جلتی ہوئی مسجد ابراہیمی ہی نظر آجاتی جو حال ہی میں یہودیوں کے قبضے میں چلی گئی ہے' بوسنیا کے بعد "چیچنیا" ایک تازہ زخم لگا ہے' بدقسمتی دیکھیں کہ روسی

Marfat.com

جارحیت کے واضح اعلان کے باوجود O.I.C میں اس کا ذکر تک نہیں ہوا۔یوں لگتا ہے جیسے ان استعماری ایجنٹوں نے قسم اٹھا رکھی ہے کہ اسلام کا گلہ دبانے میں ہم بہر حال عالم کفر کا ساتھ دیں گے۔

"بنیاد پرستی" کی لہر تو دراصل کفار کی اسلام دشمنی کے رد عمل میں "اسلام پرستی کا شعور" ہے' اور عالم کفر کو اس وقت اسی عالمگیر شعور سے خطرہ ہے اور وہ اسی کو دبانے کیلئے تمام وسائل کام میں لا رہا ہے۔اب اگر مسلمان ممالک بھی اپنے لئے اسی شعور کو سب سے بڑا خطرہ قرار یں تو اسلام پھر کس چیز کا نام ہے ؟اور اسے ہم کس دنیا میں نافذ العمل دیکھنا چاہتے ہیں ؟اسلام کے خلاف خود مسلمان حکمرانوں کا یوں یکجا ہو جانا اس بات کی علامت ہے کہ انہیں اقتدار ایمان سے کہیں زیادہ عزیز ہے۔یہ ہر قیمت پر اقتدار کی کرسی کو تحفظ دینا چاہتے ہیں چاہے دنیا میں ایک مسلمان بھی نہ رہے۔ایسے میں لسانی' جغرافیائی اور مذہبی تفرقہ پروری میں پھنسا ہوا پاکستان جو مسلمانوں کی امیدوں کا مرکز ہے' باطل سامراجی سازشوں کا مرکز بن چکا ہے اس کا سر (کشمیر) تو پہلے ہی بھارت کچل رہا تھا اب پاؤں (کراچی) کاٹنے کا سامان بھی ہو چکا ہے مگر ہم پھر بھی عقل و شعور سے کام لینے کی بجائے آئے روز سابقہ غلطیاں دھرا رہے ہیں۔پوری قوم بے مقصدیت' سستی جذباتیت' عریانی و فحاشی اور کھیل کود میں مگن ہے۔دینی اقدار کا جنازہ نکلا جا رہا ہے۔لیکن ہم کسی فیصلہ کن لائحہ عمل پر متفق نہیں ہو سکے یہی وقت ہے کہ اہل فکر و دانش اور دیندار لوگ آگے بڑھ کر کفر و اسلام کی اس کھلی جنگ میں اپنا واضح کردار ادا کریں ورنہ قدرت ہم سے بھی وہی انتقام لے گی جو فلسطین' کشمیر' بوسنیا اور چیچنیا کے مسلمانوں سے لیا جا رہا ہے۔

(جنوری ۹۵ء)

Marfat.com

عزیمت کا مسافر۔۔۔عظمت کا پاسبان

عظمت کی منزلیں عزیمت سے گزر کر ہی نصیب ہوتی ہیں۔ عزیمت کیا ہے؟ حق کے راستے میں مصائب و مشکلات اور مخالفت اور مزاحمت کا مقابلہ ہے۔ تاریخ دعوت و عزیمت کا ایک ایک ورق ان لوگوں کے کارناموں سے بھرا پڑا ہے جو نیکی اور بدی کی جنگ میں اپنے عہد کے طاغوت کے خلاف ڈٹ گئے اور جان کی بازی لگاتے ہوئے احقاق حق کا فریضہ سرانجام دیا۔ یہی صاحبان عزیمت انبیاء کے وارث ہیں اور فی الواقع عظمت بھی انہی کا حصہ ہے۔ اقبال نے عظمت و عزیمت کا یہ معیار اپنے مصرعے "زمانہ بہ تو نسازد تو بہ زمانہ ستیز" میں متعارف کروایا یعنی جو وقت اور حالات کے سانچوں میں خود نہ ڈھل جائے بلکہ حالات کو اپنے فکر و عمل کے سانچوں میں ڈھال دے۔ یہ مردان حق دگر گوں حالات کے سامنے جھکتے ہیں نہ اصولوں کو مسخ ہونے دیتے ہیں بلکہ حالات سے جنگ کر کے ان اصولوں کو قائم رکھتے ہیں۔ یہ اپنے فکر و عمل سے ثابت کرتے ہیں کہ حق باطل کے نظام میں ڈھلنے اور اس کا حصہ بننے کیلئے نہیں بلکہ کفرستانوں کو گلستان بنانے کیلئے آیا ہے۔

عظیم وہ ہوتے ہیں جو ہواؤں کے رخ کے ساتھ نہیں چلتے ہیں بلکہ ان سے ٹکرا کر آندھیاں اپنا رخ بدلنے پر مجبور ہوتی ہیں۔ دین اسلام جس طرح دوسرے ادیان کے لئے چیلنج ہے اسی طرح پوری تاریخ انسانی میں اہل دین بھی کفر و منافقت کیلئے کھلا چیلنج رہے۔ یہی وجہ ہے کہ دین مخالف ہوائیں مسلسل بھی ہیں اور خطرناک بھی۔ ان ہواؤں کے دوش پر ہر دور میں شیطنت اور ابلیسیت تباہ کن فتنوں کے ساتھ محو سفر رہی ہے۔ اسی سے تمدن بدلتے ہیں، تہذیبیں بگڑتی ہیں، ثقافت سنجیدہ قدروں کی بجائے حیوانیت کا لباس پہن لیتی ہے اور نظریات کی مضبوط عمارتیں مسمار ہو جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان ہواؤں کا رخ تبدیل کرنا جتنا ضروری ہوتا ہے اتنا ہی مشکل بھی۔ اسلئے کہ طوفانوں کا رخ باتوں سے

Marfat.com

نہیں چٹانوں جیسے کردار کی مضبوطی سے ٹکرا کر تا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی تہذیب کے آئینہ خانے میں قوموں نے اپنا بھیانک چہرہ دیکھا' مایوس ہوئیں اور تھک ہار کر حالات کے بہاؤ میں بہنے لگیں تو قدرت نے کسی ایسے مرد حق بین و حق آگاہ کو بھیج دیا جس نے تہذیب کے سینے پر کھڑے ہو کر باطل نظریات کو چیلنج کیا' اقدار کے مسمار اور بوسیدہ ٹکڑوں کو مجتمع کیا' اپنے فکر و عمل سے انہیں زندگی بخشی اور قوم کو ناقابل تسخیر قلعے تعمیر کر دیئے۔ افکار و نظریات اور کردار عمل کے یہی غیر مرئی (Invisible) قلعے دراصل اس کی عظمت کی علامت ہوتے ہیں۔

ہاں۔۔۔۔ عظیم لوگ وہ ہوتے ہیں جو اپنی منزلوں کا سراغ خود لگاتے ہیں اور دوسروں کے ہموار کیے ہوئے راستوں پر چلنا اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ وہ اس راستے سے صرف خود نہیں گزرتے بلکہ زمانے کو ساتھ لے کر چلتے ہیں۔ ان کی نظر منزل پر ہوتی ہے کارواں سے کون نکلا، کون داخل ہوا اور ساتھ چلنے والے کون سے موڑ پر تھک کر ساتھ چھوڑ دیں گے؟ وہ ان اندیشوں سے مستغنی ہوتے ہیں' وہ الزامات کے خارزاروں' مخالفت کی گھاٹیوں اور حسد و بغض کے بوئے ہوئے کانٹوں کو روندتے ہوئے آگے نکل جاتے ہیں۔ انہیں وقت کی بھاری اور کھردری چکی کے پاٹ کبھی نہیں پیس سکتے۔ ان کے اعصاب کی پٹڑیوں سے اذیت ناک حوادث اور ناخوشگوار واقعات کی بوجھل گاڑیاں مسلسل گزرتی ہیں مگر چہروں سے مسرتیں تقسیم کرتے نظر آتے ہیں۔ ان کے اندر وہ معرکہ پسند جنوں ہوتا ہے جو کبھی ماند نہیں پڑتا، وہ عزم ہوتا ہے جو کبھی بوڑھا نہیں ہوتا بلکہ اس کی خوشبو اور ولولے بوڑھوں کو جوانی اور مردوں کو زندگی دیتے ہیں اور ہاں ان کی موج نفس تلوار بے نیام بن کر باطل کو بھسم کر دینے کی قوت و صلاحیت بھی رکھتی ہے پھر جب وہ بولتے ہیں تو سرحدوں کی لکیریں تبدیل ہوتی ہیں اور دنیا کے نقشے بدل جاتے ہیں۔ ایسے مردان حق مائیں روز روز نہیں جنتیں بلکہ بقول اقبال۔

عمرہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

Marfat.com

صدیوں کے الٹ پھیر اور افلاک کی ہزاروں گردشوں کے بطن سے ایسا دانائے راز نمودار ہوتا ہے۔ اس کی سنگ راہ سے ہزار چشمے پھوٹتے ہیں۔ اسکے نفس شعلہ بار سے لاکھوں آفتاب نکلتے ہیں اور اس کی آہ شرر فشاں سے زندگی کی ہزاروں تاریکیاں مطلع انوار بنتی ہیں۔

۱۹ فروری ۱۹۵۱ء کو جھنگ کی سرزمین پر پیدا ہونے والا "محمد طاہر" نامی ایک بچہ بھی یقیناً اسی بزم عشق کا دانائے راز تھا۔ اس کے ارادے فطرت کا "سرور ازلی" تھے اس لئے ان کی تکمیل ماہ و سال میں مکمل ہوئی اور آج یہ "مفکر اسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری" کے نام سے آسمان علم و فکر پر مثل آفتاب جگمگا رہا ہے۔ قائدِ تحریک محض مفکر، محقق، مصنف، عالم، خطیب اور ادیب بھی ہوتے تو ان کی عظمت کے قلعے معاصرین کے لئے ناقابل تسخیر تھے لیکن ان کی عظمت اس سے دو قدم آگے ہے۔ انہوں نے اپنے فکر و فلسفہ اور درد و سوز کو ایک نظام کے طور پر نافذ کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے اور مردانہ وار اٹھایا ہے۔ گھر یا دفتر کی چار دیواری میں بیٹھ کر کتب لکھنا اور لاکھوں کے اجتماعات میں ولولہ انگیز خطاب کر لینا اپنی جگہ جان جوکھوں کا کام سہی مگر مختلف خاندان، زبان اور نسل کے لوگوں کو جمع کر کے اپنا ہمنوا بنا لینا اس سے کہیں مشکل عمل ہے۔

قائد دراصل وہ ہندسہ ہوتا ہے جس کے بغیر جتنے صفر ہوں وہ صفر ہی رہتے ہیں ان کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔ حقیقت یہ ہے کہ قائد تحریک منہاج القرآن اپنے عہد کا "وہی ہندسہ" ہیں جن سے لاکھوں بے جہت لوگ منزل آشناء ہو کر مقصد حیات پا رہے ہیں۔ یہ اپنے عہد کی شناخت اور تاریخ کا محور ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ہمعصر دنیا ہمیشہ کی طرح انکی عظمتوں کو تسلیم کرنے میں بڑی تنگ دل واقع ہوئی ہے۔ بیشتر شخصیات اپنے محدود دائروں اور اپنی ارد گرد کی مصنوعی دیواروں کے حصار میں رہتے ہوئے ایسے مردان خدا کو پھلتا پھولتا اور مقبول عام شہرت و محبت حاصل کرتا دیکھ کر اندر ہی اندر جل بھن جاتی ہیں۔ ان کے اندر کا ابلیس اکڑ کر "ہچو ما دیگرے نیست" کا نعرہ لگواتا ہے۔ مخاصمت و عداوت

Marfat.com

اور حسد جب بڑھ جاتے ہیں تو ہر طرف سے سنگ زنی بھی ہوتی ہے اور گمراہی کے فتوے بھی لگتے ہیں لیکن تاریخ دعوت و عزیمت گواہ ہے کہ یہ مخالفت ایسے لوگوں کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی۔ معرکہ علم واستدلال ہو یا تعقل و تدبر کا مرحلہ' کفر سے نبرد آزمائی ہو یا اپنوں سے واسطہ' ان کی صاف ستھری' مرتب' منظم اور باوقار شخصیت نکھر کر سامنے آجاتی ہے۔ ہم نے شہرت کی زر نگار قباؤں میں بہت سے "یگانہ روزگار" دیکھے لیکن بہت کم ایسا ہوا کہ ایک پیکر میں ہزار رنگ ہوں اور ہر رنگ کی اپنی چمک۔

ملتِ اسلامیہ کی نشاۃِ ثانیہ کے نقیب! تجھ سے عظیم اور خوش قسمت اور کون ہو گا جس نے جیتے جی یہ منظر دیکھ لیا کہ تیرے فکر و عمل کے بیج اطراف واکناف عالم میں اگ کر ماحول کو خیاباں بنا رہے ہیں۔ تو نے ریزہ ریزہ امت اور ٹوٹ ٹوٹ کر بکھرے ہوئے انسانوں کو پھر سے درسِ اتحاد دیا ہے۔ تیرے دم قدم سے ہزاروں غافل اب اشک سحر گاہی سے وضو کرتے ہیں۔ تیری آواز پر لاکھوں دل گوش بر آواز ہیں۔ تیرے اشارے پر ہزاروں گردنیں کٹنے کو تیار ہیں، تو نے مادیت، نفسانیت اور حیوانیت کے بڑھتے ہوئے تہذیبی طوفان کے آگے عشق رسول ﷺ کی سیسہ پلائی ہوئی زریں دیوار کھڑی کر دی ہے۔ تو نے دلوں کی ویران بستیوں میں محبت الٰہی اور عشق رسول ﷺ کے سدا بہار گلستان اگا دیئے ہیں۔ تیرے وجود سے مستنیر کرنوں نے ملک کے کونے کونے میں علم کے چراغ جلانے شروع کر دیئے ہیں۔

خداوندا! اس بلبل نغمہ سنج کو خود غرضی کے موسم خزاں میں دلآویز نغمے بکھیرنے کی توفیق دے' اس کے نور بصیرت کو عام کر دے' حاسدین پر فضل فرما اور اس کے چمن آرزو میں پروان چڑھنے والے ہم جیسے نکموں کو حسن عمل بھی دے اور توفیق عمل بھی۔

(فروری ۹۵ء)

Marfat.com

یوم قرار داد پاکستان...... اہداف اور ہمارے "کارنامے"

بیسویں صدی عیسوی کا آغاز مسلمانوں کے لئے مجموعی طور پر چودہ سو سالہ تاریخ میں فتنہ تاتار کے بعد دوسرا نازک موڑ تھا۔ ایک طرف خلافت اسلامیہ کی صدیوں پرانی پر شکوہ عمارت یورپی استعمار کے ہاتھوں منعدم ہو رہی تھی تو دوسری طرف یہودی لابی نے سر جوڑ کر عالم اسلام کے خلاف دور رس سازشوں کا جال پھیلانا شروع کر دیا تھا۔ جس کا پہلا عملی قدم عربوں کے دل فلسطین میں گھس کر بتدریج اسرائیل کے قیام کی صورت میں اٹھایا گیا۔ برصغیر پاک و ہند کے حساس مسلمانوں پر سقوط خلافت عثمانیہ کے سانحے کا شدید رد عمل تحریک خلافت کی صورت میں ایک عرصہ تک جاری رہا لیکن برطانوی سامراج کی مضبوط گرفت نے خاطر خواہ نتائج پیدا نہ ہونے دیئے۔ یہاں مسلمانوں کا برطانوی سامراج کی ریشہ دوانیوں کے علاوہ ہندو جیسے بدترین اور بے اصول دشمن سے مقابلہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اقبال کی طرح بعض زعماء برطانوی سامراج کے خلاف ہندو مسلم اتحاد کے مؤید تھے مگر پے در پے تلخ واقعات نے ان پر یہ حقیقت واضح کر دی کہ مسلمان اور ہندو دو مختلف قومیں ہیں ان کے عقائد و نظریات کے اختلاف نے انہیں صدیوں اکٹھا رہنے کے باوجود یکجا نہیں ہونے دیا۔ ایک اللہ کو ماننے والا اور دوسرا کئی بے جان بتوں کو پوجنے والا کیونکر متحد رہ سکتے تھے۔

ادھر عالم اسلام مسلسل جھٹکے کھانے کے بعد بیدار ہو رہا تھا' بقول اقبال "ملک ہاتھوں سے گیا ملت کی آنکھیں کھل گئیں" مسلمان جگہ جگہ آزادی کی جدوجہد میں مصروف ہو گئے۔ تیونس' شام' عراق' الجزائر' لیبیا' مصر اور انڈونیشیا جیسے اسلامی ممالک استعمار کے پنجے سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ برصغیر کے مسلمانوں کے لئے حکیم الامت علامہ اقبالؒ کا وجود ایک نعمت سے کم نہیں تھا۔ اقبال نے اس موقع پر فکری و نظریاتی راہنمائی کے ساتھ ساتھ بھرپور سیاسی رول ادا کیا۔ انہوں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ برصغیر کے مسلمان نشاۃ ثانیہ کی اس

Marfat.com

عالمگیر تحریک میں صرف اس صورت میں شامل ہو سکتے ہیں جب یہ بھی ایسا خطہ حاصل کرلیں جہاں اسلام کو بطور نظام نافذ کیا جائے' چنانچہ ۱۹۳۰ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس کے صدارتی خطاب میں اقبالؒ نے الہ آباد کے مقام پر اس مثالی اسلامی مملکت کا تصور دیا۔ اس مرد قلندر کے دل سے نکلی ہوئی یہ بات اس قدر بر حق تھی کہ صدا بن کر ہر مسلمان کی خواہش میں ڈھل گئی' اقبالؒ کے اس تصور میں حقیقت کا رنگ بھرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے قائداعظم محمد علی جناحؒ جیسے خوددار' پر عزم اور مخلص قائد کا انتخاب فرمایا' انہوں نے ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو منٹو پارک لاہور (مینارِ پاکستان) میں قرارداد پاکستان کا تاریخ ساز اعلان کیا۔ یہ اعلان مسلمانان برصغیر کے لئے ایک فیصلہ کن موڑ ثابت ہوا چنانچہ قائداعظمؒ کی قیادت میں فرزندان اسلام سروں پر کفن باندھ کر میدان عمل میں اتر آتے اور دیکھتے ہی دیکھتے صرف ۷ سالوں میں دنیا کے نقشے پر سب سے بڑی اسلامی مملکت معرض وجود میں آگئی۔

پاکستان اقبالؒ اور قائداعظمؒ کے خوابوں کی تعبیر، تمناؤں کی دھرتی اور ہزاروں شہیدوں کے خون کا ثمر تھا۔ اس کی بنیادوں میں لا الہ الا اللہ کی حرمت پر کٹ مرنے والے جسموں کے انبار اور معصوم بچوں کے کچلے ہوئے بدن تھے۔ ہماری ماؤں' بہنوں اور بیٹیوں کی ٹوٹی ہوئی چوڑیاں' اجڑے ہوئے سہاگ اور لٹی ہوئی عصمتیں تھیں۔ قائداعظمؒ کو آگ اور خون سے گزر کر آنے والے اس قافلے کی مقصدیت کا علم تھا اس لئے انہوں نے پاکستان کی تعریف ان الفاظ میں کی تھی۔

Pakistan is going to be a laboratory for experimentry Islamic values.

"پاکستان اسلامی اقدار کی تجربہ گاہ بننے والا ہے" پاکستان کا یہ تصور دراصل "نظریہ اسلام" تھا اس نظریے کی اساسیات وہی تھیں جو آج سے صدیاں قبل ریاست مدینہ قائم کر کے محسن انسانیت ﷺ نے فراہم کر دی تھیں۔ قرارداد پاکستان کا پہلا اور اہم ترین محرک اسلامی حکومت کا قیام تھا۔ ایسی حکومت جہاں اسلام ہر شعبہ زندگی میں قوت محرکہ کے طور پر نافذ و غالب ہو۔ ظلم کی بیخ کنی ہو اور عدل کی حکمرانی کا قانون بلا امتیاز رنگ و نسل جاری و

Marfat.com

ساری ہو۔ حکومتی اداروں میں شورائی جمہوریت کا راج ہو جہاں نمائندگان کا چناؤ صلاحیت، کارکردگی اور تقویٰ کی بنیاد پر ہو تاکہ آئے روز ایک دوسرے کی اکھاڑ پچھاڑ "کلاشنکوف" پلاٹ پرمٹ اور "تھیلے بورے" پر انسانوں کی بولیاں نہ لگیں۔ تحریک پاکستان کی دوسری اساس ایسی اسلامی قومیت تھی جس کی شناخت نہ وطن ہے نہ رنگ و نسل، نہ زبان اور نہ علاقہ و قبیلہ۔ اس کی شناخت ملت اسلامیہ کا وہ عنوان ہے جس میں ہر شناخت اور امتیاز رنگ و خون سمٹ آتا ہے۔ یہی دینی وحدت مسلمانوں کو متحد رکھنے کی سب سے بڑی قوت ہے۔ ایک خدا کی بندگی' ایک رسول ﷺ کی عظمت و ناموس پر کٹ مرنے کا جذبہ، قرآن کی ہمہ گیر آفاقی تعلیمات اور ایک کعبہ معظمہ کی اتباع' ایسی طاقتور اور مشترک اقدار ہیں جو کسی زمانے میں کسی ملک کے مسلمانوں کو دوئی کا تصور نہیں ہونے دیتیں لہذا ایک اسلامی نظریاتی مملکت میں کسی مہاجر' انصار' سرائیکی' پنجابی یا پختون "موومنٹ" کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ قرارداد پاکستان کا تیسرا محرک اسلام کا وہ تابناک سیاسی' سماجی اور ثقافتی نظام تھا جو ۱۲ سو سال تک انسانیت کے دامن میں فیوضات و ثمرات ڈالتا رہا۔ ایسا شاندار اور مستقل ثقافتی تاریخی ورثہ رکھنے والی قوم کی شناخت ناچ گانا' بھنگڑا' لڈی اور دیگر علاقائی رقص نہیں ہوا کرتے اور نہ ہی موسیقار' ڈرامہ باز اور فلمی ایکٹر ہمارے قومی ہیرو بن سکتے ہیں۔ ہماری تاریخ تو خالد' طارق' صلاح الدین ایوبی اور ٹیپو سلطان جیسے ہزاروں سپوتوں سے بھری پڑی ہے۔ ہمارا سرمایہ افتخار وہ اسوۂ حسنہ ہے جو آفتاب نصف النہار کی طرح آج بھی تاریکیوں میں روشنیاں تقسیم کر رہا ہے۔

تحریک پاکستان کا چوتھا اور اہم محرک پرامن بقائے باہمی کا ماحول تھا۔

اسلام میں اس سے زیادہ اس بنیادی خصوصیت کو اس سے بڑھ کر کیسے بیان کیا جا سکتا ہے کہ " اسلام" کا لغوی معنی ہی سلامتی، امن اور بھائی چارہ ہے۔ فتنہ و فساد' شرانگیزی' قتل و غارتگری' یہ سب اسلام کے مزاج کے برعکس اور قطعاً متضاد الفاظ ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے تو فرمایا مسلمان وہی ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ آئے روز قتل' ڈاکے اور اغواء دیکھ کر بعض اوقات یوں محسوس ہوتا ہی کہ ہم انسانوں کی دنیا سے

Marfat.com

دور بہت دور نکل آئے ہیں۔ آج کے پاکستان میں نہ کسی کی عزت محفوظ ہے، نہ جان' نہ مال' اور اب تو اللہ کے گھر بھی اس شرانگیزی سے سلامت نہیں۔ یہ ہاتھ کیا یہودیوں یا ہندوؤں کے ہیں یا کلمہ گو مسلمانوں کے؟ اسلامی روایات تو غیر مسلموں کے ساتھ بھی اس حسن سلوک کی متقاضی ہیں۔ ریاست مدینہ ہی کو لیجئے اس میں یہود و منافقین اور دیگر کفار کیا اکٹھے نہیں رہے تھے؟ لیکن ان کی جنگیں اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر ہوتی تھیں عام زندگی میں وہ بھائیوں کی طرح کاروبار حیات میں شریک ہوتے تھے۔ آج اسلام کا سب سے زیادہ دعویدار علماء کرام کا طبقہ ہے۔ ایک دوسرے کو لسانی ایذائیں جتنی اس طبقے کا وطیرہ ہے اتنا کسی کا بھی نہیں اور "چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی" کا مصداق جب مساجد کے منبروں سے کفر شرک اور بدعت کے فتاوے جاری ہوں اور واضح طور پر قتل کی تعلیمات دی جائیں تو پھر کون سا مقام اس چنگیزیت اور ہلاکت سے محفوظ رہے گا؟

بوئے گل لے گئی بیرونِ چمن رازِ چمن　　　کیا قیامت ہے کہ خود پھول ہیں غمازِ چمن

چاہیے تو یہ تھا کہ ہر فرد اقبالؒ کے خوابوں کی اس دھرتی کی تعمیر کرتا اس کے صحراؤں میں گلستان اگانے کا تہیہ کر کرتا' یہاں کے دکھی انسانوں کے غم بانٹے جاتے' عصمتوں کی حفاظت ہوتی' پگڑیاں اچھلنے سے بچ جاتیں' ظالم کے ہاتھ کٹتے' مظلوم کی دادرسی کی جاتی لیکن نصف صدی کے سفر کے بعد ہم اسی موڑ پر کھڑے اقوام عالم کا منہ دیکھ رہے ہیں جہاں پاکستان بناتے وقت دیکھ رہے تھے۔ اقبالؒ' قائداعظمؒ اور لاکھوں شہیدوں کی روحیں آج تک یہاں کے اصحاب بست و کشاد سے پوچھ رہی ہیں۔

کیا اس لئے تقدیر نے چنوائے تھے تنکے　　　بن جائے نشیمن تو کوئی آگ لگا دے؟

(مارچ ۹۵ء)

Marfat.com

کبھی اے نوجواں مسلم! تدبر بھی کیا تو نے؟

اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت انسان پر اس ذات کا احسان عظیم ہے جس کا شکر بجا لانا بہر حال واجب ہے۔ اس نے انسان کو پوری مخلوق میں "احسنِ تقویم" کے خوبصورت سانچے میں ڈھال کر اسے عقل و خرد اور قوت گویائی کی نعمت دی تو یہ حیوانات اور چرند پرند کے مقابلے میں ممتاز ٹھہرا۔ اسے علم و حکمت عطا کی تو یہ فرشتوں پر فوقیت لے گیا۔ یوں یہ اشرف المخلوقات کی خلعت فاخرہ پہن کر معمار ازل خالق کائنات کی قدرتوں کا شاہکار اور اس کے جلوؤں کا مظہر قرار پایا۔ اس سے بڑھ کر اسے ایک دھڑکتا ہوا احساس دل عطا کیا جو سمندروں سے زیادہ عمیق، سنگلاخ پہاڑوں سے زیادہ دشوار گذار، صحراؤں کی وسعتوں سے زیادہ لامتناہی اور کائنات کے جملہ حیرت انگیز طبعی مظاہر سے زیادہ پر اسرار اور پیچیدہ ہے۔ پھر انسان کی خلقت میں "محبت" کا عنصر داخل کر کے حسن ازل کے عرفان کا اشتیاق دے کر اسے نہاں خانہ قدرت کا رازداں بنا دیا۔ الغرض انسان جہاں خداوند تعالیٰ کی محبوب اور بہترین مخلوق ہے وہاں اس کو بہت سی نازک اور اہم ذمہ داریاں بھی سونپی گئیں تاکہ ان سے عہدہ براء ہو کر وہ زمین پر اللہ تعالیٰ کی نیابت کا عملی ثبوت فراہم کرے لیکن اس کی شخصیت کی تکمیل کا سفر یہاں ختم نہیں ہوتا۔ اس حکیم و خبیر نے انسان کو فجور و تقویٰ کی دونوں صلاحیتیں الہام فرما دیں اور ناکامی و کامیابی کی صورت میں دونوں کا انجام بھی بتا دیا۔ بات اگر محض بتا دینے تک رہتی تو شاید انسان کے پاس راہ فرار کی گنجائش نکل سکتی لیکن اس سمیع و بصیر ذات نے پہلے انسان (سیدنا آدمؑ) پیدائش سے ہی نبوت و رسالت کی صورت میں ہدایت کا ایک باقاعدہ اور مستقل نظام قائم کر دیا تاکہ اس کی محبوب انسانیت کو قدم قدم پر روشنی اور ہدایت ملتی رہے اور وہ ہلاکت و تباہی کے گڑھوں میں گرنے سے بچ جائے۔

اس سلسلہ نور کی آخری کڑی حضور ختمی مرتبت پیغمبر اعظم ﷺ ہیں آپ کی

Marfat.com

بعثت کی شکل میں گویا فاران کی چوٹیوں سے ایک آفتاب طلوع ہو گیا جس نے اپنی پہلی ہی کرنوں سے پوری کائنات کے دشت ویران کو بہار آشنا کر دیا۔ صدیوں سے جمی ہوئی کفر و نفاق کی تہہ در تہہ تاریکیوں کی جگہ ایثار و قربانی اور صدق اخلاص کی سدابہار نخلستانوں نے لے لی۔ تاریخ عالم کے اس اہم موڑ پر جو سعید فطرت لوگ شمع رسالت پر مر مٹنے کو تیار ہوئے اور آپ ﷺ کے گرد اپنی سوختہ جانوں کی فصیل کھڑی کر دی جن میں سے اکثریت نوجوانوں پر مشتمل تھی۔ اس شمع یقیں سے براہ راست مستنیر ہونے والے یہ خوش نصیب پیرو جواں اسلام کا پیغام لے کر اطراف و اکناف عالم میں پھیل گئے۔ اپنے گھر بار وطن بیوی بچوں اور عزیز و اقارب کو چھوڑ دیا اور دعوت و عزیمت کی تاریخ میں سنہری حروف سے اپنے نام لکھوائے۔

تاریخِ اسلام کے ہر قدم پر ہمیں نوجوان مجاہدین داد شجاعت دیتے ہوئے نظر آتے ہیں خواہ وہ حضور کی معیت میں بدر و حنین کے غزوات ہوں یا جزیرہ عرب سے باہر روم اور فارس کے تاریخ ساز معرکے۔ اسامہ بن زیدؓ سے لے کر محمد بن قاسم اور طارق بن زیاد سے قتیبہ بن مسلم تک جملہ سپہ سالاروں کے احوال پڑھیں تو وہ عمر کے اس حصے میں ان عالمی عسکری ذمہ داریوں سے عہدہ براء ہوئے جس عمر میں آج کل کے مسلم نوجوان یا تو کالج چھوڑ کر بھاگ رہے ہوتے ہیں یا پھر قلم کتاب کی بجائے ہاتھوں میں کرکٹ کے بلے پکڑے گلی محلوں کے طواف کرتے نظر آتے ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ وہ محض سپہ سالار ہی نہیں تھے بلکہ اعلیٰ منتظم، بہترین مصلح، جید عالم، موثر داعی اور زاہد شب زندہ دار بھی تھے۔ یورپ کے کلیساؤں سے لے کر افریقہ کے صحراؤں تک اور تیونس و مراکش کی خشکی سے دجلہ و فرات کے دریاؤں تک، انہوں نے جتنی معرکہ آرائی کی اس کا مقصد دولت، ثروت، حکومت یا منصب ہرگز نہیں تھا بلکہ کلمۂ حق کی سربلندی تھی یہی وجہ تھی کہ

دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

ان کے راستے میں اگر خدائی کے منصب پر براجماں کوئی فرعون یا منافقت و

Marfat.com

سرکشی پر کمر بستہ کوئی یزید آیا تو وہ سب کو تہہ تیغ کرتے ہوئے سیل تندرو کی طرح نکل گئے اور اگر کسی مظلوم و مقہور قوم سے واسطہ پڑا تو وہ جوئے نغمہ خواں بن کر ان کی تشنگی دور کرتے رہے۔ بت کدۂ عالم میں قدم قدم پر انہوں نے توحید و رسالت کے نقش بٹھائے اور تلخیوں کے ریگزاروں میں روش روش پھول اگائے۔ اسلامی دنیا کے یہ قابل فخر سپوت بجا طور پر ہماری تاریخ کے ماتھے کا جھومر ہیں۔ ہمارا سرمایۂ افتخار اور قابل تقلید نمونے ہیں۔ جب تک نوجوانان اسلام نے ان کی تقلید میں مجاہدانہ زندگی اختیار کئے رکھی اسلام کی عظمت کے پھریرے شرق سے غرب تک لہراتے رہے اور ۱۲ سو سال تک کسی کو مسلمانوں کی اجتماعی عزت و غیرت کی طرف میلی آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرات نہیں ہوئی۔ اپنے تو اپنے غیر مسلم مورخین نے بھی تسلیم کیا ہے کہ جان و مال کی حفاظت' عدل و مساوات اور مروت و رواداری جیسی خصوصیات کے پیش نظر غیر مسلم اقلیتیں ہمیشہ مسلمان حکومتوں کے زیر سایہ رہنے کو ترجیح دیتیں۔

؎ اب تلک یاد ہے قوموں کو حکایت ان کی نقش ہے صفحہ ہستی پہ صداقت ان کی

اتنے شاندار سیاسی' ثقافتی اور علمی تاریخ کے وارث۔۔۔ آج کے نوجوانان اسلام۔۔۔ جب غیروں کی دریوزہ گری کرتے نظر آتے ہیں تو دل خون کے آنسو روتا ہے۔ آج رازی' غزالی' ابن الہیثم' بو علی سینا' البیرونی' ابن خلدون اور اقبال کے فرزند جب مغربی مفکرین سے علم و دانش کی بھیک مانگتے دکھائی دیتے ہیں تو اس نادانی پر شرم سے گردنیں جھک جاتی ہیں۔ ان کی وضع قطع اور انداز رفتار و گفتار دیکھ کر بے اختیار منہ سے اقبال کا یہ شعر نکلتا ہے۔

؎ وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

قرآن جیسی حتمی قطعی اور یقینی ہدایت کے باوجود زندگیوں میں بے مقصدیت' اور نبی آخر الزماں ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی روشنی کے ہوتے ہوئے ہمارے نوجوان بے جہت منزلوں کے مسافر ہیں۔ کہاں وہ جواں سال محمد بن قاسم جو ایک مسلم خاتون کی پکار

Marfat.com

پر مضطرب ہو کر صحراؤں اور سمندروں کو چیرتا ہوا آیا تھا اور راجہ داہر کو اس کے گھر میں شکست دے کر ہندوستان میں اسلامی حکومت کی بنیاد رکھ گیا تھا اور کہاں آج کے مسلم نوجوان جو کشمیر' بوسنیا' فلسطین اور چیچنیا کی لاکھوں عفت مآب بیٹیوں کی چیخیں سن کر بھی بے حس و حرکت ہیں۔ بلکہ آئے روز راستے چلتی اور گھروں میں بیٹھی خواتین کے سروں سے چادریں کھینچتے ہیں۔ وہ خدا اور رسول کے دشمنوں کیلئے موت کا پیغام تھے اور یہ کلمہ گو مسلمانوں کے خون کے پیاسے، ان کے دل اللہ کے ذکر کی محبت میں دھڑکتے تھے اور یہ مغربی موسیقی کی دھنوں پر رقص کناں۔

ان کو تہذیب نے ہر بند سے آزاد کیا   لا کے کعبے سے صنم خانے میں آباد کیا

ہم خدا کی رحمت سے مایوس نہیں ہیں بلکہ اس شام غم سے صبح درخشاں کے امیدوار ہیں اللہ کرے اس امت مرحومہ کے جوانوں کی خودی پھر بیدار ہو جائے اور اسلام کی عظمت کے یہ امین ایک بار پھر شرق سے غرب تک دین کی عظمت کے جھنڈے لہرا دیں۔

سبق پھر پڑھ صداقت کا' عدالت کا' شجاعت کا   لیا جائے گا تجھ سے کام' دنیا کی امامت کا

(اپریل ۹۵ء)

Marfat.com

عیدِ قرباں کا پیغام۔۔۔امتِ مسلمہ کے نام

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جن صفات کی بدولت دوسری ذی روح مخلوق کے مقابلے میں ممتاز ٹھہرایا اور اسے اشرف المخلوقات کے اعلیٰ منصب پر فائز کیا ان میں ایک نمایاں وصف جذبہ ایثار و قربانی ہے۔ گویا انسان مخلوق خدا کی وہ صنف ہے جو اپنی ذات کے علاوہ دوسروں کے لئے بھی زندہ رہتا ہے۔ قدرت نے انسان کی سرشت میں بے شمار خواہشات رکھ دیں۔ اس پر عجب یہ کہ ایک طرف ان خواہشات و مرغوبات کی آزادانہ تکمیل کو اس کی کمزوری قرار دیا اور دوسری طرف ان خواہشات کی قربانی دینے والے کو فرشتوں سے بلند مقام پر فائز کر دیا۔

جذبہ ایثار و قربانی اعلیٰ انسانی صفت ہونے کے ناطے انسانی معاشرے کا امتیاز ہے لہٰذا جہاں نفسا نفسی، خود غرضی، لوٹ مار اور دوسروں کی حق تلفی ہو رہی ہو وہاں انسانی معاشرے کی تعریف صادق نہیں آسکتی۔ انسانیت کے اعلیٰ ترین مقاصد کا حصول اسی وقت ممکن ہے جب انسان ہدایت ربانی سے روشنی لے کر زندگی کو روحانی تقاضوں کے مطابق رواں دواں رکھے، قلوب و اذہان میں نفسانیت اور خود غرضی کی جگہ محبت و اخوت اور ایثار و قربانی کے رجحانات پروان چڑھیں۔ انہی پاکیزہ اور اعلیٰ اصولوں پر مبنی ضابطہ اخلاق کو مذہب کہا جاتا ہے اسی وجہ سے انسانیت کی فلاح کیلئے مذہب کی اتباع ناگزیر ہے۔ ورنہ انسان سفلی خواہشات کی پیروی میں لگ کر حیوانیت کی پست سطح پر اتر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں انبیاء و رسل بھیجے جنھوں نے لوگوں کے دلوں میں سفلی جذبات اور باہمی منافرت کے کانٹے چن چن کر محبتوں کے پھول اگائے اور بنی نوع انسان کو اعلیٰ انسانی قدروں سے روشناس کرایا۔

تاریخِ بشریت میں ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی کا ایک ایک لمحہ

Marfat.com

اور ایک ایک قدم ایثار و قربانی سے عبارت ہے۔ آپ دعوت حق کی خاطر گھر بار' اہل و عیال حتی کہ اپنی جان سے گزرتے ہوئے آتش نمرود میں بے خطر کود پڑے۔ پھر چشم فلک نے وہ نظارہ بھی دیکھا کہ بوڑھا باپ اللہ کا اشارہ پا کر ہزاروں آرزوؤں کے ثمر' جواں سال لخت جگر کے گلے پر چھری چلا رہا ہے۔ خود سپردگی اور جاں سپاری کا یہ عالم قیامت تک کی نسل انسانی پیش کرنے سے قاصر ہے۔ سیدنا ابراہیم و سیدنا اسماعیل علیہما السلام کے اس جذبہ ایثار اور ادائے محبوبی پر خود اللہ تعالیٰ کو بھی رشک آ گیا۔ یہ وہی انسان تھا جس کی تخلیق پر فرشتوں نے اعتراض کیا تھا۔ آج اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کس قدر خلوص اور فنائیت کے ساتھ اپنی جان پیش کر رہا ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے حلق پر چھری چلا کر دراصل قیامت تک کی نسل انسانی کی طرف سے بندگی اور محبت و اطاعت کا حق ادا کر دیا اور یہ حقیقت عمل میں ڈھال کر دکھا دی کہ......

جاں دی' دی ہوئی اسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

خالقِ کائنات کو اس منظر پر اتنا پیار آیا کہ اس نے اس رسم وفا کو قیامت تک مقدس دینی شعار کے طور پر زندہ کر دیا۔ چونکہ قرآن نے اسلام کو ملت ابراہیمی کا ہی دوسرا نام قرار دیا ہے اور امتِ مسلمہ دین حنیف کی وارث ہے اس لئے ملت ابراہیمی کی طرح اس کا جوہر اور امتیازی شعار بھی قربانی ہے۔ ارکانِ اسلام کا سارا فلسفہ اور سماجی و سیاسی زندگی میں حسن و خوبی کا محرک بھی قربانی ہے۔ نماز کی ادائیگی کیلئے دن رات میں پانچ وقت آرام و راحت اور مصروفیات کی قربانی' روزے کی حالت میں صبح سے شام تک عام حالت میں جائز حاجات سے کنارہ کشی کے ذریعے ضبط نفس کی قربانی' حج کی ادائیگی میں جان و مال کی قربانی اور زکوۃ تو ہے ہی ایثار و قربانی کا مظہر۔ جہاد میں بھی انسان سے ہدیۂ جان کی قربانی کا مطالبہ ہے۔ تصوف اور روحانیت کی دنیا میں دیکھیں تو یہاں بھی "فنائے نفس" کی منزل تک پہنچنے کے لئے ہوائے نفس کی قربانی شرط اول ہے۔ اسی طرح سماجی اور معاشرتی حوالے سے غور کریں تو یہاں بھی ایثار کشی اچھے سماج کا جوہر نظر آئے گا اور قدم قدم پر جذبۂ قربانی کی ضرورت پڑے گی ورنہ

Marfat.com

بات بات پر ذاتی مفادات کی آڑ میں خون کی ندیاں بہیں گی گھر اجڑیں گے بستیاں ویران ہوں گیں اور انسان کی بوٹیاں نوچ لی جائیں گی۔ اس کی ایک جھلک دیکھنی ہو تو آج انفرادی' قومی اور بین الاقوامی سطحوں پر ہونے والے روزمرہ کے واقعات و حوادثات پر بھی نظر دوڑائیں۔ عالمی سیاست ہو یا قومی سیست و معیشت، خود غرضی کی بھینٹ چڑھ کر ہر چیز نشان عبرت بن گئی ہے اس لئے مذہبی اقدار کا تحفظ ہو یا تعمیر وطن کا مرحلہ، قومی وقار کی بات ہو یا بین الاقوامی امن کا مسئلہ' ہر جگہ آج بھی اسی جذبہ ایثار و قربانی کی ضرورت ہے۔

اب ذرا آیئے! دعوتی و تحریکی زندگی کی طرف' یہاں بھی کامیابی کی شرط اور نتیجہ خیزی کی ضمانت صرف اور صرف قربانی ہے۔ یاد رہے کہ تحریکی زندگی عام مذہبی زندگی کے مقابلے میں قطعاً مختلف ہے اور دو قدم آگے ہے۔ خاص طور پر دعوت دین کا مشن لے کر اٹھنے والی تحریک تو سراسر پیغمبرانہ جدوجہد کی نقیب ہوتی ہے اس لئے اس کے کارکن کا ایثار معاشرے کے عام افراد سے بہر حال مختلف ہونا چاہئے۔ تحریکی زندگی کا ہر لمحہ اور ہر قدم ایثار و قربانی کا امتحان ہوتا ہے۔ خواہشات کی قربانی' اوقات و مشاغل کی قربانی' مال و دولت اور آرام و سکون کی قربانی' شخصیت کے پندار اور خاندان کے وقار کی قربانی' عزیز و اقارب کے ساتھ اصولی اختلاف کی صورت میں قطع تعلقی سے خونی رشتوں کی قربانی مشن کی ضرورت پر لبیک کہتے ہوئے وطن' قوم اور گھر بار سے دوری کی قربانی اور سب سے بڑھ کر اپنی خود پسندی کے بت کو توڑ کر وسیع تر مفادات کیلئے "انا" کی قربانی۔ الغرض کوئی تحریک ہو یا قوم' قربانی کے خالص جذبے کو بروئے کار لائے بغیر اس کا منزل مقصود تک پہنچنا ناممکن ہے۔

عید قرباں ہر سال ہمیں دعوت فکر دیتی ہے۔ وہ یہ کہ "سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے پیکر تسلیم و رضا بن کر اعلائے کلمتہ اللہ کے لئے جس طرح قربانیوں کا سلسلہ جاری رکھا آج بھی اللہ کے دین کو اسی طرح قربانی درکار ہے۔ ہم سے بھی اپنے دائرہ عمل کے اعتبار سے دعوت دین کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ آج پھر صنم کدہ جہاں میں ابراہیمی غیرت کی ضرورت ہے' باطل سامراج کی شکل میں آج بھی ہزاروں نمرود حق کو للکار رہے ہیں۔ کون

Marfat.com

ہے جو عشق کی راہ میں جان و مال کی قربانی پیش کرنے کے لئے آتش نمرود میں بے خطر کودنے کو تیار ہو؟

مسلمان ہر جگہ ظلم و ستم کی چکی میں پس رہے ہیں۔ اسلامی تہذیب و ثقافت کی دھجیاں اڑ رہی ہیں۔ قوانین الٰہیہ کے ساتھ مذاق ہو رہا ہے۔ ہمارے سیاسی راہنماؤں نے قوم کو سوئے حرم متوجہ کرنے کی بجائے اپنا قبلہ امریکہ کو بنالیا ہے۔ عید قربان کے یہ لمحے اپنے پس منظر میں اس قربانی کا پیغام رکھتے ہیں جس کی ابتداء سیدنا اسماعیل اور انتہا سیدنا حسینؓ ہیں۔ اس لئے عرفات کے ریگزاروں سے لے کر کربلا کے ذروں تک' آج بھی مسلسل آواز آرہی ہے کہ نبی آخر الزماں ﷺ کے غلامو! اٹھو اور ایمان اور تقویٰ سے لیس ہو کر دین دشمن قوتوں کو للکارو، اپنے محدود مفادات کی قربانی دیتے ہوئے مصطفوی مشن کی تکمیل کے لئے قافلۂ حسین میں داخل ہو جاؤ۔ تمہارے سامنے آتش نمرود کے آلاؤ آئیں یا یزیدی منافقت کے پہاڑ تم بڑھتے چلو۔ مصطفوی انقلاب کے نام پر تم نے شہادت گہ الفت میں قدم رکھا ہے اس لئے تمہیں مادیت کے سیلاب سے گزرنا ہو گا۔ نفس و شیطان کے ہزاروں جال ہیں جو تمہارے قدموں کی زنجیر بنیں گے 'تمہیں دنیوی حرص و لالچ' جاہ و منصب اور دولت و ثروت کے بتوں کو مثل خلیلؑ توڑنا پڑے گا۔ اگر کل قیامت کے دن حضور ﷺ کے سامنے سرخرو ہونا ہے 'اللہ تعالیٰ کی رضا اور حضور ﷺ کی خوشنودی درکار ہے تو آؤ دعوت دین کے لئے ہمارے ہمسفر بن جاؤ۔ راستہ ضرور کٹھن ہے مگر منزل بڑی دلنشین ہے۔ اگر عارضی دنیوی خواہشات کی قربانی دے سکتے ہو تو...... ہم سفر انقلاب پر...... آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں ورنہ'

"وہ یہیں سے لوٹ جائیں جنہیں زندگی ہو پیاری"

(مئی ۹۵ء)

Marfat.com

بیت المقدس سے چرار شریف تک غیرتِ ملّی کا امتحان

افق عالم پر خون شہداء کی لالی روز بروز پھیلتی جا رہی ہے۔ نام نہاد 'مہذب اور ترقی یافتہ انسانوں کی بستیوں میں مسلمانوں کی بوٹیاں نوچی جا رہی ہیں۔ شرق سے غرب تک خون مسلم کی ارزانی ہے۔ حقوق انسانی کی علمبردار اقوام' ادارے اور تنظیمات کے دوہرے معیارات' عدل و انصاف' مساوات اور انسانیت کا چہرہ نوچ رہے ہیں۔ لخت لخت جسد ملت یوں تو مکمل طور پر لہو لہو ہے لیکن کشمیر کا زخم اتنا گہرا اور زہریلا ہو چکا ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مندمل ہونے کی بجائے پھیلتا جا رہا ہے۔

پچھلی نصف صدی سے ڈوگرا راج اور ہندو بنیے کے خلاف برسر پیکار کشمیری مسلمان اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کے لئے خاک اور خون کے موسم میں ہر گھڑی نئی قیامت جھیلتے چلے آ رہے ہیں۔ حال ہی میں دس اور گیارہ مئی کی درمیانی شب عین اس وقت جب امت مسلمہ پوری دنیا میں عید الاضحیٰ کی خوشیاں منا رہی تھی' چرار شریف میں معروف صوفی بزرگ شیخ نور الدین ولیؒ کا مزار اور اس سے ملحقہ تاریخی مسجد کو سینکڑوں مکانات اور دکانوں سمیت طویل محاصرے کے بعد نذر آتش کر دیا گیا۔ شہر شہیداں سرینگر سے چالیس کلو میٹر دور درگاہ چرار شریف نہ صرف کشمیر بلکہ برصغیر پاک و ہند کی چند معروف ترین روحانی خانقاہوں میں سے ایک ہے جن سے مسلمانوں کے علاوہ دوسرے مذاہب کے لوگ بھی عقیدت رکھتے ہیں۔ یہ چھ سو سالہ پرانی خانقاہ اور اس سے ملحق عظیم الشان مسجد' کشمیری فن چوبکاری کا ایک نادر نمونہ تھی۔ ظالم درندوں نے اس تاریخ کو بھی آگ کے شعلوں کی نذر کر دیا۔ بابری مسجد کی شہادت اور محاصرۂ حضرت بل کے بعد اب یہ اندوہناک حادثہ دراصل بھارتی ہٹ شعلوں کی نظر کر دیا۔ بابری مسجد کی شہادت اور حضرت بل کے بعد اب یہ اندوہناک حادثہ دراصل بھارتی ہٹ دھرمی اور مسلمانوں کے خلاف ہندوانہ تعصب کی انتہا

Marfat.com

ہے۔چرار شریف کی خانقاہ سے بلند ہونے والے آگ کے شعلے دراصل تازیانہ ہیں ان مسلمان حکومتوں کی مصلحت کیشی' مجرمانہ غفلت اور بے حمیتی کے خلاف جو اب بھی کشمیر میں مظلوم مسلمانوں پر ہونے والے ظلم سے قطع نظر بھارت کے ساتھ اپنے سیاسی' تجارتی اور سفارتی روابط بڑھا رہے ہیں۔یہ شعلے ایک یاداشت ہیں' دنیا بھر کے بے خبر' بے حس مسلمانوں اور بالخصوص ہم پاکستانیوں کے لئے جو چرار شریف کی تعزیت کے باوجود غفلت کی نیند سو رہے ہیں لیکن ان جرأت مند کشمیریوں کی عظمت کو سلام جنہوں نے اس مرحلے پر بھی ہمیشہ کی طرح بھرپور ایمانی جذبوں کا مظاہرہ کیا اور آخر دم تک اس روحانی مرکز میں رہ کر ہندو درندوں کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ان کے جلے ہوئے لاشے اس بات کا اعلان تھے کہ ہم خود کو آگ کے شعلوں کے سپرد تو کر سکتے ہیں مگر ہندو بنئے کی غلامی میں رہنا ہمیں کسی صورت میں بھی منظور نہیں۔

اس واقعہ کے رد عمل میں اہل کشمیر سمیت پورے پاکستان اور اہل اسلام میں کسی نہ کسی صورت میں احتجاج کیا گیا جو اپنی جگہ جذبہ ایمانی کا تقاضا بھی تھا لیکن دیکھنا یہ ہے کہ یہ مظاہرے' جلوس' سیمینار' اور خطابات کس حد تک موثر ہیں ؟! اصل سوچنے کی بات یہ ہے کہ یہ واقعہ محض اتفاقی حادثہ نہیں بلکہ بھارت کے وسیع تر منصوبے کی ایک کڑی تھی جس کے ڈانڈے امریکہ بہادر کی زیر سرپرستی بھارت اور اسرائیل کی مشترکہ اسلام دشمن سرگرمیوں سے جا ملتے ہیں۔اس لئے یہ کہنا بجا طور درست ہے کہ اس واقعہ نے پاکستان کو ممکنہ خطرات سے بروقت آگاہ کر دیا ہے لیکن ہم اگر اب بھی ہوش میں نہ آئیں تو پھر اس کا علاج کس کے پاس ہے۔ہماری سرحدوں پر جنگ کے بادل منڈلا رہے ہیں۔بھارت، امریکہ اور اسرائیل کی آشیرباد پر پاکستان کو اپنے جارحانہ عزائم کی بھینٹ چڑھانا چاہتا ہے۔عالمی تناظر میں صاف دکھائی دیتا ہے کہ امریکہ اپنے "نیو ورلڈ آرڈر" کی راہ میں اس وقت ایران اور پاکستان کو بوجوہ ایک بڑی رکاوٹ سمجھتا ہے۔اس وقت جو ملک امریکہ کی تھانیداری سے مستغنی ہو کر خود انحصاری سے زندہ رہنے کی بات کرتا ہے اس کے نزدیک دہشت گرد کہلاتا ہے اور اسے قابل

Marfat.com

گردن زدنی سمجھا جاتا ہے۔ عراق کی تباہی اور لیبیا کے خلاف بلاجواز پابندیاں اس حقیقت کے واضح ترین ثبوت ہیں۔ اس وقت پاکستان کو داخلی اور خارجی محاذوں پر شدید ترین خطرات کا سامنا ہے۔ امریکہ' اسرائیل اور بھارت باہمی اشتراک سے اس کا گھیرا تنگ کر رہے ہیں۔ ملک کے اندر مذہبی' لسانی اور جغرافیائی منافرت کو بڑے پیمانے پر پھیلایا جارہا ہے ۔ کراچی میں مقبوضہ کشمیر کے رد عمل کے طور پر روزانہ قیمتی جانیں ضائع کی جارہی ہیں۔ ایسے میں پاکستان قوم اور حکومت دونوں کو نوشتۂ دیوار پڑھ کر ہوش کے ناخن لینے چاہئیں۔ اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ......

☆ ہمارے راہنما اقتدار کی ہڈیوں پر جھپٹنے میں اپنی توانائیاں ضائع کرنے کی بجائے قومی مسائل پر مل بیٹھ کر لائحہ عمل طے کریں۔

☆ پاکستان کی ناکام خارجہ پالیسی پر نظر ثانی کر کے جرأتمندانہ اور مؤثر انداز اپنانے کی ضرورت ہے تاکہ بھارتی پراپیگنڈے کا مناسب توڑ کیا جاسکے اور زیادہ سے زیادہ عالمی توجہ کشمیر میں بہتے ہوئے معصوم خون کی طرف مبذول کروائی جاسکے۔

☆ پڑوسی ممالک خصوصاً ایران' چین' نو آزاد مسلم ریاستوں اور عرب ممالک سے تعلقات میں استحکام اور خوشگواری بھی پاکستان کی سلامتی کے لئے ناگزیر ہے۔

☆ پوری قوم کو جہاد میں شریک کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اسے جہادی سرگرمیوں میں مصروف رکھا جائے لیکن انتہائی افسوس کی بات ہے کہ اس وقت ہمارے ملک کے نوے فیصد نوجوان بے مقصدیت اور سستی جذباتیت کا شکار ہیں۔ انہیں ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت بے حمیت اور بے غیرت بنایا جارہا ہے۔

سڑکوں' بازاروں اور تعلیم گاہوں میں عریانی اور فحاشی کے مناظر کی کھلے عام پذیرائی اس بات کی دلیل ہے کہ اس شیطانی مشن کو ارباب اختیار کی سرپرستی حاصل ہے۔ پی ٹی وی اور ایس ٹی این مقابلے میں بڑھ چڑھ کر تفریح کے نام سے فحاشی کو رواج دے رہے ہیں ۔ جو کسر رہتی تھی اب ڈش انٹینا کے "مہمان مرلی" سے پوری ہو رہی ہے اور اسے بھی

Marfat.com

حکومت کی سرپرستی حاصل ہے۔ ہمارا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ اس وقت ہمارے ہاں بھارت جیسے دشمن ملک کی نیم عریاں فلمیں مقبول ہو رہی ہیں اور قدم قدم پر ان کے ڈپو کھل چکے ہیں۔ گھر سے لیکر ہوٹل اور عوامی بسوں تک ہر جگہ انڈین فلمیں اور گانے گویا ہماری "روحانی غذا" بن چکے ہیں۔ کیا ایسی قوم دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے سبق سکھانے کی جرأت کر سکتی ہے؟ جو دشمن ہماری ماؤں' بہنوں اور بیٹیوں کی عزت سے کھیل رہا ہے' جس کے ہاتھوں مسلمان خون گلیوں' بازاروں اور برف پوش پہاڑوں پر بہہ بہہ کر جم چکا ہے اور جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر رہے ہیں' اس کی ثقافت کو اوڑھنا بچھونا بنانا ہمارے قومی جذبوں کی موت نہیں تو اور کیا ہے؟ جس قوم کے جذبات پر اس کے قبلہ اول سے لے کر بوسنیا' چیچنیا' فلسطین، ہندوستان اور کشمیر کی بیسیوں مساجد کی شہادت اور انہدام بھی اثر انداز نہ ہوا اور وہ ان کے تقدس کے لئے کمربستہ نہ ہو سکے تو اسے زندہ رہنے کا حق کیونکر ہو سکتا ہے؟

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا　　کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

(جون ۹۵ء)

Marfat.com

پاکستانی قوم...... تاریخ کے دوراہے پر

پچھلے دنوں جب ایک طرف پورا ملک قیامت خیز گرمی کی لپیٹ میں تھا اور دوسری طرف کراچی کی خونریزی نے حساس لوگوں کے ہوش اڑا رکھے تھے' اس مسکین اور مظلوم قوم پر نئے بجٹ کی صورت میں مزید مہنگائی کا عذاب بھی نازل کیا گیا۔ پچھلے کئی سالوں سے بجٹ کی تیاری اور اس کا نفاذ ایک رازدارانہ عمل بنا ہوا ہے۔ اس ظالمانہ' منافقانہ اور عجیب طرز عمل کے نتیجے میں جو تفصیلات سامنے آئیں ان میں آئندہ مالی سال میں متوقع آمدن ۳ کھرب ۸۸ ارب ۷۴ کروڑ ۷۴ لاکھ ہے جبکہ اخراجات کی شرح ۴ کھرب ۳۱ ارب ۲۲ کروڑ ۱۷ لاکھ روپے ہے۔ یوں آغاز ہی میں ۴۲ ارب ۴۷ کروڑ ۷۰ لاکھ کا خسارہ اس قوم کا مقدر رہتا۔

یاد رہے کہ یہ اخراجات تعلیم و صحت' ٹرانسپورٹ یا دفاع جیسے حساس امور پر اس قدر نہیں ہوتے جتنے کہ ان قرضوں کے سالانہ سود پر ہوتے ہیں جن کا بوجھ دن بہ دن بڑھتا جارہا ہے۔ ایک اخباری اطلاع کے مطابق ہم ہر سال تقریباً ایک کھرب ۳۶ ارب روپے صرف قرضوں کے سود کے طور پر ادا کرتے ہیں۔ اس قوم کے ہمدرد حکمرانوں کی "دانشمندی" کا یہ حال ہے کہ آنے والی ہر حکومت نے سابقہ قرضے ادا کرنے کی بجائے زیادہ سے زیادہ قرضوں کے حصول کو اپنی خارجہ پالیسی کی کامیابی قرار دے کر بھولی عوام کو خوش کیا۔

تیسری دنیا کے بیشتر ممالک سمیت ہم جن غیر ملکی طاقتوں کے زیر بار ہیں وہ گھر بیٹھے بٹھائے ان قرضوں پر کھربوں ڈالر سالانہ منافع لے کر بھی دنیا کی آنکھوں میں غریب پرور کہلاتے ہیں۔ غریب ممالک کا خون چوس کر اپنی معیشت کا استحکام ہونے والے ممالک میں امریکہ سر فہرست ہے۔ اس کی معیشت کا زیادہ تر انحصار غیر ملکی قرضوں سے حاصل ہونے والے سود اور باہم لڑائی کی خاطر برآمد کئے جانے والے جنگی ساز و سامان پر ہے۔ بد قسمتی سے

Marfat.com

ان دونوں تجارتوں کے فریق مسلمان ممالک ہی ہیں۔ یوں ہمارے حکمرانوں نے پوری امت کو اپنی تشنہ آرزوؤں کی بھینٹ چڑھا کر استعماری طاقتوں کے ہاں گروی رکھ دیا ہے۔

پاکستان جو اپنے درماندہ کارواں کو لے کر اکیسویں صدی کی طرف رینگ رہا ہے' بے پناہ قدرتی وسائل سے مالا مال ہے لیکن اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔ اس کے محافظ بدقسمتی سے تسلسل کے ساتھ اس کا خون چوسنے پر کاربند ہیں۔ اس کے نظام سیاست و معیشت کی نہ کوئی سمت ہے نہ فلسفہ اور پالیسی۔ پورے کا پورا نظام ذاتی مفادات کے گرد گھومتا ہے۔ جو الیکشن میں کامیاب ہو گیا وہ نقب لگانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ اس لئے موقع غنیمت سمجھتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے لوٹنے کے علاوہ کسی اور تعمیری کام کی طرف توجہ جیسی حماقت پر وقت ضائع نہیں کیا جاتا۔

سامراجی آقاؤں سے لئے گئے نظام سیاست نے ہمارے سیاستدانوں کو یہ تحفظ بھی دیا ہے کہ یہ ہر آنے والی "قوت" کے کارندے بن جاتے ہیں۔ خدانخواستہ ان پر ملک میں کوئی کڑا وقت آبھی جائے تو ان کی پناہ گاہیں امریکہ فرانس اور دوسرے یورپی ممالک میں ان کی منتظر ہوتی ہیں جہاں بڑے سکون کے ساتھ اپنے کتوں اور گھوڑوں سمیت منتقل ہو کر "ملک بدری" کی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ الغرض وہ ملک کے اندر رہیں یا ملک بدر ہوں، عیش و عشرت کیلئے ہر نعمت ان کے لئے دامن پھیلائے کھڑی ہے لیکن عوام کہاں جائے وہ تو زندگی کا بوجھ اٹھا کر دو قدم بھی چلنے کے قابل نہیں۔ اب ساری توانائیاں سانسوں کی ڈوری قائم رکھنے کیلئے صرف کرنا پڑتی ہیں۔

عوام جس قدر بدامنی' مہنگائی' بے روزگاری اور بدعنوانی کے ہاتھوں نیم جاں ہیں۔ یہ مراعات یافتہ طبقہ اسی قدر خوش باش اور توانا دکھائی دیتا ہے۔ وہ عوام کا خون نچوڑ کر اپنے مفادات کے عالیشان محل تعمیر کر رہے ہیں اور قوم کے وسائل کو اپنے لئے شیر مادر سمجھتے ہیں۔ انہوں نے اپنے علیحدہ معاشرے' علیحدہ تعلیمی ادارے اور علیحدہ سلطنتیں قائم کر رکھی ہیں۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان لٹیروں کو بار بار ملک و قوم کی تقدیر کے ساتھ کھیلنے

Marfat.com

کے مواقع کون دیتا ہے ؟ کیا ہم خود اپنے ہاتھوں سے انہیں ووٹ دے کر اسمبلیوں تک نہیں پہنچاتے ؟ ایک دوبار نہیں' قوم اپنے ساتھ پچھلی نصف صدی سے یہ مذاق کر رہی ہے۔

بات اسی اقتصادی تفاوت تک رہتی تو کسی حد تک قابل برداشت تھی لیکن اب تو ہماری بقاء و سلامتی بھی خطرے میں ہے۔ ہمارا ازلی دشمن بھارت ہماری سرحدوں پر دندنا رہا ہے' ہمارے پڑوس بلکہ گھر کے ایک حصے (کشمیر) میں ہر بچہ' بوڑھا' عورت' مرد اپنے خون کی گرمی سے غلامی کی زنجیریں پگھلانے میں مصروف ہے۔ ان کی چیخیں آسمان پھاڑ رہی ہیں لیکن ہمارے ان حکمرانوں کے کانوں تک نہیں پہنچ رہیں جواب بھی ان کے خون پر اپنے اقتدار کی عمارتیں تعمیر کرنے میں مصروف ہیں۔ کراچی جو کبھی دنیا کا ہنستا بستا اور رَوشنیوں کا شہر کہلاتا تھا اب موت اور قتل و غارتگری کی گرفت میں جاچکا ہے۔ اس کی رونقیں کھنڈرات میں تبدیل ہو رہی ہیں۔ اس کے تین ہزار صنعتی ادارے بند ہو چکے ہیں۔ اب کے روزانہ کئی بے گناہ شہری اپنے ہم مذہبوں کے ہاتھوں لقمۂ اجل بن رہے ہیں۔ کئی اعلیٰ اہل کار اور قانون نافذ کرنے والے بے بسی کی موت مر چکے ہیں۔ ایک کروڑ شہری عدم تحفظ کے احساس سے نفسیاتی مریض بن چکے ہیں۔ گویا زندگی چیخ چیخ کر اہل حل و عقد کو متوجہ کر رہی ہے لیکن وزیر اعظم بینظیر بھٹو کا فرمان ہے کہ "کراچی تو چند تھانوں اور گنے چنے دہشت گردوں کا مسئلہ ہے "اگر مرض اتنا معمولی ہے تو اس کے علاج کیلئے سارے ملک کو کیوں داؤ پر لگایا جارہا ہے' اسے ہم مجرمانہ غفلت سمجھیں یا تمہارے انا کے بتوں کی پرستش۔

ملا ہے حکم کہ اندھیرے کو روشنی سمجھو آئے نشیب تو کوہ و دمن کی بات کرو

یہ نظریاتی ملک تھا۔ اس کی بنیادوں میں کلمہ گو مسلمان کا خون ہے۔ یہ اس لئے معرض وجود میں نہیں آیا تھا کہ یہاں دین کے ساتھ کھلا مذاق کیا جائے' دینی شعار کی بے حرمتی کی جائے' گستاخئ رسول ﷺ کا ارتکاب کرنے والوں کو تحفظ اور ناموس رسالت پر جان دینے والوں کو امن دشمن قرار دے کر قابل گردن زدنی ٹھہرایا جائے۔ اس قوم کے نوجوان اب بھی ناموس رسالت پر پروانہ وار جھومتے ہوئے اپنی جانیں قربان کر سکتے ہیں لیکن

Marfat.com

اس ایمانی جذبے کا بندوبست بھی مستقل بنیادوں پر کر دیا گیا ہے اور وہ یوں کہ اربوں ڈالر کی مقروض' دووقت کے کھانے کو ترسنے والی اور عدل وانصاف سے محروم اس قوم کے لئے ڈش' نئے ٹی وی چینل اور کوچہ وبازار میں فحاشی کے ہزارہا سامان کے ذریعے ذہنی تفریح کا اہتمام کیا جارہا ہے۔

بین الاقوامی تناظر میں دیکھا جائے تو امریکہ جیسے عالمی تھانے دار کی تخریب کاری کا مرکز اب پاکستان ہے کیونکہ اسے یہاں کا دینی رجحان اسلامی تحریکوں کی اٹھان اور غیرت و حمیت کے جذبات ایک آنکھ نہیں بھاتے۔ان حالات میں ہمارے سامنے دو راستے ہیں ان کھلے اور چھپے دشمنوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ملک و قوم کے بہتر مستقبل کے لئے کمر بستہ ہو جائیں یا پھر خود کو بے بس سمجھتے ہوئے ہوا کے رخ پر ڈال دیں۔ پہلی صورت' راہ عزیمت ہے جو زندہ قوموں کا شعار ہے اور جدوجہد، محنت اور علم و عمل کا راستہ ہے جبکہ دوسرا راستہ مصلحت پسند' بزدل' بے حمیت اور عاقبت نااندیش لوگوں کا راستہ ہے۔ تاریخ کے اس نازک موڑ پر ہمیں ان دونوں راستوں میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہوگا ورنہ......

ہماری داستان تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

(جولائی ۹۵ء)

Marfat.com

میلاد النبی ﷺ کا پیغام۔۔۔ دنیائے انسانیت کے نام

۱۲ ربیع الاول تاریخ انسانی کا ہی نہیں کائنات عالم کا بھی عظیم ترین دن ہے۔ یہ دن توحید باری تعالیٰ کی پرچم کشائی اور ظلم و ستم میں جکڑی ہوئی اقوام اور سسکتی ہوئی انسانیت کی رہائی کا دن ہے۔ یہ دن صداقتوں کا امین اور سعادتوں کا پیامبر ہے۔ اس کے بعد آنے والے وقت نے یہ ثابت کر دیا کہ واقعی اس مطلع صبح ازل نے تاریخ انسانی کو فیصلہ کن موڑ پر لا کھڑا کیا تھا۔ وہ دن دنیا کے لئے نئی روشنی کا دن تھا۔ ایک ایسی روشنی جس نے تاریخ انسانی کو افراط و تفریط سے ہٹا کر اعتدال و توازن کے صراط مستقیم پر گامزن کیا اور اسے جہالت کے ان گنت دبیز پردوں سے نکال کر زندگی کی روشن راہوں پر لایا۔ تمام طبقاتی، نسلی، لسانی اور جغرافیائی بتوں کو توڑ کر صفحۂ ہستی پر ایسے نئے خدائی نظام نے جنم لیا جس کے تحت محبت و مروت کے جذبوں کی نشوونما ہوئی۔ گنبدِ عالم میں توحید ربانی کے نغمے گونجنے لگے اور صدیوں سے غافل انسان اپنے خالق و مالک کی دہلیز پر جھک گیا۔

لاکھوں اور کروڑوں درود و سلام ہوں اس ذات اقدس ﷺ پر جس کے سر انور پر خود خالق کائنات نے رحمۃ للعالمین کا تاج سجا کر پوری انسانیت کیلئے سرچشمہ ہدایت و رحمت بنایا اور آپ ﷺ کو خاتم المرسلین کے منصب جلیلہ پر فائز فرمایا۔ آغاز تخلیق کائنات سے لے کر آج اور آج سے قیامت و مابعد تک جس کو جو کچھ ملا یا ملے گا، آپ ﷺ کے فیضان کرم کا تصدق ہوگا بلکہ ظہور کائنات سے لے کر اس میں پھیلی ہوئی ہر چیز کا وجود اور ان اشیاء میں موجود نور و نکہت، رنگ و بو اور حسن و دلکشی کی ساری رعنائیاں آپ ﷺ کے دم قدم سے قائم و دائم ہیں۔ اقبال کی زبان میں......

عالمِ آب و خاک میں ترے ظہور سے فروغ ذرہ ریگ کو دیا تو نے طلوعِ آفتاب

حضرات محترم! میلاد النبی ﷺ کی اس صبح سعادت سے آج تک تقریباً ساڑھے

Marfat.com

چودہ سو سال سے زائد کا طویل عرصہ بیت چکا ہے۔ آپ ﷺ کے نام لیوا ہر سال اس صبح سعید کا استقبال حتی المقدور جذبۂ ایمانی اور ملی جوش وخروش سے کرتے آئے ہیں۔ یوم میلاد کو کماحقہ منانے کیلئے اس سے لاکھوں درجے جوش و جذبہ، جشن، تقریبات اور جلوس وغیرہ کا اہتمام ہونا چاہئے کیونکہ یہ دن امت محمدیہ ﷺ کیلئے سال بھر میں افضل ترین دن ہے۔ اسے شایان شان طریقے سے منانے کیلئے جتنی کوشش، محنت اور جانی ومالی قربانی ہو سکے کرنی عین تقاضائے ایمان ہے لیکن ایک زندہ وباشعور امت ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اس دن کو بطور عید منانے کے ساتھ ساتھ یومِ تجدید عہد کے طور پر بھی منائیں۔

ہمارے سوچنے سمجھنے اور غور کرنے کی بات یہ ہے کہ ہماری زندگیوں میں یہ ماہ مبارک جتنی مرتبہ پلٹ کر آیا، کیا ہم نے ایک مرتبہ بھی اس کے دامن میں تشریف لانے والی ہستی نبی اکرم ﷺ کے پیغام پر کان دھرے؟ کیا ہم نے جشن میلاد النبی ﷺ مناتے ہوئے کبھی سوچا کہ آج کے دن پیدا ہونے والے نبی اکرم ﷺ کا آخر کا مقصد بعثت کیا تھا؟ انہوں نے زندگی بھر کیا امور سرانجام دیئے. ہم پر کیا فرائض عائد ہوتے ہیں اور ان کے نام لیوا ہونے کی حیثیت سے ہم نے ان کے پاکیزہ مشن کیلئے کتنی قربانیاں دی ہیں؟ اس سے پہلے کہ آج ہم اپنی ذمہ داریوں کا مختصر جائزہ لیں یہ اچھی طرح ذہن نشین کر لینا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کو کس لئے مبعوث فرمایا اور زندگی بھر آپ ﷺ نے اس مقصد کی تکمیل کے لئے کیا کچھ کیا۔

قرآن حکیم میں حضور ﷺ کی بعثت مبارکہ کا مقصد و مدعا یوں بیان ہوا ہے۔ "وہی (اللہ تعالیٰ) ہے جس نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ وہ اس (دین) کو سب ادیان (باطلہ) پر غالب کر دے، خواہ مشرک لوگ اس کی کتنی ہی مخالفت کیوں نہ کریں" (الصف: ۹)۔

گویا آپ ﷺ کی بعثت مبارکہ کا مقصد محض دعوت و تبلیغ ہی نہیں بلکہ دین

Marfat.com

حق کا عملی نفاذ اور اسے دیگر ادیان باطلہ پر غالب و فائق کرنا بھی تھا۔ یہی وہ ذمہ داری تھی جسے سرکار دو جہاں ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں کما حقہ پورا فرمایا۔ اس راہ میں خواہ آپ ﷺ کو اپنا جسم انور لہو لہان کرانا پڑا' گلے مبارک میں پھندے ڈلوانے پڑے' تین تین سال شعب ابی طالب میں اپنے خاندان اور معزز ساتھیوں سمیت بھوکے پیاسے رہنا پڑا' معاشرتی بائیکاٹ ہوا' طائف کے بازاروں میں پتھروں کی بارش برداشت کرنا پڑی' مکہ جیسا وطن چھوڑا' عزیز و اقارب' دوست احباب چھوڑ کر ہجرت فرمائی، سیدنا صدیق اکبرؓ کے ہمراہ تین دن رات غار ثور کی تاریکیوں میں بسر کئے' مدینہ پہنچے تو بے شمار معاشرتی' معاشی اور سیاسی معاملات نمٹانے کے ساتھ ساتھ کثرت سے اسلام دشمنوں کی سازشوں اور کفار کے مسلسل حملوں کا نہ صرف مقابلہ کیا بلکہ ہر بار ان کو عبرت ناک شکست دی۔

تاریخ انسانیت میں دس سالہ مختصر عرصے میں کسی قیادت' جماعت یا ریاست کو اتنی کثرت سے اتنی سخت مزاحمت کا مقابلہ نہیں کرنا پڑا۔ یاد رہے کہ اس دس سالہ مدنی دور نبوت میں تقریباً چھوٹی بڑی ۱۰۰ جنگیں ہوئیں جن میں سے ۲۶ میں آپ ﷺ خود بطور سپہ سالار شریک ہوئے۔ یہ سب کچھ کیوں ہوتا رہا؟ کیا کفار مکہ کو مسلمانوں کی مذہبی رسومات سے خطرہ تھا؟ ہرگز نہیں۔ مسلمان اپنی جگہ اللہ اللہ کرتے رہتے اور اس بات پر معاہدہ کر لیتے کہ کعبۃ اللہ ہمارے حوالے کر دو ہم پانچ وقت اذان دے کر نمازیں پڑھتے رہیں گے۔ سال میں ماہ رمضان آئے گا تو روزے رکھ لیا کریں گے۔ حسب توفیق زکوٰۃ ادا کر دیں گے اور حج کا مہینہ آئے گا تو ہم حج بھی کر لیں گے' بس یہی ارکان اسلام تھے جن کی ادائیگی بغیر جنگ و جدال کے بآسانی ہو سکتی تھی۔

اگر اسلام محض ان ارکانِ اسلام پر عمل کر لینے' بعض معاملات میں حلال و حرام کی تمیز برتنے اور حسب ضرورت خدا کی راہ میں مستحقین پر تھوڑا بہت مال خرچ کر دینے کا ہی نام ہوتا تو حضور ﷺ اپنے جانثار صحابہؓ سمیت اپنے جسم تیروں سے چھلنی نہ کرواتے' صحابہ گھربار چھوڑ کر ہجرت حبشہ اور بعد ازاں ہجرت مدینہ نہ کرتے۔ بڑی آسانی سے قریش کے

Marfat.com

کے ساتھ سمجھوتہ ہو سکتا تھا کہ تم ہمارے مذہب کو نہ چھیڑو، ہم تمہارے باطل اور منافقانہ نظام کو نہیں چھیڑتے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ پھر مسلمان جب ہجرت کر کے مکہ سے سینکڑوں میل دور جا بسے تھے، چاہیئے تو یہ تھا کہ یہاں دونوں فریق کبھی نہ الجھتے لیکن جب تک مکہ فتح نہیں ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے فتح مبین کے ذریعے پورے عرب پر اسلام کا پرچم لہرا نہیں دیا، کفار نے مسلمانوں کے ساتھ اس وقت تک شدید مزاحمت جاری رکھی اس لئے کہ کفار کو اسلام کے اس انقلابی منشور سے خطرہ تھا جس کے تحت ہر سطح پر ان کی اجارہ داریاں ختم ہو رہی تھیں اور منصفانہ اسلامی نظام سیاست و معیشت کی موجودگی میں انہیں اپنے مذموم مفادات خطرے میں پڑتے نظر آ رہے تھے۔ چنانچہ جب سرزمین عرب اسلام کے زیر نگیں آ چکا اور وہاں ایک فلاحی سیاسی قوت دنیا کے نقشے پر ابھر آئی تو حجۃ الوداع کے تاریخی موقع پر اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو آخری پیغام بھیجا۔ "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی" "محبوب آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی"۔

اگر دین محض عبادات و ریاضات کی ادائیگی اور تکمیل کا نام ہوتا تو اللہ تعالیٰ یہ آیۂ مبارکہ فتح مکہ کے بعد نہ اتارتے اور نہ ہی اس سیاسی غلبہ و تفوق کو اتمام نعمت سے تعبیر فرماتے ۔جب تک بعثت نبوی ﷺ کے اس حوالے سے مسلمان اپنی ذمہ داریاں نبھاتے رہے زمانہ گواہ ہے ہر جگہ اور ہر دور میں باعزت اور باوقار رہے، غالب و فائق رہے لیکن جیسے ہی ہماری نظروں سے مقصد بعثت نبوی ﷺ او جھل ہوا ہم نے حالات سے سمجھوتہ کر لیا۔ ہم انفرادی، قومی اور بین الاقوامی سطح پر نہ صرف پستی کا شکار ہوئے بلکہ کفر و طاغوت ہم پر مسلط ہو گیا۔ آج جب ہم جشن میلاد النبی ﷺ مناتے ہیں تو ہمیں اس حقیقت پر بھی غور کرنا ہو گا کہ اس وقت پوری امت مسلمہ شکست خوردگی کے عالم میں زخموں سے کیوں کراہ رہی ہے؟ مسلمان دنیا کے ہر خطے میں موجود ہیں لیکن یہ موثر قوت نہیں ان کے پاس دولت کے انبار بھی ہیں مگر بے دست و پا ہیں۔ ان کا کوئی پرسان حال نہیں۔ فلسطین، لبنان، آذربائیجان،

Marfat.com

بھارت، کشمیر، بوسنیا، چیچنیا اور بے شمار دوسرے ممالک میں نہتے مسلمانوں پر ظلم کی ناقابل بیان داستان دھرائی جا رہی ہے لیکن اسلام دشمنوں کو کوئی پوچھنے والا نہیں۔

یہ تو ہے مسلمانوں کا حال! دوسری طرف اس ترقی یافتہ سائنسی دور کا جائزہ لیں تو ہر انسان مضطرب ہے۔ اپنے ہاتھوں کے بنائے ہوئے خطرناک آتشیں ہتھیاروں نے اسے غیر محفوظ کر دیا ہے۔ مادیت پرستی نے پوری دنیا میں حیات بخش روحانی اقدار کو مسمار کر دیا ہے۔ قتل و غارت گری، بے حیائی، عریانی، فحاشی اور بدکاری کے ماحول نے موجودہ تہذیب کو صدیوں پیچھے دھکیل دیا ہے۔ الغرض انسانیت آج پھر سسک رہی ہے۔ عدل و انصاف کے دروازوں پر تالے پڑ گئے ہیں۔ آج پھر نسلی، لسانی اور جغرافیائی بتوں کی پوجا ہو رہی ہے۔ انسانوں نے پھر بے جہت منزلوں کا سفر شروع کر دیا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نیا نبی نہیں آئے گا جو اس بھٹکتی ہوئی انسانیت کو راہ راست پر لگائے۔ ان حالات میں مسلمانان عالم کا فرض ہے کہ وہ علم و عمل اور سیرت و کردار کے زیور سے آراستہ ہو کر اپنا تاریخی کردار ادا کریں اور مقصد بعثت نبوی ﷺ کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لائیں اور اسلام کا پیغام محبت ورسالت پوری دنیا میں پھیلا دیں۔

امت مسلمہ کے غیور نوجوانو! آج آقا ﷺ کا دین تمہیں پکار رہا ہے۔ حضور ﷺ کی پوری امت زبوں حالی کا شکار بنی آپ کی راہیں دیکھ رہی ہے۔ دین کے نام نہاد علمبردار (الا ماشاء اللہ) خود غرضی، مفاد کوشی اور نفس پرستی کا شکار ہو چکے ہیں۔ اسلامی معاشروں میں اخلاقی و روحانی اقدار تیزی کے ساتھ ختم ہو رہی ہیں۔ کسی کو اصلاح احوال کی فکر نہیں کوئی ابتر احوال ملت پر دل گرفتہ نہیں...... ایسے میں آپ کے سامنے اب دو راستے ہیں۔ . . .

☆ ایک یہ کہ آپ اپنی اس بے حسی اور منافقت کی زندگی کو جاری رکھیں اور یہ سوچنے کی ضرورت ہی محسوس نہ کریں کہ امت مسلمہ کے افراد کی حیثیت سے آپ کی بھی کچھ ذمہ داریاں ہیں یا نہیں۔ اس کے برعکس

☆ دوسرا راستہ یہ ہے کہ آپ ملت اسلامیہ کو درپیش داخلی و خارجی اور نظریاتی و جغرافیائی

Marfat.com

چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ عظیم قوم کے عظیم فرزندوں کی طرح اٹھ کھڑے ہوں اور اپنے اسلاف کے طریقوں پر عمل کرتے ہوئے خود کو اسلام کے مطلوبہ معیار کے مطابق ڈھالیں اور باہم متحد و متفق ہو کر دنیا پر چھائی ہوئی تمام استحصالی قوتوں کے خلاف سینہ سپر ہو جائیں۔ یہ دوسرا راستہ ہی تحریک منہاج القرآن کا راستہ ہے' اسی راستے پر چل کر مصطفوی انقلاب کا سویرا طلوع ہو سکتا ہے۔ یہ اتنا آسان کام نہیں کہ گھر بیٹھے کامیابی مل جائے ۔اس کیلئے آپ کو حضور ﷺ کے جانثار صحابہؓ کی طرح مصائب و آلام کی بھٹی سے گزرنا ہو گا' اس راستے میں بڑے نشیب و فراز آئیں گے جگہ جگہ رکاوٹوں کے پہاڑ آپ کا راستہ روکیں گے۔ اپنوں اور بے گانوں کی مخالفت ہو گی' جان مال اور بیوی بچوں کی محبت کے حصار سے اوپر اٹھ کر اس دین کیلئے کمربستہ ہونا پڑے گا۔ علم' ہنر' دولت اور جملہ ذاتی مفادات کی قربانی دینا ہو گی۔

(اگست ۹۵ء)

Marfat.com

بنیادی انسانی حقوق۔۔اور بیجنگ کانفرنس کا ایجنڈا

عالمِ اسلام اس وقت کفر کے مسلسل اور مہلک ترین حملوں کی زد میں ہے۔ امت مسلمہ بیک وقت عسکری اور ثقافتی دونوں محاذوں پر عالم کفر کے تابڑ توڑ حملوں کا شکار ہے۔ کشمیر و فلسطین کی طرح اب بوسنیا اور چیچنیا جیسے مسلم ممالک میں بھی کفر عسکری جارحیت کا مرتکب ہو رہا ہے جبکہ مصر' الجزائر' ترکی' شام' اردن' مراکش اور پاکستان سمیت بیشتر اسلامی ممالک میں مصلحت پسند، اقتدار کے پجاری، ننگ دین و ملت حکمران اسلامی اقدار کے خلاف مہلک ثقافتی یلغار میں کفر کے آلہ کار ہیں۔ عالم کفر امریکہ کی زیر قیادت یہودی عزائم کی تکمیل کے لئے اپنے نام نہاد نیو ورلڈ آرڈر کو بہر صورت کامیابی سے ہمکنار کرنا چاہتا ہے لیکن اس وقت اس کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ اسلام کا وہ جذبہ جہاد ہے جو مسلمانوں کو ہر دور میں پہاڑوں سے ٹکرا جانے کا عزم بخشتا رہا ہے۔ یہ جذبۂ ایمانی اس وقت تک قائم رہے گا جبتک مسلمان اسلامی اقدار کے پاسبان ہیں۔ اس لئے دین دشمن طاقتوں نے اس ایمانی جذبے کو جڑوں سے کاٹنے کا پروگرام بنالیا ہے۔

اسلامی ممالک میں تیزی سے بڑھتی ہوئی فحاشی' عریانی اور سستی جذباتیت کا رجحان اسی پروگرام کا عملی ثبوت ہے۔ الیکٹرانک میڈیا اور بالخصوص ڈش انٹینا نے بے حیائی کے فروغ میں نمایاں پیش رفت کی ہے لیکن یہ ابلیسی قوتیں اسی پر انحصار نہیں کرتیں بلکہ انسانی حقوق کے نام پر انہوں نے عورت کو بلاواسطہ اپنے شیطانی مشن کے فروغ میں شامل کر لیا ہے۔ بے حیائی کے فروغ کو ایک تحریک کے طور پر آگے بڑھانے کیلئے باقاعدہ منصوبہ بندی ہو چکی ہے۔ اس مقصد کے لئے کفر کی نمائندہ عالمی تنظیم اقوام متحدہ جو اب صرف اور صرف امریکہ کی زر خرید لونڈی بن چکی ہے' اپنی زیر نگرانی عالمگیر اجتماعات کے ذریعے عملی پیشرفت میں مصروف ہے۔

Marfat.com

حال ہی میں چین کے دار الحکومت بیجنگ میں ہونے والی عالمی خواتین کانفرنس' اس نوعیت کا چوتھا عالمی اجتماع ہے جس میں مسلم اور غیر مسلم ممالک سے تقریباً ۳۵ ہزار خواتین کی شرکت متوقع ہے۔ اس سے قبل نیروبی اور قاہرہ میں بھی اسی طرح کے پلیٹ فارم پر عورت کے "بنیادی انسانی حقوق" پر غور و فکر ہو چکا ہے۔

اقوامِ متحدہ کی زیر نگرانی ہونے والی ان کانفرنسوں کے ایجنڈوں کا مطالعہ کیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ انسانی حقوق کے نام پر دراصل شیطانی مشن کو بتدریج فروغ دیا جا رہا ہے۔ پچھلے سال قاہرہ کانفرنس میں' مرد و زن کے مساوات اور مخلوط معاشرے کے قیام کے علاوہ بہبود آبادی کے نام سے اسقاط حمل کو قانونی تحفظ دینے پر زور دیا گیا تھا۔ اس مرتبہ بیجنگ کے ایجنڈے میں کئی بیہودہ اضافی شقوں کے علاوہ یہ بھی شامل ہے کہ پوری دنیا میں ایسا غیر مذہبی معاشرہ قائم کیا جائے جہاں مرد و عورت کا آزادانہ میل ملاپ ممکن ہو اور یوں مرد کے ہاتھوں "عورت کا استحصال" ختم کیا جا سکے۔ اسی لئے عورت کو مرد کی برتری کا سامنا کرنے سے بچانے کیلئے اسے ہم جنس پرستی کی ترغیب دے کر اس لایعنی عمل کو بھی قانونی تحفظ فراہم کرنے کا مطالبہ بھی زیر غور ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ قوانین عورت کو محرومی اور ظلم و ستم سے نجات دلائیں گے یا صنف نازک مزید تباہی اور بربادی کا شکار ہو گی؟ کیا جنسی تعلیم عام کرنے' غیر مذہبی مخلوط معاشرے کا قیام اور ہم جنس پرستی جیسے قوانین سے خواتین کے مسائل حل ہو جائیں گے' عورت کو اپنا کھویا ہوا مقام مل جائے گا اور کیا ان اقدامات سے اسے معاشی کفالت کی ضمانت مل سکے گی؟ ہرگز نہیں۔ ایسے غیر فطری بلکہ غیر انسانی قوانین بنانے والے شیطانی ایجنٹوں نے عورت کے تقدس کو پامال کیا ہے' اسے عزت و وقار کے مقام سے گرا کر ذلت کی کربناک وادیوں میں دھکیل دیا ہے' مساوات مرد و زن کے نام پر عورت کے حقوق پامال ہوئے ہیں۔ اس کی عملی شہادت آج خود امریکہ اور یورپ کا معاشرہ فراہم کر رہا ہے جہاں عورت بے دست و پا ہے۔ پہلے تو اسے باقاعدہ ازدواجی بندھن میں قبول کرنے کیلئے کوئی

Marfat.com

تیار ہی نہیں ہوتا اور اگر سالہا سال کے "تجربے" کے بعد باقاعدہ شادی ہو بھی جائے تو عورت کے سر پر طلاق کی تلوار لٹکی رہتی ہے۔ وہاں خاندان نام کی چیز نایاب ہو رہی ہے۔ امریکہ میں ہر تیسرا یا چوتھا بچہ بن بیاہی ماں کی حرامی اولاد ہوتا ہے جس کے نتیجے میں وہاں کے معاشرے میں آوارگی نفسیاتی الجھنیں، جنسی جرائم، منشیات، قتل و غارت گری اور دوسرے غیر انسانی افعال میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ عریانی، فحاشی اور ہم جنس پرستی نے انہیں ایڈز جیسی موذی اور لاعلاج مرض میں مبتلا کر دیا ہے۔ کیا فرنگی مدنیت کی ان "فتوحات" کو انسانی حقوق کی پاسداری کا نام دیا جائیگا؟ یا اسے انسانیت کیساتھ کھلی بغاوت اور عورت کی تذلیل سمجھا جائے گا؟ لیکن قابل افسوس امر یہ ہے کہ اسلامی ممالک روز بروز اس شیطانی مشن کا حصہ بنتے جا رہے ہیں۔ جدید تعلیم یافتہ مسلمان خواتین بھی اس شیطانی جال میں جکڑی جا رہی ہیں۔ حالانکہ اسلام ہی وہ واحد دین ہے جس نے عورت کو زندہ درگور ہونے سے بچایا اسے ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کے مقدس رشتوں کے تقدس اور احترام سے نوازا۔

اسلام نے عورت کو ناموس دین کا محافظ قرار دے کر اس کی عفت و عصمت کی حفاظت کا ایک ایسا فطری نظام دیا جو بذات خود عورت کے جملہ حقوق کا ضامن ہے۔ اسلام نے عورت کو عصمت کے محفوظ قلعے فراہم کئے اور چودہ سو سال پہلے ان حقوق سے نوازا جن کا تصور اب تک امریکہ اور مغربی ممالک کے آئین نہیں دے سکے۔ ہاں انہوں نے اس کو گھر کی چار دیواری سے گھسیٹ کر بازاروں، کلبوں، قحبہ خانوں اور مردوں کی ہوس پرستی کے اڈوں کی زینت ضرور بنا دیا۔ اسے بے لباس کر کے اپنی تسکین کا سامان پیدا کیا۔ ایسے میں دختران اسلام کو اپنی مذہبی، دینی، قومی اور تحریکی ذمہ داریوں سے آگاہ ہونا چاہئے۔ مغربی ثقافتی یلغار کا پہلا ہدف ہمارا نظام عفت و عصمت ہے اور اس نظام کی سلامتی اور حفاظت کا دارومدار خواتین اسلام پر ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ امت پر اس کڑے وقت میں ملت کی بیٹیاں کیا کردار ادا کرتی ہیں۔

(ستمبر ۹۵ء)

Marfat.com

کیا آپ نے کبھی سوچا؟

ویسے تو اس دور کا انسان بہت سوچتا ہے۔ اتنا سوچتا ہے کہ بہت سی جان لیوا بیماریاں اسی سوچنے سے پیدا ہو رہی ہیں۔بیماریاں بھی ایسی جو اسی دور کا تحفہ ہیں سابقہ ادوار میں ان کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔اس لئے مقصد آپ کو تفکرات میں جھونکنا نہیں بلکہ بعض حقائق پر غور و فکر کی دعوت دینا ہے اور یہ دعوت خود خالق کائنات نے بھی دی ہے۔ کیا آپ نے کبھی سوچا؟ یہ فلک بوس اور خوشنما عمارتیں اور ان پر خراٹے بھرتی ہوئی سبک رو گاڑیاں' فضا کے دوش پر دوڑنے والے برق رفتار جہاز' سمندروں کی ہیبت ناک طوفانی امواج سے کھیلتے ہوئے بحری بیڑے اور یہ سب کچھ جو ہمارے زیر استعمال ہے اور اسے بنانے میں انسانی محنت شامل ہے' کیسے معرض وجود میں آیا؟ اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ یہ سب کچھ انسان کی ضرورت تھی اور ضرورت ایجاد کی ماں ہے لیکن اصل حقیقت اس سے تھوڑی سی مختلف ہے اگر آپ بنظر غائر سوچیں تو آپ پر واضح ہو گا کہ ضرورت سے لے اس کی تکمیل تک کے سارے مراحل طے کروانے میں جو طاقت اور روشنی انسان کی راہنما بنتی ہے وہ یہی سوچ' فکر اور تدبر ہے اس لئے ہم بجا طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ انسانی تخلیقات محض ضرورت کا نتیجہ نہیں بلکہ فکر کا معجزہ ہیں۔اس جہان آب و گل میں انسانی محنت اور کاریگری کے جتنے رنگ اور جتنی شکلیں بھی نظر آرہی ہیں یہ دراصل اس کی فکر کے ٹھوس مظاہر ہیں۔ یہ خوبصورت محلات اور بلند عمارتیں زمین پر بننے سے پہلے انسانی دماغ میں بنتی ہیں۔یعنی انسان سوچتا ہے پھر زمین میں نقشہ تیار کرتا ہے تب جا کر خاص Process کے ذریعے اس کو ٹھوس وجود ملتا ہے۔ گویا انسانی زندگی میں ہر عمل' ہر تحریک' ہر جدوجہد اور ہر تخلیق دراصل کسی فکر کا نتیجہ ہوتی ہے۔ یہ فکر جتنی پختہ' آزمودہ کار' تعمیری' بامقصد اور پائیدار ہو گی اس کے نتیجے میں ہونے والی عملی تخلیق و تعمیر میں بھی اسی قدر پائیداری' حسن اور نفع بخشی ہو گی۔

Marfat.com

یہ بنیادی اور اصولی بات ذہن نشین کر کے ذرا ایک لمحے کیلئے سوچیں کہ یہ انسان جس کی فکر نے کائنات کے خاکوں میں اپنی تخلیق کے رنگ بھرے' خود کس کی فکر کا نتیجہ ہے؟ کس کی تخلیق ہے؟ کس کے شاہکار ہنر کا تراشیدہ پیکر ہے اور اس تخلیق کے پیچھے کیا حکمت کار فرما ہے؟ لفظ کن سے اشیاء کو عدم سے معرض وجود میں لانے والی ذات علیم و حکیم نے انسان کو کیا مشن سونپا؟ ایک عام انسان اپنی تخلیق کو اگر بے عیب' ممتاز اور با مقصد دیکھنا چاہتا ہے تو خالق کائنات کے ہنر کا یہ تراشیدہ شاہکار کیا بے مقصد ہو گا؟ ان سوالات کے مفصل جواب کے لئے تو کئی جلدیں درکار ہیں اور یہ وضاحت قرآن و حدیث اور علماء کی لکھی گئی بے شمار کتب میں موجود بھی ہے لیکن یہاں صرف ایک حدیث قدسی کافی حد تک ہماری راہنمائی کرتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "میں مخفی خزانہ تھا' میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں تو مخلوق کو پیدا کیا"۔ انسان چونکہ اشرف المخلوقات ہے اس لئے اس حدیث کے مصداق اپنے خالق کی خواہشِ عرفان اور محبت کا ثمر ہے۔ گویا اس کی تخلیق کا سبب بھی محبت ہے اور مقصد و مدعائے حیات بھی محبت و عرفان ہے۔ قدرت کو اپنے شاہکار سے محبت تھی اس لئے اس کو احسن تقویم کے دلکش پیکر میں ڈھالا۔ اس کے سر پر اپنی خلافت کا تاج سجایا۔ اس کے لئے کائنات پست و بالا کو مسخر کر دیا۔ اس کو بے شمار قلبی و ذہنی صلاحیتیں عطا کیں تاکہ یہ خلافت ارضی کا حق ادا کرتے ہوئے حسن مطلق کے جلوئے کو بہ کو بکھیرتا رہے۔ خالق کائنات نے بلا امتیاز رنگ و نسل اور مذہب و ملت عالم پست و بالا کو انسان کے تصرف میں دے دیا' اس نے حسب خواہش و ضرورت اس میں اپنی فکر و عمل کے گلستان کھلائے۔

انسان حسنِ مطلق کا پرتو ہونے کے ناطے اس کی محبوب تخلیق ہے' اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں کہ ناپسندیدہ امور کی انجام دہی کے نتیجے میں اس کے غضب کا نشانہ بنے۔ اس لئے اس نے رشد و ہدایت کا باقاعدہ نظام بھی قائم فرمایا بلکہ پہلے انسان سیدنا آدم علیہ السلام کو نبوت کے منصب جلیلہ پر فائز فرمایا تاکہ ~~انسانی~~ زندگی سے پہلے دنیا میں ہدایت کا نظام موجود ہو اور کسی ایک انسان کے پاس بھی یہ حجت نہ رہے کہ اسے راہ ہدایت کی طرف راغب نہیں

Marfat.com

کیا گیا۔ پھر نبی آخر الزمان ﷺ کے بعثت کے ساتھ یہ نعمت ہدایت اپنے اتمام و کمال کو پہنچادی گئی اور قیامت تک کی نسل انسانی کے لئے قرآن حکیم کی صورت میں ایسے قوانین بہم پہنچادیئے کہ حیات دنیوی، حیات برزخی اور حیات اخروی کے ہر مرحلے کیلئے راہیں روشن ہو گئیں۔ بچپن سے بڑھاپے اور گھر سے ایوان اقتدار تک کے آداب اسی کتاب میں سمو دیئے گئے۔

ہاں آیئے! ایک اور پہلو پر بھی غور کرتے ہیں اللہ نے پیدائش سے بڑھاپے تک انسان کو ہر سطح پر آسودگی فراہم کرنے کا ایسا معاشرتی نظام دیا کہ وہ کسی قدم پر بھی تنہا نہیں ہو سکتا۔ پیدا ہوتے ہی ماں باپ کی شفقت، تھوڑا بڑے ہوئے تو بہن بھائیوں کی محبت، آگے بڑھے تو بیوی بچوں کی طبعی رغبت اور بڑھاپے کی طرف لپکے تو اولاد کی طرف والدین کے لئے خدمت کا داعیہ اور دوست احباب، عزیز رشتہ داروں کا باہمی تعلق۔ الغرض ایک سلسلۂ محبت ہے جو ہر قدم پر انسان کو ایک دوسرے سے پیوست رکھتا ہے یہ نظام بھی بلاشبہ انسانی زندگی کا امتیازی وصف ہے۔ جیسے نے دیکھا! اللہ تعالیٰ کو اپنی اس تخلیق سے کتنا پیار ہے۔ اسی لئے تو فرمایا: "وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ آدَمَ" کہ ہم نے انسان کو شرف و تکریم کے عالی مقام پر فائز کر دیا۔

اے انسان! تو بھی تو سوچ کہ کیا تجھے بھی اپنے آقا و مولیٰ سے اتنا ہی پاس تعلق ہے؟ کیا تیرے دل میں بھی اپنے خالق کی اطاعت و محبت کا جذبہ موجود ہے؟ تجھ پر تو اس کی عنایات لحہ بہ لحہ رم جھم برس رہی ہیں لیکن تو دن میں کتنی بار اس کے احسانات کا شکر ادا کرتا ہے؟ تجھے اس نے صورت، صحت، تندرستی اور مال و دولت سے نوازا، تو نے ان نعمتوں کی کتنی تحدیث کی؟ وہ بے نیاز ہو کر کسی لمحے تجھ سے غافل نہیں رہتا۔ تو محتاج ہو کر بھی اس کی رحمت سے گریزپا ہے۔ وہ معبود ہو کر بھی تجھے نوازنے کے بہانے ڈھونڈتا ہے تو عبد ہو کر بھی اس کی بارگاہ میں جھکنے سے عاری ہے۔ اس نے تجھے پوری مخلوق پر ترجیح دی، تو نے خود کو حیوانوں سے بھی نیچے گرا دیا۔ اس نے تجھے محبت کا پیامبر بنایا، تو نے چار روزہ زندگی میں

Marfat.com

نفرتوں کے بیج بونے شروع کر دیئے۔اس نے تجھے دوسرے بھائی کی جان ومال اور عزت و آبرو کا امین بنایا' تو ہر روز ناحق خون بہاتا ہے' ڈاکے ڈالتا ہے' عزتوں سے کھیلتا ہے اور عصمت کی چادر کو تار تار کرتے نہیں شرماتا۔اے انسان کبھی یہ بھی سوچ کہ اس باغیانہ روش سے تیرا رب کتنا ناراض ہوتا ہوگا اور پھر یہ روش تیرے شایان شان بھی تو نہیں۔تجھے اس سے کیا ملتا ہے ؟سوچ اے انسان! تو کہاں سے آیا؟ کیسے آیا' تو نے جانا کہاں ہے ؟ مہلت عمل کو غنیمت سمجھ' زادِ راہ کی فکر کر' انسانیت کا احترام کر کسی کے کام نہ بھی آسکے تو خیر ہے اپنی فکر تو کر....

"تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن"

(اکتوبر ۹۵ء)

Marfat.com

اقوام متحدہ (UNO) کی...... پچاسویں سالگرہ

بیسویں صدی کے ترقی یافتہ' مہذب اور پڑھے لکھے انسان کی سب سے بڑی اور معتبر عالمی تنظیم "انجمن اقوام متحدہ" کو بنے ہوئے آج ٹھیک ۵۰ سال ہو گئے ہیں۔ جنگ عظیم دوم کے اختتام پر اس کی تشکیل و تاسیس بظاہر ایک مستحسن قدم تھا کیونکہ اس کے چارٹر میں کوئی ایسی شق نہیں تھی جس سے رنگ و نسل اور مذہب و ملت کے فرق و امتیاز کی بو آتی ہو لیکن پچھلے پچاس سال کے واقعات نے تسلسل کے ساتھ یہ حقیقت ثابت کر دی ہے کہ یہ دراصل ایک ایسا منظم عالمی ادارہ ہے جو عالم اسلام کے خلاف سرگرم عمل ہے۔

سیاسی' سماجی' اقتصادی اور عسکری محاذوں پر پورا عالم کفر اس کی زیر نگرانی اسلام کے خلاف بر سر پیکار ہے۔ اس کے چارٹر میں تھا کہ اس پلیٹ فارم سے مظلوم قوموں کی دادرسی کی جائے گی' دنیا میں امن بحال رکھنے کے لئے کوششیں ہوں گی انسانی ہمدردی کی بنیاد پر ممبر ممالک کے مسائل حل کئے جائیں گے لیکن چشم فلک نے دیکھا کہ اقوام متحدہ کے بننے کے چند سال بعد کشمیر اور فلسطین' عالم اسلام کے دو اہم مسائل اس کے ایجنڈے پر گئے اور وہ آج تک جوں کے توں ہیں بلکہ بد سے بدتر انجام کو پہنچ چکے ہیں۔ اقوام متحدہ بتدریج امریکہ کی بے دام کنیز بن گئی ہے جبکہ امریکہ اس وقت مٹھی بھر یہودیوں کے ہاتھوں یرغمال بن چکا ہے۔ اس اعتبار سے بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ UNO یہودی مفادات کا تحفظ کر رہی ہے اور اس کا سب سے بڑا ہدف عالم اسلام ہے۔

انسانی حقوق کی محافظ یہی اقوام متحدہ اسرائیل کو تحفظ دیتی چلی آ رہی ہے وہاں دنیا بھر سے لا کر یہودیوں کو آباد کیا جا رہا ہے اور اس ارض مقدس کے صدیوں پرانے وارث مسلمانوں کو دردر کی ٹھوکریں کھانے کے لئے نکال باہر کیا گیا ہے۔ کشمیر میں نصف صدی سے مظالم کی خونی داستان اور بھارت کے غاصبانہ قبضے کا کسے علم نہیں' لیکن اس نے

Marfat.com

ابھی تک نہ تو بھارت کو اور نہ ہی اسرائیل کو تنبیہہ کی جبکہ کویت' عراق جھگڑے میں مداخلت کر کے فوری کاروائی کو اس نے اپنا فرض منصبی سمجھا اور دنیا بھر کی مسلح افواج عراق کے مقابلے میں لا کھڑی کیں کیونکہ امریکہ اور یورپ کو وہاں کے پیٹرول میں دلچسپی تھی۔ اب کویت پر عراق کا قبضہ ختم ہو گیا مسئلہ حل ہو چکا ہے لیکن عراق پر عالمی دباؤ اس شدت سے جاری ہے کہ وہاں کے معصوم بچے اور بوڑھے کھانے پینے سے لیکر ضروری ادویات تک کو ترس گئے ہیں۔ بوسنیا میں مسلمانوں کو نہتہ کر کے ختم کیا جا رہا ہے۔ چیچنیا میں روس کے ظلم پر بھی UNO خاموش ہے اس کے برعکس عالم کفر کی اس مشترکہ تنظیم نے لیبیا' سوڈان اور ایران جیسے مسلمان ممالک پر ابھرتے ہوئے اسلامی جذبے کے پیش نظر تجارتی پابندیاں لگا رکھی ہیں۔ امریکہ جیسا عالمی غنڈہ جو چاہے کرلے لیکن کوئی مسلمان ملک اگر اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہے تو اس کی مشینری حرکت میں آجاتی ہے اور وہاں اس کی قراردادیں موثر ہونے لگتی ہیں۔

ایسے میں ان مسلمان ممالک کو غیرت و حمیت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ اقوام متحدہ میں ایک تہائی اکثریت (۵۳) اسلامی ممالک کی ہے۔ ان کے پاس O-I-C کی اپنی تنظیم بھی ہے لیکن انہیں روز بروز عالم کفر کا اتحاد اور ان کی طرف سے مسلسل زیادتیوں کا ادراک نہیں ہو رہا۔ تعجب ہے کہ بیشتر اسلامی ممالک کے اقتدار پرست سربراہان عالم کفر کی حمایت سے کرسی اقتدار کو تحفظ دے رہے ہیں۔ ایسے میں پاکستان کی پوزیشن بہت نازک اور حساس ہو چکی ہے لیکن برا ہو یہاں کے بد طینت سیاسی وڈیروں کا جنہوں نے ہوس اقتدار میں اسلام کے اس مضبوط قلعے کی دیواروں میں دراڑیں ڈال دی ہیں۔ پاکستان' جس نے عالم اسلام کی راہنمائی کرنا تھی خود داخلی مسائل کا شکار ہے۔ کراچی سے لے کر کشمیر اور بلوچستان سے خیبر تک اس کے زخموں سے رستا ہوا خون ہمارا بہت بڑا المیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ پورے عالم اسلام اور بالخصوص پاکستانی قوم کو شعور عطا فرمائے کہ وہ اس نازک موڑ پر اپنے مستقبل کا فیصلہ کر سکیں۔

(نومبر ۹۵ء)

Marfat.com

علماء و مشائخ کی ذمہ داریاں

انسانیت کی ہدایت و راہنمائی کیلئے اللہ تعالیٰ نے رسالت و نبوت کا جو طویل اور نوارنی سلسلہ قائم فرمایا وہ حضور ختمی مرتبت نبی اکرم ﷺ کی نبوت پر پورے اتمام و کمال کے ساتھ ختم ہو گیا لیکن اس تغیر پذیر اور رواں دواں کاروان حیات کے زاویئے فطری اصولوں سے ہم آہنگ رکھنے کیلئے قیامت تک ہدایت و راہنمائی کے ایک مربوط نظام کی قدم قدم اور لحہ لحہ ضرورت تھی جس کی تکمیل کیلئے قدرت نے ہر دور میں صاحبان علم و فکر کا تسلسل قائم رکھا جنہوں نے حسب توفیق اور حسب صلاحیت اس پیغمبرانہ مشن کو آگے بڑھایا۔ اسی لئے ہادی عالم نے فرمایا: علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل " میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں" مدعا یہ کہ دعوت حق کا جو فریضہ سابقہ امتوں کے انبیاء و رسل انجام دیتے تھے۔ اب قیامت تک یہ حساس ذمہ داری امت مصطفوی کے علماء کے کاندھوں پر عائد رہے گی۔ چنانچہ حضور ﷺ کے وصال مبارک کے بعد جس طرح صحابہ کرامؓ نے چہارگانہ فرائض نبوت '(دعوت و تبلیغ اور تعلیم کتاب و حکمت) کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ اطراف واکناف عالم میں جہاد کا فریضہ سرانجام دیا بعد ازاں تبیع تابعین کے دور میں بھی جاری رہا اور آج تک تاریخ کے ہر نازک دور میں اللہ تعالیٰ کے ان اولوالعزم بندوں نے امت کی راہنمائی فرمائی۔ انہوں نے مال و دولت ' وطن ' اولاد اور جان کی قربانی دینے سے بھی گریز نہیں کیا۔

ہر دور میں اسلام کو نت نئے فتنوں اور چیلنجوں کا سامنا رہا ہے لیکن دین اسلام چونکہ خالق کون و مکان کا تخلیق کردہ دین ہے اور اس کی تعلیمات میں بنی نوع انسان کی جملہ مہلکہ بیماریوں کا علاج مضمر ہے اس لئے ہر دور کا ستم رسیدہ انسان بالآخر اس خدائی نظام کی طرف لپکا۔ آج کا دور پہلے ادوار سے قطعاً مختلف ہے۔ اس دور کی ہر چیز پر مادیت کی چھاپ

Marfat.com

اتنی گہری ہو چکی ہے کہ انسان مادی ترقی کی دوڑ میں سرپٹ دوڑ رہا ہے۔ یہ دوڑ اس قدر سرعت اور تسلسل کے ساتھ جاری ہے کہ ہر شخص مشین کا پرزہ بنتا جا رہا ہے۔ اس نام نہاد ترقی کی خواہش نے اس سے بہت سی انسانی اور ملکوتی خصوصیات چھین لی ہیں جن میں دینی مذہبی اور اخلاقی اقدار سر فہرست ہیں۔

آج کا انسان ترقی یافتہ ہو کر بھی جاہلی دور کے انسان سے مشابہت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ مادیت کا ثمر 'لادینیت' دہریت اور عریانیت اس دور کے خاص تحائف ہیں اور یہ تحائف ایک خاص سکیم اور سوچے سمجھے منصوبے کے تحت اب مشرق (اسلامی دنیا) میں پہنچائے جا رہے ہیں۔ اس لئے یہ کہنا بے جا نہیں ہو گا کہ آج اسلام کو جہاں اہل کفر کی عسکری جارحیت کا سامنا ہے وہاں جسد ملت لادینیت' دہریت اور مادیت کے خطرناک بلکہ جان لیوا حملے کی زد میں بھی ہے۔

کفر کی ننگی جارحیت کا مقابلہ کسی قدر آسان ہے لیکن افکار و نظریات اور دل و دماغ کے راستوں سے در آنے والی روحانی بیماریوں کا قلع قمع بہت مشکل اور دقت طلب کام ہے۔ بد قسمتی سے جملہ اسلامی ممالک اس وقت بری طرح ہر دو قسم کے حملوں کی زد میں ہیں۔ عسکری محاذ پر بھی جنگ جاری ہے اور نظریاتی محاذ پر بھی تصادم شروع ہیں لیکن قابل توجہ اور لائق التفات بات یہ ہے کہ عسکری محاذ پر جارحیت کا مقابلہ ہر شخص پڑھا لکھا' ان پڑھ' مرد عورت بوڑھا جوان کر سکتا ہے مگر دوسرے محاذ پر مقابلہ ہر کس و ناکس کا کام نہیں وہاں صرف رجال کار اور اصحاب فکر و عمل ہی فعال کردار ادا کر سکتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ تحریک منہاج القرآن نے اپنی مساعی کا رخ بالخصوص دوسرے محاذ پر جارح حملوں کے تدارک کی طرف کیا ہوا ہے۔ تحریک منہاج القرآن اپنے رفقاء' کارکنان اور اہل درد اصحاب فکر و دانش کی وساطت سے دنیا بھر کے انسانوں اور بالخصوص مغربی اقوام کو یہ پیغام دے رہی ہے کہ اے مادیت کے راستے دہریت' لادینیت اور حیوانیت کی دلدل میں پھنسے ہوئے انسانو! آؤ اسلام کے دامن رحمت میں تمہیں اطمینان

Marfat.com

سکون' عافیت اور راحت ملے گی۔ یہ تحریک مسلمانان عالم کو بالخصوص یاد دہانی کروانا چاہتی ہے کہ مغربی تہذیب کے چنگل سے نکلیں۔ اپنی ملت' دین اور مذہب کا تشخص قائم رکھیں۔ سیاسی' ثقافتی اور معاشرتی نظام وہی بہترین اور مفید ہے جو سرور کائنات ﷺ نے تمہارے لئے متعین فرمایا اور جسے خالق کائنات نے "ان الذین عند اللہ الاسلام" کہہ کر پسند فرمایا۔ ترقی پسند کے نام پر تہذیب جدید تمہیں تباہی کے گڑھوں کی طرف لے جا رہی ہے۔ تمہارے مسائل کا حل انسان ساختہ مغربی قانون کے پاس نہیں بلکہ خدا ساختہ دین فطرت کے اصولوں کی اتباع میں مضمر ہے۔

لوٹ جا عہد نبیؐ کی سمت' رفتار جہاں! پھر میری پسماندگی کو ارتقاء درکار ہے

یہ تحریک عہد حاضر کے علماء و مشائخ کی خدمت میں بصد ادب درخواست گزار ہے کہ آپ اس ملت کے پاسبان ہیں' آپ کے ہاتھوں میں اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی تقدیریں تھما دی ہیں' آپ اس لٹی ہوئی قوم کے پیشوا ہیں' اس درماندہ کارواں کے نقیب ہیں' قیامت وسیادت کی ساری عظمتیں آپ کو مبارک لیکن سوچئے تاریخ کے اس نازک موڑ پر آپ کے کاندھوں پر کتنی بھاری ذمہ داریاں عائد ہو چکی ہیں اگر آپ امام حسینؓ' امام حسن بصریؒ' امام اعظم ابو حنیفہؒ' امام احمد بن حنبلؒ' امام شافعیؒ' محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ' امام غزالیؒ اور مجدد الف ثانیؒ جیسے اکابر عقیدت رکھتے ہیں تو خود فیصلہ کرنا ہو گا کہ ان کی زندگیوں سے اکتساب فیض کے لئے ان کی سیرتوں پر عمل کرنا یا فانی دنیا کی وقتی مصلحتوں کو مطمح نظر بنا کر حیات مستعار گزار دینی ہے۔ یہ وقت آپ کے دو ٹوک کردار کا منتظر ہے ایسا کردار جو اسلاف کی پیروی میں قوم کا رخ متعین کر دے۔ یہ قوم جو اپنا تابناک ماضی فراموش کر کے دن بہ دن مایوسیوں میں گھر کر فکری عملی اور روحانی توانائیاں کھو رہی ہے۔ یہ تو جو دشمن کے ہاتھوں میں کھیل رہی ہے' آپس میں متصادم اور باہم دست و گریبان ہے۔ یہ قوم جسے ہر موڑ پر رہنما کی صورت میں نیا رہزن ملتا ہے۔ اور ایک دوسرے سے بڑھ کر اس کی قسمت سے کھیلتا ہے۔ اس ملک کے رستے ہوئے زخموں پر مرہم کون رکھے گا۔ کراچی سے خیبر اور بلوچستان

Marfat.com

سے پنجاب تک بہنے والے ناحق خون کا حساب کس سے لیا جائیگا۔ اس کی شہ رگِ کشمیر سے بہتے ہوئے معصوم خون کے فوارے کب تک جاری رہیں گے' کشمیر کی مسلمان ماؤں' بہنوں اور بیٹیوں کی لٹی پٹی عصمتوں کی پکار کون سنے گا' اس ملک کے لاکھوں بے راہ رو نوجوان دین و مذہب سے ناشنا ہیں ان کی تعلیم و تربیت پوری قوم کی تربیت ہے۔ آپ نے یہ فریضہ بھی سر انجام دینا ہے۔ آئندہ تاریخ آپ کی منتظر ہے۔۔۔ اٹھئے! حسینؓ کی صدا بن کر وقت کے یزیدوں کو للکاریئے' تاجدارِ کائنات کے غلام آپ کی راہ دیکھ رہے ہیں۔

(دسمبر ۹۵ء)

(آل پاکستان مشائخ کانفرنس کے موقع پر)

Marfat.com

سال 96ء

Marfat.com

Marfat.com

لمحات کی مقروض انسانی زندگی

قارئین کرام کو نیا عیسوی سال مبارک ہو...... وقت کی تیز دھاری تلوار نے ۹۵ء کو بھی ہماری زندگیوں سے کاٹ کر الگ کر دیا ہے اور ہم ایک بار پھر اپنے کاندھوں پر مسائل کے انبار لئے زندگی کو اگلے سال کے سپرد کر چکے ہیں۔

رو میں ہے رخشِ عمر کہاں دیکھئے تھمے
نہ ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں

ہر شخص کی زندگی دراصل' گنے چنے چند لمحات کا مجموعہ ہے۔ ایک ایک لمحہ جو حال سے ماضی بن کر گزر رہا ہے ہمیں آگے نہیں' پیچھے دھکیل رہا ہے۔ لمحے گھنٹوں میں' گھنٹے دنوں میں' دن مہینوں میں اور مہینے سالوں میں ڈھل کر ہم سے جدا ہوتے چلے جاتے ہیں اور یوں چند سالوں کے بعد انسان موت کی دہلیز پر جا پہنچتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ بعض لوگ موت کے ہاتھوں بھی نہیں مرتے بلکہ مر کر بھی زندہ رہتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو زندہ ہو کر بھی مردہ ہوتے ہیں۔ پہلی قسم کے طبقہ کو قرآن نے انبیاء صدیقین' شہداء اور صالحین کا ٹائٹل دیا ہے اور وضاحت کی ہے کہ یہ انعام یافتہ بندگانِ الٰہی مرتے ضرور ہیں لیکن موت کا جام ان کے لئے آبِ حیات بن جاتا ہے۔ وہ ظاہری زندگی میں موجود ہوں تب بھی فیض رسانی کے منصب پر فائز ہوتے ہیں اور اس قیدِ حیات سے خلاصی پا کر تہہِ خاک جا بسیں تب بھی مردہ دلوں کو زندگیاں عطا کرتے ہیں۔ لمحات' ایام' شہور اور سالوں کی گرفت سے آزاد یہ لوگ ابدی اور سرمدی حقیقت بن کر صدیوں پر پھیلے کاروانِ حیات کے نقیب بن جاتے ہیں اسی لئے اقبال نے بجا طور پر کہا۔ "ایام کا مرکب نہیں راکب ہے قلندر"

ان نفوسِ قدسیہ کو زمان و مکان پر قدرت کیونکر حاصل ہوتی ہے؟ صرف اس لئے کہ یہ لمحاتِ حیات کو خالق کی منشاء کے عین مطابق اس کی رضا میں فنا ہو کر گزارتے ہیں۔ زندگی' موت' دنیا' آخرت اور جملہ اسبابِ حیات کا خالق' اللہ رب العزت ہے۔ ہوا کے

Marfat.com

جھونکے سے درخت کے پتوں کی حرکت ہو یا سمندر کی لہروں پر تیرتے ہوئے بلبلے کا ابھار' فضاؤں میں چاند' سورج اور ستاروں کی تابانی ہو یا سمندر کی عمیق تہہ' ذی روح مخلوق کا قرار' برف پوش سنگلاخ پہاڑوں کی ہیبت ہو یا سبزہ زار میدانوں میں بہاروں کا بانکپن' سب میں اسی کی قدرت کا مکمل عمل دخل ہے۔ جو لوگ اس کے رنگ میں رنگے جائیں ان کے لئے بھی زمان و مکان کی وسعتیں مسخر ہو جاتی ہیں اور وقت کی باگ ڈور ان کے ہاتھوں میں تھما دی جاتی ہے۔ یہ تو ہدایت یافتہ اور خاص بندگانِ خدا کی باتیں ہیں اور ہم ؟...... ہم تو وقت کی اس تیز گام کی بے اختیار سواریاں ہیں جس کی کوئی منزل ہے نہ جہت' انفرادی زندگی سے لے کر قومی اور بین الاقوامی سطح تک پھیلے ہوئے معاملات میں اپنی زندگی کے کردار پر غور کریں تو آئینۂ ایام میں اپنا چہرہ صاف نظر آجائے گا۔

ہم اس زندہ قوم کے فرد ہیں جس کے ذمے کفر کی تاریکی' ظلمت اور جہالت کی سمت جانے والے قافلوں کو حیات بخش روشنی فراہم کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توحید معرفت اور خشیت و محبت کی روشنی' مقصودِ کائنات فخر موجودات نبی اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی محبت' اتباع اور غلامی کے تعلق کی روشنی۔ کفر چاہتا ہے کہ یہ روشنی نہ رہے اور نہ پھیلے لیکن اس نے اسی طرح ضو فشاں رہنا ہے۔ منہاج القرآن کا مصطفوی قافلہ اسی روشنی کو لے کر ظلمت کدہ عالم میں پھیل چکا ہے۔ وقت کی تیز دھاری تلوار کا شکار ہونے سے پہلے خود کو اس روشنی کا علم بردار بنا لیں تو "بعد مرنے کے لحد میں بھی اجالا ہو گا"

(جنوری ۹۶ء)

Marfat.com

شبِ برأت سے شبِ بسنت تک 'ثقافتی یلغار کا خطرناک سفر

ہر قوم 'مذہب اور علاقے میں بعض دن مخصوص ہوتے ہیں جن کو قومی 'مذہبی یا علاقائی تہوار کا نام دیا جاتا ہے۔اس لئے ہر تہوار کسی نہ کسی تہذیبی و ثقافتی روایات اور مذہبی و تاریخی اقدار کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ مثلاً مسلمان ہر سال پوری دنیا میں اجتماعی سطح پر دو عیدیں (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) مناتے ہیں۔ یہ عیدیں دراصل دو بنیادی ارکانِ اسلام (روزہ اور حج) کی ادائیگی کے اختتام پر بطور تشکر منانے کا حکم ہے۔ اسی لئے شرق سے غرب تک بلا تمیز رنگ و نسل اور زبان سب مسلمان ان مذہبی تہواروں کو مناتے ہیں اور نبی اکرم ﷺ کے یومِ میلاد کو پوری دنیا کے مسلمان خوشی اور جشن کے طور پر مناتے ہیں کہ اس دن اللہ جل مجدہ نے کائنات کو اپنا محبوب رسول ﷺ عطا فرما کر انسانیت پر سب سے بڑا احسان فرمایا۔ علاوہ ازیں ہر ہفتے میں جمعۃ المبارک بھی ہمارا دینی اور مذہبی تہوار ہے پھر ان دنوں کے علاوہ چند راتیں بھی مخصوص ہیں جن میں انوارِ الٰہیہ کا نزول ہوتا ہے اور اسلامیانِ عالم ان انوار کو سمیٹنے کی حتی المقدور کوشش کرتے ہیں۔ ان میں شعبان کی پندرھویں رات "شبِ برأت" رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتیں اور بالخصوص ستائیسویں رات "لیلۃ القدر" اور جس رات تاجدارِ کائنات ﷺ اپنے مولا کے اہتمامِ خاص سے عالمِ بشریت کی نمائندگی کرتے ہوئے عرش کے راہی بنے "شبِ معراج" خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

کوئی بھی اسلامی تہوار خواہ دن میں ہو یا رات میں اس کے لئے باقاعدہ اصول و ضوابط اور سرگرمیوں کا طے شدہ شیڈول ہے جو خود نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی طرف سے مرتب ہے۔ اگر بنظرِ غائر دیکھا جائے تو ان جملہ دینی تہواروں کی ایک ہی خصوصیت نظر آتی ہے اور وہ ہے تقدس 'پاکیزگی 'اجتماعیت 'عالمگیریت اور روحانی ماحول 'تا کہ ایک خدا 'ایک رسول 'ایک قرآن اور ایک کعبہ کو ماننے والے خوشی مناتے ہوئے بھی باہمی

Marfat.com

اخوت اور عالمگیر رشتۂ محبت میں مربوط رہیں اور اپنے خالق و مالک کے حضور سر بسجود ہو کر حقِ بندگی بجالائیں۔ الغرض ان تہواروں کی ہر سرگرمی بندگی کی علامت اور ہر لحہ تشکر و امتنان کا مظہر ہوتا ہے۔

جہاں تک تفریحِ طبع کا تعلق ہے تو اسلام میں اس کی پوری گنجائش موجود ہے لیکن ایک مخصوص حد تک یعنی شرافت' طہارت اور شائستگی جیسی انسانی صفات کے دائرے میں رہتے ہوئے انجوائے کرنے کی اجازت ہے۔ ہاں وقت کے ضیاع' مال و دولت کی بربادی' عریانی' فحاشی' ہلڑبازی اور غیر شائستہ میل جول پر مبنی بے مقصد سرگرمیوں کی اسلام کے ہاں قطعاً گنجائش نہیں۔

ہمارا قومی المیہ یہ ہے کہ ہمارے معاشروں سے دینی اقدار اور اسلامی ثقافت کی گرفت ختم ہو کر غیر اسلامی اقدار اور مغربی تہذیب و ثقافت کی چھاپ گہری ہوتی جارہی ہے۔ اس کا مظاہرہ یوں تو ہر دن ہوتا ہے لیکن گذشتہ چند سالوں سے مختلف مواقع پر اس کا اظہار کھل کر ہو رہا ہے۔ پچھلے تین چار برسوں سے نیو ایئر نائٹ' شبِ برأت' شبِ قدر' عید اور شبِ بسنت تھوڑے وقفے سے یکے بعد دیگرے آرہی ہیں۔ اول الذکر رات فرنگیوں کا تہوار سمجھا جاتا ہے جس میں وہ محافلِ شراب و شباب اور رقص و سرور کا اہتمام کرکے نئے سال کا استقبال کرتے ہیں۔ دوسری رات مسلمانوں کے ہاں بالاتفاق وہ عظیم رات ہے جس میں گناہوں کی بخشش طلب کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا دریائے رحمت و بخشش جوش میں ہوتا ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ کے مطابق اس رات سال بھر کا رزق تقسیم ہوتا ہے اور موت و حیات کے فیصلے کئے جاتے ہیں' اس لئے جملہ اہلِ اسلام حسبِ توفیق رات بھر جاگ کر عبادت و ریاضت اور تسبیح و مناجات میں گزارتے ہیں۔ اسی طرح شبِ قدر میں اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم نازل فرمایا اور اسے ہزار مہینوں سے افضل قرار دیکر اس میں شب بیداری کی ترغیب دی گئی۔ چنانچہ مسلمان اس رات بھی تسبیح و مناجات کرتے ہیں۔ جبکہ چوتھی رات "شبِ بسنت" ہے اور بسنت بنیادی طور پر ہندوؤں کا مخصوص تہوار ہے

Marfat.com

جسے وہ آمدِ بہار کی خوشی میں مناتے ہیں۔

قارئین! ان تینوں راتوں کے پس منظر اور موجودہ نوعیت کو ذہن میں رکھتے ہوئے اگر ہم اپنے ملک کے عوام الناس اور بالخصوص نوجوان طبقے کو دیکھیں تو ہمیں مستقبل کے قومی افق پر بہت بھیانک مناظر دکھائی دیتے ہیں۔ یہ غیر اسلامی تہوار دراصل بے غیرتی اور ڈھٹائی کے ایامِ تجدید و ترویج بنتے جا رہے ہیں۔ "نیو ایئر نائٹ" پر مغرب زدہ مرد اور عورتیں اعلیٰ ہوٹلوں' گھروں اور ناچ گانے کے مراکز میں جس "بے باکی" کے ساتھ مغربی آقاؤں کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کرتے ہیں' اخبارات پڑھنے والا ہر شخص بخوبی جانتا ہے۔ اس تقریب کے اہتمام میں ہر سال بتدریج تنوع آ رہا ہے۔ ہمارے وطن عزیز میں اس ایک دن کے ناچ گانے اور شراب و شباب کے اخراجات کا تخمینہ کروڑوں میں لگایا گیا ہے اور دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ انتظام و انصرام سرکار کے اعلیٰ اہلکاروں کی زیرِ نگرانی ہوتا ہے اور وہ بھی پوری حفاظت اور "مکمل تفریح" کی ضمانت کے ساتھ۔ جہاں تک "شبِ برات" "شبِ قدر" یا "شبِ معراج" وغیرہ کا تعلق ہے تو عام مشاہدہ تو یہی ہے کہ اس قسم کی راتوں کا پہلے تو کسی کو علم ہی نہیں ہوتا اور اگر ہو بھی تو ان میں مسنونہ معمولات یا شب بیداری کے جھنجھٹ میں پڑنے کی کوشش ہی نہیں کی جاتی۔ صاف ظاہر ہے شب بیداری' توبہ و استغفار اور بخشش و مغفرت کی طلب اسی کو ہوگی جسے اپنے گناہوں کا احساس ہوگا یا وہ قبر اور آخرت میں پیش آنے والے احوال سے آگاہ ہوگا' جبکہ ہمارے ہاں آج اس قسم کی بنیاد پرست سوچ" اور "مولویانہ رجحان" کا رواج ہی نہیں رہا۔ مساجد میں وہی گنے چنے لوگ جاتے ہیں جنہیں اس ترقی یافتہ تعلیم و ثقافت کی ہوا نہیں لگی۔ رہی موجودہ پڑھی لکھی نوجوان نسل تو الا ماشاء اللہ اکثریت مذہبی حدود و قیود سے آزاد ہے۔ قرآن و حدیث کا مطالعہ' نماز کا سبق اور دیگر مسنون دعائیں یاد کرنا ان کے دائرہ کار سے خارج ہے۔ البتہ انڈین اور پاکستانی فلموں کے نئے نئے گانے اور ان کی دھنوں پر رقص اس نسل کا محبوب مشغلہ بن گیا ہے۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے شب برأت کو تین بجے رات نوجوانوں کا ایک گروہ دیکھا جو سڑک پر

Marfat.com

مخصوص سٹائل کے ساتھ مل کر گائے جا رہا تھا "اساں تے جاناں بلو دے کار" اب آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں اس قوم کا کیا حشر ہو گا جو اس مقدس رات کو بھی اللہ کے گھر جانے کی بجائے "بلو" کے گھر جانے کے نغمے آلاپ رہی ہو۔

اب آیئے! شبِ بسنت کی طرف' اس سال واپڈا کے انتباہ اور اخبارات اور ٹی۔وی پر اس کے نقصانات کا چرچا کرنے کے باوجود بے سنتی قوم نے اس اہتمام سے بسنت منایا کہ زندہ دلانِ لاہور کے جوش و خروش کو ایک قومی اخبار نے فرنٹ ہیڈ لائن میں یوں خراج تحسین پیش کیا "بسنت میلہ میں پورا شہر پاگل ہو گیا"۔

یہ پاگل پن ہی تو ہے کہ ہم دو قومی نظریئے کی بنیاد کو فراموش کرتے ہوئے نصف صدی گزرنے کے باوجود سرکاری اور نجی سطح پر اسی ہندو کی رسمیں دھوم دھام سے منا رہے ہیں جس سے نجات حاصل کرنے کیلئے ہم نے لاکھوں قربانیوں کے بعد یہ ملک حاصل کیا۔ وہی ہندو جس کے دستِ جفاکش کے ہاتھوں آج بھی کشمیر کا چپہ چپہ مسلمانوں کے خون سے رنگین ہے' جس نے پاکستان کو ٹکڑوں میں تقسیم کرنے کا پروگرام بنا رکھا ہے اور جس کے "پرتھوی میزائل" کراچی سے پشاور اور اسلام آباد سے کوئٹہ تک ہمیں نیست و نابود کرنے کی خاطر توپوں سے نکلنے کیلئے بے تاب ہیں۔ اسی دشمن ملک سے اس سال درجنوں بڑی شخصیات بھنگڑا ڈالنے زندہ دلانِ لاہور کے پاس آئیں۔ ان کے لئے خصوصی محافل و مجالس کا اہتمام کیا گیا جہاں دوسرے ممالک کے شرکاء کے ساتھ ملکر انہوں نے بسنت کی "قومی تقریبات" میں اہلِ پاکستان کی فراخدلی اور تفریح پسند جذبوں کی داد دی۔ اسی رات کشمیر کے کئی علاقوں میں بھارتی فوجیوں نے نہ جانے کتنے بے گناہ مسلمانوں کے گھر لوٹے ہوں گے' کتنی عزتیں پامال کی ہوں گی اور کتنی مائیں اپنے شہید بیٹوں کے غم میں روتی رہی ہوں گی۔ اس بار بھارتی وفد کا بسنت منانے کیلئے لاہور کا رخ کرنا اس بات کا اعلان تھا کہ پاکستان کے باسی اب اس دو قومی نظریئے سے خود بخود دست کش ہو رہے ہیں جو اس ملک کی اساس تھا اور جس کے لئے لاکھوں جانیں رزقِ خاک ہوئیں۔ اس وفد کے ساتھ گڈے اڑانے

Marfat.com

والے خواتین و حضرات نے رقص کر کے بتادیا کہ کشمیر سمیت بھارت کے دیگر علاقوں میں مرنے والے مسلمان مرتے ہیں تو مرتے رہیں۔ اسلام' آزادی اور بابری مسجد کی شہادت پر غم و غصہ کا اظہار ان کا مسئلہ نہیں ہے۔ بھلا بسنت کے میلے میں ان دقیانوسی چیزوں کا خیال بھی کوئی بات ہے۔ اب تو ویسے بھی موجودہ نظریاتی اور "محبِ اسلام" نواز حکومت نے بھارت کو پسندیدہ ملک قرار دیکر اسکے ساتھ تجارت کو فروغ دینا اپنی خارجہ پالیسی کی بڑی اہم کامیابی سمجھ لیا ہے۔

صرف ایک بھارتی وفد کی ہی بات نہیں لاہور کے زندہ دلوں کی ہلڑبازی دیکھنے کیلئے اب تو غیر ملکی سفیر بھی آتے ہیں۔ اس سال ایک اخباری رپورٹ کے مطابق لاہور کے تمام اچھے ہوٹلوں اور "پوش" علاقوں میں رہنے والے "بڑوں" کے گھروں کی چھتیں رات بھر ایسے ہی مہمانوں کے ڈانس کلب کا منظر پیش کرتی رہیں۔

گذشتہ شام ڈھلتے ہی زندہ دل لاہوریئے چھتوں پر چڑھ چکے تھے اور ان کے بڑے بڑے ڈیک انڈین گانوں کی فل آوازیں' گڈوں اور پریوں کے ساتھ فضا میں بلند ہو رہی تھیں۔ رات کے اندھیرے میں سرچ لائیٹوں کے باوجود دور تک دیکھنے کی سہولت موجود نہیں ہوتی اس لئے اکثر پارٹیوں کو گانے گاتے' مخلوط ڈانس کرتے' اور جدید اسلحہ سے بے دریغ ہوائی فائرنگ کرتے ہوئے دیکھ کر یہ اندازہ کرنا مشکل تھا کہ یہ اس نظریاتی ملک کے باشعور شہری ہیں جو اس وقت اندرونی سازشوں سے لے کر بین الاقوامی تخریب کاریوں کا ہدف بنا ہوا ہے۔ ایک طرف کراچی جیسا عالمی تجارتی شہر آگ کے شعلوں کے زد میں ہے اور دوسری طرف ہماری شہ رگ کشمیر آتش فشاں کے دھانے پر ہے۔ تیسری طرف کرپشن کا سیلاب اس ملک کی بقیہ توانائی' شرافت' دیانت اور خود احتسابی جیسی لازمی صفات کو بہائے لے جارہا ہے۔ تخریب کاری اور بدامنی کے ہاتھوں ہر شہری عدمِ تحفظ کے احساس میں لرزاں و ترساں ہے۔

(فروری ۹۶ء)

Marfat.com

سرحدوں پر منڈلاتے ہوئے خطرات

بھارت ہمارا جتنا قریبی پڑوسی ملک ہے اتنا ہی شدید اور بے اصول دشمن بھی۔ اس دشمنی کا ایک واضح سبب تو کفر و اسلام کی کھلی دیرینہ جنگ ہے لیکن اس ملک کے بنئے کو زیادہ تکلیف تقسیم برصغیر کے نتیجے میں اسلام کے نام پر ایک مضبوط اسلامی ریاست کے وجود سے ہے۔ بھارت نے پاکستان کو علیحدہ ملک کی حیثیت سے ذہنی طور پر کبھی تسلیم ہی نہیں کیا بلکہ اپنی ایک باغی ریاست سمجھ کر جب چاہا "سرکوبی" کیلئے چڑھ دوڑا۔ اب تک کی تین جنگیں اس کی اسی خواہشِ ناتمام کا شاخسانہ ہیں۔ اس کے یہ توسیع پسندانہ عزائم آئے روز انگڑائی لیتے رہتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ اس کی کئی ریاستوں میں علیحدگی پسند تحریکیں اس وقت عروج پر ہیں اور خود بھارت کا وجود بھی خطرے میں ہے۔ اس کی اقتصادی صورتحال اور سیاسی انتشار بھی اس کیلئے اگرچہ دو اہم مسائل ہیں لیکن کشمیر میں جاری جہاد اور مجاہدین کی جرأت مندانہ سرگرمیاں اس کے اعصاب زیادہ شل کر رہی ہیں۔ اس کا ثبوت اس کا وہ چڑچڑاپن ہے جس کے تحت وہ کشمیر کے اندر نہتے شہریوں کی قیمتی املاک جلا کر اور بے گناہ مسلمانوں کو شہید کر کے فراہم کر رہا ہے لیکن اب اس نے اپنی مجرمانہ حرکتوں کا دائرہ پاکستانی سرحدوں تک پھیلا دیا ہے۔ پچھلے چھ سالوں میں آزاد کشمیر کے سرحدی علاقوں میں ان گنت لوگ مارے گئے ہیں' وادی نیلم سے ہزاروں لوگ ہجرت پر مجبور ہو گئے ہیں' چکوٹھی' سماہنی' ہجیرہ' لیپہ جیسے سرحدی سیکٹر اسکی گولیوں کی زد میں ہیں اور وہاں سے بھی لوگ گھر بار چھوڑ کر غریب الوطنی' کسمپرسی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ پچھلے دنوں فارورڈ کہوٹہ کی جامع مسجد میں گولہ باری سے درجنوں مسلمان شہید ہو گئے۔ الغرض راجستھان کے صحراؤں سے لیکر سیاچین گلیشیر کی برفانی سرحدوں تک اس کی چھیڑ چھاڑ اب خطرناک رخ اختیار کر رہی ہے۔ اس نے جدید ہتھیاروں کی تیاری اور ان کی نمائش کے ذریعے پاکستان اور دیگر پڑوسی ممالک کو ڈرانے

Marfat.com

دھمکانے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ عالمی برادری اور خاص طور پر امریکی دباؤ اور تشویش کے باوجود بھارت نے پچھلے دنوں دور مار اور مہلک ترین پرتھوی میزائل کا ۱۵واں تجربہ کر لیا ہے۔ بھارتی وزیر اعظم نرسیمارا ؤ اپنے ملک کے یوم جمہوریہ کی تقریب سے خطاب میں یہ اعلان کر چکے ہیں کہ پرتھوی میزائل پاکستانی سرحدوں پر نصب کئے جا رہے ہیں۔ نیز اس کے اگنی میزائل بھی ہائیڈورجن بم سمیت پاکستانی شہریوں کو نشانہ بنانے کیلئے بیتاب ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ ازل سے تا امروز حق و باطل اسی طرح نبرد آزما رہے ہیں۔ کفر ہمیشہ ظاہری ساز و سامان کی برتری کے ساتھ اسلام کے مقابلے میں آتا رہا اور ایمانی جذبوں سے لیس لشکرِ اسلام نے اس کو ناکوں چنے چبوائے لیکن محض ایمانی جذبے کفر کی ننگی جارحیت کے مقابلے کیلئے کافی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے واضح حکم دیا ہے کہ "تم سے جس قدر ہو سکے دشمن کے مقابلے کی تیاری کرو"۔ سوال یہ ہے کہ ہم نے ان خطرات کو بھانپتے ہوئے دین دشمن عالمی طاقت سے مقابلے کیلئے کیا تیاری کی ہے۔ ایک طرف بھارت کی یہ سرگرمیاں اور دوسری طرف ہماری حکومت اس کو پسندیدہ قوم قرار دے کر اس کے ساتھ تجارتی معاہدے بھی کر رہی ہے۔ اہلِ اقتدار کی طرف سے آئے روز ایسے بیانات بکثرت پڑھنے کو ملتے ہیں جن میں معذرت خواہانہ پالیسی اور بزدلی کی عکاسی ہوتی ہے۔ امن پسندی اچھی بات ہے لیکن بھارت کی گیدڑ بھبکیاں اور اسلحہ کے رعب کے سامنے بھیگی بلی بن کر گذارہ نہیں ہوگا۔ پاکستان کی غیور عوام اور اس کی جرأت مند عالمی شہرت کی حامل فوج اس قدر باحمیت ہے کہ "گاؤ ماتا" کے ان پجاریوں کی عقل درست کر دیں لیکن بنیادی ذمہ داری ایوان ہائے اقتدار میں بیٹھنے والوں اور اندرون و بیرون ملک پاکستان کی نمائندگی کرنے والوں کی ہے کہ وہ اس عالمی دباؤ میں پاکستان جیسے اہم اسلامی ملک کی نمائندگی ایمانی جذبوں، دوستی اور دشمنی کے قرآنی معیارات کو سامنے رکھتے ہوئے کریں۔ نیز ذرائع ابلاغ کے ذریعے قوم کو ناچ گانے اور بدکاری کی ترغیب نہ دی جائے بلکہ جہادی جذبوں کو بیدار کر کے آنے والے کڑے وقت کی تیاری کی جائے۔

(مارچ ۹۶ء)

Marfat.com

مشرق وسطیٰ میں قیامِ امن کی "عالمی فاختاؤں" سے ایک سوال

حال ہی میں اسرائیل کے شہر یروشلم میں یکے بعد دیگرے دو دھماکے ہوئے جن میں تقریباً ۶۰ یہودی ہلاک ہو گئے۔ یہ بم دھماکے پچھلے کئی واقعات کا تسلسل ہیں جن میں حریت پسند فلسطینی مسلمان نوجوان اپنے جسموں سے بم باندھ کر اسرائیلی یہودیوں سے ٹکر اجاتے ہیں اور اپنے جسموں کے پرخچے اڑا کر غاصب یہودیوں کو واصلِ جہنم کرتے ہیں۔ حالیہ واقعات کی پوری دنیا میں اتنی تیزی سے تشہیر ہوئی کہ فوری ردِ عمل میں اسرائیل سے لے کر امریکی ایوانوں تک آتشِ انتقام کے شعلے بھڑک اٹھے۔ یوں لگا جیسے یروشلم کی ذوبسوں میں نہیں واشنگٹن ڈی سی کے وائٹ ہاؤس میں بم بلاسٹ ہو گیا۔ پوری دنیا کا پریس اور الیکٹرونک میڈیا ان واقعات کو یوں اچھالتا ہے جیسے اس سے بڑا ظلم تو کبھی ہوا ہی نہیں۔ اس آتشِ انتقام کے مناظر اس مرتبہ بہت نمایاں نظر آ رہے ہیں۔

امریکی صدر بل کلنٹن نے اپنی تمام تر مصروفیات ترک کر کے ان ۶۰ یہودیوں کی ہلاکت پر توجہ مرکوز کر دی۔ یہودی مرشدوں کی ہدایت پر اس نے فوری طور پر دو اقدام کئے 'اولاً یہ قانون پاس ہوا کہ امریکہ میں مقیم عربوں کی پوری تحقیق و تفتیش کی جائے گی اور اگر ان میں سے کسی کی طرف سے حماس کیلئے ہمدردی کے جذبات پائے گئے تو انہیں امریکہ سے نکال باہر کیا جائے گا۔ نیز پوری دنیا میں جہاں جہاں سے حماس کیلئے فنڈز مہیا کئے جاتے ہیں ان اداروں اور شخصیات کا مکمل طور پر قلع قمع کیا جائے تاکہ اس اسلامی تنظیم کی سرگرمیوں کا کلیتاً ختم کیا جا سکے۔

ثانیاً یہ طے ہوا کہ پوری دنیا کے حکمرانوں کو جمع کر کے ان کے سامنے مرنے والے اسرائیلی یہودیوں کی مذمت ہونی چاہئے۔ اس طرح "امن پسند" امریکہ کو عالمی ہمدردیاں بھی حاصل ہوں گی اور مرنے والے اسرائیلی یہودیوں کی شایانِ شان تعزیت بھی ہو

Marfat.com

جائے گی۔اس "عالمی تعزیتی اجلاس" کا نام انہوں نے Conference Of Peace Makers (امن سازوں کا اجتماع) رکھا اور دنیا پر اپنے نیو ورلڈ آرڈر کی مزید دھاک بٹھانے کیلئے اس اجلاس کو امریکہ یا اسرائیل کی سرزمین کی بجائے کسی تیسرے ملک میں منعقد کرنے کا فیصلہ ہوا۔چنانچہ امریکہ کی نظرِ انتخاب مصر پر جا پڑی جسے اسرائیل کا قریبی ہمسایہ ہونے کے ساتھ ساتھ مشرقِ وسطیٰ میں معتمد ترین امریکی دوست اور ہمراز ہونے کا "شرف" حاصل ہے۔یہی وجہ ہے کہ پچھلے کئی سالوں سے امریکی بجٹ میں اس کا حصہ اسرائیل کے برابر رکھا جاتا ہے۔ان عنایاتِ خسروانہ پر موجودہ مصری حکومت بہت خوش ہے اور نمک حلالی کا پورا پورا حق ادا کر رہی ہے۔عراق کی تباہی سے لے کر مسلمانوں کے ساتھ نام نہاد فلسطینی خود مختاری جیسے تاریخی مذاق اور خلیج میں اب تک کی جملہ اسلام دشمن کاروائیوں تک اسرائیل کے بعد امریکہ کا دوسرا بڑا مؤید اور معاون یہی مسلمان ملک ہے۔اس مرتبہ بھی امریکہ کا دست و بازو بن کر اس نے اسرائیل کے تازہ زخم پر مرہم رکھا اور اپنے سینائی سرحدی شہر "شرم الشیخ" میں اس "تعزیتی کانفرنس" کے جملہ انتظامات دن رات لگا کر مکمل کر کے پوری دنیا پر یہ حقیقت آشکار کر دی کہ صحرائے سینا کا یہ علاقہ جو مصر نے عسکری حملے کے ذریعے واپس لے لیا تھا اب بھی یہودی جب چاہیں اپنے مقاصد کے لئے استعمال کر سکتے ہیں ۔ ۱۳ مارچ کو سینائی قصبے الشیخ میں منعقد ہونے والے اس "عالمی امن اجتماع" کا میزبان امریکہ تھا۔کلنٹن نے روس یورپ اور افریقہ کے حکومتی سربراہان کے سامنے اجلاس میں موجود درجن سے زائد ممالک کے نمائندوں سے مخاطب ہو کر اسرائیل کے اقدامات کی حمایت کی جو براہِ راست قبلہ اول کیلئے مسلمانوں کی جملہ کوششوں کی مذمت تھی۔"امن امن" کے راگ الاپنے کے بعد یہاں سے اٹھ کر اسرائیل کے مقتول وزیر اعظم اسحاق رابین کی قبر پر جا کر اس کے "مشن" کو مکمل کرنے کی اپنی عملی کوششوں کا تحفہ پیش کیا۔اس آقائے ولی نعمت کے اشارے پر حسنی مبارک اور یاسر عرفات نے بھی یہودیوں پر "ڈھائے جانے والے اس ظلم" کی مذمت کی اور بلاوجہ ایران کو گالیاں دینے کا استعماری سبق دھرایا۔حالانکہ اسی

Marfat.com

دن اسرائیل نے بم دھماکے کرنے والے دو مسلمانوں کے لواحقین کے گھروں کو بموں سے اڑا دیا۔ ہزاروں فلسطینی مسلمانوں کو ملازمتوں سے فارغ کر دیا اور غزہ اور شرق اردن کی سرحدیں بند کر کے ان کے منہ سے رزق چھین لیا جبکہ ہزاروں مسلمانوں کو قید و بند کی صعوبتوں میں جکڑ دیا اور یہ سلسلہ زور و شور سے تاحال جاری ہے۔

مسلمان حکمرانوں سمیت کسی نے امن کی ان عالمی "فاختاؤں" سے یہ نہیں پوچھا کہ اس وقت دنیا میں کتنے واقعات ہر روز رونما ہو رہے ہیں۔ بوسنیا' چیچنیا اور کشمیر کو تو ایک طرف رکھیں پچھلے ساٹھ برس سے فلسطینی مسلمانوں کو جس بے دردی سے تہہ تیغ کیا جا رہا ہے' انہیں اپنے آبائی وطن سے نکال کر در در کی ٹھوکریں کھانے کے لئے چھوڑ دیا گیا اور مسلمانوں کی مقدس سرزمین پر یہودی قابض ہو گئے۔ اس دوران اس نوعیت کا اجتماع کیوں نہ ہوا؟ "امن سازوں" کے ضمیر اس وقت کہاں تھے جب اسی سرزمین پر گزشتہ سال حرمِ ابراہیمی میں ایک جنونی یہودی نے درجن مسلمان نمازیوں کو ڈھیر کر دیا تھا۔ ابھی حال ہی میں آزاد کشمیر کہوٹہ کی مسجد میں بھارتی میزائل سے ۳۰ مسلمان شہید ہو گئے۔ ہر روز چھ لاکھ مسلح فوج کشمیری مسلمانوں کا بے دریغ خون بہا رہی ہے۔ روسی بمبار طیارے چیچنیا میں کھلم کھلا ظلم کر رہے ہیں' سربوں نے بوسنیائی مسلمانوں کے ساتھ ظلم کی کون سی نوعیت روا نہیں رکھی۔ کیا عالمی امن کو صرف اسرائیلی یہودیوں کی ہلاکت پر خطرات لاحق ہوتے ہیں' کویت کے خلاف عراقی جارحیت پر پورا عالمِ کفر خلیج میں جمع ہو گیا کیونکہ یہاں انہیں تیل کے کنوئیں نظر آتے تھے لیکن اسی خلیج میں اسرائیل نے فلسطین کے علاوہ مصر' اردن' شام اور لبنان کے بہت سے علاقے اعلانیہ جارحیت سے ہتھیا لئے تو اس وقت عالمی ہمدردانہ جذبات کیوں نہیں بھڑکے؟ ان امن سازوں کو یہ کیوں سمجھ نہیں آتی کہ حماس کی یہ سرگرمیاں دہشت گردی نہیں بلکہ پچھلے ساٹھ برس سے ڈھائے جانے والے بے پناہ مظالم کا ردِ عمل ہیں۔ یورپ اور امریکہ کے تجزیہ نگار یہ کیوں نہیں سمجھتے کہ ہر سبب کے نتیجے کی طرح یہ دھماکے بھی مکروہ اسرائیلی عزائم اور اس کی طرف سے مسلسل زیادتیوں کا منطقی نتیجہ ہیں۔ حقیقت یہ

Marfat.com

ہے کہ مسلمان کبھی تشدد پسند یا دہشت گرد نہیں ہو سکتا۔ حماس سمیت اس وقت دنیا میں جہاں جہاں بھی مسلمان جوابی کاروائیاں کر رہے ہیں یہ ان کے پیمانہ صبر لبریز ہو جانے اور ظلم کے حد سے بڑھ جانے کی علامت ہیں۔ اسرائیل میں یہودیوں کو ہلاک کرنے سے پہلے اپنے جسم کے ٹکڑوں کو ہوا میں بکھیرنے پر آمادہ ہو جانے کا عمل نوجوان فلسطینی نسل کے صبر کی انتہاء نہیں تو اور کیا ہے؟

اس وقت عالمِ اسلام کے ساتھ ہونے والی ان بہیمانہ کاروائیوں میں وہ ملت فروش اقتدار پرست طبقہ برابر کا شریک ہے جس نے دینی حمیت، مذہبی غیرت اور قومی و ملکی مفاد کو داؤ پر لگا کر ہر قیمت پر اقتدار کی مدت دراز کرنے کا تہیہ کیا ہوا ہے ورنہ یاسر عرفات جیسا ننھا منا ڈکٹیٹر اسرائیل کے اشارے پر چھ سو فلسطینی مسلمانوں کو حماس کے کارندے سمجھ کر جیلوں میں نہ بھیجتا۔ تعجب ہے ان مصلحت پسند مسلمانوں پر جو اپنی تاریخ، ملی تشخص اور دینی غیرت کو قربان کر رہے ہیں اور افسوس ہے ان مہر بہ لب مسلمان حکمرانوں پر جنہیں اللہ تعالیٰ نے حق کی خاطر چند کلمات کہنے کی توفیق سے بھی محروم کر دیا ہے۔

(اپریل ۹۶ء)

Marfat.com

تحریکِ آزادیٔ کشمیر کا ایک اور نازک موڑ

پچھلی نصف صدی سے زائد عرصہ پر محیط تحریکِ آزادیٔ کشمیر تاریخ کے انتہائی نازک موڑ پر پہنچ چکی ہے۔ کشمیری قوم کی بڑی بد قسمتی شاید یہ بھی ہے کہ اس کا مقابلہ ایک بے اصول' مکار اور جھوٹے دشمن سے ہے۔ مغلیہ دور کی سیاسی تاریخ ہو یا برطانوی عہد کا متحدہ ہندوستان' انگریز کے خلاف تحریکِ آزادی کا مسئلہ ہو یا تقسیمِ ہند کا مرحلہ' ہر کہیں اس مکار بزدل قوم کی انتقامی کاروائیوں کا سلسلہ جاری رہا۔

دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونک کر تقسیمِ ہند کے مرحلے پر اس ہندو بنیئے نے جس ڈھٹائی سے آزاد مسلم ریاست پر قبضہ کیا وہ بذاتِ خود تاریخ کے بد ترین واقعات ہیں۔ دراصل اس بت پرست قوم کا نہ کوئی مخصوص مذہبی ضابطہ ہے اور نہ اخلاقی و معاشرتی معیار۔ گاؤ ماتا کے پجاری ہندوستان کی سرزمین پر توحید و رسالت کی دعوت لیکر آنے والوں کو اسی طرح بلاشرکتِ غیرے اپنی ملکیت سمجھتے رہے ہیں جس طرح یہودی ارضِ فلسطین پر قبضے کو اپنا پیدائشی حق تصور کرتے ہیں۔ ہر دو مقامات پر خونِ مسلم ارزاں بھی ہے اور نا قابلِ شکست بھی' لیکن بد قسمتی سے عالمِ اسلام نے آج تک کوئی متفقہ لائحہ عمل طے نہیں کیا جس کے تحت وہ یہود و ہنود کی سازشوں کا ادراک بھی کر سکیں اور مقابلہ بھی۔

جس طرح اسرائیل لبنان میں ایک طرف حزب اللہ کی بستیوں کو تاخت و تاراج کر کے قتلِ عام کی پالیسی پر عمل کر رہا ہے اور دوسری طرف غزہ اور شرق اردن میں امن کا نمائندہ بن کر یاسر عرفات سے بغل گیر ہوتا نظر آتا ہے' ہندو بھی اسی پالیسی پر عمل پیرا ہے۔ اس نے چھ لاکھ فوج کو وادیٔ کشمیر میں داخل کر کے قتل و غارت اور جلاؤ گھیراؤ کا گھناؤنا عمل بھی جاری رکھا ہوا ہے اور عالمی سطح پر خود کو دنیا کا سب سے بڑا امن پسند اور جمہوری ملک بھی کہلوا رہا ہے۔ گزشتہ سات آٹھ سال سے کشمیری مسلمانوں کو جس اذیت ناک صورتحال

Marfat.com

سے واسطہ ہے اور حقِ خود ارادیت کیلئے انہوں نے جس جوانمردی سے بھارت کو چیلنج کیا ہے اس کی مثال دنیا میں کم ہی ملتی ہے لیکن ان کی قربانی پر پانی پھیرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ مقبوضہ کشمیر کی سوا کروڑ آبادی میں اکثریت ان مسلمانوں کی ہے جو اس کے خلاف علمِ بغاوت بلند کر چکے ہیں۔ اس سے قبل ہونے والے الیکشن کا مکمل بائیکاٹ کر کے کشمیریوں نے آزادی کی منزل کو ہی اپنا مطمع نظر بنایا مگر ہندو ذہنیت ایک بار پھر دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کے درپے ہے۔

بھارت میں آج کل لوک سبھا (قومی اسمبلی) کے انتخابات کی تیاریاں ہو رہی ہیں جو مئی 1996ء کے پہلے ہفتے میں منعقد ہو رہے ہیں۔ مقبوضہ کشمیر سے حکومت کے اشاروں پر بعض ملت فروش غیر معروف نام نہاد مسلمانوں نے بھی کاغذاتِ نامزدگی جمع کروا رکھے ہیں جبکہ مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کی نمائندہ حریت کانفرنس نے متفقہ طور پر اس الیکشن سے ایک بار پھر بائیکاٹ کا اعلان کیا ہوا ہے۔ اس کے باوجود بھارت یہاں زبردستی 7 لاکھ فوج کی زیرِ نگرانی انتخابات کرانے پر بضد ہے۔ مقبوضہ کشمیر کے علاقے کو لوک سبھا کی 6 نشستوں میں تقسیم کر کے تین مرحلوں میں انتخابات مکمل کروانے کا پروگرام بنایا جا رہا ہے۔ اس انتخابی مہم کیلئے پہلے سے موجود مسلح بھارتی فوج کے ساتھ ایک لاکھ فوجی مزید بھیج دیئے گئے ہیں جن میں سے بھاری تعداد ان تربیت یافتہ افراد پر مشتمل ہے جو نام نہاد الیکشن کو کامیاب کرانے کیلئے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں گے۔ ایک طرف خوف و ہراس، بھوک و ننگ اور مسلح افواج کے آئے روز مظالم ہیں اور دوسری طرف غیرتِ ایمانی، جذبۂ آزادی اور قومی و ملی غیرت کا تقاضہ ہے۔ مکار ہندو نے اس وقت مقبوضہ کشمیر کے مظلوم و مجبور لوگوں میں اپنی ہمدردیاں بحال کروانے کی مہم شروع کر رکھی ہے۔ گھر گھر حریت پسندوں کے خلاف نفرت پیدا کرنے، ان کے کردار کو مشکوک بنا کر انہیں قابلِ نفرت ٹھہرانے کی کاروائیاں بھی ہو رہی ہیں۔ ہتھیار چھوڑ کر "امن پسند کشمیری" بن جانے والوں کو بھاری مالی معاونت اور انکی حفاظت کا اہتمام بھی حکومتی سازشوں کا حصہ ہے۔ اس کے باوجود غیور کشمیری بدستور چیلنج

Marfat.com

بنے ہوئے ہیں۔ مجاہدین نے سری نگر کے قریب ایک قصبہ "رونق پورہ" کے امیدوار کو قتل کر کے اور دہلی کے بم دھماکے کی ذمہ داری قبول کر کے اپنی موجودگی کا احساس دلا دیا ہے ۔مقبوضہ کشمیر کے مسلمان تو انتخاب میں حصہ نہیں لیں گے لیکن ۷ لاکھ فوج کی صورت میں خود انڈین ووٹر اگر بیلٹ بکسوں کو بھر دیں تو بعید نہیں کہ بھارت اس ڈرامے کو استصوابِ رائے کے متبادل کے طور پر پیش کر دے۔ ہندو بنئے کی چالاکی اور مکاری سے تو کچھ بھی بعید نہیں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ حکومتِ پاکستان اور کشمیر کمیٹی کے ذمہ داران اس صورت میں کیا حکمتِ عملی اختیار کرتے ہیں۔ کیا اس بار بھی سفارتی میدان بھارت کے لئے خالی چھوڑ دیا جائے گا یا چپے چپے پر پھیلا ہوا خونِ مسلم بدکار پاکستانی سفارتکاروں' نام نہاد خارجہ پالیسی کے ذمہ داروں اور حکومتی مصلحت پسندیون سے او جھل رہیگا؟ دیکھئے ظلم کی اس اندوہناک تاریخ کا یہ نازک موڑ کیا رخ اختیار کرتا ہے ؟!

(مئی ۱۹۹۶ء)

Marfat.com

خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا

امتِ مسلمہ کیلئے یہ دور ہمہ گیر زوال کا دور ہے۔ مسلمان جہاں کہیں بھی ہیں خواہ وہ اکثریت میں ہیں یا اقلیت میں' من حیث المجموع باطل استعماری طاقتوں کے ہاتھوں میں کھلونا بن چکے ہیں۔ دنیا کے جس خطے کی طرف نگاہ اٹھائیں وہیں سے مسلمانوں کی چیخیں سنائی دے رہی ہیں۔ ان کا خون وہاں کی ہر جنس سے ارزاں اور ان کی جان ہر چیز سے غیر محفوظ۔ یہ آفتِ اعمال ہی تو ہے کہ بہترین امت ہو کر بدترین قوموں سے دھکے پڑ رہے ہیں۔ نہ اپنے گھر میں سکون نہ باہر عزت۔ کفر ہزار ہا باہمی اختلافات کے باوجود ہمارے خلاف ایک ملت بن چکا ہے اور ہم ایک ملت ہو کر بھی ہزار فرقوں میں بٹ چکے ہیں۔ ہمارے پاس وسائل کی کمی ہے اور نہ عددی قلت' ہم اپاہج ہیں اور نہ تنگ دست۔

اللہ رب العزت نے ہر لحاظ سے ہمیں نوازا ہے لیکن ہماری پٹائی دو صدیوں سے مسلسل ہو رہی ہے۔ کیا اس میں ساری اغیار کی سازش کار فرما ہے یا ہمارا بھی قصور ہے؟ غور کیا جائے تو سارا قصور ہی ہمارا اپنا نکلتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنے پیارے اور آخری نبی ﷺ کی امت کو اس قدر بے دست و پا کر کے ذلت و خواری کے اس درجے پر پہنچانا ہرگز گوارا نہیں۔ اس کو یہ کب منظور ہے کہ اس کے نام لیوا ''بہترین امت'' ہو کر اس کے دشمن کی ٹھوکروں میں زندگی بسر کریں' خداوندِ قدوس یہ کب چاہتا ہے کہ اس کو ماننے اور اس کی عبادت کرنے والے اس کے نافرمانوں کی چوکھٹ پر دامنِ مراد پھیلاتے پھریں۔ ربِ کائنات کی غیرت یہ کب گوارا کر سکتی ہے کہ تاجدارِ کائنات حضور سیدِ دو عالم ﷺ کو جھٹلانے والی اقوام ہماری معاون و مددگار ہوں۔ اس کی رحمت تو ہمیشہ کی طرح آج بھی مائل بہ کرم ہے۔ وہ آج بھی فرعون کے گھر میں موسیٰ (علیہ السلام) کی پرورش کروا کر ''خدائی کے تمام بتوں'' کو نیست و نابود کر سکتا ہے اور ابابیلوں سے ہاتھیوں کو آج بھی ختم کروا سکتا ہے۔

Marfat.com

۳۱۳ نہتے مجاہدین سے ہزاروں مسلح کفار کو شکست سے دو چار کرنے والا ربِ جلیل آج بھی مسلمانوں کی مدد و نصرت کو تیار ہے لیکن مدد و نصرت کن کی؟ کیا ان کی جو اسے بھول کر غیروں کے دروازوں پر مدد کی بھیک مانگیں' جو اس کے اوامر و نواہی کو محض تلاوت کیلئے رکھ چھوڑیں اور حسبِ منشاء یہود و نصاریٰ سے دوستی کی پینگیں بڑھائیں؟ یہ تعاون اور دوستی محض دنیاداری یا ضرورت و حکمت کے تحت ہو تو کسی حد تک قابلِ برداشت ہے لیکن اپنی تقدیروں کے فیصلے اگر "ان دوستوں" سے کروائے جائیں تو کیا غیرتِ خداوندی جوش میں نہیں آئے گی؟ اس امت پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی یہ ناراضگی کیا کم ہے کہ ہمارا کھلا دشمن امریکہ جو ہر جگہ اسلام اور مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے درپے ہے اسی کو ہم اپنی حفاظت کا ٹھیکہ دے چکے ہیں۔ کسے معلوم نہیں کہ وہ امن میں بھی ہماری دولت و ثروت سے معاشی استحکام حاصل کرتا ہے اور جنگ کروا کر بھی ہمارے سرمائے سے تیار کیا گیا اسلحہ ہمیں فروخت کر کے ہمارے اوپر ہی استعمال کرواتا ہے۔ خلیج میں حالیہ جنگ میں کیا یہ سب کچھ نہیں ہوا؟ لیکن اس سے ہم نے کیا سبق سیکھا؟ اپنی جوتیوں سے اپنے سر پھوڑ کر بھی ہمیں عقل نہیں آئی۔ ہمارے روحانی مراکز پر آتش و آہن کی بارش کروانے والا' بغداد میں ۱۴ سو سالہ اسلامی تاریخ کو تہہ و بالا کرنے والا اور حجازِ مقدس کی سرزمین کو ناپاک قدموں سے آلود کرنے والا مرکزی کردار سابق امریکی صدر "بش" بعد ازاں ہماری مرکزی اسلامی حکومت کے سب سے بڑے اعزاز سے نوازا گیا۔

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

فاروقِ اعظمؓ' علی شیر خداؓ' خالد بن ولیدؓ' عبیدہ بن جراحؓ' طارق بن زیادہؒ اور محمد بن قاسمؒ کی سرزمین پر خدا اور رسول ﷺ کے دشمن ہمیں امن کی بھیک دیتے پھر رہے ہیں۔ تاجدارِ کائنات پیغمبرِ انقلاب ﷺ کی قیادت میں بدر و احد و حنین کے معرکوں سے شروع ہو کر قیصر و کسریٰ کے استبداد کو ان کی سرزمین پر جا کر پے در پے شکستیں دینے والی قوم کی تاریخ میں یہ تمام واقعات کیسے لکھے جائیں گے؟ تاریخِ اسلام کی پر شکوہ پیشانی پر امت کے

Marfat.com

موجودہ حکمران بلاشبہ بد نماد ھبے اور اس کے رستے ہوئے زخموں کے ناسور ہیں۔ انہیں کسی مذہب' کسی دین اور کسی نظریئے سے کوئی دلچسپی نہیں۔ اقتدار ہی ان کا خدا ہے اور یہی ان کا دین و مذہب۔ اللہ کا دین آغاز میں بھی غریبوں ہی سے آگے بڑھا تھا اور انہی کی قربانیوں سے اب بھی کشتِ ایمان سر سبز ہے۔ جہاد اس امت کی غذا ہے اور شہداء کا خون اس کے امراض کیلئے دوا۔ یہ ہر دور میں جاری رہا ہے' اب بھی ہے اور قیامت تک رہے گا۔

امت کی مجموعی حالت مایوس کن سہی مگر رنگِ چمن دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ کوکبِ غنچہ سے شاخیں نمودار ہو رہی ہیں۔ مجاہدین جہاں جہاں کفر کا مقابلہ کر رہے ہیں خوب کر رہے ہیں۔ کشور کشائی اور مال و دولت کی خواہش سے بے نیاز یہ لوگ محض دین کی حرمت پر کٹ رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ رب العزت ان نہتے لوگوں کے ہاتھوں بڑی بڑی طاقتوں کو ہزیمت سے دوچار کر رہا ہے۔ ان کا خون زمین میں جذب ہو کر امیدوں کے نئے گلشن آباد کر رہا ہے۔ فلسطین' کشمیر' بوسنیا' چیچنیا اور لبنان وغیرہ میں ظلم کی سیاہ رات اگرچہ گہری ہوتی جا رہی ہے لیکن اس نے صبحِ درخشاں میں بہر حال تبدیل ہونا ہے۔ کشمیر میں ۷ لاکھ سے زائد مسلح بھارتی افواج کے مقابلے میں نہتے مسلمان جراُتوں اور قربانیوں کی نئی تاریخ رقم کر رہے ہیں۔ فلسطین میں حماس کے سر فروش نوجوانوں نے امریکہ سمیت اسرائیل کی نیندیں حرام کر رکھی ہیں۔ یورپ میں بوسنیا کے بے گناہ مسلمانوں کی ان گنت قربانیوں نے اسلام کے احیاء کی لہر دوڑا دی ہے اور سرخ روسی سامراج افغانستان کے پہاڑوں سے بھاگ کر ماسکو میں پناہ لے چکا ہے اور اب زخمی ریچھ کی طرح چیچن مجاہدین کے ساتھ نبرد آزما ہے۔ چیچن جانباز (کم تعداد میں ہو کر بھی) جس بے جگری سے اتنے بڑے اور جارح دشمن کے مقابلے میں ڈٹ کر لڑ رہے ہیں انہیں دیکھ کر واقعی اسلاف کی یادیں تازہ ہو رہی ہیں۔

کل تک گمنام چیچنیا آج اسلام کی غیرت و حمیت کی علامت بن کر ابھر چکا ہے۔ بارہ لاکھ نفوس اور ۱۹ ہزار مربع کلومیٹر پر مشتمل چھوٹے سے اس اسلامی ملک کی تاریخ' عزم و

Marfat.com

ہمت اور شجاعت و بہادری کے لازوال کارناموں کی روشن دستاویز ہے۔ امام شاملؒ اور امام منصورؒ نے اسی سرزمین پر سرخ ریچھ کو ناکوں چنے چبوائے تھے۔ گزشتہ ماہ شہید ہونے والے چیچن رہنما جوہر داؤدیوف نے جس ہمت اور جرأت سے جہاد جاری رکھا اور آخر دم تک ایمان و یقین کی جس قوت سے دشمنانِ اسلام کو للکارتے رہے وہ ہماری جہادی تاریخ کا روشن باب ہے مگر افسوس کہ عالمِ کفر کی تقلید میں کسی اسلامی ملک نے اس مردِ مجاہد کی صدائے حق پر کان نہیں دھرے اور نہ ہی آج تک چیچنیا کو کسی اسلامی ملک نے تسلیم کیا کیونکہ ان کے "آقاؤں" کو یہ منظور نہیں۔ ان بزدل حکمرانوں کو باطل کی غلامی مبارک اور غیرت مند شہید صدر کو شہادت کی موت مبارک۔

(جون ۹۶ء)

(چیچنیا کے یومِ آزادی پر)

Marfat.com

میلاد النبی ﷺ...... جشن اور احتساب کا دن

ماہِ میلادِ رسول ﷺ...... ربیع الاول...... ہر سال کی طرح محبتوں‘ مسرتوں اور سعادتوں کی متاعِ گراں بہا لے کر اہلِ ایمان و یقین کے مضطرب جذبوں کو سیراب کرنے کے لئے ہماری زندگیوں میں ایک مرتبہ پھر جلوہ گر ہونے کو ہے۔ مشاق روحیں بے چین جذبوں کے ساتھ اس مطلع صبحِ ازل کی منتظر ہیں۔ اہلِ عشق و محبت اشکوں سے وضو کر کے حریمِ دیدہ و دل سجا رہے ہیں۔ اس ماہِ مقدس کا ہر دن‘ ہر لمحہ اور ہر گھڑی کشتِ ایمان کیلئے بہارِ جاوداں کی پیامی ہے۔ کائناتِ ہست و بود کو تاریخ کے ان مقدس لمحات پر ناز ہے جو اسی ربیع الاول کی ایک صبح سعادت کے دامن میں سمٹ آئے تھے۔ ظہورِ قدسی کی وہ نورانی ساعتیں جن میں عرب کا چاند وادیٔ مکہ میں چمکا اور پورے جہاں کو تا ابد روشن کر گیا کارخانۂ قدرت کا سرمایۂ افتخار ہیں۔

وہ صبحِ درخشاں جب‘ فضائے عالم مسرتوں کے دلآویز نغموں سے گونج اٹھی آج تک مطلعِ عالم میں بہاروں کو بانکپن لٹا رہی ہے۔ اس صبحِ انقلاب کی اثر آفرینی کا کیا کہنا جس نے تاریخ کا رخ موڑ دیا۔ وہ تاریخ جس کا ورق ورق درماندگی اور انسان دشمنی کی گواہی دے رہا تھا‘ وہ تاریخ جس کا دامن ظلم و بربریت سے تار تار تھا‘ وہ تاریخ جس میں قیصر و کسریٰ کا استبداد لوگوں کا مقدر بن چکا تھا۔ ظہورِ قدسی کے ان مبارک لمحات نے تہذیبِ انسانی کو وقار سے نوازا‘ ثقافت کے چہرے کو تقدس کے زیور سے آراستہ کیا‘ علم کو عرفان کی منزل تک پہنچایا ‘عمل کو صالحیت و مقصدیت کا حصار عطا کیا‘ زندگی کی ویران راہوں پر سرو رِ بندگی کے شجر ہائے ثمردار اگائے‘ نفرتوں اور عداوتوں کے لامتناہی صحرا میں اخوت‘ محبت‘ مروت اور خلوص کے حیات بخش گلستاں آباد کئے‘ بے مقصدیت کی شاہراہ پر سسکتی‘ بلکتی اور بھٹکتی انسانیت کو عرفان و آگہی کی دولت سے نواز کر خالق تک رسائی کی حقیقی منزل

Marfat.com

سے ہمکنار کیا۔

اس صبحِ نور کے پاکیزہ اجالے کا کیا کہنا جس نے شمس و قمر کو روشنی اور ستاروں کو ضو فشانی عطا کی۔ بلاشبہ یہی وہ لمحات تھے جن کے انتظار میں گردشِ شام و سحر نے ماہ و سال کی لاکھوں کروٹیں بدلی تھیں۔ قدرت نے انسان کے شعور کو تمام ارتقائی منازل سے گزار کر بلوغت کے اس مقام پر پہنچا دیا تھا جب وہ ہدایت و رہنمائی کیلئے کسی جامع صفات ہستی کیلئے بے تاب ہو گیا تھا۔

یومِ میلاد النبی ﷺ ۔۔۔۔ دراصل پوری انسانیت کا یومِ نجات ہے۔ کفر سے نجات' شرک سے نجات' جہالت سے نجات اور جنگل کے قانون کی حکمرانی سے نجات۔ میلاد النبی ﷺ اس لامتناہی مایوسی اور غلامی سے چھٹکارے کی نوید ہے جس میں یتیموں' بے کسوں اور مفلسوں کو بھی زندگی گزارنے کے وہی حقوق ملے جو معاشرے کے دیگر صاحبِ ثروت لوگوں کیساتھ ہی مختص تھے۔ میلاد النبی ﷺ اس عظمت و شرفِ انسانی کی پاسباں ہے جس نے بلال و یاسر جیسے سیاہ فام غلاموں کو عرب کے سرداروں پر سبقت دلائی۔ میلاد النبی ﷺ ظلمتِ دہر میں روشنی کا وہ مینارہ ہے جس سے قیامت تک بھٹکنے والے قافلوں کو منزل کا سراغ ملتا رہے گا۔

میلاد النبی ﷺ انسانیت کیلئے خالق کے اس نظام کا اجراء ہے جس کی حکمرانی تمام نسلی' جغرافیائی' لسانی' اور طبقاتی بتوں کو پامال کر کے سب کو برابری کے حقوق عطا کرتی ہے بلکہ مجھے کہنے دیجئے کہ میلاد النبی ﷺ خالق کائنات کا وہ آخری "ورلڈ آرڈر" ہے جس کے بعد کسی نئے یا پرانے ورلڈ آرڈر کی ضرورت نہیں۔ اس لئے اے امتِ مسلمہ اور اے اس عظیم و جلیل پیغمبر ﷺ کے نام لیوا غلامو! آؤ سب اپنے آقا کے جشنِ میلاد میں شریک ہو جائیں۔ گھر گھر' گلی گلی' قریہ قریہ' شہر شہر' اور ملک ملک درود و سلام کے نغماتِ سرمدی کی دھوم مچا دیں۔ دہر میں اسم محمد ﷺ سے جتنا اجالا کرو گے' قوتِ عشق سے اپنی پستیوں کو بلندیوں میں بدلتے جاؤ گے۔ تاجدارِ کائنات ﷺ سے محبت و وفا تم سے یہ تقاضا کرتی ہے کہ ان کی

Marfat.com

آمد کے جشن میں اپنی ممکنہ توانائیاں صرف کر دو لیکن کیا یہ ایک دو روزہ جشن میلاد میں جوش و خروش تمہارے ایمان و عمل کا معیار ہو گا؟ ہر سال ۱۲ ربیع الاول کو محفلِ میلاد کا اہتمام' جلسے جلوس اور لنگر کا اہتمام کر کے کیا محبتِ رسول ﷺ کے امتحان میں ہم کامیاب ہو جائیں گے؟ یہی نکتہ قابلِ غور ہے اور یہی مقام محتاجِ توجہ۔

اس لئے آیئے! ایک لمحے کیلئے ہم سب اپنے من میں جھانک کر دیکھیں اور اپنی ذات سے کائنات تک نظر دوڑائیں۔ حرص و ہوس' کبر و نخوت اور خونخواری کے بڑے بڑے بت بھی نظر آئیں گے اور ظلم و ستم اور قتل و غارتگری کے عالمی سلسلے بھی۔ کائنات کو امن عطا کرنے والے نبی رحمت ﷺ کی امت خود بے امنی کا شکار ہے۔ دنیا کو محبت کا درس سکھانے والی قوم کے افراد باہمی نفرتوں کا شکار ہیں' ستاروں کو نشانِ راہ دکھانے والے خود بے جہت جھنڈ بن چکے ہیں' فطرت کی طاقتوں کو مسخر کرنے کا عہد لے کر آنے والی قوم خود بکھرے ہوئے ریوڑ کی طرح قدم قدم پر خونخوار بھیڑیوں کی زد میں ہے۔ فلسطین' کشمیر' بوسنیا اور چیچنیا سے اس امت کی چیخیں بلند ہو رہی ہیں لیکن ہمارے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ بیت المقدس ہو یا بابری مسجد' ہمارے سامنے دینی شعائر مٹائے جا رہے ہیں لیکن ہم بے حس و حرکت ہیں۔ ہمارے گھروں' محلوں اور شہروں میں کفر و الحاد اور شیطنت' فحاشی و عریانی کی صورت میں ننگا ناچ رہی ہے لیکن ہم نے اس سے بھی سمجھوتہ کر لیا ہے۔ یاد رکھو یہ ثقافتی یلغار کفر کا بہت بڑا خطرناک حملہ ہے جس کا مقابلہ بموں اور میزائلوں سے نہیں صرف اور صرف جذبۂ ایمان سے ہو سکتا ہے اور یہ جذبہ دہلیزِ مصطفیٰ ﷺ کی خیرات ہے۔ ہاں غور سے سنو تو سازِ فطرت سے تمہیں ہر سو یہ سنائی دے گا۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

(جولائی ۹۶ء)

Marfat.com

مادیت و نفسانیت کی وادیوں میں قافلۂ عشق و جنوں

انسان کی نظروں سے جب اصل مقصد غائب ہو جاتا ہے تو وہ بے جہت راہوں پر دوڑنے میں اپنی توانائیاں کھو دیتا ہے اور بے مقصدیت کی دلدل میں پھنس کر بالآخر دم توڑ دیتا ہے۔ آج امتِ مسلمہ کا کم و بیش یہی حال ہے۔ مادیت پرستی کی اندھی دوڑ میں خونی رشتوں سے لے کر فکری و نظریاتی ہم آہنگیوں پر خواہشاتِ نفس کی آری چل رہی ہے۔ انسانی تقدس کے سارے تصورات جو اسلام سمیت تمام مذہبی اخلاقیات کی بنیاد ہیں ایک ایک کر کے ہماری سوسائٹی سے عنقاء ہو رہے ہیں۔ مذہبی سرگرمیاں' دینی اقدار اور روحانی واردات' زر پرست تہذیب کے طوفان میں بہتی چلی جا رہی ہیں۔ عصر حاضر کی سیاست اور معاشرت دونوں معیشت کی لونڈیاں بن چکی ہیں اس لئے اخلاق و کردار اور شرافت و سیادت کی جگہ دولت و ثروت نے لے لی ہے۔ لوگوں نے اپنے خالق و مالک کی بجائے دولت اور اقتدار کی پرستش شروع کر دی ہے جبکہ رہی سہی کسر عالم کفر کی فحش اور مخرب الاخلاق ثقافتی یلغار نے پوری کر دی ہے جس سے ماحول یکسر تبدیل ہو گیا ہے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ برائی نے الیکٹرونک میڈیا کے ذریعے فضائے عالم پر اپنا تسلط جما رکھا ہے اور نیکی کو گھروں اور بند کمروں میں مقید کر کے رکھا جانے لگا ہے۔

یہ ہیں وہ حالات جن میں تحریکِ منہاج القرآن اپنے فکر و عمل کے چراغ روشن کر رہی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس تحریک نے سستی جذباتیت کی رو میں بہہ کر بے مقصدیت کی وادیوں میں فنا ہونے والے نوجوانوں کو پاکیزہ انقلابی جذبات سے مالا مال کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے وابستگان کی غالب اکثریت ایسے نوجوانوں پر مشتمل ہے جن کے سینوں سے مصطفوی انقلاب کی دھڑکنیں سنائی دیتی ہیں۔ یہ جذباتِ عشق و محبت نبوت محمدی ﷺ کی خیرات ہیں اور چراغ نبوی ﷺ کی کرنیں ہیں جن کی ضوباریوں سے کفر

Marfat.com

ستانِ عرب میں ایمان ویقین کی کھیتیاں ثمر بار ہوئیں اور پورے جہاں کو بہار آشنا کر گئیں۔

تحریکِ منہاج القرآن پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل واحسان ہے کہ نفسانیت اور مادیت جیسے ہمہ گیر فتنوں میں گھری ہوئی امت کو بھولا ہوا سبق یاد دلانے کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔ اس تحریک کا سب سے بڑا امتیاز یہ ہے کہ اس نے کشتِ ایمان و عمل میں عشقِ رسالتمآب ﷺ کے گلستان آباد کر دیئے ہیں۔ ہم اسے بجاطور پر فروغِ عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی تحریک کہہ سکتے ہیں اور یہ وہ اعزاز ہے جس میں کوئی معاصر تحریک یا تنظیم اس کی شریک و شیل نہیں۔ اس کے بانی پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی کا خمیر محبتِ رسول ﷺ سے اٹھایا گیا ہے اس لئے وہ خود بھی سراپا عشق ہیں اور تحریک سے وابستہ بچہ بچہ اس دولتِ گراں بہا سے فیضیاب ہے۔ یہ خصوصیت محض اتفاقی نہیں بلکہ اس کے پیچھے خاص الوہی حکمت کار فرما ہے۔ اس وقت دینی اقدار کو جتنی تیزی سے ختم کرنے کی تحریک شروع ہے اور مادیت کے نتیجے میں دھریت کا رواج جڑ پکڑ رہا ہے ننگی تہذیب نے ہر گھر کے دروازے پر دستک دے رکھی ہے۔ یہ جذباتی سطح پر حملہ ہے اور بہت مہلک حملہ ہے۔ اس کے توڑ کے لئے اہلِ اسلام کے پاس اگر کوئی مضبوط ہتھیار ہے تو وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم ﷺ سے جذباتی وابستگی اور تعلقِ عشقی ہے۔

عشقِ رسول ﷺ کی چنگاری مسلمانوں کو کبھی بے حمیت نہیں بننے دیتی اور نہ کبھی بے عمل اور بے جہت ہونے دیتی ہے۔ اس جذبۂ عشق و محبت کو اسی رفتار اور اہتمام کے ساتھ عام کرنے کی ضرورت ہے جس رفتار سے طاغوتی یلغار ہمارے گھروں اور معاشروں میں غارت گری کر رہی ہے۔ دھر میں اسمِ محمد ﷺ سے اجالا کرنے کی جتنی ضرورت اس وقت ہے شاید پہلے کبھی نہیں تھی۔ ربیع الاول شریف اسمِ محمد ﷺ سے اجالا کرنے کا سنہری موقع ہوتا ہے۔ ہر گھر، ہر گلی، ہر محلے اور ہر ملک میں جب حضور ﷺ کے تذکرے عام ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی اپنے محبوب ﷺ کے ذکر کی لاج رکھتے ہوئے وہاں ضرور برسے گی۔ منہاج القرآن کے حصے میں اللہ تعالیٰ نے یہ عظیم سعادت دے رکھی ہے کہ اس

Marfat.com

کے پلیٹ فارم پر ہر سال پوری دنیا کی سب سے بڑی محفل میلاد النبی ﷺ منعقد ہوتی ہے ۔یہ اجتماع تحریک کا طرۂ امتیاز بھی ہے اور اس کے کارکنان کے جذبوں کا امتحان بھی۔

اس روز لاکھوں غلامانِ رسول ﷺ جہاں اپنے آقا کی تشریف آوری کا جشن مناتے ہیں وہیں حضور ﷺ کے مشن کو آگے بڑھانے کا نیا عزم بھی کرتے ہیں۔ مبارک ہوں آپ کو اے مصطفوی انقلاب کے سپاہیو! اے ملت کے پاسبانو! اے اسلام کے فرزندو! یہ جواں جذبے ' یہ نورانی نسبتیں' یہ پاکیزہ عزائم ' یہ خوشگوار لمحات اور یہ دلکش مناظر ---- عشق وجنوں کے ہم کاب ہو کر چلتے رہو۔ تمہارے جذبوں کی حدت ایک دن ظلماتِ شب کا سینہ چاک کر کے صبحِ انقلاب کی نقیب بنے گی۔ انشاء اللہ۔

(اگست ۹۶ء)

Marfat.com

اہل وطن کو انچاسویں سالگرہ مبارک

آج سے انچاس سال قبل ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں کی مشترکہ جدوجہد کے نتیجے میں اسلامی نظریاتی ملک (پاکستان) معرض وجود میں آیا۔ پاکستانی قوم کی بدقسمتی ہے کہ اس کاروان کو منزل آشنا ہوتے ہی لٹیروں نے ہتھیالیا۔ لاکھوں قربانیوں کا ثمر پاکستان، جن مقاصد کیلئے بنایا گیا تھا وہ آہستہ آہستہ ہماری نظروں سے اوجھل ہوتے چلے گئے۔ ہمارے راہنماؤں نے اقتدار کی ہڈی سمجھ کر اسے دولخت بھی کر دیا۔

نصف صدی گزر گئی ہے ابھی تک یہاں جمہوریت پنپ سکی اور نہ اسلام بطور نظامِ حیات نافذ ہو سکا۔ یہاں کے سیاسی مہرے سامراجی ایجنٹ ثابت ہوئے جنہوں نے باری باری قوم کو لوٹ مار کے بعد اب اسے برائے فروخت کسمپرسی کے میدان میں چھوڑ دیا ہے۔ کرپشن اور بددیانتی میں اس کا کوئی ثانی نہیں، جہالت اور ناخواندگی میں دنیا کے کمزور ترین ممالک میں شامل ہے۔ پوری قوم پر مایوسی، اضطراب اور پریشانی کے گہرے سائے پڑے ہوئے ہیں ۔اندرونی خلفشار اور بیرونی خطرات کے بادل دن بہ دن گہرے ہوتے جا رہے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ملک کے نادان باسیوں کو اپنی قسمت تبدیل کرنے کا شعور عطا کرے اور یہاں مصطفوی انقلاب کا سویرا جلد طلوع ہو۔

(اگست ۹۶ء)

Marfat.com

کشمیر' U.N.O کے ایجنڈے سے سری نگر کے گلشنِ شہداء تک

ملکی اور بین الاقوامی ذرائع ابلاغ میں پچھلے دنوں یہ خبر گشت کرتی رہی کہ "یو این او" کے ادارے سلامتی کونسل نے دنیا کے کئی مسائل سمیت مسئلہ کشمیر کو اپنے ایجنڈے سے خارج کر دیا ہے۔ اس کے ردِ عمل میں پاکستان نے بعض ممالک سے مل کر احتجاج کیا تو کونسل نے اپنے فیصلے پر نظرِ ثانی کرتے ہوئے مسئلہ کشمیر کو دوبارہ ایجنڈے میں شامل کر لیا۔ کشمیر کا مسئلہ پچاس سال پہلے انڈیا خود سلامتی کونسل میں لے گیا تھا اور طے پایا تھا کہ آزادانہ رائے شماری کے نتیجے میں کشمیری اپنے حق میں جو فیصلہ کریں گے وہ اقوامِ متحدہ سمیت پاکستان اور بھارت کو تسلیم کرنا ہوگا۔

اہلِ کشمیر نے طویل عرصہ تک اس عالمی ادارے کے فیصلے پر عملدر آمد کا انتظار کیا لیکن جب انہیں یقین ہو گیا کہ یہ عالمی ادارہ عالمی غنڈوں کی اجارہ داری کے زیرِ اثر ہے اور اس نے آج تک کوئی مسئلہ بلکہ امتِ مسلمہ سے متعلق فائدہ مند کوئی قرارداد بھی منظور نہیں ہونے دی تو پنتالیس سالہ صبر کے پیمانے لبریز ہو گئے۔ آزادی کے متوالوں نے اپنی قسمت کا فیصلہ خود کرنے کا عزم کرتے ہوئے بالآخر مسلح جدوجہد کا باقاعدہ آغاز کر دیا۔ اب سات آٹھ سال سے وادیٔ کشمیر میں مٹھی بھر مجاہدین آٹھ لاکھ مسلح بھارتی افواج کا نہ صرف بے جگری سے مقابلہ کر رہے ہیں بلکہ انہیں ناکوں چنے چبوا رہے ہیں۔ اس مسلح جنگ میں محتاط اندازے کے مطابق پچاس ہزار مسلمان شہید ہو چکے ہیں۔ اتنے ہی حریت پسند بھارتی جیلوں میں رونگٹے کھڑے کر دینے والے عذاب سے دوچار ہیں۔

نصف صدی سے خود ارادیت جیسے پیدائشی حق کیلئے لڑنے والی کشمیری قوم کی بد قسمتی ہے کہ اس کی وکالت پاکستان کی حکومتیں کرتی آرہی ہیں جو اول روز سے خود غیر مستحکم رہی ہیں۔ کشمیر کی آزادی تو کجا ان عاقبت نااندیش حکمرانوں نے خود پاکستان کو دو لخت کر دیا

Marfat.com

۔یہاں کے پالیسی سازوں کی ناقص اور بے اثر حکمتِ عملی کے باعث پاکستان کی خارجہ پالیسی کا سب سے بڑا اور اہم مسئلہ عالمی حمایت حاصل کرنے سے محروم رہا۔ہر حکومت نے اسلام کی طرح اسے بھی سیاسی ہتھکنڈے کے طور پر استعمال کیا۔کشمیر کمیٹیاں بنائی جاتی رہیں‘بیرونِ ملک نااہل افراد پر مشتمل وفود کی فوجیں روانہ کی جاتی رہیں اور ہر مرتبہ سیر سپاٹے کر کے یہ وفود قومی معیشت پر اضافی بوجھ کا سبب بنتے رہے۔

ہماری اس مجرمانہ غفلت سے بھارت نے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے خود کو مظلوم اور حق بجانب ثابت کر دیا ہے۔اور تو اور مسلمان ممالک مسئلہ کشمیر کی حقانیت سے بخوبی آگاہ نہیں ہو سکے اور وہ ہمیشہ بھارت نوازی کا مظاہرہ کرتے رہے ہیں۔ایسے حالات میں اگر سیکورٹی کونسل نے ایجنڈے سے مسئلہ کشمیر کو خارج کر دیا تو یہ عجب نہیں اور اگر دوبارہ شامل کر بھی لیا ہے تو بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا۔قوموں کی تقدیریں کاغذوں پر لکھے گئے ایجنڈوں سے نہیں قربانیوں میں بہائے جانے والے خون سے بدلتی ہیں۔عالمِ کفر کی نمائندہ "اقوامِ متحدہ" اس مسئلے کو اپنے کاغذی ایجنڈے سے خارج کر بھی دے تو کیا ہو گا۔آزادی کا ایجنڈا تو کشمیری مسلمانوں نے اپنے خون سے رقم کر دیا ہے۔وہ خون جو اس کے برف پوش پہاڑوں‘ سبزہ زاروں‘کھیتوں‘بازاروں اور گھروں میں بہہ چکا ہے اس کی آزادی کی ضمانت دے چکا ہے ۔کشمیر کا کوئی خطہ‘کوئی شہر اور کوئی گھر ایسا نہیں جس نے شہادت کے مقدس خون کو نوش نہ کیا ہو۔ہر شہر اور قصبے کے ساتھ شہداء کے قبرستان اس قوم کے دل سے آزادی کی تڑپ کیسے ماند پڑنے دیں گے۔اور کچھ نہ ہو جب تک سری نگر کا "گلشنِ شہداء" اس صفحۂ ہستی پر قائم ہے دنیا کی کوئی طاقت تحریکِ آزادی کو ختم نہیں کر سکتی اور نہ اس ایجنڈے کو کبھی فراموش کر سکتی ہے۔

(ستمبر ۹۶ء)

Marfat.com

لمحوں کی خطا...... صدیوں کی سزا

یہ بات سچ ہے کہ تاریخ کا پہیہ بے رحمی سے چلتا ہے اور اس کی زد میں آنے والی اقوام و ملل 'بلا امتیازِ رنگ و مذہب کچل دی جاتی ہیں۔ تاریخی سفر میں بعض لمحات صدیوں کو عظمت سے نواز دیتے ہیں اور بعض لمحوں کی لغزش صدیوں کی سزاوار کر جاتی ہے۔ ۱۹۹۰ء کی وہ شب جب عراق نے پڑوسی ملک کویت پر جارحیت کی اور اس سے اگلا دن جب کویتی اور سعودی حکمرانوں نے دشمنانِ دین و ملت کے سرغنہ عالمی دہشت گرد امریکہ کو اپنی مدد کیلئے پکارا' تاریخ اسلام کے دامن میں کم و بیش ایسے ہی لمحات ہیں جن کی سزا صدیوں تک پوری امتِ مسلمہ بھگتے گی۔ افغانستان کے پہاڑوں میں روس جیسی عالمی سامراجی طاقت کی پسپائی کے بعد دنیا کی واحد "سپر پاور" امریکہ نے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے "نیو ورلڈ آرڈر" جاری کیا جس کا مطلب یہ تھا کہ اب پوری دنیا امریکہ کے اشاروں پر چلے گی اور وہی کچھ ہو گا جو امریکہ چاہے گا۔ اس لئے "امریکہ آرڈر" پر جس نے سرِ تسلیم خم کیا وہ اس کے الطاف و عنایاتِ خسروانہ کا حقدار ٹھہرا اور جن نے یہ شیطانی حکم ماننے سے بالواسطہ یا بلاواسطہ انکار کیا وہ معتوب قرار پا کر "دہشت گرد" کے خطاب سے نوازا گیا۔ امریکہ کے بقول ان "دہشت گرد" ممالک میں ایران' سوڈان' لیبیا اور عراق شامل ہیں۔ پاکستان کا نام بھی اگرچہ اسی لسٹ میں ہے مگر بوجوہ ابھی اسے یہ "سند" عطا کرنے کا اعلان نہیں ہوا۔ اس نئے عالمی نظام کے خاکوں میں رنگ بھرنے کیلئے امریکہ کو ہر قدم پر عالمی یہودی تنظیمات کی حمایت اور عملی تعاون حاصل ہے جن کے مراکز امریکہ اور اسرائیل میں مصروفِ عمل ہیں۔ اس لئے یہ کہنا بے جا نہیں ہو گا کہ اس نئے "عالمی نظام" کی تمام تر منصوبہ بندی اور نگرانی بھی وہی یہودی کر رہے ہیں جو ساری دنیا پر بلاشرکتِ غیرے حکومت کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ اور یورپی ممالک میں عیسائی اور یہودی یکجا ہو چکے ہیں اور بقیہ اسلام دشمن

Marfat.com

مذاہب و ممالک بھی ان کے جھنڈے تلے جمع ہو کر الکفر ملۃ واحدۃ کے ارشادِ نبوی ﷺ کی تصدیق و تائید کر رہے ہیں۔ عربوں کے سینے میں اسرائیل کا خنجر' یورپ کے دل میں بوسنیا کی متوقع ریاست کے حامی بے گناہ مسلمانوں کا خون' چیچنیا اور کشمیر کے غیور مسلمانوں کو حقِ خود ارادیت کے جرم میں تہہِ تیغ کرنا انہی دین دشمن عالمی دشمنوں کے کارنامے ہیں۔

اسلام کے خلاف یہود کی ابدی دشمنی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں اس لئے یہ سمجھنے میں بھی کوئی دقت نہیں ہونی چاہئے کہ امریکہ کا نیا یہودی برانڈ عالمی نظام سراسر اسلام مخالف منصوبہ ہے اور اس کا ایک جزو عظیم تر اسرائیل کا قیام ہے لیکن افسوسناک بات یہ ہے کہ اس اسلام کش منصوبے کو عملی شکل دینے میں خود امتِ مسلمہ کے بیشتر حکمران پیش پیش ہیں۔ وہ ہر بار کفر کے آلہ کار بن کر جسدِ ملت کے ٹکڑے ٹکڑے کر رہے ہیں۔ آئے روز شیطانی پروپیگنڈے کا شکار بن کر ایک دوسرے کا سر پھوڑتے ہیں' امریکہ سرکار کی خیر خواہی کیلئے اپنے ممالک میں مذہبی دینی جماعتوں کی جڑیں اکھاڑنے کیلئے بے لوث غیور عوام کا اسلام پسندی کے جرم میں خون بہا رہے ہیں اور قدم قدم پر باطل طاغوت کے اشاروں پر تنخواہ خوار ایجنٹ کی طرح تجدید و احیائے دین کی عالمگیر تحریک کو کچلنے میں مصروف ہیں۔ مصر' الجزائر' تیونس' اردن اور پاکستان اس کی واضح مثالیں ہیں۔ امتِ مسلمہ کی تقدیر پر مسلط یہ اقتدار پرست غاصب حکمران اب ایسے ناسور کی شکل اختیار کر چکے ہیں جس کا زہر پورے وجود کی سلامتی کیلئے خطرہ بن جاتا ہے۔ انہوں نے اپنی چند روزہ کرسیٔ اقتدار کو تحفظ دینے کیلئے صدیوں تک پوری ملت کو عالمِ کفر کے ہاں گروی رکھ دیا ہے۔

گزشتہ خلیجی جنگ میں عراق کی جو تباہی و بربادی ہوئی اس کی ذمہ دار جہاں خود عراقی حکومت ہے وہاں ان پڑوسی مسلمان ممالک کی "ہمدردیاں" بھی شامل ہیں جنہوں نے کفر کا اتحادی بن کر اپنے ایک مسلمان ملک پر بار بار حملے کئے۔ کویت پر عراقی قبضے سے لیکر خلیج میں دنیائے کفر کی افواج کا تباہ کن ہتھیاروں کے ساتھ ہجوم' عراق کی ابھرتی ہوئی اسلامی قوت کا خاتمہ اور اس ساری جارحانہ کاروائی میں استعمال ہونے والی اسلامی دولت کا ضیاع' یہ

Marfat.com

سب کچھ کیوں ہوا اور کس کے ہاتھ سے ہوا؟ اس سوال کا جواب اس کے سوا کچھ نہیں کہ یہ اقتدار کو تحفظ دینے کیلئے مسلمان حکمرانوں کے ہاتھوں سے ہوا۔ ان ملت فروش حاکموں نے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ ان معدنی خزانوں اور مالی وسائل کو بھی آئندہ ایک صدی تک عالمِ کفر کے سپرد کر دیا ہے جو اسلامی تہذیب و ثقافت کے فروغ اور عالمِ اسلام کے معاشی و سیاسی استحکام کیلئے استعمال ہو سکتے تھے۔ آئندہ مورخ ان کے اس ایثار کو حماقت کے علاوہ کیا نام دے گا جس کی آمدنی سے یورپ اور امریکہ کی اسلحہ ساز فیکٹریاں ہر روز تباہ کن ہتھیار اگلتی ہیں اور وہی دوبارہ ہمیں فروخت ہو کر ہمارے خلاف استعمال کئے جاتے ہیں۔ امریکہ نے عراق پر حالیہ حملہ کر کے یہ واضح کر دیا ہے کہ وہ کسی مظلوم کی حمایت کرنے، کسی کا حق دلانے یا کسی خطے میں امن بحال رکھنے کی خاطر اپنے وسائل کو کام میں نہیں لاتا۔ وہ مشرقِ وسطیٰ میں آیا ہے تو کویت یا سعودی عرب کی حفاظت کیلئے نہیں بلکہ اس خطے میں اسلامی قوتوں کو دبانے اور یہاں عملاً یہودی عالمی نظام نافذ کرنے کیلئے آیا ہے۔ اسے اگر مظلوم کی حمایت عزیز تھی تو اسی خطے میں فلسطینی مسلمانوں کے خلاف اسرائیل کے خونین پنجوں کو بھی مروڑتا۔ اسے اگر عالمی امن برباد ہونے کا خطرہ تھا تو مظلوم کشمیریوں کے خلاف صف آراء بھارتی افواج پر بمباری کرتا۔ وہ اگر واقعی انسانی حقوق کا پاسدار تھا تو چیچنیا اور بوسنیا میں بہنے والے بے گناہ مسلمانوں کے خون کی ندیاں بھی دیکھتا۔ اسے یہ سب کچھ نظر نہیں آیا اور کویت پر عراقی جارحیت نظر آگئی ہے۔ اسرائیل، لبنان میں آئے روز مسلمانوں کی بستیاں بمبار طیاروں سے تہہ و بالا کرتا پھرے تو یہ امن بحال رکھنے کی کاروائی ہے اور عراق کردوں کے باہمی جھگڑے میں مداخلت کرے تو عالمی امن کیلئے ہزاروں میل دور امریکی جہاز بردار بحری بیڑے اور مسلح افواج متحرک ہو جاتی ہیں جبکہ اسرائیل ساٹھ سالوں سے عرب مسلمانوں پر ظلم کے جتنے پہاڑ توڑتا ہے اسے خبر ہی نہیں ہوتی۔ عالمِ اسلام کو اب نوشتۂ دیوار پڑھ لینا چاہئے کہ کفر ان کے گھر میں آکر ننگی جارحیت کر رہا ہے اور وہ اب تک اپنے باہمی اختلافات میں الجھے ہوئے ہیں۔ ہم عرب لیگ کے حالیہ فیصلوں کا خیر مقدم کرتے ہیں اور سعودی عرب سمیت ان مسلمان ممالک کے

Marfat.com

جرأت مندانہ موقف پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں جس کے تحت انہوں نے پہلی بار امریکہ کو عراق کے خلاف من مانی کاروائیاں کرنے سے باز رکھنے کیلئے اختیار کیا ہے۔ مسلمان ممالک اب بھی سر جوڑ کر نہ بیٹھے اور انہوں نے اپنے خلاف ہونے والی سازشوں کا ادراک نہ کیا تو وہ نئے امریکی عالمی نظام کا حصہ بنتے چلے جائیں گے۔ اس وقت کا ایک ایک لمحہ آئندہ صدیوں کا رخ متعین کرنے کیلئے اہم ہے۔ دشمن کے بمبار طیارے اور میزائل بھی ہمیں بیدار و متحد نہ کر سکے تو تباہی کو ہمارا مقدر بننے میں کیا رکاوٹ ہو سکتی ہے؟

(اکتوبر ۹۶ء)

Marfat.com

طالبان' اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کا پیغام یا۔۔۔۔؟

قیامِ پاکستان کی طرح جہادِ افغانستان کو موجودہ صدی میں اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کا ایک اہم سنگِ میل سمجھا جاتا ہے۔ روسی سامراج کے خلاف دس سالہ جہاد میں افغان مجاہدین کے ایمانی جذبوں نے بلاشبہ قرونِ اولیٰ کی یادیں تازہ کر دیں۔ مادی وسائل کے اعتبار سے کمزور لیکن ایمانی اور جہادی جذبوں سے بھرپور افغانستان ایک بار پوری دنیا کی توجہ کا مرکز بن گیا تھا کیونکہ اس نے ایٹمی ہتھیاروں سے لیس عالمی سپر پاور کو ناکوں چنے چبوا کر نہ صرف اپنے صحراؤں اور کوہساروں سے مار بھگایا بلکہ ایسی کاری ضرب لگائی کہ یہ عالمی طاقت کرچی کرچی ہو کر بکھر گئی۔ پوری دنیا میں اسلامی تحریکیں از سرِ نو منظم و متحرک ہوئیں اور جہادی جذبہ بیدار ہوا۔ اس کے فوری اثرات تحریکِ آزادیٔ کشمیر میں تیزی' الجزائر' سوڈان' ترکی' اور فلسطین میں اسلامی تحریکوں کی واضح کامیابیوں کی صورت میں مرتب ہونا شروع ہو گئے۔

یہ بیداری عالمِ کفر کو ایک آنکھ نہ بھائی بلکہ سوویت یونین کے خاتمے کے ساتھ ہی امریکہ کو متحدہ اسلامی بلاک کی صورت میں روس سے زیادہ خطرناک اور ناقابلِ تسخیر قوت نظر آنے لگی۔ یہی وجہ ہے کہ عالمِ مغرب کو ساتھ ملا کر اس نے اسلام کا راستہ روکنے کیلئے بھرپور منصوبہ بندی کی۔ اس منصوبہ بندی کو امریکہ نے "نیو ورلڈ آرڈر" کا نام دیا۔ پچھلے چھ سات سالوں سے عالمِ اسلام کے خلاف ہر محاذ پر ہونے والے حملے' سازشیں' خانہ جنگیاں اور قتل و غارتگری کے پیچھے یہی "حکمتِ عملی" کارفرما ہے خواہ اس کا تعلق خلیج کی گذشتہ جنگ سے ہو یا لبنان اور فلسطین پر اسرائیلی حملوں سے۔ ایران' کویت' عراق' سوڈان اور مصر کو آپس میں لڑانے کی کوششیں ہوں یا ان ممالک میں بعض کا اقتصادی بائیکاٹ۔ الجزائر اور مصر میں اسلامی قوتوں کو حکومتوں کے مزاحم رکھنے کی پالیسی ہو یا کردستان' قبرص اور یمن وغیرہ کے متنازع علاقوں میں خانہ جنگیاں' اسلام کی سربلندی کیلئے سرگرم عمل افراد اور تحریکوں کو بنیاد پرست'

Marfat.com

دہشت گرد اور اس طرح کے ناپسندیدہ القابات سے نوازا جانا یہ سب کچھ اسی نئے یہودی عالمی نظام کا حصہ ہے۔

اس تناظر میں افغانستان کی موجودہ صورتحال کو دیکھیں تو صاف دکھائی دیتا ہے کہ یہاں بھی امریکی سامراج دوہرا کھیل کھیل کر عالمِ اسلام کی امیدوں کے اس عظیم مرکز کو تباہ و برباد کر رہا ہے۔ دس سالہ جہاد کے نتیجے میں روسی کٹھ پتلی حکومت کے خاتمے کے بعد کابل میں داخل ہونے والے فاتح مجاہدین کو خانہ جنگی میں الجھا کر امریکہ نے ایک طرف اسلام کے تصورِ جہاد کو بین الاقوامی سطح پر بدنام کیا اور دوسری طرف مجاہد تنظیموں کو آپس میں لڑا کر ان کی عسکری قوت اور سیاسی و سماجی اثر و رسوخ کو اس حد تک کمزور کر دیا کہ عوام کی نظروں میں ہیرو کہلانے والے ملک و قوم کے مجرم بن گئے۔ اس کا ردعمل یقینی تھا اور وہ طالبان کی شکل میں سامنے آیا۔

طالبان تحریک کے محرکات و اسباب اور مقاصد جو بھی ہوں لیکن پندرہ سال سے بحران کا شکار تباہ حال افغانستان کے عوام نے انہیں امن کا مسیحا سمجھ کر گلے لگایا۔ ان کے عقائد و نظریات اور لائحہ عمل سے کسی کو اختلاف ہو سکتا ہے لیکن پچھلے دو سال میں ان کی مسلسل کامیابیاں اور افغانستان کے ۳۲ میں سے ۲۲ صوبوں پر ان کا قبضہ افغانستان کی حربی تاریخ کا ناقابل فراموش باب ہے۔ پچھلے ماہ کابل پر قبضہ ان کی پیش قدمی کا ایسا کامیاب اور غیر معمولی مرحلہ تھا کہ پوری دنیا میں اس کی گونج سنائی دی۔ عالمِ کفر خواہ وہ امریکہ ہو یا یورپی ممالک' اسرائیل ہو یا بھارت' ایک مرتبہ سر تو پکڑ کر بیٹھ گے۔ کابل پر قبضے کے بعد سابق صدر ڈاکٹر نجیب اللہ کی پھانسی اور اسلامی نظام کے جزوی نفاذ کی خبر' عالمِ کفر اور منافقت کے قلعوں میں سینکڑوں ایٹم بم بلاسٹ ہو جانے کے مترادف تھی۔

بین الاقوامی ذرائع ابلاغ سے لے کر مقامی خبر رساں ایجنسیاں' دنیا بھر کے پالیسی ساز ادارے اور ان کے ماہرین اس پیش قدمی کو دنیا کے نقشے پر کسی غیر معمولی تبدیلی کا پیش خیمہ قرار دے رہے ہیں۔ یہ پیش قدمی اسلامی دنیا کے لئے یقیناً ایک واضح کامیابی اور دوررس

Marfat.com

نتائج کی حامل پیش رفت ہے بشرطیکہ اس میں استقامت اور ٹھہراؤ آجائے اور طالبان دینی حکمتِ عملی پر عمل پیرا ہو کر بتدریج احکامِ اسلام کا نفاذ کر سکیں۔ طالبان کی کامیابی' پاکستان' ایران اور وسط ایشیاء کی نو آزاد مسلم ریاستوں کے باہمی روابط کی مضبوطی کی طرف ایک اہم ترین قدم ہے۔ اسی وجہ سے عالمِ کفر' اس کو "عالمی امن" کے لئے سب سے بڑا خطرہ گردانتا ہے۔ اس کے بقول طالبان کی شکل میں خالص اسلامی نظریات اور مذہبی اقدار کا "منہ زور گھوڑا" افغانستان کی سرحد عبور کر کے روس اور بعد ازاں مغرب میں داخل ہو جائے گا اور وہاں پر موجود اسلامی چنگاری شعلۂ جوالہ بن کر خرمنِ کفر کو راکھ کر دے گی۔ اس لئے پچھلے چند دنوں میں سفارتی سرگرمیاں تیز ہو گئی ہیں اور روس سمیت مغربی حکومتوں نے ہر قیمت پر عبدالرشید دوستم اور احمد شاہ مسعود کے ذریعے طالبان کے راستے روکنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ وہی افغان راہنما دس سال جس روسی استعمار کے خلاف لڑتے رہے اب اسی کے مفادات کے تحفظ کی خاطر واضح اسلامی قوت کے خلاف متحد ہو رہے ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ دس سالہ جہادِ افغانستان اور اس کے بعد مسلسل پانچ سال کی قتل و غارت گری کا مقصدِ وحید حصولِ اقتدار تھا۔ ہم افغانستان کے باہم متحارب دھڑوں اور پاکستان سمیت افغانستان کے اسلامی پڑوسی ممالک سے بجا طور پر توقع رکھتے ہیں کہ وہ تاریخ کے اس نازک موڑ پر عالمِ کفر کے ہاتھوں میں کھیلنے کی بجائے باہمی اتحاد و اتفاق سے امن کا راستہ اختیار کرنے میں افغانستان کے غریب اور ستم رسیدہ عوام کی مدد کریں گے۔ بصورتِ دیگر افغانستان کی تقسیم کے امریکی منصوبے پر تو عمل ہو ہی رہا ہے اور اب اس کے ذمہ دار بھی افغانستان کے متحارب دھڑے خود ہوں گے۔

(نومبر ۹۶ء)

Marfat.com

سیاسی شعبدہ بازوں سے نجات کا آخری چانس

"انسانیت" کا لفظ اپنے اندر لا تعداد اوصاف اور بے شمار اقدار سموئے ہوئے ہے۔ انسان کہلانے کا حقدار وہی ہوتا ہے جو صحیح معنوں میں ان اوصاف واقدار کا جامع ہو ورنہ کھانا پینا اور بے مقصد زندگی گزارنا تو حیوانات کا کام ہے۔ ان اقدار کا کم از کم معیار یہ ہے کہ ایک دوسرے کی جان' مال' عزت' آبرو اور جذبات کا احترام کیا جائے۔ خونی رشتوں کا تقدس' حقدار کے حقوق کا خیال اور اپنے اردگرد کے ماحول کو صاف ستھرا رکھنا بھی انسانیت کا بنیادی تقاضا ہے لیکن جدید سائنسی ترقی کا ہمرکاب انسان جہاں بہت سی بلندیوں کو مسخر کر رہا ہے وہاں ان اوصاف واقدار سے ہاتھ دھو رہا ہے جو اس کی انفرادیت اور عظمت کی ضامن تھیں اور اس کی شرف وتکریم کا باعث تھیں۔

اس مادی ترقی نے انسانی قدروں کو اس حد تک بدل دیا ہے کہ اب گناہ اور ثواب کی تمیز ہی مٹ گئی ہے۔ ایک زمانہ تھا جب انسان جرم کر کے شرمندگی محسوس کرتا تھا' اس سے غلطی سرزد ہو جاتی تو وہ احساسِ ندامت میں لوگوں کو منہ دکھانے سے کتراتا' کسی پر چوری ڈاکے یا بدکاری کا جرم ثابت ہو جاتا تو وہ اس علاقے سے ہمیشہ کیلئے روپوش ہو جاتا۔ عین ممکن ہے کہ ایسے حساس لوگ اب بھی کسی کونے کھدرے میں ہوں مگر ہمارے سامنے تو تماشا ہی عجیب ہے۔

انسانیت ڈھٹائی کی پستیوں میں گری ہوئی دیکھنی ہو تو ہمارے حکمرانوں اور سیاستدانوں کو ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ یہ اس دور کا وہ طبقۂ اشرار ہے جس سے شرافت منہ چھپاتی پھر رہی ہے۔ یہ ہماری دھرتی کا ایسا ناسور ہیں جن کی موجودگی میں ارضِ وطن پر کسی بہار کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ احساس کی دولت سے محروم انسانیت کی قدروں سے عاری' نہ انہیں وطن سے محبت اور نہ قوم سے دلچسپی' نہ آخرت کا اندیشہ اور نہ قبر کا خوف' انسان نہیں

Marfat.com

گویا پتھر کی تصویریں ہیں۔ پچھلی نصف صدی سے بدقسمت پاکستانی قوم کی تقدیر پر مسلط یہ بد قماش ٹولہ چہرے بدل بدل کر نقب زنی میں مصروف ہے۔ ہر بار قومی خزانہ لوٹ کر ہاتھ جھاڑتے ہوئے نئی تجوریاں بھرنے کیلئے نئے منصوبہ جات کے ساتھ سیاسی افق پر طلوع ہو جاتے ہیں۔ ہر موڑ پر نئے روپ میں ملتے ہیں اور راہنمائی کا جھانسہ دے کر راہزنی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ انہوں نے اپنے بنگلوں کیلئے قوم کو کنگلا بنادیا ہے۔ بینکوں سے قرض لے کر الیکشن لڑتے ہیں اور پھر ان بینکوں کے مالک بن جاتے ہیں۔ عوام سے ہمدردی کے دعوے کر کے ووٹ لیتے ہیں اور پھر اسی عوام کا خون چوس کر اپنے فرعونی ایوان سجا لیتے ہیں۔ روٹی' کپڑا اور مکان کا نعرہ لگا کر نہ صرف غریب کا لقمہ چھینتے ہیں بلکہ اسے جانوروں سے کمتر سمجھتے ہوئے بے موت مار دیتے ہیں۔ ان کی جمہوریت کے پیچھے فرعونیت ناچتی نظر آتی ہے اور اگر اسلام پسندی کا دعویٰ کرتے ہیں تو سمجھئے یزیدیت کا فیض مل رہا ہے۔

حالیہ اسمبلی کی تحلیل ہو یا اس سے پہلے اسمبلیوں کی توڑ پھوڑ' ان کے جرائم کا مجموعی نتیجہ بھی ہے اور ثبوت بھی۔ مگر کیا مجال کہ کسی کو احساسِ ندامت چھو کر بھی گزر جائے۔ انہوں نے قانون ساز اسمبلیوں کو ریت کے گھروندے سمجھ رکھا ہے جنہیں بچے بناتے اور گراتے رہتے ہیں۔ ان کے نزدیک قومی امانت اور منصبی ذمہ داری کو کوئی حیثیت حاصل نہیں بلکہ یہ "راہنما" ان ضدی بچوں کی طرح ہیں جو کھلونا دوسرے بھائی کے مانگنے پر اسے دینے کی بجائے توڑ دینے میں اپنی بہادری سمجھتے ہیں۔

ہم نے جانوروں اور درندوں کو بھی آپس میں لڑتے ہوئے دیکھا ہے لیکن ان کی لڑائی اور دشمنی کے سامنے درندگی بھی مات کھا جاتی ہے معمولی سے مالی مفاد کے لئے حریف کو خاک کا رزق بنا دیتے ہیں اور اگلے روز اس کے جنازے میں شریک ہو کر پسماندگان کے ساتھ نوحہ کناں بھی یعنی منافقت کے اعلیٰ درجے پر بھی یہی فائز ہیں۔ اس لئے یہ حقیقت پوری طرح کھل چکی ہے کہ ان سیاست دانوں کو اس قوم سے کوئی دلچسپی نہیں۔ ان کے مسائل عوام کے مسائل سے جدا' ان کی دنیا عوام کی دنیا سے الگ۔ یہ بیمار نہ بھی ہوں تو امریکہ اور یورپ میں علاج کیلئے ہر سہولت ان کا مقدر ہے۔ غریب عوام کی بستیوں کی

Marfat.com

بستیاں موت کا لقمہ بن جائیں تو ان کی بلا سے۔ شریف شہری' سفید پوش اور محنت کش طبقہ صحتِ عامہ' تعلیم' آمد و رفت اور خورد و نوش کی بنیادی ضروریات سے محروم ہے اور یہ "عوام دوست" "جمہوریت نواز" "غریب پرور" ہیں کہ اپنے کتوں' گھوڑوں اور اونٹوں کیلئے بھی ایئر کنڈیشنز استعمال کرتے ہیں۔ غریب کا بچہ بلک بلک کر جان دے دے تو اسے غریب کا مقدر کہتے ہیں جبکہ ان کے کتے اور گھوڑے سیبوں کے مربے اور خالص دودھ پر پرورش پائیں تو یہ اسے اپنا منصبی حق گردانتے ہیں۔ پھر افسوس ہے۔۔۔۔۔ اس غریب پر جو بار بار اپنے بچوں کے منہ سے رزق چھین کر ان کے کتوں کے سپرد کرتا ہے۔ افسوس ہے۔۔۔۔۔ اس ووٹر پر جو ظالم اور عادل کا فرق روا رکھے بغیر اپنی قسمت کا فیصلہ کرتا ہے اور حیرت ہے...... اس شخص پر جو بار بار انہی لٹیروں کو گھر میں آکر لوٹنے کی دعوت دیتا ہے۔

موجودہ نگران حکومت اپنے دعویٰ احتساب میں کس حد تک مخلص ہے اس کا اندازہ تو وقت آنے پر ہی ہو سکے گا۔ فی الحال آثار اتنے حوصلہ افزاء نظر نہیں آرہے۔ نگران حکومت اگر اس مرتبہ اس مظلوم قوم کے ساتھ ہمدردی کرنا چاہتی ہے تو اس کا حل' بے رحم احتساب ہے۔ ایسا احتساب جو اس مریض قوم کے ناسوروں کو ختم کر دے۔ انہیں قرار واقعی سزائیں دی جائیں اور ان کے اصل چہرے سرِ عام دکھائے جائیں ورنہ خطرہ ہے یہ نادان قوم انہی لٹیروں کے ہاتھوں لٹے گی۔

یاد رکھیں! پاکستان تاریخ کے جس نازک موڑ سے گزر رہا ہے اس کا ایک ایک لمحہ احتیاط کا متقاضی ہے۔ اس قوم کے پاس سنبھلنے اور دنیا کے سامنے عزت و وقار بحال کرنے کا یہ شاید آخری موقعہ ہو اور یہ شاید ایسا امتحان ہے جس میں غلطی کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس امتحان میں صدرِ مملکت (فاروق لغاری) سے لے نگران وزیر اعظم (ملک معراج خالد) تک' چیف احتساب کمشنر سے لے کر آرمی چیف تک اور عدلیہ و انتظامیہ کے ذمہ دار افسروں سے لے کر عام مزدور شہری تک سب برابر کے شریک ہیں۔ اللہ نہ کرے امتحان کا یہ آخری موقع ہم سے پھر ضائع ہو جائے اور ہم اقوامِ عالم کے ہجوم میں سر اٹھانے کے قابل نہ رہیں۔

(دسمبر ۹۶ء)

Marfat.com

Marfat.com

سال 97ء

Marfat.com

قومی المیوں کی تاریخ میں ایک اور اضافہ

سال 1996ء بھی اپنی بساط لپیٹتے ہوئے وقت کی تیز گام کے ہمراہ ہم سے ہمیشہ کیلئے رخصت ہو گیا۔ ایسے کتنے سال ہم سے رخصت ہوئے اور کتنے اور ہوں گے؟ اس بدقسمت قوم کے ساتھ ماہ و سال کی گردش نے بھی ہمیشہ بے وفائی کی۔ کتنے سورج صبح امید کے ساتھ طلوع ہوئے اور کتنی روشن آرزوؤں کو تشنۂ تکمیل چھوڑ کر بالآخر مایوسیوں کے افق میں ڈوب گئے۔ یہ سال 1997ء اس لئے بھی اہم ہے کہ پاکستان اس سال کے وسط میں پورے 50 سال کا ہو جائے گا۔ ہم قیامِ پاکستان کی گولڈن جوبلی منانے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔

اکیسویں صدی کی آمد آمد ہے۔ اقوامِ عالم ہمہ گیر تبدیلیوں کے مرحلوں سے گزرتے ہوئے ترقی کے نئے نئے افق ڈھونڈ رہی ہیں۔ جدید ٹیکنالوجی کے دوش پر سوار انسان کرۂ ارضی سے اوپر اٹھ کر چاند اور مریخ میں نئی بستیاں بسانے کے منصوبے بنا رہا ہے۔ پاکستان اس ترقی یافتہ دنیا کا وہ بدقسمت مسافر ہے جو پیدائش سے اب تک مسلسل بھٹک رہا ہے۔ ان پچاس سالوں میں جس کسی نے اس کے ساتھ منزل آشنائی کے وعدے کئے اگلے موڑ پر وہی راہنما راہزن کا روپ دھار تا رہا۔ ہر صبح منزل کا عزم لے کر نکلنے والے سادہ لوح ہم وطن سرِ شام کسی نہ کسی دھوکہ باز کے ہتھے چڑھ کر لٹتے رہے۔ اس وفا شعار قوم کے غیور فرزندوں نے ہر تاریک رات کو ایثار و وفا کے چراغوں سے روشن کیا لیکن ہر گام ان چراغوں کی لو تیز ہونے کی بجائے بجھتی چلی گئی۔ اس کے مزدوروں نے اپنے خون پسینے سے اس کی تعمیر و ترقی کیلئے پونجی جمع کی لیکن اس کے نام نہاد معماروں نے اس پونجی کو اس کی بنیادیں کھوکھلی کرنے پر صرف کیا۔ چولستان کے ریتلے صحراؤں سے لے کر سیاچین گلیشیئر کے برفانی تودوں تک وطنِ عزیز کیلئے قربانیاں دینے والوں کا خون بکھرتا رہا لیکن قوم کی تقدیر پر مسلط غداروں نے قربانیوں کے عوض ان شہداء کی نسلوں کو قدم قدم پر بدامنی، لاقانونیت، ظلم اور بربریت

Marfat.com

کے تحفے دیئے۔

اس ملک میں ہر چیز اپنے اصل مفہوم سے محروم ہو چکی ہے اس لئے ہر لفظ کی شناخت اس کے متضاد مفہوم کے ساتھ ہونے لگی ہے مثلاً سیاست کا معنی ریاستی امور میں احتیاط و تدبر کا تھا مگر اب اس سے مراد دھوکہ دہی' جھوٹ' فراڈ' مکر اور شاطرانہ ہیر پھیر ہے۔اسی طرح اخلاقی گراوٹ اور فحاشی پر مبنی سرگرمیوں کو ثقافتی ترقی سے موسوم کیا جارہا ہے۔گالی گلوچ' سفلہ نوازی اور بازاری زبان استعمال کرنے والے کو حق گوئی کے منصب پر بٹھایا جاتا ہے۔رہ گئی جمہوریت تو یہ بیچاری بھی اسلام کی طرح ہمارے ہاں خوب استعمال ہوئی ہے۔جمہوریت کے نام پر منتخب ہو کر اقتدار کے ایوانوں میں پہنچنے والی ہر حکومت نے جمہور کے حقوق کو پامال کیا۔اقتدار کی منزل تک پہنچنے کیلئے عوام کی جس سیڑھی کو استعمال کیا بعد ازاں اسے کبر و نخوت کی ٹھوکر سے گرادیا۔کرسیٔ اقتدار ملتے ہی انہوں نے اپنے رشتے فرشی مخلوق سے کاٹ کر خود کو عرشی سمجھ لیا۔فرعونی نفسیات کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ ہر بار یہ بھول گئے کہ اب دنیا کی کوئی طاقت ان کو عشرت کدوں سے بے دخل نہیں کر سکتی۔ایک بار جو کرسی پر براجمان ہو گیا پھر اس نے یہ سمجھ لیا کہ میری نسلیں بھی اسی حکمرانی کے لئے پیدا ہونگی۔ملک کے سب خزانے ان کے اوباش اور کھلنڈر جاں نشینوں کے لئے وقف ہو جاتے ہیں۔ان کے کتے گھوڑے بھی اسی قومی خزانے کا مصرف ہوتے ہیں اور غریبوں کی عزتیں بھی وہ اسی آبائی وراثت سے خریدتے اور بیچتے ہیں۔ان کو یہ حق کس نے دیا' اسی نام نہاد جمہوریت نے۔اسلام کے ساتھ یہاں کیا کچھ نہیں ہوا؟ یہ ملک تو بنا ہی اسلام کے نام پر تھا' اس کے لئے دی گئی ان گنت قربانیوں کا مقصد بھی اسلام کی سربلندی تھا مگر اسلام جتنا یہاں پریشان حال ہے اتنا دیارِ مغرب میں بھی نہیں۔جمہوریت کی طرح اسلام کو بھی کئی بار اقتدار تک پہنچنے کیلئے سیڑھی کے طور پر استعمال کیا گیا اور پھر اسلام پسندوں کے ساتھ وہی ہوا جو جمہوریت پسندوں کے ساتھ ہوتا رہا۔

اب جبکہ ہم 1997ء میں قدم رکھ چکے ہیں۔بحیثیت قوم ہماری حالت بہت

Marfat.com

جواز فراہم کیا۔ یہی جواز تھا جس کیلئے لاکھوں مسلمانوں نے اپنی جانوں پر کھیلا' آگ اور خون کے دریا عبور کئے' ماؤں نے معصوم بچوں کو نیزوں کی انیوں پر اچھلتے دیکھا' اپنے سامنے سہاگ اجڑتے دیکھے' گھر بار چھوڑ کر ہجرت کی' اپنے عزیزوں کو چھوڑا' جو یہاں آنے میں کامیاب ہو گئے ان میں سے بھی بے شمار غریب الوطنی کی موت مرے۔ یہ سب کچھ کیا تھا؟ جواز ہی تھا تو اتنی قربانیاں دی گئیں۔

مسلمان کے لئے دین اسلام' خدا اور رسول ﷺ کی محبت سے بڑا جواز کیا ہو سکتا ہے لیکن اس جواز کی توہین کی گئی' اس عزم کو فراموش کر دیا گیا' وعدہ خلافی کی گئی' حکمرانوں نے اس نوزائیدہ مملکت کو اپنی ذاتی جاگیر سمجھ کر لوٹا اور اس کے اثاثوں کو باپ کی طرف سے ملا ہوا جیب خرچ سمجھ کر اڑا دیا۔ پاکستان بننے کے دس سال بعد سے اس پر اس سے زیادہ سود کی قسطیں وصول کر لی جاتی ہیں "نہ پائے ماندن نہ جائے رفتن" ہماری قوم کو اغیار کا منگتا بنا دیا گیا' قرضوں کی لائن لگ گئی۔ خونخوار مغربی ممالک اور امریکہ تیسری دنیا کے غریب ممالک کو قرضے دے کر ان کی قومی غیرت کا خراج لیتے رہے ہیں۔ پاکستان کے ساتھ بھی وہی ہوا۔ اس وقت ہماری قوم کا ہر بچہ 16 ہزار پاکستانی روپے کا مقروض ہے۔ I.M.F اپنی مرضی سے ہمارا بجٹ بناتا ہے اور ورلڈ بنک اپنی حسبِ منشاء ٹیکس لگواتا ہے۔ آئی۔ ایم۔ ایف ہمارا رازق ہو گیا۔ بخدا! یہ توہین ہے ان جذبوں کی جو قربانیوں کے پیچھے کار فرما ہے' یہ توہین ہے اس خون کی جو شہیدوں کے بدن سے بہتا رہا' یہ توہین ہے اس نظریئے کی جس کو بنیاد بنا کر تحریک چلائی گئی اور یہ توہین ہے اس تاریخ کی جس کی پیشانی پر اسلام کی بارہ سو سالہ حکمرانی کا جھومر موجود ہے۔ یہی امت جب عرب کی تنگ و تاریک جہالتوں کو چیرتی ہوئی روشنی کے چراغ لے کر نکلی تو پوری دنیا کو جینے کی ادا سکھائی' زندگی کا مفہوم سمجھایا' کامیابی کا ہنر سکھایا' اس قوم کے سپوتوں نے دلوں سے دلوں میں راستے بنائے' خود سروں کو خدا کی دہلیز پر جھکایا اور کمزوروں کو جینے کا حق دیا۔ آج اسی قوم پر باطل ہنس رہا ہے' اس کی بربادیوں کے افسانے ان کی محفل کا تذکرہ بن گئے ہیں۔ افسوس اس قوم کی قسمت پر جسے چور' لٹیرے اور ڈاکو حکمران ملے

Marfat.com

ناگفتہ بہ ہے۔ پچھلے چند سالوں میں 4 بار ہماری منتخب حکومتیں ٹوٹی ہیں۔ ہر حکومت نئے نعروں کے ساتھ اقتدار میں آئی اور ہر بار دم دبا کر اپنی بساط لپیٹتے ہوئے قوم کو بھاری قرضوں کا تحفہ دے کر چلتی بنی۔ اس مرتبہ نگران حکومت سے اس مظلوم عوام کو کچھ امیدیں قائم ہوئی تھیں۔ انہوں نے سوچا تھا کہ اب ہمارے درد کی دوا لے کر شاید کوئی مسیحا آئے گا لیکن حالات صاف بتا رہے ہیں کہ اس بدقسمت قوم کے مقدر کا ستارہ اب بھی گردش میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں سے مالا مال ملک کے باشندے ہر دن مہنگائی' بیروزگاری اور معاشی ناہمواریوں کے نئے گرداب میں گھرتے چلے جا رہے ہیں۔ عالمی مالیاتی اداروں کی طرف سے عائد ہونے والی شرائط کی خونی چکی میں پسنے والے یہی غریب ہیں جنہیں دو وقت کی روٹی بھی میسر نہیں۔ ان سے سانسوں کی ڈوری کا رشتہ چھیننے والے لٹیروں کا احتساب ہو جاتا تو اس غریب کے دن پھر سکتے تھے مگر اسلام اور جمہوریت کی طرح "احتساب" کا لفظ بھی اپنی معنویت کھو گیا ہے۔ احتساب احتساب کے شور میں دوبارہ ایوانِ اقتدار میں پہنچنے والے لٹیروں کو اخلاص و تقویٰ کا سرٹیفکیٹ مل جائے گا اور وہ پہلے سے بھی زیادہ صفائی دکھاتے ہوئے قوم کا خون چوسیں گے۔

ہم حیران ہیں' الٰہی یہ ظلم و جبر اور بے انصافی کا نظام کب تک رہے گا۔ اس دیس کے مزدوروں کسانوں اور پسے ہوئے طبقوں کی دادرسی کب ہو گی۔ یہ قوم کب تک لٹتی' مرتی اور اجڑتی رہے گی یا کوئی مسیحا ان کے زخموں پر بھی دستِ شفا رکھے گا؟ بار الٰہ! نصف صدی تو گزر گئی ہے۔ اب اس مفلوک الحال قوم پر رحم فرما آخر یہ بھی تو تیرے حبیب ﷺ کی پسندیدہ امت ہے۔ انہیں شعور عطا کر تاکہ یہ ظالم اور عادل کے درمیان' دشمن اور دوست کے درمیان' محسن اور لٹیرے کے درمیان فرق محسوس کر سکیں۔ انہیں اپنی قسمت کا فیصلہ خود کرنے کا اہل بنا۔ ان کی تقدیروں پر مسلط خدا ناشناس لٹیروں کا احتساب خود اپنے دستِ قدرت سے فرما کہ تجھ سے بہتر احتساب کرنے والا ہے بھی کوئی نہیں۔

(جنوری' ۹۷ء)

Marfat.com

خارزمین سے گلزاروں کی امید!

شکوک و شبہات اور ظن و تخمین کے ایام اب حالیہ عدالتی فیصلے کے بعد یقینی صورتحال میں بدلے ہیں۔ الیکشن کی تیاریاں آخری مراحل میں پہنچ چکی ہیں۔ سیاسی اکھاڑے میں اکثریت تو انہی پرانے کھلاڑیوں کی ہے جو پچھلے پچاس سالوں سے نسل در نسل نورا کشتی کھیلتے آئے ہیں تاہم کچھ "انصاف پسند" تازہ دم بھی ہیں جو نئے عزائم لے کر مطلع سیاست پر طلوع ہو رہے ہیں لیکن ان کے نئے عزائم نئے تجربات کی نذر ہو کر پرانے مچھندروں کے ہاتھوں ملیامیٹ ہونے کے قوی امکانات ہیں۔ ہماری یہ سطور طباعت کے مراحل سے گزر کر جب آپ کی نظرِ التفات میں پہنچیں گی الیکشن کا اونٹ کسی کروٹ بیٹھ چکا ہوگا۔ جو بھی ہوگا بہر حال وہ آزمائے ہوئے مہروں میں سے ہی ہوگا اور وہی کچھ کرے گا جو آج تک اس سرزمین میں ہوتا آیا ہے۔

نئی حکومت کے اقتدار سنبھالتے سنبھالتے بہار بھی خزاں رسیدہ زمین میں اٹھکیلیاں لے رہی ہوگی۔ آپ دیکھتے ہیں جس طرح درختوں پر پھول پتے کھلتے ہیں اور ان کی رنگت اور شکل و صورت ہر بار ایک ہی طرح کی ہوتی ہے کیوں؟ اس لئے کہ ان درختوں کی ساخت اور زمین سے ملنے والی نمی کی تاثیر ایک ہی طرح کی ہوتی ہے۔ پاکستان کا سیاسی گلشن بھی اسی طرح ایک ہی نظام کا پروردہ ہے جہاں سے ہر بار ایک ہی قسم کے برگ وبار نکلتے ہیں۔ سامراجی نظامِ جمہوریت نے ہماری سرزمین میں جو پودا بویا تھا وہ اب ایک مضبوط اور تنا آور درخت بن چکا ہے۔ اس پر پچاس سال گزر جانے کے بعد بھی معروضی حالات کوئی تبدیلی نہیں لاسکے کیونکہ اس درخت کی جڑیں خاصی گہرائی میں جاچکی ہیں۔ جب تک اس گہرائی میں اتر کر تبدیلی نہیں لائی جائے گی، سطحِ زمین پر کی جانے والی محنت ہر بار ضائع ہوگی۔ ہم بھولے بھالے جذباتی لوگ ہیں اور چاہتے ہیں کہ شیطانی جمہوریت کے ان پرانے درخت پر

Marfat.com

ہماری تمناؤں اور آرزوؤں کے پھول کھلیں۔ ہماری نظریں اس کی شاخوں پر اپنی مرضی کے ثمرات تلاش کر رہی ہیں۔ ہم اگر کوشش کرتے بھی ہیں تو کوئی ہمدردی کا جھانسہ دے کر اس درخت کی شاخ تراشی کر دیتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں ان ٹہنیوں کے کٹ جانے سے ہماری مرادیں بر آئیں گی لیکن اگلے موسم میں انہی بریدہ ٹہنیوں سے پھر اسی طرح کی شاخیں نکلتی ہیں۔ ان کی تازگی کچھ عرصہ تک ان کی خوش نمائی کا سبب بنی رہتی ہے مگر جب اس پر لگنے والے پھل کو چکھا جاتا ہے تو سو فیصد وہی کڑواہٹ' وہی بدمزگی اور وہی تعفن۔

میرے وطن کے بھولے باسیو! سادہ لوح محنت کشو! کسانو' مزدورو اور قوم کے نونہالو! تم کب تک اس منحوس شجر جمہوریت سے امیدیں لگا کر بیٹھے رہو گے۔ تم کب تک اس کی جڑوں کو خون پسینے سے خوراک پہنچا کر اپنے دشمن کے لئے اسے ثمر بار رکھو گے۔ تمہاری کتنی نسلیں اس نظامِ کہنہ کی بھینٹ چڑھتی رہیں گی اور تم کہاں تک اس ظلم کے نادانستہ آلہ کار بنے رہو گے؟ آؤ سوچیں اور غور کریں کہ اپنی پاک سرزمین سے اس باطل' بے سود اور ظالمانہ نظام کے پروردہ درخت کو جڑوں سے کیسے اکھاڑ پھینکیں۔ ہاں...... اس کو جڑوں سے اکھاڑے بغیر تمہاری امیدوں کے گلستان میں بہاریں کبھی نہیں آسکتیں' تمہاری آرزوؤں کے چراغ کبھی روشن نہیں ہو سکتے' تمہارے خواب تشنۂ تعبیر رہیں گے' تمہارے کچے گھروں میں فاقہ مستیاں تمہاری دینداری کے لئے ہمیشہ چیلنج بنی رہیں گی' تم عدل و انصاف کو ترستے رہو گے' تم اور تمہارے معصوم بچے یہود و نصاریٰ کے مقروض رہیں گے' دن دیہاڑے سڑکوں پر ناچتی اور بازاروں میں اچھلتی کودتی عریانی' فحاشی اور بے حمیتی تمہارے دروازوں پر دستک دیئے بغیر گھروں میں داخل ہو کر متاعِ ایمان کو غارت کرتی رہے گی اور تم اسی طرح بے موت مرتے رہو گے۔

برادرانِ اسلام! کیا اب بھی تمہارے سنبھلنے کا وقت نہیں آیا؟ یہ ذلت و رسوائی' یہ بے کسی اور لاچارگی' یہ بھوک و افلاس' یہ ظلم اور یہ جبر تمہارا مقدر نہیں' واللہ نہیں۔ تم محسنِ انسانیت سرورِ کائنات نبی رحمت ﷺ کی پسندیدہ امت ہو ﷺ' تم طارق' قاسم' اور محمود

Marfat.com

غزنوی کے وارث ہو' تمہارے بازوؤں میں توحید کی قوت پوشیدہ ہے' تمہارے سینوں میں ایمان کی حدت موجود ہے' تمہارے سامنے تمہاری بارہ سو سالہ تاریخ ہے' غیرت کی تاریخ' حمیت کی تاریخ' جراتوں اور عظمتوں کی تاریخ...... اٹھو...... اور اس تاریخ کو پھر سے دہرانے کا عزم کر لو۔ وقت تمہیں پکار رہا ہے اور منزل تمہارا راستہ دیکھ رہی ہے۔

امریکہ سامراج نے اپنی طرف سے تمہیں دائمی موت سے ہمکنار کرنے کی آخری تیاریاں کر لی ہیں۔ یہود و نصاریٰ کی منتشر قوتیں تمہارے خلاف متحد ہو کر برسرِ پیکار ہیں' مغربی ثقافت کی چکا چوند نے تمہارے خدائی نظامِ معاشرت و معیشت کو چیلنج کر دیا ہے ۔ شیطان خوش ہے کہ آج ذرائع ابلاغ بڑھ چڑھ کر بڑی خوش اسلوبی سے اس کا ہاتھ بٹا رہے ہیں۔ اٹھو مصطفوی انقلاب کے داعیو! اپنی منزل پر گامزن ہو جاؤ۔ اس راہ کا ہر ذرہ تمہارے قدموں کے بوسے لینے کو بے تاب ہے۔ حالات کی سنگلاخ دیواروں کو حوصلے' جذبے اور حکمت کے ساتھ پھلانگتے رہو۔ اس راہ پر اٹھا ہوا تمہارا ہر قدم تمہیں توقیر دے گا' سکون و قرار بخشے گا۔ اس شبِ ظلمت کی سحر تمہارے ہی دم قدم سے ہو گی۔ ہمت کرو کشمیر میں بہنے والے خونِ ناحق کا حساب بھی تم نے لینا ہے۔ تحریکِ پاکستان کے لاکھوں شہداء کی روحیں تمہارے فیصلہ کن کردار کی منتظر ہیں۔

(فروری ۹۷ء)

Marfat.com

پاکستان کا جواز...... ابھی تک سوالیہ نشان کیوں؟

گذشتہ دنوں ایک قومی روزنامہ کے صفحہ اول پر جرمنی کے اخبار میں چھپنے والی کسی رپورٹ کے متعلق تفصیلات چھپیں۔ سرخی تھی "کیا پاکستان اپنے معرض وجود میں آنے کا جواز کھو رہا ہے"؟ رپورٹ میں ۵۰ سالہ تاریخ کے چند المیوں کی طرف اشارہ کیا گیا تھا۔ بالخصوص بیرونی قرضہ جات کی تفصیل اور ان قرضوں کے حصول کے بعد بھی پاکستان کی موجودہ بدحالی کی صورتحال کا تذکرہ تھا۔

ایک لمحہ کے لئے اگر ہم یہ سوچ کر اس اخباری رپورٹ کو درخور اعتناء نہ سمجھیں کہ یہ "مغربی پروپیگنڈہ" ہے۔ وہ خواہ مخواہ اسلام اور عالم اسلام کے خلاف آئے روز بے بنیاد الزامات اور بدنامی پر مبنی تحقیقات کو اپنے میڈیا کا موضوع بناتے ہیں لیکن کیا ہم میں سے کوئی پاکستانی اس حقیقت سے انکار کر سکتا ہے کہ اقوامِ عالم کے مقابلے میں بطور قوم ہم دن بدن تباہی کی طرف بڑھ نہیں رہے؟ ہمارے کارناموں کے تذکرے اس طرح کیوں نہ ہوں۔ ہم نے اپنی قوم کے پاس عزت' عظمت اور وقار رہنے ہی کب دیا ہے؟ ایک غیر مسلم ملک کا اخبار آج ہماری بربادی کے تذکرے کرتا ہے تو اس میں اس کا کیا قصور؟ ہماری بربادی کے تذکرے تو اب آسمانوں میں بھی ہو رہے ہیں۔

یہ بات میں جذباتی ہو کر نہیں لکھ رہا بلکہ اس کی بنیاد وہ حقیقت ہے جسے ہم بھول چکے ہیں اور بتدریج بھولتے جا رہے ہیں۔ وہ حقیقت کیا ہے؟ ہاں وہ ایک عزم تھا! ایک منزل تھی اور ایک وعدہ تھا جو ہم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کیا تھا۔ "پاکستان کا مطلب کیا لاَاِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ" اور اسی وعدہ پر مسلمانوں نے اپنی جانیں ہتھیلیوں پر رکھ کر جدوجہد کی تھی۔ اسی خواب کو تعبیر بخشنے کیلئے ہمارے قائدین نے قربانیاں دیں' تحریکیں چلائیں' گھربار چھوڑے' کاروبار ختم کر دیئے اور عوام الناس کے دلوں میں پاکستان بنانے کا

Marfat.com

جواز فراہم کیا۔ یہی جواز تھا جس کیلئے لاکھوں مسلمانوں نے اپنی جانوں پر کھیلا' آگ اور خون کے دریا عبور کئے' ماؤں نے معصوم بچوں کو نیزوں کی انیوں پر اچھلتے دیکھا' اپنے سامنے سہاگ اجڑتے دیکھے' گھربار چھوڑ کر ہجرت کی' اپنے عزیزوں کو چھوڑا' جو یہاں آنے میں کامیاب ہو گئے ان میں سے بھی بے شمار غریب الوطنی کی موت مرے۔ یہ سب کچھ کیا تھا؟ جواز ہی تھا تو اتنی قربانیاں دی گئیں۔

مسلمان کے لئے دین اسلام' خدا اور رسول ﷺ کی محبت سے بڑا جواز کیا ہو سکتا ہے لیکن اس جواز کی توہین کی گئی' اس عزم کو فراموش کر دیا گیا' وعدہ خلافی کی گئی' حکمرانوں نے اس نوزائیدہ مملکت کو اپنی ذاتی جاگیر سمجھ کر لوٹا اور اس کے اثاثوں کو باپ کی طرف سے ملا ہوا جیب خرچ سمجھ کر اڑا دیا۔ پاکستان بننے کے دس سال بعد سے اس پر اس سے زیادہ سود کی قسطیں وصول کر لی جاتی ہیں۔ "نہ پائے ماندن نہ جائے رفتن" ہماری قوم کو اغیار کا منگتا بنا دیا گیا' قرضوں کی لائن لگ گئی۔ خونخوار مغربی ممالک اور امریکہ تیسری دنیا کے غریب ممالک کو قرضے دے کر ان کی قومی غیرت کا خراج لیتے رہے ہیں۔ پاکستان کے ساتھ بھی وہی ہوا۔ اس وقت ہماری قوم کا ہر بچہ 16 ہزار پاکستانی روپے کا مقروض ہے۔ I.M.F اپنی مرضی سے ہمارا بجٹ بناتا ہے اور ورلڈ بنک اپنی حسب منشاء ٹیکس لگواتا ہے۔ آئی۔ ایم۔ ایف ہمارا رازق ہو گیا۔ خدا! یہ توہین ہے ان جذبوں کی جو قربانیوں کے پیچھے کارفرما ہے' یہ توہین ہے اس خون کی جو شہیدوں کے بدن سے بہتا رہا' یہ توہین ہے اس نظریئے کی جس کو بنیاد بنا کر تحریک چلائی گئی اور یہ توہین ہے اس تاریخ کی جس کی پیشانی پر اسلام کی بارہ سو سالہ حکمرانی کا جھومر موجود ہے۔ یہی امت جب عرب کی تنگ و تاریک جہالتوں کو چیرتی ہوئی روشنی کے چراغ لے کر نکلی تو پوری دنیا کو جینے کی ادا سکھائی' زندگی کا مفہوم سمجھایا' کامیابی کا ہنر سکھایا' اس قوم کے سپوتوں نے دلوں میں راستے بنائے' خود سروں کو خدا کی دہلیز پر جھکایا اور کمزوروں کو جینے کا حق دیا۔ آج اسی قوم پر باطل ہنس رہا ہے' اس کی بربادیوں کے افسانے ان کی محفل کا تذکرہ بن گئے ہیں۔ افسوس اس قوم کی قسمت پر جسے چور' لٹیرے اور ڈاکو حکمران ملے

Marfat.com

اور افسوس ان محبِ وطن غریبوں پر جو خون پسینہ نچوڑ کر پونجیاں جمع کرتے ہیں اور پھر انہیں اس ملک کے رکھوالے امریکہ اور یورپ کے بینکوں میں اپنے کھاتوں میں منتقل کروا لیتے ہیں۔

موجودہ حکومت جس بھاری مینڈیٹ کے ساتھ منظر سیاست پر آئی ہے اسے چاہئے کہ قوم کو اس بے حمیتی کے گرداب سے نکالے "قرض اتارو ملک سنوارو" تحریک ہماری قومی تاریخ کا خوشگوار قدم ہے بشرطیکہ اس کے مثبت نتائج کو ملکی مفاد میں لگایا جائے۔ ہماری قوم اس سال گولڈن جوبلی منا رہی ہے' ہمارے نزدیک گولڈن جوبلی پر اٹھنے والے لاکھوں ڈالر بھی اسی "قرض اتارو" مہم پر لگنے چاہئیں' غلام اور مجبور قوم کیسے گولڈن جوبلی منا رہی ہے؟

تحریکِ منہاج القرآن اس ملک میں جس مصطفوی انقلاب کیلئے کوشاں ہے اس کا پہلا ہدف مساوات اور عدل و انصاف کا حصول ہے۔ ہمیں کسی شخصیت' ادارے یا پارٹی سے عداوت نہیں' ہم "الحب فی اللہ والبغض فی اللہ" کے نبوی اصول پر یقین رکھتے ہیں۔ اس ملک میں اگر اسلام کا نظامِ معاشرت و معیشت قائم ہو جائے تو یہ صرف ہماری خوشی نہیں بلکہ شہداء کے خون سے ایفائے عہد ہے' اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ وفاداری کا ثبوت ہے۔ اس لئے اس اکثریتی اسمبلی کے مقتدر لوگوں سے یہ توقع بجا طور پر رکھی جانی چاہئے کہ اپنے وعدوں کو ایفاء کریں گے ورنہ تاریخ پھر اپنے آپ کو دہرائے گی اور تم بھی اپنے سابقین کی طرح بے وقار بن کر گلی گلی کی خاک چھاننے پر مجبور ہو جاؤ گے۔

(مارچ ۹۷ء)

Marfat.com

بے بس عالمِ اسلام کے غیر مؤثر اجتماعات

پاکستان کی گولڈن جوبلی تقریبات کا افتتاح مورخہ 23 مارچ 97ء کو اسلامی سربراہی کانفرنس کے انعقاد سے ہوا اور نصف شب کے قریب ایک روزہ عالمی اجتماع اعلانِ اسلام آباد جاری کر کے ختم ہو گیا۔ اسلام آباد میں ہونے والا اپنی نوعیت کا یہ غیر معمولی اجلاس اسلامی سربراہی کانفرنسوں کا آٹھواں اجلاس تھا جس کا عمومی ایجنڈا عالمِ اسلام کے مسائل اور اکیسویں صدی میں داخلے کے تقاضوں پر غور و فکر کرنا تھا۔ مذکورہ بالا موضوع کو زیرِ بحث لانے سے پہلے آیئے اس تنظیم کے آغاز سے اب تک کے اجتماعات اور ان میں منظور ہونے والی قراردادوں کا مختصر جائزہ لیں۔

خلافتِ عثمانیہ کے زوال و انتشار کے بعد جملہ مسلمانوں اور خاص طور پر عربوں کو برطانیہ اور دیگر مغربی طاقتوں کے جارحانہ تسلط کا سامنا کرنا پڑا تو بقول اقبال "ملک ہاتھوں سے گیا ملت کی آنکھیں کھل گئیں۔" عثمانی خلافت کے زوال کے بعد پہلا اور زوردار ردِ عمل برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کی طرف سے تحریکِ خلافت کے پلیٹ فارم سے ہوا جس کی قیادت علی برادران نے کی۔ چنانچہ سعودی عرب حکمران شاہ عبدالعزیز نے نیم سرکاری سطح پر 1926ء میں ایک کانفرنس منعقد کی۔ مکہ معظمہ میں ہونے والے عالمی اسلامی اجتماع میں پورے مسلمان ممالک سے جن وفود نے شرکت کی ان میں بھی علی برادران کی قیادت میں برصغیر کا وفد سب سے نمایاں تھا۔ اہلِ علم و فکر کے اس عالمی اجلاس میں اصولی طور پر یہ طے ہو گیا کہ مسلمانوں کو متحد اور فعال کرنے کیلئے ایک عالمی تنظیم قائم کی جائے چنانچہ مفتی اعظم فلسطین امین الحسینی کی کوششوں سے اسی نوعیت کا اگلا اجتماع "مؤتمر عالمی الاسلامی" کے نام سے مسجدِ اقصیٰ میں 1931ء میں منعقد ہوا۔ اسی دوران عالمِ یہود نے فلسطین میں اسرائیلی ریاست قائم کرنے کیلئے عالمگیر کوششیں شروع کر دیں۔ چنانچہ 1947ء میں غیر مسلم عالمی

Marfat.com

طاقتوں کے ایماء پر عالمِ اسلام کے سینے میں اسرئیل کا خنجر گھونپ دیا گیا۔ عرب مسلمان الگ الگ رہتے ہوئے نوزائیدہ اسرائیل سے مقابلے میں مار کھاتے رہے یہاں تک کہ 1969ء میں مسلمانوں کے قبلہ اول کو یہودیوں نے آتش زدگی کا نشانہ بنادیا۔ یہ واقعہ پورے عالمِ اسلام کو بے چین اور مضطرب کر دینے کیلئے کافی تھا۔ چنانچہ 22 سے 25 ستمبر 1969ء تک مراکش کے شہر رباط میں شاہ حسین ثانی کی دعوت پر دنیائے اسلام کے 26 ممالک کے سربراہان اور نمائندہ کا اجتماع ہوا۔ اسی اجلاس میں اس کا نام O.I.C (Organization of Islamic Countries) رکھا گیا اور طے پایا کہ تمام اسلامی ممالک متحد ہو کر مسجدِ اقصیٰ کی حرمت کیلئے اسرائیل سے نبرد آزما ہوں گے۔ 5 سال بعد 1974ء میں پاکستان کے دل لاہور میں اس وقت کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کی کاوشوں سے O.I.C کا دوسرا اہم اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں بھی اقتصادی، عسکری اور سیاسی سطحوں پر باہمی اشتراک کی ضرورت پر زور دیا گیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ مسلمان ممالک (بالخصوص شاہ فیصل مرحوم، ذوالفقار علی بھٹو، کرنل قذافی وغیرہ) نے امریکہ اور مغربی طاقتوں کے خلاف تیل کا ہتھیار استعمال کرنے کا اصولی فیصلہ کیا لیکن تھوڑے عرصے بعد یہ جوش ختم ہو گیا اور عرب ممالک کے تیل اور دولت کو طاغوتی استعمار نے جس حکمت اور چابکدستی سے اپنے ذخیروں میں منتقل کیا آپ کے سامنے ہے۔ 7 سال بعد جنوری 1981ء میں مکہ مکرمہ میں O.I.C کا تیسرا اجلاس ہوا اس سربراہی اجتماع کے آخر میں جاری ہونے والے "اعلانِ مکہ" میں بھی القدس کی جدوجہدِ آزادی سرفہرست تھی لیکن 38 اسلامی سربراہان کی متفقہ قرارداد کو اسرائیل کے وزیر اعظم نے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ بیت المقدس اسرائیل کا دارالحکومت ہی رہے گا چنانچہ "اعلان مکہ" وہیں غیر مؤثر ہو گیا اور اسرائیل بدستور اپنے عزائم کو عملی شکل دیتا رہا۔ 1984ء میں اسلامی سربراہی کانفرنس کا چوتھا اجلاس ایک بار پھر مراکش کے شہر کاسابلانکا میں ہوا جس میں شرکت کرنے والے ممالک کی تعداد پہلے سے بڑھ کر 41 ہو گئی۔ 4 روزہ اجلاس میں دوسری مرتبہ پاکستان کی نمائندگی صدر ضیاء الحق کر رہے تھے جن کی 20 منٹ کی فی البدیہہ تاریخی

Marfat.com

تقریر کو غیر معمولی داد ملی۔ اس عالمی اسلامی اجتماع میں بھی یہی طے پایا کہ مسلمان ممالک سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی کیے بغیر اپنے مسائل حل نہیں کر سکیں گے۔ ساتھ ہی فلسطین، کشمیر اور افغانستان وغیرہ میں جہادی سرگرمیوں کے حق میں قراردادیں منظور ہوئیں۔ بعد ازاں پانچواں اجلاس 1987ء میں کویت میں، چھٹا سینی گال اور ساتواں پھر دسمبر 1994ء میں کاسابلانکا میں منعقد ہوا جس میں بے نظیر نے مسئلہ کشمیر کا تذکرہ کر کے وطن واپسی پر کہا تھا کہ "ہم نے بھارت کو شکست دے دی ہے"۔

اسلام آباد میں ہونے والا 23 مارچ 97ء کا گذشتہ اجلاس جو پاکستان کی گولڈن جوبلی تقریبات کا باقاعدہ افتتاح کہلایا یہ بھی اسلامی سربراہی کانفرنس کا غیر معمولی اجلاس تھا۔ چند گھنٹوں پر مشتمل اس اجلاس کے لئے ہماری غریب اور مقروض حکومت نے وسیع و عریض مگر متنازع کانفرنس ہال تعمیر کروایا۔ غیر معمولی اخراجات اور حفاظتی انتظامات سے آنے والے سربراہی وفود کی خاطر مدارت کی گئی۔ اس کا عمومی ایجنڈا عالمِ اسلام کے مسائل اور اکیسویں صدی میں داخلے کے تقاضوں پر غور و فکر کرنا تھا۔ تاہم یہ ایک روزہ عالمی اجتماع بھی "اعلانِ اسلام آباد" جاری کر کے رات کی تاریکیوں میں ختم ہو گیا۔ اس میں پاکستان نے میزبانی سے فائدہ اٹھاتے ہوئی اگرچہ مسئلہ کشمیر کو سرِ فہرست رکھنے کی بھرپور کوشش کی اور کئی سربراہانِ مملکت نے اپنے خطبات میں اس کا ذکر بھی کیا لیکن یہ سب کچھ رسمی کارروائی سے آگے کچھ نہ بن سکا۔

قارئین! مندرجہ بالا اجتماعات کی منظور ہونے والی قراردادوں میں ہر بار بیت المقدس کی آزادی سرِ فہرست رہی اور باہمی اختلافات ختم کرنے اور مسلمانوں کو سائنسی اور اقتصادی میدانوں میں ترقی کی ضرورت پر زور دیا گیا۔ جہاں تک اسرائیل کی مذمت اور فلسطین کی آزادی کا مسئلہ ہے، امریکہ کھلے عام اسرائیل کے جارحانہ عزائم کی سرپرستی کر رہا ہے اور مقبوضہ بیت المقدس میں نئی یہودی بستیوں کے اسرائیلی منصوبے کی حمایت میں کئی بار امریکہ نے سلامتی کونسل کی قراردادوں کو ویٹو کر دیا ہے۔ یہ وہی امریکہ ہے جو کویت

Marfat.com

اور سعودیہ کی ہمدردی میں بے چین ہو کر عراق کے خلاف صف آراء ہوا اور ابھی تک خلیج میں "قیامِ امن کی علامت" بن کر عربوں کو عبرت ناک انجام تک پہنچانے کیلئے ان کا خون چوس رہا ہے۔

جہاں تک اس باقاعدہ آٹھویں عالمی اسلامی سربراہی کانفرنس کا تعلق ہے یہ کئی اعتبارات سے امریکہ اور یورپی اتحاد کی توجہ کا مرکز نظر آ رہی ہے۔ اس خاص التفات کی پہلی اور اہم ترین وجہ تو یہ ہے کہ یہ کانفرنس ایران جیسے انقلابی ملک کے دارالحکومت تہران میں منعقد ہو رہی ہے۔ ایران انقلاب کے بعد وہ واحد اسلامی ملک ہے جس نے علی الاعلان اور کھلم کھلا حکومتی اور عوامی دونوں سطحوں پر امریکی استعمار کی بھرپور مذمت کی اور اسے شیطانِ اعظم قرار دیا۔ اسرائیل کے توسیع پسندانہ عزائم کو نہ صرف مسترد کیا بلکہ لبنان میں مصروف جہاد حزب اللہ تحریک کی اخلاقی' مالی اور عسکری امداد کر کے عملی طور پر بھی اسرائیل کو چیلنج کیا۔ ایران نے جن ممالک سے سفارتی تعلقات منقطع کیے رکھے ہیں ان میں امریکہ اور اسرائیل سرفہرست ہیں۔ علاوہ ازیں ایران خلیج اور مشرقِ وسطیٰ میں ایک اہم فوجی طاقت بن کر ابھر رہا ہے جو اسرائیل کے منہ زور گھوڑے کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے ۔ ایران کا باغیانہ اور گستاخانہ چلن دنیا کی واحد سپر پاور امریکہ کو ایک آنکھ نہیں بھاتا اور وہ ایران کو اپنا دشمن نمبر ایک قرار دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ اپنے حلیف عرب اور دوسرے مسلم ممالک سے توقع رکھتا تھا کہ وہ تہران میں ہونے والی اس اسلامی سربراہی کانفرنس میں شرکت سے اجتناب کریں گے لیکن امریکہ اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود اس خواہش میں ناکام رہا ہے۔ امریکہ کو خلیج میں اس سے پہلے بھی اسی دوران مسلسل دوبار تشویش کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ پہلے تو اسے عراق کے خلاف من مانی جارحانہ کاروائی میں عرب ملکوں کی طرف سے عدم تعاون نے بیخ پا کر دیا تھا جبکہ دوسرا تلخ واقعہ بھی انہی دنوں میں دیکھنے میں آیا جب قطر میں ہونے والی مشرقِ وسطیٰ اقتصادی کانفرنس میں اسرائیل میں شمولیت کی وجہ سے بہت سے عرب ممالک نے امریکہ کی خواہش کے برعکس بائیکاٹ کیا۔ حالانکہ اس "

Marfat.com

اقتصادی کانفرنس" کی کامیابی کیلئے امریکہ نے ایڑھی چوٹی کا زور لگایا تھا۔ عرب ممالک کا یہ رد عمل امریکہ کی اسرائیل نواز پالیسی کی وجہ سے سامنے آیا۔ اب تیسرا موقع ہے جب امریکہ اور اسرائیل کے ناپسندیدہ ترین ملک ایران کے دارالحکومت تہران میں امریکہ کے بعض قریبی حلیف بھی پہلی مرتبہ شرکت کریں گے۔ ادھر ایران نے بھی امریکہ مخالف جذبات کو کیش کرواتے ہوئے کانفرنس مین زیادہ سے زیادہ عرب سربراہان کی شرکت کا اہتمام کیا ہے ۔یوں اس عالمی اسلامی اجتماع پر اس وقت اپنوں اور غیروں کی نظریں جمی ہوئی ہیں لیکن نتائج کے حوالے سے یہ اجتماع بھی شاید غیر موثر سابق اجتماعات کا تسلسل ہی ثابت ہو اور اس کا نتیجہ بھی "آمدن نشستن اور برخاستن" کے سوا کوئی نہ نکلے۔ اس کی ایک جھلک آج (۸ دسمبر) ہی اس وقت دیکھنے میں آئی ہے جب اسلامی ممالک کے وزرائے خارجہ کے اجلاس میں منظور ہونے والی ایک قرار داد میں اسرائیل کے ساتھ فوجی عدم تعاون میں اتفاق ہوا تھا۔ یہ اتفاق کانفرنس کے بنیادی مقاصد کے عین مطابق تھا لیکن ترکی جیسے اہم اسلامی رکن ملک نے نہ صرف اس کی زبانی مخالفت کی ہے بلکہ کانفرنس شروع ہونے سے ایک دن پہلے اسرائیل کے وزیرِ دفاع "اسحاق موردکائی" کا سرکاری دورہ بھی ہو رہا ہے۔ ایک طرف یہ قرار دادیں اور دوسری طرف رکن ممالک کی یوں اسرائیل نواز سرگرمیاں کم از کم ہماری سمجھ میں تو نہیں آتیں۔ حالانکہ ترکی کے صدر سلیمان دیمرل نے اس اسلامی سربراہی کانفرنس کا بھرپور خیر مقدم کیا ہے اور خود شمولیت کا یقین بھی دلایا ہے۔

جب تک او آئی سی کے رکن ممالک آپس میں باہمی تعاون اور اعتماد کی فضا پیدا نہیں کریں گے ان کی یہ سربراہی کانفرنسیں اور غیر معمولی اجلاس اسی طرح غیر موثر رہیں گے اور ان کانفرنسوں میں پاس ہونے والی قرار دادیں بھی محض کاغذوں کا بے جان پلندا بنی رہیں گی۔

(اپریل ۹۷ء)

Marfat.com

طالبان تحریک کی قابلِ تحسین پیش قدمی

اس وقت منتشر عالمِ اسلام میں جہاں امید کے چراغ جلتے نظر آتے ہیں وہ ایشیاء کا خطہ افغانستان ہے۔ مذہبی اقدار اور دینی غیرت وحمیت کے پاسدار افغانیوں کی یہ خصوصیت رہی ہے کہ وہ کبھی بھی اجتماعی طور پر کسی باطل سامراج کا حصہ نہیں بنے۔ خواہ وہ باطل برطانوی سامراجی نظام کی شکل میں تھا یا روسی کیمونسٹ انقلاب کی صورت میں۔

اس جنگجو قوم نے ہمیشہ ہتھیار اٹھائے اور اپنے قومی وملی تشخص کو قائم رکھنے کیلئے جان و مال اور وطن کی قربانی دینے سے قطعاً گریز نہیں کیا۔ ان کے اسی جذبۂ جہاد و قربانی کی زد میں آکر کیمونزم کا منہ زور گھوڑا افغانستان کے کہساروں میں زمین بوس ہوا اور پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رزق خاک ہو گیا۔ عصرِ حاضر کی انسانی دنیا پر اس سخت جان اور کٹر اسلامی قوم کا ایک بڑا احسان یہ بھی ہے کہ اس نے مظلوم قوموں کو آبرومندانہ زندگی کا ڈھنگ سکھایا اور انہیں مصروفِ پیکار رہنے کا حوصلہ دیا۔ عالمِ اسلام تو افغانیوں کی غیرتِ دینی کا مقروض ہے جس کے نیم جان جسم میں افغانیوں کا خون گردش کرتا دکھائی دیتا ہے۔ بے شمار تحریکیں اور مسلح جہادی تنظیمیں اسی جذبۂ جہاد کی صدائے بازگشت ہیں۔ اس کی زندہ مثالیں کشمیر، بوسنیا اور چیچنیا کے جرأت مند مسلمانوں کی ملی غیرت اور دینی جذبوں کی بیداری کی صورت میں موجود ہیں۔ ہم ان برسرپیکار باطل شکن مجاہدین کی عظمتوں کو سلام پیش کرتے ہیں جنہوں نے اس نام نہاد مہذب دنیا کے خودسر تخریب کاروں کو ناکوں چنے چبوائے اور قوم مسلم کی تاریخ میں یہ المیہ بھی رقم ہوا کہ سات آٹھ سالوں سے اس نے خانہ جنگی کی صورت میں ایک دوسرے کا بے دریغ خون بہایا۔ قریب تھا کہ پوری دنیا میں جہادِ افغانستان کا مجموعی تاثر حرفِ غلط کی طرح مٹ جاتا اور افغان قوم کی قربانیاں خود غرضیوں کی بھینٹ چڑھ کر ضائع ہو جاتیں' اللہ تعالیٰ نے ایک جماعت کو یہ یقین' حوصلہ اور عزم دیا جس نے دیکھتے ہی دیکھتے

Marfat.com

افغانیوں کی پیشانی سے نادانی کا داغ دھو دیا اور اسے خود غرضی کے حصار سے نکال کر قومی اور ملی دھارے میں شامل کیا۔ یہ "طالبان" کی جماعت تھی جس نے بہت تھوڑے عرصے میں متحارب عوام کو امن، عافیت، بھائی چارے اور ملی تشخص کا محافظ بنا دیا۔ کھنڈر اور نیم جاں افغانستان دوبارہ تعمیر کی طرف بڑھنے لگا اور وہاں سے ایک بار پھر اسلام کے عہدِ رفتہ کی خوشبوئیں آنے لگیں۔ وہی سادگی، وہی اخوت، وہی غیرت و حمیت اور دین کے ساتھ غیر مشروط وابستگی کا منفرد جذبہ۔

ہم پہلے بھی اپنے ادارتی صفحات میں یہ حقیقت دھرا چکے ہیں کہ افغانستان میں طالبان کی پیش قدمی اور کامیابی پورے عالمِ اسلام اور بالخصوص پاکستان کیلئے ایک اچھا شگون ہو گا لیکن اس کامیابی کے ساتھ ہر سطح پر بہت احتیاط اور تدبر کی ضرورت ہے۔ مضبوط اسلامی افغانستان براہ راست مضبوط پاکستان کی علامت ہے۔ عالمی سامراجی غنڈے جنھوں نے عالمِ اسلام کے خلاف اپنے نئے عالمی نظام بنا رکھے ہیں وہ کب چاہتے ہیں کہ اس خطے میں ایران کی طرح دو اور ہمسایہ ممالک بھی اسلامی اقدار کے پاسبان بن جائیں۔ اس لیے روس سمیت یورپ اور امریکہ طالبان کی مسلسل کامیابیوں کو اپنے نئے نظام کے لئے خطرہ سمجھ رہے ہیں اور اس خطرے سے نپٹنے کیلئے ہر ممکن مزاحمتی تدابیر بھی کی جا رہی ہیں جن میں سے ایک کا ظہور حالیہ خونریزی کی شکل میں ہوا جو مزار شریف کی سڑکوں پر دیکھنے میں آئی۔

ہم حکومتِ پاکستان کو اس اہم تاریخی موڑ پر واضح اور فیصلہ کن کردار ادا کرنے کے لئے بجا طور پر ذمہ دار سمجھتے ہیں۔ کسی ہمسایہ اسلامی ملک کی بہتری، مضبوطی اور استحکام براہ راست پاکستان کا استحکام ہے لیکن افغانستان کے ساتھ بہتر تعلقات پاکستان کی نہ صرف مذہبی ذمہ داری ہے بلکہ اس کی اقتصادی، ثقافتی اور سیاسی مجبوری بھی ہے۔ اللہ کرے طالبان کو استحکام نصیب ہو جائے اور وہ اپنے فیصلے کرنے میں حکمت و تدبر سے کام لیتے رہیں۔ پھر دنیا کی کوئی طاقت اس خطے کو سیاسی اور معاشی حوالے سے اپنا دست نگر نہیں بنا سکے گی۔ مسلمان وسط ایشائی ریاستیں اپنا قومی تشخص حاصل کر رہی ہیں، پاکستان اپنا فعال کردار ادا کرتے ہوئے

Marfat.com

افغانستان کے راستے انہیں اس زنجیر محبت واخوت میں منسلک کر سکتا ہے۔

کیا عجب کہ علماء صوفیاء' محدثین اور مفسرین کے یہی مردم خیز خطے آئندہ پھر عالمی سطح پر اسلام کو سیاسی وروحانی قیادت فراہم کر دیں اور ایشیاء کے مسلمان اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کے نقیب بن جائیں۔ اس لئے ہم طالبان کی اچھی کوششوں کو ہمیشہ بہتری کی طرف جاری سفر کا حصہ سمجھتے ہیں۔ ہم حکومتِ پاکستان کے اس اقدام کو بھی سراہتے ہیں کہ اس نے دیر سے ہی سہی لیکن طالبان کی حکومت کو تسلیم تو کر لیا۔ اب انشاء اللہ سعودی عرب اور امارات کی طرح باقی ممالک بھی انہیں تسلیم کر لیں گے۔ ہم طالبان کی اعلیٰ قیادت سے یہ امید بھی رکھتے ہیں کہ وہ اپنے فیصلے موجودہ حالات اور عالمی تبدیلیوں کے تناظر کو سامنے رکھتے ہوئے کریں گے تاکہ منہ پھٹ مغربی میڈیا اور باطل سامراجی گماشتوں کو اسلام کے خلاف زہر اگلنے کا کوئی موقع ہاتھ نہ آسکے۔

(جون ۹۷ء)

Marfat.com

حضور علیہ وسلم کا جشنِ ولادت کیوں اور کیسے منائیں؟

مسجدِ نبوی علیہ وسلم کی تعمیر کا ابتدائی دور تھا۔ دربارِ رسالت مآب علیہ وسلم کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی چھت کے نیچے لگا کرتا تھا۔ خوش قسمت جاں نثار صحابہؓ مٹی گارے کے فرش پر بیٹھ کر اپنے پیارے آقا کی میٹھی میٹھی باتیں سنتے اور ہمہ وقت قلب و نظر کو محبوب خدا علیہ وسلم کے جلووں میں محو رکھنے کی لازوال سعادت سمیٹتے رہتے۔

حضور علیہ وسلم کی موجودگی نے پورے ماحول کو کس قدر پر کیف بنادیا؟ اس کا اندازہ لگانے کیلئے تو ہمارے پاس پیمانہ نہیں البتہ یہ مسلم ہے کہ اس کچی مسجد اور سادہ ماحول پر جنت کی بہاریں اور عرشِ الٰہی رشک کناں تھے۔ مسجد کے احاطے میں قبلہ کی سمت عین صف کے درمیان کھجور کا درخت تھا۔ آنحضرت علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرماتے تو اس کے ساتھ پشت مبارک لگا کر بعض اوقات سہارا لے لیتے۔ کچھ دنوں بعد جب لکڑی کا منبر تیار ہو گیا اور خطبہ جمعہ دینے کیلئے حضور علیہ وسلم اس پر جلوہ افروز ہونے لگے تو صحابہؓ نے حیرت انگیز منظر دیکھا۔ یہ منظر تاریخِ بشریت کا نہ صرف اہم واقعہ ہے بلکہ دنیائے محبت و عشق کی ایک انوکھی داستان بھی ہے جس کی نظیر کہیں نہیں ملتی۔ روایت اور سند کے اعتبار سے بھی بہت ثقہ اور ناقابل تردید ہے کیونکہ بخاری سمیت احادیث کی دیگر مستند کتب نے تواتر کے ساتھ اسے بیان کیا ہے۔ ہوا یوں نیا منبر بننے پر جب حضور علیہ وسلم نے اس تنے کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ دینے کی بجائے منبر پر بیٹھ کر خطبہ دینا شروع کیا تو اس خشک تنے سے صدمہ ہجر گوارا نہ ہو سکا اور اس نے ایک صاحبِ عقل و خرد انسان کی طرح زارو قطار رونا شروع کر دیا۔ رحمۃ للعالمین علیہ وسلم منبر سے اتر آئے۔ اسے بغل میں لیا اس پر اپنا دستِ شفقت پھیرا اور وہ تنا بچوں کی طرح سسکیاں لیتا ہوا خاموش ہو گیا۔ بعد ازاں حضور علیہ وسلم نے اس کی خواہش پر اسے دار البقاء سے نواز اور زمین میں دفن کر دیا۔

Marfat.com

ہاں ــــ یہ ہیں ہمارے وہ مدنی تاجدار ﷺ جن کا جشنِ ولادت ہم ہر سال عقیدت و محبت اور جوش و جذبہ سے مناتے ہیں۔ اس لیے کہ ہم ان کے نام لیوا امتی ہیں اور ان کی غلامی اور اتباع کا دم بھرتے ہیں۔ ان کے لائے ہوئے دین کی عظمتوں کو دل سے تسلیم کرتے ہیں اور ان کے درِ اقدس سے ملنے والی ایمان و عمل کی روشنی کو نورِ سرمدی سمجھتے ہیں۔ اس تعلقِ غلامی کا ادنیٰ تقاضا یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اس احسانِ عظیم پر سراپا تشکر و امتنان بن جائیں' یہ خوشی میلاد النبی ﷺ کے ایک دن کیلئے نہیں زندگی کی ہر سانس بھی ان کے نام کر دیں تو بھی حقِ غلامی ادا نہیں ہو سکتا!

حضراتِ محترم! آپ نے کھجور کے خشک تنے کے متعلق تو سن ہی لیا ہے اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ نباتات و جمادات میں احساس و ادراک کی صفت نہیں ہوتی لیکن حضور ﷺ سے تعلق کتنی بڑی حیران کن طاقت (Force) ہے کہ اس نے خشک تنے کو ہوش و خرد اور احساس و ادراک ہی نہیں محبت و عشق کے جذبے سے بھی نواز دیا اور ایک طرف ہم ہیں کہ تمام تر قلبی ذہنی اور حسی صلاحیتیں رکھتے ہوئے بھی بے حس' بے کیف اور محروم ہیں۔ کیا ہم ان پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہو گئے ہیں جو قربتِ مصطفیٰ سے فیض پا کر حیاتِ جاوید کے مستحق ٹھہرے' مگر ہم تو حضور ﷺ کے ماننے والے آپ پر ایمان کے دعویدار اور آپ کی اطاعت و اتباع کا دم بھرنے والے ہیں۔ آج کیوں ہم اپنے رب تعالیٰ سے اپنے رسول ﷺ سے اور اپنی عاقبت سے بے خبر ہیں۔ ہمارے سینوں کے اندر دل دھڑکتے ضرور ہیں لیکن ان دھڑکنوں میں فانی دنیا کی محبتیں رچ بس گئی ہیں۔ دل کی تختیاں غفلت اور شامتِ اعمال سے سیاہ ہو چکی ہیں۔ یہی سیاہی ہماری بے چینی اور اضطراب کا سبب ہے۔ نہ ہمیں اپنے گھر میں سکون' نہ ہمارے معاشرے امن کے امین' نہ ملکی اور قومی سطح پر استحکام اور نہ اقوامِ عالم میں ہمارا کوئی وقار۔ جو نبی شجر' حجر' چرند' پرند سب کے لئے رحمت بن کر آئے ان کی مسندِ علم و عظ پر بیٹھنے والوں سے آج انسان بھی خائف ہیں۔ یہ قتل و غارت گری' مار دھاڑ اور خون خرابے اسی رسولِ رحمت ﷺ کے ماننے والوں کے ہاتھوں ہو رہے ہیں۔ دنیا میں امن تقسیم

Marfat.com

کرنے والوں کی پیشانی پر آج دہشت گردی کا بدنما داغ لگ چکا ہے۔

یوم میلاد تو انسانیت کیلئے یومِ نجات تھا۔ ظلم و جبر سے نجات' شیطانی حربوں اور جھوٹی خدائی سے نجات' ناانصافی سے جھوٹ فریب اور تمام غیر عادلانہ رویوں اور غیر انسانی اعمال وافکار سے نجات۔ لیکن اس امت کو کیا ہوا کہ اس نجات دہندہ پیغمبر انسانیت ﷺ کے واضح احکامات' آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ آپ کی پاکیزہ تعلیمات اور بے مثل قیادت کے باوجود زمانے بھر کے دکھ درد اور غم و آلام اس کا مقدر ہیں۔ مشرق سے مغرب تک پھیلی ہوئی امتِ مسلمہ زخموں سے چور چور ہے۔ کہیں کشمیر کا نصف صدی سے رستا ہوا زخم' کہیں قبلہ اول اور فلسطین کا زخم' کہیں چیچنیا میں بے گناہ مسلمانوں کے بے دریغ قتل کا زخم' کہیں عراق' ایران اور کویت کی باہمی جنگوں سے برباد ہونے والے خونِ مسلم اور اسلامی سرمائے کے ضیاع کا زخم 'کہیں افغانستان کی خانہ جنگی کا زخم' جو ایک سے ایک بڑھ کر اس کے وجود کیلئے خطرناک ہیں مگر المیہ یہ ہے کہ ہم ان زخموں کا علاج طبیبِ حقیقی کی بارگاہ شافی میں کروانے کی بجائے انہی اغیار کے نشتر خانوں میں کرواتے ہیں۔ یہ امت اپنے آقا محسن انسانیت ﷺ کے دامن سے وابستگی کی بجائے اغیار کے ہاتھوں میں کھلونا بنی ہوئی ہے۔ جشن میلاد النبی ﷺ منانے والے خوش بخت مسلمانو! یہ جشنِ مسرت تمہیں مبارک ہو لیکن حضور ﷺ کے مقصدِ بعثت کیلئے تن من دھن قربان کرنے کا عزم جب تک نہیں کرو گے حضور ﷺ کے ساتھ محبت کا حق ادا نہیں ہو گا۔

(جولائی ۱۹۹۷ء)

Marfat.com

ناکام حسرتوں کی ''گولڈن جوبلی''

ماہ اگست یوں تو ہر سال اپنی آغوش میں یوم آزادی لے کر آتا رہا لیکن اس مرتبہ کا اگست اہل پاکستان کے لئے گولڈن جوبلی کا پیغام لے کر آیا ہے۔ ہماری قوم آجکل پچاس سالہ جشنِ آزادی کی تیاریوں میں مصروف ہے۔ زندہ قومیں اپنی آزادی کے جشن منایا کرتی ہیں اور اسلام میں تو تحدیثِ نعمت ضروری ہے لیکن۔۔۔ زندہ قوموں۔۔۔ کی صف میں کھڑا ہونے کیلئے بھی کچھ اوصاف وشرائط کی عملاً ضرورت ہوتی ہے۔ ہم اپنے ضمیر کی عدالت میں کھڑے ہو کر بھی اپنی پچاس سالہ تاریخ کا بغور جائزہ لیں تو سوائے ایک دو واقعات کے کوئی ایسا قابلِ فخر بلکہ قابلِ ذکر کارنامہ نظر نہیں آتا جو ''گولڈن جوبلی'' کا جواز فراہم کرتا ہو۔ ہاں حصولِ پاکستان کی طویل جدوجہد پر مبنی تاریخ واقعی زندہ اور باغیرت قوم کی تاریخ تھی اس کے واقعات قابلِ رشک بھی ہیں اور قابل ذکر بھی۔ وہ تو ان نیک جذبوں اور پاکیزہ آرزوؤں کی تاریخ تھی جنگی قوت اور اثر سے ہندوستان کی تین سو سالہ شبِ ظلمت کا سینہ چیر کر آزادی کا سورج طلوع ہوا مگر ان پاکیزہ فولادی جذبوں کی تاریخ کا آخری باب تو 11 ستمبر 1948ء کو بانی پاکستان حضرت قائداعظمؒ کی وفات کے ساتھ ہی مکمل ہو گیا تھا۔ اس کے بعد جس تاریخ کا آغاز ہوا اس کے صفحات پر کارناموں کی جگہ المیے رقم ہوئے ...... صرف المیے۔ اس لیے ہماری قومی تاریخ بدقسمتی سے قابلِ ذکر کارناموں کا تذکرہ نہیں بلکہ دلخراش المیوں کی فہرست ہے۔ ان المیوں کا ایک سلسلہ مقبوضہ کشمیر کی لہو رنگ وادیوں اور سری نگر کی خون آلود بہاروں سے لے کر ڈھاکہ اور چٹاگانگ کی خون آشامیوں تک پھیلا ہوا ہے اور دوسرا سرحد اور بلوچستان کے کوہساروں سے پنجاب اور سندھ کے صحراؤں اور کھیت کھلیانوں پر سسکتی ہوئی مظلوم انسانیت کی بے بسی اور لاچارگی تک۔

کس کس المیے کا ذکر کریں اور کریں بھی تو کس کے سامنے؟ آخر قوم بھی تو ہم خود

Marfat.com

ہی ہیں۔ ہمیں قوم کہلاتے ہوئے شرم آتی ہے کیونکہ ہم "قوم" کی تعریف پر پورا اترے ہی کب ہیں۔ قوم تو ایک جسم ایک جان ایک وحدت اور ایک مجموعی قوت کا نام ہے۔ اس کا نفع نقصان ایک ہوتا ہے اور اس کی شناخت و پرداخت ایک ہوتی ہے لیکن ہم کیسی قوم ہیں جس کے اعضاء ایک دوسرے کو کاٹتے پھرتے ہیں۔ اپنی قوت کو خود کمزور کر رہے ہیں۔ اپنی شناخت اپنے ہاتھوں برباد کر رہے ہیں۔ ہم "قوم" ہوتے تو جغرافیائی لسانی اور نسلی بتوں کو خدا نہ بنایا ہوتا۔ قومی تقاضوں پر پورا اترتے تو سرحد بلوچستان اور کراچی میں ملٹری آپریشن نہ کرنے پڑتے۔

اس ملک کے 95 فیصد عوام تو شاید باہمی محبت کے رشتے میں مربوط ہو کر متحد قوم بن بھی جاتے مگر برا ہو اس اقتدار مافیا کا جس نے پوری نصف صدی جمہوریت اسلام اور غریب پروری کے لبادوں میں روپ بدل بدل کر کبھی جمہوریت کی دھجیاں اڑائیں کبھی اسلام کے ساتھ کھلا مذاق کیا اور غریب بیچارہ تو پیدا ہی پسنے کے لئے ہوا تھا سو وہ پستا اور مرتا رہا۔ پاکستان کا یہ غریب اور متوسط طبقہ جس کا کوئی صوبہ کوئی زبان اور کوئی شناخت نہیں۔ ان کی جدوجہد کا دائرہ انکے لامحدود مسائل سے مربوط ہے۔ صبح شام ناکام حسرتوں کے لاشے اٹھا اٹھا کر ان کا عمومی مزاج ندامت پسند ہو چکا ہے۔ ان کے دل زندہ تمناؤں کے ساتھ دھڑکنا چاہیں بھی تو نہیں دھڑکتے کیونکہ ان کے لاشعور میں ان مسلسل المیوں سے ناامیدیوں کی تہیں جم چکی ہیں۔ یہ چاہیں بھی تو سہانے مستقبل کے خواب نہیں دیکھ سکتے کیونکہ ان کی سوچ اور فکر کی سکرین ماضی اور حال کی تلخیوں سے اٹ چکی ہے۔

ان مسلسل حادثات اور المیوں سے اس قوم کے حافظے کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچ چکا ہے۔ اس لیے اچھے برے میں امتیاز برت کر آئندہ کیلئے منصوبہ بندی کرنا اس کے بس کا روگ نہیں۔ اس کا پہلا پاگل پن تو یہ ہے کہ یہ قوم ابھی تک اپنے پرائے کی تمیز بھی نہیں کر سکی۔ پاک سرزمین کی شکارگاہ میں اسے مختلف شکاریوں نے گھیر رکھا ہے ہر طرف سے زخم کھا کر بھی انہی صیادوں کو معالج سمجھ بیٹھتی ہے۔ یہی شیطان صفت معالج اسے ہر بار دوا

Marfat.com

کے بہانے زہر کے پیالے پلاتے رہے اور یہ نیم جاں مریض قوم اسے آبِ حیات سمجھ کر نوشِ جاں کرتی رہی۔ یہاں تک کہ اب اسکی رگوں میں یہی زہر خطرناک نشے کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ یہ کرپشن' ملاوٹ' دھوکہ دہی' غیر ذمہ داری' خود غرضی اور رشوت ستانی کا زہر پوری قوم کے جسم میں سرایت کر چکا ہے۔ صاف ظاہر ہے نتیجہ نوشتۂ دیوار تھا اور وہی نکلا۔ ہم اقوامِ عالم کی نظروں میں کرپٹ' بددیانت' فراڈی اور بے اعتبار سے Declear ہو گئے۔

پاکستان کا پہلا مقصد اسلامی نظریاتی مملکت کا قیام تھا لیکن پچاس سال بعد ہمارے قومی اور سیاسی راہنما اس کے جواز کی اس دینی اساس کے ہی منکر ہو چکے ہیں۔ اس کے قیام کا دوسرا مقصد اسلام کے سیاسی اور اقتصادی نظام کا احیاء تھا جس کے تحت برابری کی سطح پر ریاست کے لوگوں کے حقوق کی پاسداری ممکن ہوتی لیکن ہمارے ملک کا سیاسی نظام اس وقت دنیا کا بدترین انتقامی اکھاڑا اور لوٹ مار کا بازار بن چکا ہے۔ برابری کی سطح پر حقوق کی بات تو کجا یہاں کے حکمرانوں نے ہر دور میں ہر سطح پر رعایا اور عوام کا خون نچوڑا اور ان کے بچوں کے منہ سے رزق کا لقمہ تک چھین کر اپنے کتوں اور گھوڑوں کی خوراک کا بندوبست کیا۔ ہماری جدوجہدِ آزادی کا تیسرا اور بڑا مقصد غیروں کی ذہنی اور فکری غلامی سے چھٹکارہ تھا اور یہ صرف بہتر نظامِ تعلیم کے ذریعے ہی ممکن تھا مگر ہم نے آج تک قوم کو کوئی نظامِ تعلیم دیا ہی نہیں۔ اس وقت دنیا کا بانجھ اور بدترین نظامِ تعلیم دیکھنا ہو تو ہمارے قومی تعلیمی اداروں میں دیکھا جا سکتا ہے۔ یہاں سے پڑھ لکھ کر نکلنے والوں کی اکثریت ننگِ انسانیت مخلوق کا روپ دھارتی ہے۔ یہی نظام تعلیم نوخیز نسلوں کو بچپن سے ہی غلاموں اور آقاؤں کی صفوں میں تقسیم کر رہا ہے اور اسی نظام نے علم و تحقیق کی بازی سے نوجوانوں کو ہٹا کر ناچ گانے کا رسیا بنا دیا ہے۔

قیامِ پاکستان کا چوتھا مقصد ایسے قومی تشخص کا فروغ تھا جہاں مذہبی و اخلاقی اقدار باحفاظت پنپ سکیں۔ یہاں کے مسلمان رزائلِ اخلاق سے محفوظ رہیں اور انہیں پوری دنیا

Marfat.com

میں اسلام کے نمائندے اور سفیر کی حیثیت سے پہچانا جائے لیکن یہاں پہلے سے موجود مشرقی اقدار بھی رخصت کر دی گئیں۔ ذرائع ابلاغ میں مذہبی شعار کو تنقید کا نشانہ بنایا جانے لگا اور ہم نفس پرستی اور خود غرضی کے گڑھے میں اوندے منہ گر رہے ہیں جہاں سے اٹھنے کا امکان بہت کم ہے۔ یہ نا تمام ساخاکہ ہے ہماری پچاس سالہ تاریخ کا۔ تحریکِ پاکستان میں بہنے والا خون، لٹی ہوئی عزتیں، تار تار عصمتیں اور کٹے ہوئے لاشے قوم کے اس پچاس سالہ حافظے سے گولڈن جوبلی کا جواز مانگ رہے ہیں۔۔۔۔ جو جواز پیش کر سکتا ہے اسے گولڈن جوبلی مبارک ہو۔۔۔۔ اور جس کے پاس زخموں، سسکیوں اور المیوں کے علاوہ کچھ نہیں اسے سوچنا چاہئے کہ ہمیں اپنی منزل سے نصف صدی تک کس نے دور رکھا۔۔۔ اور ان قومی مجرموں کا تعاقب کیسے اور کب کرنا ہے؟

(اگست ۹۷ء)

Marfat.com

تحریک پاکستان ابھی جاری ہے

کسی دانشور کا قول ہے کہ ”تاریخ قوموں کا حافظہ ہوتی ہے“ اگر یہ سچ ہے تو پھر یہ حقیقت بھی تسلیم کرنی پڑے گی کہ جس قوم نے اپنی تاریخ کو فراموش کیا اس سے بے خبری عدم دلچسپی اور بے اعتنائی برتی اس نے گویا اپنے حافظے سے ہاتھ دھو لیے' اور جس کا حافظہ درست نہیں (فرد ہو یا قوم) وہ دوسروں کی نظروں میں بے قیمت' غیر مؤثر اور بے حیثیت نہیں ہو گا تو کیا ہو گا۔

ہمارے قومی حافظے کا ایک حصہ اسلام کی 1400 سالہ طویل اور شاندار تاریخ پر مشتمل ہے جبکہ دوسرا حصہ تحریک آزادی اور تشکیل پاکستان سے ابتک تقریباً پون صدی پر محیط ہے۔ ان دونوں حصوں میں ہمیں جو قدر مشترک نظر آتی ہے وہ ہے ”جداگانہ مسلم تشخص کی تگ ودو“ یہ جداگانہ اسلامی تشخص یا دو قومی نظریہ امت مصطفوی کی حیات اس کی بقا اور سلامتی کا لازمی تقاضا ہے۔ اسی کیلئے پیغمبر اعظم نبی آخر الزمان ﷺ نے بلد الحرم جیسے آبائی وطن سے ہجرت فرمائی۔ مدینہ منورہ کے دس سالہ قیام کے دوران بدر' احد' خندق اور حنین کے معرکہ ہائے حق و باطل میں خود آپ ﷺ کی شرکت و قیادت اسی اسلامی تشخص کے قیام کی کوشش تھی۔ خلفائے راشدین کی جنگی مہمات' صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کی جہادی کوششیں اور سلف صالحین کی فتوحات بھی مسلم تشخص اور دو قومی نظریے کے فروغ کا حصہ تھیں۔ اسی تشخص کے فروغ کے لئے خالد بن ولید اللہ کی تلوار بنے رہے۔ طارق بن زیاد نے کشتیاں جلادیں۔ نوخیز سالار محمد بن قاسم نے وطن مادر سے ظلمت کدہ ہند کا رخ کیا اور پہلی بار یہاں آکر کفر و شرک کی سرزمین پر توحید کی شمعیں روشن کیں۔ سلطان صلاح الدین ایوبی' نور الدین زنگی' سلطان محمد فاتح' محمود غزنوی اور سلطان ٹیپو جیسے بے شمار مسلمان فاتحین نے اسی نظریہ کی ترویج و احیاء کیلئے قربانیاں دیں۔ پھر ان عسکری محاذوں پر لڑنے والے سپوتوں

Marfat.com

کے علاوہ علمی، فکری، ثقافتی اور روحانی میدانوں میں بڑے بڑے کارنامے سرانجام دینے والوں میں ان گنت نام ہیں جنہوں نے اسی مسلم تشخص کو فروغ دینے کیلئے ہر قسم کی قربانیوں دیں۔ یہ سب لوگ رنگ نسل، زبان اور علاقے کی شناختیں بھول کر حضور سرور کائنات ﷺ کے مشن کو شرق تا غرب متعارف کروانے کیلئے مصروف جہاد رہے۔

بیسویں صدی کے ربع اول میں جب عثمانی ترکوں نے اپنے ہاتھوں سے خلافت کی قبا چاک کی اور آخری اسلامی مرکز بھی استعمار کی دست برد کا شکار ہو گیا تو ملت کی آنکھیں کھل گئیں اور پوری امت مسلمہ نشاۃ ثانیہ کیلئے اپنے اپنے ظروف کے مطابق کمر بستہ ہو گئی اور پھر ایک ایک کر کے بیشتر مسلمان ممالک نے آزادی حاصل کی۔ برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں نے بھی آزادی کی تحریک شروع کر دی لیکن برصغیر کے مسلمانوں کے سامنے قطعاً مختلف حالات تھے، انہیں ایک دشمن سے نہیں دو دشمنوں سے لڑنا تھا ایک ہوشیار انگریز اور دوسرا مکار ہندو، لیکن تاریخ نے ثابت کیا کہ سچے جذبوں کے سامنے چالاکی اور مکاری کے یہ پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہو گئے۔ انہیں حکیم الامت علامہ محمد اقبال کی فکری راہنمائی اور قائداعظم کی بے باک سیاسی قیادت میسر آئی اور لاکھوں مسلمانوں نے قربانیاں دیں تو یہ ہمارا وطن پاکستان معرض وجود میں آگیا۔ اگست 1947ء میں ہم نے خطہ زمین لیا تھا اور مسلمان کی یہ شان نہیں کہ وہ زمین کے ٹکڑوں کیلئے لڑتا پھرے۔ اس لیے یہ ذہن نشین رہنا چاہئے کہ پاکستان محض خطۂ زمین نہیں بلکہ ایک نظریہ، ایک تحریک اور ایک مشن تھا۔ وہی جداگانہ اسلامی تشخص کے فروغ اور اعلائے کلمۃ اللہ کا مشن۔ یہاں پر ہم نے اقتصادی و معاشی اور سیاسی و تعلیمی آزادی حاصل کرنا تھی تاکہ ہم اسلامی معیشت، اسلامی سیاست اور اسلامی نظام تعلیم کی ترویج کر سکتے۔ اگر ہم نے مغربی انداز سیاست ہی رائج کرنا تھا، وہی سرمایہ دارانہ اور جاگیردارانہ استحصالی نظام معیشت بحال رکھنا تھا اور امیر غریب کیلئے جداگانہ نظام تعلیم جاری رکھنا تھا تو اتنی طویل جدوجہد کے بعد برطانوی استعمار سے آزادی حاصل کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ معلوم ہوا ابھی تک ہم نے آزادی کی تکمیل کرنی ہے۔ تحریک پاکستان جاری ہے

Marfat.com

اور اس وقت تک جاری رہے گی جب تک ہم موجودہ نظام سیاست و معیشت اور نظام تعلیم کو مٹھی بھر مقتدر اور بے دین افراد سے چھین کر پاکستان کے ۹۵ فیصد غریب' محب وطن اور اسلام دوست عوام الناس کے لیے عام نہیں کر دیتے۔ قربانیاں کل بھی انہوں نے دی تھیں اور آج بھی یہی دے رہے ہیں۔

سول اور فوجی حکمرانوں نے مل کر اس قوم کی تقدیر سے کھیلا۔ کاروان آزادی کو اقتدار کے بھوکے سیاسی لٹیروں نے اغوا کر لیا۔ ایک عرصہ تک ملک قائم رہا لیکن پھر یہ بھی دو لخت ہو گا اور اب پچاس سال مکمل ہونے پر ہم اس کی "گولڈن جوبلی" منا رہے ہیں۔ مطلوبہ مقاصد حاصل ہو رہے ہوں تو جشن آزادی منانے میں حرج نہیں مگر ابھی تک تو ہم منزل کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے ہیں۔ مسلم تشخص جسے برقرار رکھنے کیلئے قافلوں کے قافلے مقتل گاہوں کا رخ کرتے رہے کہاں ہے؟ ہم نے نصف صدی کا سفر طے کر لیا ہے لیکن منزل کا سراغ نہیں مل رہا۔ کیا سڑکیں' پل' ہسپتال اور ناچ گانے کے کچھ "ثقافتی مراکز" تعمیر کر لینا ان قربانیوں کا حقیقی ثمر ہے؟۔ خوشحال پاکستان ہماری آرزو ضرور ہے لیکن "بے دین پاکستان" ہماری منزل نہیں ہے۔

پاکستان ہمارے پاس امانت ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی جن کے نام پر قربانیاں دیکر اسے حاصل کیا گیا۔ یہ امانت ہے ان شہداء کی جنہوں نے اس کی بنیادیں اپنے گرم لہو سے اٹھائیں۔ یہ امانت ہے ہماری آئندہ نسلوں کی جنہیں کل کا پاسبان بننا ہے آیئے۔۔۔ ہم سب مل کر اس امانت کی حفاظت کریں۔ اس نامکمل عمارت کو تعمیر کریں جس کی تخریب ہمارے دشمنوں کا مدعا ہے۔ تکمیل پاکستان کیلئے وہی جذبے' وہی ولولے اور وہی قربانیاں درکار ہیں جن کا نظارہ تشکیل پاکستان کے وقت دکھائی دیتا تھا۔ عشاق رسول ﷺ کا یہ وطن آج پھر انہی جذبوں کو ترس رہا ہے۔ تحریک منہاج القرآن ایسے ہی عشاق کا قافلہ انقلاب ہے۔ ہم وطن مصطفوی بھائیو! یہ کام آپ نے کرنا ہے' صرف آپ نے۔ اپنی صفوں میں اتحاد' تنظیم اور قوت کو برقرار رکھیں۔ اپنے اپنے دوست احباب اور خویش و اقارب کو بھی

Marfat.com

شامل کر لیں۔ آپ کے روحانی پیشواؤں اور بزرگوں نے خون جگر سے اس چمن کو سینچا تھا۔وہ آج خود ہمارے درمیان موجود نہیں لیکن یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ انکی کاوشوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں لمحہ بھر کی سستی بھی نہ کریں۔ مصطفوی انقلاب کے لئے ہمارے ہم قدم بن جائیں یہی قافلہ آپ کو تکمیل پاکستان کی منزل تک پہنچا سکتا ہے اور وہ ہے مصطفوی انقلاب۔

(ستمبر ۹۷ء)

Marfat.com

پاکستان میں مذہبی دہشت گردی کے عالمی محرکات

حق و باطل کے باہمی تصادم کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی خود تاریخِ انسانی۔ اللہ تعالیٰ نے جب پہلے انسان حضرت آدم کی تخلیق فرمائی اور انہیں خلافتِ ارضی کی ذمہ داریوں پر متمکن فرمانا چاہا تو اسی وقت ایک مزاحمتی قوت نے جنم لیا جسے شیطان کہا جاتا ہے۔ اس دشمنی کی بظاہر بنیاد غرور و تکبر اور خود نگری تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ابلیس نے اسی وقت اکڑ کر اپنے مشن اور پروگرام کا اعلان کرتے ہوئے کہا تھا "میں انسانوں کو حق سے ورغلانے کی مقدور بھر کوشش کروں گا"۔ چنانچہ اس وقت سے حزب اللہ اور حزب الشیطان دو گروہوں کا وجود عمل میں آیا۔ حزب اللہ کی سرپرستی اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھی اور قیامت تک اسی کے پاس رہے گی۔ البتہ انسانوں کی ہدایت اور راہنمائی کیلئے اس نے انبیاء و رسل کا طویل سلسلہ قائم فرمایا جنہوں نے ہر دور میں اسی حزب اللہ کی قیادت کی اور حزب الشیطان کے مقابلے میں مصروفِ جہاد رہے۔

سرورِ کائنات نبی اکرم ﷺ کو جب اللہ پاک نے ختمِ نبوت کے منصبِ جلیلہ پر فائز کیا تو ابلیسی قوتوں کو بہت بڑا دھچکا لگا اور کفر اپنی تمام تر قوت و طاقت کے ساتھ محسنِ انسانیت ﷺ کے مقابلے میں آگیا۔ اس مقابلے اور باہمی تصادم میں ہر دشمن پسپا ہوا مگر یہودیوں نے اسی ابلیسی انداز فکر و عمل کو دھرایا اور حسد، بغض، غرور اور تکبر کے ہاتھوں مجبور ہو کر ابلیسیت اور شیطنت کے محاذ سنبھال لئے۔ حزب الشیطان کی قوت میں یہ بہت بڑا اضافہ تھا، چنانچہ اس وقت سے اب تک حق و باطل کے اس باہمی تصادم میں چراغِ مصطفوی ﷺ کو بجھانے کی ہر ستیزہ کاری میں یہی شرارِ بولہبی پیش پیش رہا۔

عہدِ جدید کے انسان نے اپنے علم و فکر کو کام میں لاتے ہوئے جہاں بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیئے وہاں اپنے لئے مہلک اور تباہ کن ہتھیار بھی بنالئے۔ اب انسانیت کا وہی

Marfat.com

دشمنِ اعظم ابلیس، عالمِ یہود کا قائد ہے اور جدید عسکری اور سیاسی صلاحیتیں حاصل کر کے امتِ مصطفوی ﷺ کے مقابلے میں اتر چکا ہے۔ اسلام دشمن ابلیسی لشکر کا سرغنہ اس وقت امریکہ ہے۔ اس نے "انا ولا غیری" کے زعم میں نئے عالمی نظام (New World Order) کا اعلان کر کے ایک بار پھر فرعون کی یاد تازہ کر دی ہے۔ اس نئے عالمی نظام کے کل پرزے وہی یہودی ہیں جنہوں نے کبھی لمحہ بھر کیلئے بھی اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ سمجھوتہ نہیں کیا بلکہ اپنی تمام تر علمی فکری توانائیاں اور عملی سرگرمیاں ملتِ اسلامیہ کے خلاف استعمال کیں۔

اس عالمی نظام کا اہم ایجنڈا یہی ہے کہ دنیا پر حتی الامکان یہودیوں کی حکمرانی رہے اور اس حکمرانی کو جو بھی چیلنج کرے اسے حرفِ غلط کی طرح دنیا کے نقشے سے مٹا دیا جائے۔ ابھی تک انہوں نے اپنے اس مذموم مقصد کو عملی جامہ پہناتے ہوئے ایران، لیبیا، عراق اور سوڈان جیسے "گستاخ" اسلامی ملکوں کا دانا پانی بند کیا ہے۔ خلیج کی معدنی دولت پر مکمل کنٹرول کے لئے انہوں نے اسرائیل کا زہر آلود خنجر عالمِ اسلام کے سینے میں گھونپ رکھا ہے۔

برصغیر پاک وہند میں نئے یہودی نظام کا معاون بھارت ہے جو اسرائیل سے مل کر پاکستان جیسی واحد اسلامی نظریاتی مملکت کا قلع قمع کرنا چاہتا ہے۔ ادھر انقلاب کے بعد ایران کی مضبوط اسلامی نظریاتی مملکت نے پہلی بار امریکہ کو "شیطانِ اعظم" کا لقب دیتے ہوئے پائے حقارت سے رد کیا۔ اس کی سزا ایران کو عراق کے ذریعے عربوں سے ۸ سالہ جنگ کی صورت میں دی گئی۔ اس لاحاصل جنگ میں عراق جب خود اسرائیل کے لئے مضبوط خطرہ بن کر سامنے آگیا تو امریکہ نے عراق کی فوجی طاقت ختم کرنے کیلئے براہِ راست خلیجی جنگ کی قیادت کی جس کا نتیجہ سب کے سامنے ہے۔ اس دوران ایک طرف ایران نے امریکہ کے ساتھ اپنی دشمنی برقرار رکھتے ہوئے اندرونی مسائل پر قابو پانے کے ساتھ ساتھ مضبوط دفاعی قوت بننے میں خاطر خواہ کامیابیاں حاصل کیں اور دوسری طرف ایران کا پڑوسی اسلامی ملک پاکستان اللہ کے فضل سے واحد اسلامی ایٹمی طاقت بن کر ابھر آیا۔ دونوں

Marfat.com

برادر اسلامی ملکوں کا عسکری میدان میں خود کفالت کی طرف بڑھتا ہوا قدم اسلام دشمن طاقتوں کو ایک نظر نہیں بھایا۔ چنانچہ نئے عالمی نظام کی تمام تر توجہ پاک ایران تصادم کے امکانات پر مرتکز ہو کر رہ گئی تاکہ ان دونوں کے باہمی تعاون سے نہ عالمِ اسلام فائدہ اٹھا سکے' نہ اسرائیل اپنے مکروہ منصوبوں کی تکمیل میں جھجکے اور نہ بھارت کشمیر پر قبضے سمیت توسیع پسندانہ عزائم سے پیچھے ہٹنے پائے۔

اسرائیل اور بھارت نے امریکہ کی سرپرستی میں اس مشن کو آگے بڑھایا اور سرزمین پاک پر فرقہ وارانہ کشیدگی کو ہوا دی گئی۔ مسلمانوں کے باہمی اختلافات اگرچہ عالمِ کفر کے لئے ہمیشہ کامیاب ہتھیار رہے ہیں لیکن شیعہ سنی اختلافات اس طرح کبھی بھی قتل و غارت گری کا موجب نہیں بنیں۔ مسلکی اور فقہی نکتہ ہائے نظر میں ہمیشہ معمولی اختلاف رہا ہے لیکن پوری 14 سو سالہ تاریخ میں اس طرح کفر اور اسلام کی تباہ کن جنگ کبھی نہیں بنی۔ اب بھی وہی اختلافات ہیں جو آج سے ایک ہزار سال قبل تھے۔ اس وقت کے علماء آج سے زیادہ دینی فہم اور ایمانی بصیرت رکھتے تھے لیکن تاریخ گواہ ہے کہ کبھی کسی دینی' روحانی اور مذہبی قیادت نے باہمی قتل و غارت گری کا فتویٰ نہیں دیا۔ یہ چند لوگ جو پاکستان کی بقاء کو خطرے میں ڈال کر عالمِ کفر کے خفیہ ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں اور اسے اسلام کی خدمت یا جہاد کا نام دیتے ہیں در حقیقت اسی نئے یہودی عالمی نظام کے آلۂ کار ہیں۔ ان کا تعلق کسی مسلک سے نہیں۔ نہ یہ سپاہ محمدؐ ہیں اور نہ سپاہ صحابہؓ۔ بھلا صحابہؓ اور محمدؐ کے سپاہیوں کا بھی آپس میں مقابلہ یا تصادم ممکن ہے ہرگز نہیں۔ ان دونوں مقدس ناموں کو باہمی مقابلے میں لانا ہی دین دشمنی کا مظہر ہے۔

نئے عالمی نظام کے کارپردازوں کے سامنے پاکستان کی سرزمین کو اس خون آشام مذہبی فرقہ واریت کا مرکز بنانے کے پیچھے چار بڑے محرکات ہیں۔

ا۔ پاکستان اس وقت دنیا کا واحد اسلامی ملک ہے جسکے عسکری تربیتی ادارے فعال اور مضبوط ہو رہے ہیں۔ پہلے جو لوگ یورپ اور امریکہ جا کر عسکری تربیت حاصل کرتے تھے۔ اب

Marfat.com

پاکستان سمیت بیشتر اسلامی ممالک مثلاً ملائشیا' انڈونیشیا' سوڈان' بنگلہ دیش' ایران اور کئی عرب ممالک کے اعلیٰ افسر پاکستان میں آکر جدید عسکری تربیت حاصل کر رہے ہیں جس سے پاکستان کو بھاری زرِ مبادلہ کے علاوہ دو بڑے فوائد حاصل ہو رہے ہیں۔ ایک یہ کہ اسلامی ممالک میں پاکستان کی ساکھ مضبوط ہو رہی ہے اور دوسرا یہ کہ یہ ممالک پاکستان میں تیار ہونے والی فوجی مشزی (میزائل اور لڑاکا طیاروں) کے لئے برآمدی منڈیاں ہوں گی۔ صاف ظاہر ہے اس وقت ان منڈیوں میں امریکہ اور یورپ کی اجارہ داری ہے اور وہ اجارہ داری کو کسی قیمت پر بھی ختم نہیں ہونے دیتے بلکہ مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر اپنی تجارت کو فروغ دینا ان کے مقاصد میں شامل ہے جس کی واضح مثال موجودہ خلیجی جنگ ہے جہاں امریکہ نے ایک طرف عراق کی فوجی طاقت کو بری طرح کچلا اور دوسری طرف کویت' سعودی عرب اور امارات جیسے عاقبت نااندیش عرب ممالک کو مجبور کیا کہ وہ امریکہ کی منڈیوں سے بھاری تعداد میں تیار ہونے والا آتشیں اسلحہ مہنگے داموں خریدے۔ چنانچہ عراق کے خلاف استعمال ہونے والے اسلحہ کی ایک ایک پائی سعودی عرب اور کویت نے ادا کی اور اب بھی اسلامی سرمائے کے عوض امریکی اسلحہ ساز فیکٹریاں مسلمانوں کے خلاف استعمال ہونے والے تباہ کن ہتھیار اگل رہی ہیں۔ اسی اسلحہ کی کھپت کیلئے خلیج میں عراق اور ایران کے ساتھ امریکہ اور اسرائیل کی حالیہ چھیڑ چھاڑ اب خطرناک منطقی نتیجے پر پہنچنے والی ہے۔

لہذا تیسری دنیا اور بالخصوص مسلمان ممالک کا آپس میں آمادہ جنگ رہنا امریکہ کی معاشی ضرورت بھی ہے اور اسی میں اس کے سیاسی استحکام کا راز بھی پوشیدہ ہے۔ چنانچہ ایران اور پاکستان کا عسکری خود کفالت کی طرف بڑھنا ان کی اجارہ داری کے خلاف کھلی بغاوت کے مترادف ہے۔ گذشتہ دنوں راولپنڈی کی مصروف ترین شاہراہ پر دہشت گردی کا شکار ہونے والے پانچ ایرانی افسر' ایرانی فضائیہ کا قیمتی اثاثہ تھے جنہوں نے پاکستان سے تربیت مکمل کر کے واپس جانے کے بعد ایرانی آرمی کے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہونا تھا۔ اس لئے اس دہشت گردی کے پیچھے متحرک خفیہ ہاتھوں نے ایک تیر سے تین شکار کیے۔ اولاً ایران کو قیمتی

Marfat.com

تربیت یافتہ پانچ ہوابازوں سے محروم کیا۔ ثانیاً ایران اور پاکستان کے درمیان تعلقات کشیدہ کرنے کی حتی المقدور کوشش کی گئی اور ثالثاً پاکستان میں عسکری تربیت کے لئے آنے والوں کو عدمِ تحفظ کا احساس دلایا تاکہ آئندہ آنے والے سوچ سمجھ کر ادھر کا رخ کریں۔

۲۔ پاکستان میں فرقہ واریت کے محاذ کو اس لئے بھی چنا گیا کہ اسلام کے نام پر معرضِ وجود میں آنے والا ملک پاکستان بنیادی طور پر اسلام پسند لوگوں کا ملک ہے۔ یہاں سے کسی وقت بھی عالمِ اسلام کیلئے مذہبی قیادت ابھر سکتی ہے۔ مذہب اور دین کو یہاں لوگ غیر مشروط طور پر عزیز رکھتے ہیں' مذہبی فرقہ واریت اور قتل و غارت گری سے نئی نسل کے ذہن میں علماء اور مذہب کے خلاف تحریک پیدا کی جائے جو وسیع پیمانے پر مذہب سے بغاوت پر منتج ہو اور اس ملک سے متوقع اسلامی انقلاب کے چانسز کم سے کم ہو جائیں۔

۳۔ مسئلہ کشمیر پچھلے پچاس سالوں کی مسلسل قربانیوں کے بعد بڑی مشکل سے عالمی توجہ اپنی طرف سے مبذول کروا سکا ہے۔ یہ مسئلہ پاکستان کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ انڈیا اپنے ناجائز قبضے کو زیادہ عرصہ تک جاری نہیں رکھ سکتا اس لئے وہ پاکستان کو داخلی مسائل میں الجھا کر ایک طرف کشمیر سے توجہ کم کروانا چاہتا ہے اور دوسری طرف اقوامِ عالم کو باور کروانا چاہتا ہے کہ انسانی حقوق کی جو خلاف ورزیاں مقبوضہ کشمیر میں انڈین آرمی کر رہی ہے اس سے کہیں بڑھ کر پاکستان میں ہو رہی ہے۔ اس کام میں اسرائیل اس کا مددگار اور معاون ہے کیونکہ اسے بھی فلسطین کے علیحدگی پسندوں کی طرف سے اسی قسم کے مسائل کا سامنا ہے۔

۴۔ پاکستان کی سرزمین کو فرقہ واریت میں جھونکنے کیلئے جن دو مذہبی طبقات کو منتخب کیا گیا ہے ان میں سے ''سپاہ صحابہ'' کا تعلق حنفی مکتبہ فکر سے ہے اور پاکستان میں غالب اکثریت کا فقہی مسلک حنفی ہے۔ متصادم طبقات کا دوسرا فریق فقہ جعفریہ سے تعلق رکھتا ہے اور ایران میں اکثریت جعفری مکتبۂ فکر (شیعہ) کی ہے۔ دونوں ممالک کے عوام اپنے اپنے مسالک کے ساتھ وابستگی کے اظہار میں کافی بے دھڑک اور جذباتی واقع ہوئے ہیں۔ یوں ان فقہی گروپوں کی لڑائی کا سلسلہ بتدریج دونوں ہمسایہ ممالک کی کھلی جنگ پر بھی منتج ہو سکتا ہے اور یہی یہودی

Marfat.com

عالمی نظام کا ایجنڈا ہے۔اس کی ایک جھلک تباہ حال افغانستان کی موجودہ خانہ جنگی میں بھی دیکھی جاسکتی ہے۔

حال ہی میں ملتان اور بہاولپور کے علاقوں میں کئی مذہبی افراد قتل ہو گئے ہیں۔ان کے قاتل بھی حسبِ معمول تاحال صیغہ ٔراز ہیں۔یہ افراد جن میں کراچی کی معروف دینی درسگاہ (جامعہ بنوریہ) کے اساتذہ بھی شامل تھے' مذہبی دہشت گردی کا ایک اور محاذ کھولنے کی سامراجی سازش کی بھینٹ چڑھے ہیں جس کے تحت "شیعہ' دیوبندی محاذ" کے بعد اب "بریلوی' دیوبندی محاذ" کھولنے کی پے در پے کوششیں ہو رہی ہیں۔یہ واقعات بتاتے ہیں کہ ابھی حالات مزید خراب ہوں گے اور پاکستان میں موجود مختلف مسالک اور مکتبہ ہائے فکر کے درمیان خون آشام چپقلش کا سلسلہ وسیع پیمانے پر شروع کروایا جائے گا۔اس خانہ جنگی کے نتیجے میں پیدا ہونے والی مشکلات پر قابو پانا مشکل ہو گا۔خاص طور پر ملک کو سیاسی' اقتصادی' ثقافتی اور سفارتی محاذوں پر بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا جس سے ملک کی ساکھ مزید خراب ہو گی۔

یہ وہ عزائم ہیں جو ہمارے ملک کی مذہبی دشت گردی کے پس منظر میں کار فرما ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ محبِ وطن' امن پسند اور اہلِ درد اصحاب کیلئے یہ منظر بڑا افسوسناک ہے۔یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو مذہب انسانیت کے زخموں پر مرہم رکھنے کی تعلیمات فراہم کرتا ہے اس کے علمبردار خود اپنے وجود میں خنجر چلا رہے ہیں۔

ایسے حالات میں جملہ اہلِ اسلام' محبِ وطن اور خاص طور پر مذہبی قیادتوں کو مل بیٹھ کر کوئی حل نکالنا ہو گا۔اختلافِ رائے کا حق دیتے ہوئے کوشش کرنی چاہیے کہ یہ مسلکی اختلافات خانہ جنگی میں نہ بدلیں بلحہ حالات کی نزاکت کا تقاضا تو یہ ہے کہ مختلف فیہ مسائل اور معاملات پر عوام الناس کے سامنے اور خصوصی محافل و مجالس میں امن پسندانہ موقف اختیار کیا جائے تاکہ امتِ مسلمہ مزید ٹوٹنے کی بجائے اکٹھی ہو سکے۔یہ کام اگر دیندار اور مذہبی راہنما نہیں کریں گے تو دنیا کی کوئی طاقت مسلمانوں کو متحد نہیں کر سکتی۔اگر ہمیں عالمی

Marfat.com

سامراج کا مقابلہ کرنا ہے اور امتِ مسلمہ کو اقوامِ عالم میں ایک موثر طاقت کے طور پر تسلیم کروانا ہے تو یہ عظیم کام اسی سطح سے شروع ہو گا اور اسے علمائے دین ہی سرانجام دیں گے۔

ہمارا وطنِ عزیز اب مزید خون خرابوں اور خانہ جنگیوں کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ یہ عالمِ اسلام کی امیدوں کا مرکز ہے۔ اسے اسلام کا قلعہ بننا ہے۔ یہاں سے عالمِ اسلام کی آئندہ قیادت ابھر رہی ہے۔ یہاں سے اسلام کی حمیت و غیرت کے چشمے پھوٹیں گے۔ پاک سر زمین کی یہ متوقع مرکزیت عالمِ کفر کو ایک آنکھ نہیں بھاتی اسی لئے تو اس نے اپنی تمام تر توجہ یہاں خون خرابہ کرنے پر مرتکز کر دی ہے اور اس قبیح کھیل کی ذمہ داری مذہبی طبقات کے سر تھوپ دی گئی ہے۔

ہم حکومتِ وقت کو بروقت اور برملا آگاہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ ایسے شیطانی ہتھکنڈوں کو ناکام بنانے کے لئے مخلص ہو جائے۔ اپنی سرزمین پر کسی دوسرے کو جنگ کرنے کی اجازت نہ دے۔ آئے روز ایرانی باشندوں کا قتل یکے بعد دیگرے مسلسل حادثات اور دونوں طرف سے قیمتی جانوں کا ضیاع کیونکر روا رکھا جا رہا ہے؟ ان واقعات کے مرتکب افراد یا تنظیمیں ابھی تک کیفرِ کردار کو کیوں نہیں پہنچیں؟ کامرہ جیسے فوجی چھاؤنی کے محفوظ اور حساس علاقوں میں دہشت گردوں کو کھلے عام من مانی کاروائیاں کرنے کا موقع کیسے ملتا ہے؟ کیا یہ "CIA" "موساد" اور "را" کے ہاتھ نہیں ہیں؟ اگر ہیں اور حکومتی اداروں کے پاس اس کے واضح ثبوت بھی موجود ہیں تو اس کھیل میں حکومت کب تک تماشائی بنی رہے گی؟ امریکہ نے ایران کے ساتھ جنگ کرنے کیلئے پاک سرزمین کو ہی کیوں پسند کر لیا ہے۔ ایک تیر سے وہ یقیناً دو شکار کر رہا ہے مگر شکار ہونے والے اپنی نگرانی میں اس کے تیر اندازوں کو پناہ دے رہے ہیں۔ اپنے ہاتھوں ہلاکت کا یہ سامان پاکستان کی سلامتی کیلئے اچھا شگون نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دیس کے رکھوالوں کو ہوش کے ناخن دے اور پاک سرزمین کو دشمنوں کے ناپاک عزائم سے محفوظ رکھے۔

(اکتوبر ۹۷ء)

Marfat.com

ماہنامہ منہاج القرآن کے دس سال

دورِ جدید کو انسانی تاریخ میں جن خصائص سے ممتاز کیا جاسکتا ہے ان میں سرِ فہرست ذرائع ابلاغ (Medial) کی سرعت اور اثر انگیزی ہے۔ میڈیا کی اسی برق رفتاری نے ہی دنیا کو عالمی گاؤں (Global Village) کا درجہ دیا ہے۔ اب دنیا کی تمام وسعتیں ایک چھوٹی سی سکرین پر سمٹ آئی ہیں۔ بہر حال میڈیا کا یہ دور اپنے جلو میں بے شمار خوبیاں اور بہت سی قباحتیں سمیٹے انسانی معاشرے میں نت نئے انقلابات کا پیش خیمہ بن رہا ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت بن چکی ہے کہ کرہ ارضی کا سماجی' سیاسی اور اقتصادی نظام اسی ذرائع ابلاغ کے زیرِ اثر آچکا ہے' وہ جنگیں جو کبھی تلواروں اور نیزوں کے ساتھ وسیع و عریض میدانوں میں لڑی جاتی تھیں اب وہ بھی میڈیا کے پلیٹ فارم سے چھوٹی سی سکرین پر بپا ہو رہی ہیں۔ کمپیوٹر کے انٹرنیٹ سسٹم نے یہ فاصلے اور بھی سکیڑ دیئے ہیں۔ آپ پانچ منٹ میں اس کے ذریعے اپنا موقف پوری دنیا تک پہنچا بھی سکتے ہیں اور ایک بٹن دبا کر اگلے لمحے اس کا ردِ عمل بھی اسی سکرین پر ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

ذرائع ابلاغ کی یہ ترقی یوں تو کرہ ارضی پر بسنے والے ہر انسان کے کام آسکتی ہے اور آبھی رہی ہے لیکن اس وقت کی عالمی استعماری طاقتیں عملاً اس انسانی ایجاد کو بھی اپنے سیاسی مفادات کے لئے استعمال کر رہی ہیں۔ اس لئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس وقت اسلام مخالف باطل طاغوتی قوتوں کا یہ بڑا طاقتور اور موثر ہتھیار (جو کلی طور پر ان کے تصرف میں ہے) ہمارے خلاف استعمال ہو رہا ہے۔ دنیا بھر میں کسی نہ کسی شکل میں کام کرنے والی اسلامی تحریکیں' ادارے اور تنظیمیں دعوتِ دین کا جو کام بھی کر رہی ہیں اس کے اثرات و نتائج اسی لئے جزوی اور انفرادی دائروں میں محدود ہیں۔ ان کاوشوں کا مجموعی تاثر عالمی یکجہتی کی صورت میں اس وقت تک سامنے نہیں آسکتا جب تک میڈیا اس کی صحیح صورت حال پیش

Marfat.com

نہیں کرتا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت پوری دنیا میں کفر اور اسلام کی کھلی جنگ جاری ہے۔ تمام غیر مسلم سیاسی قوتیں' اقتصادی معاہدے اور ثقافتی سرگرمیاں جس نئے عالمی نظام (New World order) کے زیرِ اثر آگے بڑھ رہی ہیں اس کا پہلا اور آخری ہدف عالمِ اسلام کی ابھرتی ہوئی قوت کو دبانے اور اسے قمع و برباد کر دینے کے علاوہ اور کوئی نہیں۔ اس صورتحال کو سامنے رکھتے ہوئے حقیقت پسندی کا تقاضا یہ ہے کہ عالمِ اسلام بھی میڈیا کے اس عالمی اور موثر ہتھیار کو اپنے استعمال میں لائے۔ اس لئے کہ دشمن کا مقابلہ اگر برابر کی سطح پر ممکن نہ ہو تو اپنی بقاء کیلئے کم از کم اتنا ضروری ہو جاتا ہے کہ اس کی سازشوں کے سامنے بند باندھ دیا جائے تاکہ اس کی یلغار کا اثر کسی حد تک کم کیا جا سکے ورنہ دشمن کے ہاتھوں نیست و نابود ہونے سے بچنے کے کوئی امکانات باقی نہیں رہتے۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت قوم و ملت کا درد رکھنے والے باشعور مسلمان جس طرح سیاسی استحکام کیلئے اسلامی دولت مشترکہ کا قیام اور معاشی استحکام کیلئے عالمی اسلامی منڈی اور عالمی اسلامی بنک کو ضروری سمجھتے ہیں اسی طرح موجودہ ذرائع ابلاغ کے ہمہ جہتی اثرات کا مقابلہ کرنے کیلئے بین الاقوامی اسلامی میڈیا سروس کی شدید ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ ورنہ دنیا بھر کے دین اور مذہب پسند مسلمانوں کو مغربی میڈیا بنیاد پرست اور دہشت گرد کہہ کر عالمی رائے عامہ کو اسلام کے خلاف رکھنے کی موجودہ روش پر ڈٹا رہے گا۔

اسلامی ممالک میں موجود ذرائع ابلاغ (الاماشاء اللہ) اسلامی نظریاتی اور دینی تشخص کیلئے کام کرنے کی بجائے بدقسمتی سے اسی کفریہ ثقافت و سیاست کا پرچار کرنے میں مصروف ہیں۔ اسلام جن معاشرتی و سماجی رویوں اور مذہبی اقدار سے دنیا میں زندہ ہے ہمارا میڈیا انہی روایات و اقدار کی بنیادیں کھوکھلی کرنے پر تلا ہوا ہے۔ باقی اسلامی ممالک کی بات چھوڑیں ہمارے وطن "اسلامی جمہوریہ پاکستان" کو دیکھ لیں صاف واضح ہو جائے گا کہ ہم قومی مقاصد کی طرف بڑھ رہے ہیں یا دینی اور نظریاتی تشخص برباد کرنے پر بضد ہیں۔

Marfat.com

ہمارے ملک کی صحافت بھی سیاست کی طرح اتنی گرد آلود ہو چکی ہے کہ استطاعت و قدرت کے باوجود قومی تعمیر میں کوئی فعال کردار ادا نہیں کر رہی بلکہ زرد صحافت کی کارستانیاں ہمارے معاشرے کا ایک المیہ بن چکا ہے۔ اس وقت صحافت میں مادیت کا عنصر غالب آچکا ہے۔ معمولی مالی مفاد کیلئے بے دریغ شرفاء کی پگڑیاں اچھال دی جاتی ہیں۔ لوگوں کی عزت و ناموس اور غیرت و حمیت کے صدیوں پرانے بھرم محض خبریت کی زد میں ٹوٹ پھوٹ جاتے ہیں۔ آج پولیس جیسے بدنام شعبے سے عزتوں کو پامال ہونے کا اتنا خدشہ نہیں جتنا نام نہاد صحافیوں کی خبریت پسندی سے۔ دینی صحافت کو دیکھا جائے تو سوائے ان فرقہ پرست تنظیموں کے نمائندہ اخبار و جرائد کے جو اپنی بقاء ہی مخالفت و مزاحمت میں سمجھتی ہیں اکثر و بیشتر مثبت شعور و آگہی کا فریضہ سرانجام دینے میں مصروف ہیں لیکن اس کے باوجود مغربی میڈیا کے سیلاب کے مقابلے میں ان کی حیثیت بہت ہی کم ہے۔

تحریکِ منہاج القرآن نے اس عصری ضرورت کو پوری طرح محسوس کرتے ہوئے مختلف سطحوں پر عملی پیش رفت کی ہے۔ ٹی وی' ڈش اور ریڈیو کا توڑ اگرچہ اس سطح پر تو نہیں لیکن الحمد للہ اتنا ضرور ہے کہ ہزاروں لاکھوں لوگ قائدِ محترم کی آڈیو' ویڈیو کیسٹیں سن کر زندگیوں کے رخ متعین کرتے ہیں۔ پریس میڈیا میں بھی مقدور بھر استطاعت سے کام لیتے ہوئے ہر شعبہ زندگی کیلئے ایک پلیٹ فارم مہیا کر دیا گیا ہے۔ منہاج القرآن ویمن لیگ کا نمائندہ ماہنامہ دخترانِ اسلام' نوجوانوں کی سرگرمیوں کا ترجمان ماہنامہ مصطفوی' علمائے کرام کیلئے ماہنامہ العلماء اور تعلیمی اداروں میں زیرِ تعلیم نوجوانوں کی علمی و فکری اور اعتقادی راہنمائی کیلئے ماہنامہ وائس آف سٹوڈنٹس پاکستان کے صفِ اول کے رسائل میں شمار کئے جا سکتے ہیں۔ ماہنامہ منہاج القرآن ان کوششوں میں سے ایک کامیاب کاوش ہے۔ احیائے اسلام' اتحادِ امت اور مصطفوی انقلاب کی نقیب تحریکِ منہاج القرآن کا اولین اور عالمی ترجمان یہ ماہنامہ اب اپنے شاندار دعوتی' تحریکی' تعلیمی اور صحافتی سفر کے ابتدائی دس سال مکمل کر چکا ہے۔ اس کے یہ دس سال زرد صحافت کے گرد آلود ماحول میں سنجیدہ اور با مقصد

Marfat.com

دینی صحافت کا وقار بھی ہیں اور تحریکی و انقلابی ادب کی لازوال تاریخ کے نقیب بھی۔ اس کے امتیازات میں سر فہرست مفکر اسلام حکیم الامت پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی سرپرستی ہے۔ پھر ان قارئین کا دینی جذبہ ہے جو ملک اور بیرون ملک تحریک اور قائدِ تحریک کے مشن اور پروگرام کے ساتھ دل و جان سے وابستہ ہیں اور اس ماہنامے کے قارئین ہیں۔ ہمیں یہ بھی فخر ہے کہ ہمیں ان اہلِ قلم حضرات کا تعاون حاصل ہے جو قوم و ملت کا درد رکھنے والے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ماہنامہ ہٰذا میں آج تک کوئی ایسی تحریر نہیں چھپی جس سے مذہبی منافرت' انتشار اور بدمزگی پیدا ہو۔ ہمارے پیش نظر کوئی مالی منفعت بھی نہیں یہی وجہ ہے کہ کاغذ اور طباعت کی گرانی کے باوجود ہم نے ہمیشہ مناسب زرِ اعانت رکھا۔ قارئین! آپ کا یہ ماہنامہ بلامبالغہ ملک میں چھپنے والے مذہبی رسائل میں کثیر الاشاعت معیاری اور علمی رسالہ ہے۔ اس کا تحریکی' فکری اور علمی سفر آپ کے تعاون سے جاری ہے اور انشاء اللہ شبِ ظلمت کے اس اختتام تک جاری رہیگا جب ہر سو صبح انقلاب اپنی روشنی بکھیر نہیں دیتی۔

(مئی' ۹۷ء)

Marfat.com

قومی ادارے ہوسِ اقتدار کی زد میں

ہوس اور ایثار دو متضاد رویے ہیں۔ دونوں چونکہ ایک دوسرے کے برعکس ہیں اس لئے یہ دونوں ایک ذات میں بالعموم جمع نہیں ہو سکتے۔ ہوس، غبن اور ظلم حیوانی وصف ہے جبکہ انسان جیسی اشرف و محبوب مخلوق کو قدرت نے احساسِ مروت اور ایثار و ہمدردی سے متصف کیا ہے۔ بعض اوقات یہ اوصاف اس قانون کے برعکس بھی ہوتے ہیں چنانچہ اس صورت میں اگر انسانی اوصاف حیوانوں میں پیدا ہوں تو وہ حیوان ہو کر بھی انسانوں میں محبوب ہو جاتے ہیں اور اگر حیوانی اوصاف انسانوں میں جڑ پکڑ جائیں تو وہ انسان ہو کر بھی حیوانوں سے کمتر اور حقیر سمجھے جاتے ہیں۔ ہوس بھی انہی حیوانی اوصاف میں سے ایک خاصیت ہے۔ یہ اگر انسانی کردار کا حصہ بن جائے تو انسان انسانیت کی حدوں سے گزرتے ہوئے کوئی عار محسوس نہیں کرتا۔ انسانی تاریخ میں بہت سے ایسے واقعات رونما ہوئے جب انسان میں ہوسِ زر، ہوسِ اقتدار اور ہوسِ جاہ و منصب حد سے بڑھے تو وہ بندے سے خدا بن بیٹھا۔ اسی ہوس نے فرعونیت کا روپ دھارا، یہی ہامان اور قارون کے روپ بدلتی رہی۔ اس کے ساتھ اگر ظلم و جبر کا عنصر بھی شامل ہو جائے تو پھر الامان والحفیظ۔ ہلاکت اور چنگیزیت پھنکارتے ہوئے ناگ کی طرح انسانیت کو ڈستی چلی جاتی ہے۔ ایسے میں انسانیت کی چیخیں نکلتی ہیں اور زندگی کی تمام تر قدریں پامال ہو کر رہ جاتی ہیں۔

انسانی تاریخ میں انبیاء کے بعد خلفائے راشدین اور چند گنے چنے مسلمان حکمرانوں نے حکومت و اقتدار کو مخلوقِ خدا کی خدمت سمجھ کر سنبھالا اور جملہ اختیارات اور قومی خزانہ اللہ کی امانت سمجھ کر مستحق مخلوق پر لٹایا جاتا رہا۔ ورنہ ملوکیت اور بادشاہت کی تاریخ تو نفس پرستی، ظلم و جبر اور ناحق انسانی خون کے دھبوں سے اٹی پڑی ہے۔ جہاں تک ہمارے وطنِ عزیز کے حکمرانوں کے خوئے جہاں بانی کا تعلق ہے تو یہ بھی کم و بیش اسی ناروا تاریخ کا

Marfat.com

ایک بد نما باب ہے۔

تحریکِ پاکستان جو ملی جذبوں اور دینی اقدار کے تحفظ کی تحریک تھی' دیانتدار مجاہد قائدین اور بے لوث کارکنان کی قربانیوں کے طفیل کامیابی سے ہمکنار ہوئی اور یہ مملکت پاکستان دنیا کے نقشے پر ابھری لیکن بد قسمتی سے اس کے حکمرانوں کو ہوسِ اقتدار کی لت پڑ گئی اور اس نظریاتی مملکت کو مطلوبہ مقاصد سے ہمکنار کرنے کی بجائے اقتدار کا اکھاڑا بنا دیا گیا۔ یہ ہوس کبھی فوجی وردی میں اور کبھی عوامی نمائندوں کی شکل میں قومی اداروں کی جڑوں میں بیٹھتی رہی۔ کبھی اس نے نفاذِ اسلام کا بہانہ کیا اور کبھی معاشی انقلاب کی جدوجہد کا ڈھنڈورا پیٹا لیکن وقت گزرنے پر معلوم ہوا کہ "خواب تھا جو کچھ بھی دیکھا' جو سنا افسانہ تھا۔"

حقیقت یہ ہے کہ ہماری پچاس سالہ قومی تاریخ میں قومی نوعیت کی بد عنوانیوں نے بھی ریکارڈ قائم کیے' روپ بدل بدل کر اس ملک اور اس کی بے بس عوام کو دھوکا دیا جاتا رہا۔ گذشتہ تین چار نام نہاد جمہوری حکومتوں کے یکے بعد دیگرے آنے جانے سے رہی سہی کسر پوری کر دی گئی اور اب عوام الناس کا ہر کسی سے اعتماد اٹھ گیا ہے۔ موجودہ حکومت جو خود کو تاریخی مینڈیٹ کا نمائندہ سمجھتی ہے دراصل ۲۰ فیصد سے بھی کم لوگوں کی نمائندہ ہے اور ان میں سے بھی خوش فہم اکثریت کے خواب ٹوٹ پھوٹ چکے ہیں۔

اقتصادی ترقی کا خوش کن نعرہ لگا کر آنے والی اس حکومت نے بین الاقوامی اسلام دشمن مالیاتی اداروں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کیلئے خود ہی اپنی کرنسی میں ریکارڈ کمی کر کے ملک کے ۹۵ فیصد غریب لوگوں پر مہنگائی کا بم گرا دیا ہے۔ سٹیٹ بنک آف پاکستان نے حالیہ رپورٹ میں اس سال کو ملکی تاریخ کا بدترین سال قرار دیا ہے۔ اگر آئی' ایم' ایف اور ورلڈ بنک کی "یہ مہربانیاں" جاری رہیں تو بہت جلد ہمارا قومی معیشت میں زندگی کے بقیہ آثار بھی ختم ہو جائیں گے اور اسلام کی حرمت و غیرت پر مر مٹنے والی پاکستان قوم کے ہاتھ میں کشکولِ گدائی دے کر عالم یہود اپنے اعصابی تناؤ کو سکون پہنچائے گا۔

دوسری طرف مضبوط اور غیر جانبدار قومی اداروں کے تقدس کے خلاف ایک

Marfat.com

سوچی سمجھی سازش کے تحت "کارروائیاں" کی جارہی ہیں اور وہ بھی حکومت کے ہاتھوں ہو رہی ہیں۔ ہمارے ملک کے قومی اداروں میں سے زیادہ تر کی ساکھ تو پہلے ہی خراب ہو چکی ہے جن میں سرِ فہرست پولیس، تعلیم، ٹرانسپورٹ، تعمیرات اور دیگر مالیاتی اور انتظامی شعبے ہیں۔ رہی انتظامیہ وہ تو ازل سے اس ملک کے مفادات اور اس کے مفلوک الحال طبقے کی دشمن ہے۔ اس کی رگوں میں دوڑنے والا خون جب تک سامراجی آقاؤں کی خوراک سے بنتا رہیگا وہ اسی نظام کی وکالت کرتی رہے گی۔ جہاں تک قومی اسمبلی اور سینٹ یعنی مقننہ کا تعلق ہے وہ تو کب سے فساد، شرانگیزی، بدامنی، لوٹ مار اور کرپشن کے مراکز بن چکے ہیں۔ یہ ادارے ملک و قوم کے لئے مفید قانون سازی کی بجائے پاکستانی عوام کے خلاف اسلام اور ملک دشمن طاقتوں کی من مانی آرزوؤں کی تکمیل کیلئے مصروفِ عمل ہیں۔

اب آجا کے عدلیہ اور فوج کے ادارے بچے تھے جن کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کی کوشش پچھلے دس بارہ سالوں سے تیز ہو چکی ہیں۔ فوج اپنے فرائض منصبی چھوڑ کر اگرچہ سیاست اور اقتدار کی حصہ دار بنادی گئی ہے لیکن پھر بھی اس کی ساکھ بہت بہتر ہے اور یہی چیز امید کی کرن ہے۔ اب آئیے عدلیہ کی کارکردگی اور دائرہ کار پر نظر ڈالتے ہیں۔

دنیا کے جس خطے میں بھی انسانی معاشرہ پنپ رہا ہے وہاں کوئی نظام ہے اور کچھ اصولوں کی پاسداری ہو رہی ہے۔ اس کی قوتِ محرکہ صرف اور صرف قانون و ضوابط کی عملداری ہے۔ خود انسانیت کو منظم و مستحکم کرنے کی خاطر اللہ تعالیٰ نے جتنے انبیاء مبعوث فرمائے انہیں جو احکام دیئے ان کا مقصد و مدعا بھی ایسے اصول و ضوابط اور قانون کا احاطہ کرنا تھا جن کے دائرے میں رہ کر انسان اشرف المخلوقات ہونے کا ثبوت فراہم کر سکے۔ یہ کائنات خود ایک قانونِ قدرت کے تحت چل رہی ہے۔ اس میں ایک لمحہ کی بھی بد نظمی آجائے تو نظامِ عالم تل پٹ ہو جائے۔ اس لئے قانون اور ضابطہ انسانی معاشرے کی اہم ضرورت بھی ہے اور خصوصیت بھی۔ شومئی قسمت کہ آج کل ہمارے ہاں قانون بنانے والے اور نافذ کرنے والے دونوں معزز ترین ادارے آپس میں دست و گریباں ہیں۔ حکومت اور عدلیہ کی

Marfat.com

حالیہ محاذ آرائی جہاں ہمارے ملک کی بہت بڑی بد قسمتی ہے وہاں حکومتِ وقت کی حد سے بڑھی ہوس اقتدار کی علامت بھی۔

تحریکِ منہاج القرآن نے اس حکومت کے اقتدار کے آنے پر متفقہ پالیسی بنائی تھی کہ دور رس ملکی اور قومی مفاد کے کاموں میں ہر ممکن حکومت کی حمایت اور اس کے ساتھ تعاون بھی کریں گے لیکن بہت تھوڑے عرصے میں اس مقتدر طبقے نے اپنی ناکامیاں طشت ازبام کر دی ہیں۔ ملک کی معیشت کو آزاد کرانے والے خود اسے غیروں کے ہاں گروی رکھ چکے ہیں۔ عدلیہ کے خلاف مخاصمت اس کی وہ تاریخی غلطی ہے جس کا خمیازہ پوری قوم کو بھگتنا پڑ رہا ہے۔ صرف ایک دن میں اربوں ڈالر کا تجارتی خسارہ حکومت کی اسی ہٹ دھرمی کا نتیجہ ہے۔ ایسے میں قومی اور ملی درد رکھنے والے قومی اور مذہبی راہنماؤں کو آگے آنا ہوگا اور اکیسویں صدی کی دہلیز پر کھڑی پاکستانی قوم کی راہنمائی کرنا ہو گی۔ اب وقت آگیا ہے کہ غیرت مند پاکستانی قوم اور مصطفوی تحریک کے کارکن اس باطل نظام کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔ اسلام اور ملک دشمن طاقتوں کے استعماری ایجنٹوں سے ایک ایک پائی کا حساب لیں۔ یہ منافق' باطل پرست' جھوٹے اور بد دیانت حکمران ہماری تاریخ پر بدنما دھبے ہیں۔ جن ہاتھوں میں ان کی ڈوریاں ہیں انہیں بھی اور ان ننگِ انسانیت کٹ پتلی حکمرانوں کو بھی اٹھا کر سمندر میں پھینکنا ہو گا ورنہ زندگی اسی مفلسی اور بے چارگی کے نیچے سسکتی رہے گی۔

(نومبر' ۹۷ء)

Marfat.com

روحِ امم کی ممات کشمکش اقتدار

جس طرح جمود اور امن میں فرق ہے اسی طرح انقلاب اور شورش بھی دو الگ الگ اصطلاحات ہیں۔ جمود انسانی فکر میں ہو یا قوموں کی زندگیوں میں، آگے بڑھنے سے روکے رکھتا ہے جبکہ زندہ شخصیات اور اقوام فریبِ سود و زیاں سے بالا ہو کر زندگی کا ساتھ دیتی ہیں۔ محنت اور ٹھوس منصوبہ بندی ہے آگے بڑھتی ہیں۔ ان کی راہ میں گلستان آتے رہیں تو وہ جوئے نغمہ خواں رہتی ہیں اور اگر قومی وجود خطرے میں پڑتا دکھائی دے اور ضرورت پڑے تو انہیں سیلِ تندرو بن کر گزرنا بھی آتا ہے۔ لیکن یہ "تندروئی" بدامنی اور تخریب نہیں ہوتی بلکہ اس حال میں بھی اصول و ضوابط کی پاسداری ان کا شعار رہتی ہے۔ وہ جوش میں ہوش کا دامن نہیں چھوڑتیں۔ ان کیلئے اپنے پرائے کی تمیز قائم رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ وہ مزاحمت ضرور کرتی ہیں لیکن ایسی نہیں جس سے ان کی دانائی اور حکمتِ عملی پر کل کوئی انگشتِ اعتراض اٹھائے۔

انسانی تاریخ میں سب سے بڑا اور دور رس انقلاب "مصطفوی انقلاب" تھا۔ یہ عرب کے ان بدوؤں کے ہاتھوں رونما ہوا جو لڑائی جھگڑوں میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ ان کے سامنے دین و ملت کا کوئی تصور تھا ہی نہیں قربانی کے جذبات کی گنجائش کیسے نکلتی، لیکن ہادی عالم، محسنِ انسانیت نبی کریم ﷺ کی بے لوث تربیت اور بے مثل قیادت تھی جس نے ان کبر و نخوت کے بتوں کو اسلام کا سچا خادم اور جانثار بنا دیا۔ اس عالمگیر مصطفوی انقلاب کی اصل قوت یہی اخلاص و للہیت تھی، یہی جذبہ دین اور بے نفسی تھی۔ حضورِ ﷺ کے ان جانثاروں میں سے کوئی ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جس کے دل میں اسلام کی عظمت کی بجائے شخصی غرض و غایت جڑ پکڑ سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کا پرچم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور میں ہی دنیا کے تین بڑے براعظموں پر لہرایا۔ جہاں دعوت اور تبلیغ کا عظیم

Marfat.com

کام چلا وہاں کبھی خونی تصادم کی نوبت نہ آئی اور جہاں طاغوت نے بغاوت ور سر کشی اختیار کی وہاں حیدرؓ و خالدؓ کی تلواریں بے نیام ہوتی گئیں۔ اس پورے انقلابی Process میں ان کی ذات حائل نہ ہوئی۔ سیدنا علیؓ سے منسوب وہ مشہور واقعہ اس حقیقت کا شاہد و عادل ہے جس میں انہوں نے ایک کافر کو جہاد میں چت گرلیا تو اس نے آپ کے چہرہ مبارک پر تھوک دیا۔ آپ اس کے سینے سے فوراً نیچے اتر آئے۔ پوچھنے پر حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس حالت میں اسے قتل کر دیتا تو اس میں میرے نفس کا غصہ بھی شامل ہوتا جبکہ میں اپنی ذات کی ہر رغبت، ہر خواہش اور ہر ستائش سے بلند ہو کر راہِ اسلام میں جہاد کا فریضہ سرانجام دے رہا ہوں۔ علی شیر خدا کا یہ عمل گواہی دیتا ہے کہ جنگ ہو یا امن ان کے پیشِ نظر صرف اور صرف رضائے الٰہی کا حصول تھا، امنِ عالم کی تڑپ تھی، انسانیت سے محبت اور آگے بڑھنے کا پاکیزہ جذبہ تھا۔ اقبالؒ نے اسی طرزِ زیست اور کشمکشِ انقلاب کو روحِ امم کی حیات قرار دیا ہے۔

اس کشمکش میں جواں جذبے، تعمیر ملت کی تڑپ اور سب سے زیادہ اخلاصِ عمل کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ عناصر ہوں تو وہ "کشمکش انقلاب روح امم کی حیات" بنتی ہے اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہو تو ہر کشمکش ہنگامہ آرائی، شورش اور قتل و غارت گری کی صورت میں قوم کی موت بن جاتی ہے۔ انقلاب اور کشمکش کی نتیجہ خیزی اس نیت پر موقوف ہوتی ہے جو انقلابی عمل کی اصل محرک ہوتی ہے۔ اس لئے تاریخِ انسانی میں آنے والے انقلابات تخریبی اور تباہ کن بھی تھے اور تعمیری اور حیات بخش بھی۔ انقلاب کا محرک جذبہ تعمیری ہوگا تو اس کے نتائج مثبت اور ثمر آور ہوں گے ورنہ اس سے سو فیصد خون خرابے اور ہنگامہ آرائی متوقع ہوتی ہے۔ جذبہ تعمیری تب ہوتا ہے جب انسان ذات کے حصار سے نکل کر کائنات کیلئے سوچتا ہے۔ شخصی انا اور خود پسندی سے اوپر اٹھ کر ملک و ملت کے مفاد کو عزیز سمجھتا ہے۔ اس کی کاوشوں میں تشہیرِ ذات اور خود نمائی کا عنصر کم اور ملت کا درد زیادہ ہوتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ ایسے لوگ نہ صرف زندگی میں بلکہ صدیوں تک اقوام و ملل کے مقتداء و پیشوا رہتے ہیں۔ انہیں تاریخ بھی سلام کرتی ہے اور قوم و ملت بھی خراجِ تحسین پیش کرتی ہے۔ ایسے عظیم

Marfat.com

لوگ تاریخ کی گرد میں کبھی گم نہیں ہوتے بلکہ شاہراہِ حیات کے سنگِ میل بن کر صدیوں تک قافلہ انسانیت کی رہنمائی کا منصب سنبھالے رکھتے ہیں۔

ہماری تاریخ کا افق ایسے ہی راہنماؤں سے جگمگا رہا ہے جنہوں نے فریبِ سود و زیاں سے بالا تر اور وہم و گماں سے آگے گزر کر ملت کی خدمت کو اپنا فریضہ سمجھا۔ دور کیا جانا تحریکِ پاکستان کے بے لوث قائدین کو دیکھ لیجئے' ہماری قومی تاریخ کے اوراق پر ان کے چرچے ہمیشہ زندہ و تابندہ رہیں گے۔ انہوں نے "روحِ امم کی حیات" کو سمجھا اور امر ہو گئے لیکن کشمکشِ انقلاب تھوڑے عرصے بعد قومی زندگی میں مثبت نتائج پیدا کرنے کی بجائے" کشمکشِ اقتدار" میں بدل گئی۔

پاکستان نے جن ہنگاموں کی کوکھ سے جنم لیا تھا ان کا تسلسل پورے پچاس سال گزر جانے کے بعد بھی جاری ہے۔ ایسا لگتا ہے جس منزل کیلئے قائداعظم کی قیادت میں مسلمانانِ ہند نے جدوجہد کا آغاز کیا تھا وہ ابھی تک نظروں سے اوجھل ہے۔ ہماری پوری قوم لاشعوری طور پر ہنگامہ آراء اور شورش پسند سی ہو گئی ہے۔ ہر روز نئی اور انوکھی صورتحال کا مقابلہ گویا اس کی خو میں شامل ہو چکا ہے۔

قومی اسمبلی میں ہنگامہ نہ ہو تو سیاسی موسم بے مزہ رہتا ہے۔ قومی راہنما گتھم گتھا نہ ہوں تو اخبار کی خبر میں دلچسپی پیدا نہیں ہوتی۔ اس قوم کے اعصاب اتنے مضبوط ہو چکے ہیں کہ اب بڑے سے بڑا حادثہ بھی اسے "حادثہ" محسوس نہیں ہوتا۔ جب احساس ہی ختم ہو جائے تو زندگی اور موت' نیکی اور بدی' شر اور خیر میں کوئی فرق نہیں رہتا۔

پاکستان آج تاریخ کے جس المناک اور سنگین ترین آئینی بحران کی لپیٹ میں ہے اس کی مثال نہ تو پچاس سالہ ملکی تاریخ میں ملتی ہے اور نہ کسی اور ملک کی سیاسی تاریخ میں۔ عدلیہ' انتظامیہ اور مقننہ کے اس باہمی تصادم نے پاکستان کا وقار خاک میں ملا دیا ہے۔ غیر ملکی ذرائع ابلاغ اور بالخصوص وہ مغربی میڈیا جو اسلامی ممالک کے اختلافات اور کمزوریوں کو ویسے بھی بڑھ چڑھ کر بیان کرتا ہے اس نے دنیا بھر میں یہ باور کروا رکھا ہے کہ دوسرے مسلمان

Marfat.com

ممالک سمیت پاکستانی قوم کے مزاج سے بھی جمہوریت اور امن پسندی کوسوں دور ہے۔ مسلمانوں کا کام ہی خون خرابہ ' مار دھاڑ ' قتل وغارت گری اور بلاجواز ہنگامہ آرائی ہے۔ انہیں اگر کوئی چیز محبوب ہے تو وہ دولت واقتدار کی ہوس ہے۔ اس کیلئے وہ ہر قیمت ادا کرنے کو تیار رہتے ہیں۔ ایک شخص کی ہوسِ اقتدار ہزاروں لاکھوں جانوں کا خون بہا کر بھی پوری نہیں ہوتی۔ اس کی واضح مثالیں الجزائر ' مصر ' عراق اور افغانستان وغیرہ میں جاری خانہ جنگیاں ہیں۔ اللہ نہ کرے اس پیمانے پر ہمارے ملک میں بھی خون ناحق بہنا شروع ہو جائے لیکن اس وقت قانون کا قتلِ عام جس قدر ہو چکا ہے وہ خون خرابے سے کہیں باعثِ عبرت وندامت ہے۔ قومیں اقتصادی بدحالی کو برداشت کر لیتی ہیں ' قحط الرجال کا ازالہ بھی ہو سکتا ہے لیکن آئین اور قانون کی ناکامی سے بڑی نامرادی ان کیلئے اور کوئی نہیں ہوتی۔ آج کم وبیش یہی صورت ہمارے ساتھ ہے۔ لحہ بہ لحہ بدلتی صورتحال نت نئے خدشات کو جنم دے رہی ہے ۔ صدر ' وزیراعظم اور چیف جسٹس اب کھل کر اکھاڑے میں اتر آئے ہیں۔ اس قومی دنگل میں عوام الناس کی حسرتیں ' تمنائیں اور آرزوئیں بری طرح مسلی جا رہی ہے۔ یوں لگتا ہے یہ سب مہرے ہیں اصل طاقتیں پس پردہ ان کو نچا رہی ہیں ورنہ اتنی بے رخی ' بے حمیتی ' بے رحمی اور ہٹ دھرمی تو چھوٹے بچے بھی لڑتے ہوئے نہیں کرتے۔ ہمیں اندرونی و بیرونی ہزاروں مسائل کا سامنا ہے ' دوسری قومیں زمین سے اٹھ کر دوسرے ستاروں پر کمند ڈال رہی ہیں لیکن قوم کے یہ "ضدی ناخدا" ایک دوسرے کی کشتی کو بھنور میں ڈبو کر ہی دم لینا چاہتے ہیں ۔ یاد رکھیں قوم ان آئین شکن اور قانون کے سوداگروں کو کبھی معاف نہیں کریگی۔

تحریکِ منہاج القرآن ان سنگین حالات کی نزاکت سے بے خبر نہیں۔ وہ تیزی سے بدلتی ہوئی ملکی اور قومی سیاست پر گہری نظر رکھے ہوئے ہے۔ حال ہی میں ہونے والی مرکزی مجلس شوریٰ کے سامنے یہ اہم سوال رکھا گیا ہے کہ تحریک کو اس نازک موڑ پر ملک و ملت کیلئے کیا کرنا چاہئے۔ انشاء اللہ بہت جلد کوئی موثر انقلابی حکمت عملی طے کر لی جائے گی۔

Marfat.com

اب حالات نے خود گواہی دے دی ہے کہ اس نظام کو بدلے بغیر موثر پیش رفت ہر گز ممکن نہیں ہے۔ نظام بدلنے کیلئے ہمیں کیا کرنا ہو گا اس کے لئے ہر باشعور شخص کو متوقع صورتحال کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ کر لینا چاہیے۔

(دسمبر ۹۷ء)

Marfat.com

سال98ء

Marfat.com

Marfat.com

عالمی بساط پر گذشتہ سال کے اثرات اور عالم اسلام

سال 1997ء بھی ہمیشہ کی طرح تاریخ کا حصہ بن گیا۔ عالمی بساط پر اس سال نے کون کونسی تبدیلیاں لائیں اور تاریخ کے اوراق پر کیایادیں ثبت کیں' آیئے ایک نظر دیکھتے ہیں۔ عالمی سیاست پر اس سال بھی معیشت اور دفاعی صلاحیت ہی اثر انداز رہی۔ امریکہ حسبِ معمول واحد سپر پاور کے طور پر "نیو ورلڈ آرڈر" کے خاکوں میں رنگ بھرنے کی کوشش میں مصروف رہا۔ نوجوان کلنٹن یہودیوں کی حمایت سے دوبارہ صدارتی انتخاب جیت کر امریکہ کے اقتدار پر براجمان رہا۔

چین نے تمام تر امریکی اور یورپی سازشوں کے باوجود سیاسی اور اقتصادی محاذ پر واضح کامیابیاں حاصل کیں۔ عالمی تجارتی مرکز ہانگ کانگ کا آخری برطانوی نوآبادیاتی خطہ بھی ۱۵۰ سال بعد چین کی عملداری میں واپس آیا۔ روس میں سرخ سامراج کی باقیات توڑ پھوڑ کا شکار رہیں اور روسی عوام دماغ سے سوچنے پر مجبور ہوئے کہ کمیونسٹوں کی واپسی ناممکن ہے۔ تاہم اس سال روس نے اپنی خارجہ پالیسی میں امریکہ کو ایک طرف رکھتے ہوئے چین اور عراق جیسے ممالک کی ہمدردیاں حاصل کر کے ایشیاء اور مشرقِ وسطیٰ میں عمل دخل کا واضح ثبوت دیا۔ جنوبی ایشیاء کے ٹائیگرز ممالک ملائشیا' انڈونیشیا' تھائی لینڈ' کوریا حتیٰ کہ جاپان' دیکھتے ہی دیکھتے اقتصادی میدان میں عرش سے فرش پر آن گرے۔ ماہرینِ معیشت کے ذمے یہ بتانا باقی ہے کہ یہ تنزلی امریکہ کے عالمی نظام کا حصہ ہے یا ان ممالک کی داخلی کمزوریوں کا شاخسانہ۔ متحدہ یورپی یونین بدستور "کرسچن کلب" ہی رہا تاہم سیاسی اور اقتصادی پالیسیوں میں امریکہ کے ساتھ بظاہر دوستی کے باوجود اس کی آنکھ مچولی جاری رہی۔ برطانیہ میں جہاں ایک کم عمر نوجوان "ٹونی بلیئر" انتخاب کے نتیجے میں کرسیٔ اقتدار پر براجمان ہوا وہاں ایک طلاق یافتہ انسانیت دوست شہزادی ڈیانا کی بے وقت موت نے

Marfat.com

بڑے بڑے شاہی محلات کے درودیوار ہلا کر رکھ دیئے اور عالمی سطح پر غم اور ہمدردی کے نئے ریکارڈ قائم ہوئے۔

اس سال براعظم افریقہ بھی تبدیلیوں کی زد میں رہا۔ "کانگو" میں جہاں صدر "موبوتو" کی ۳۲ سالہ ڈکٹیٹر شپ ختم ہوئی وہاں جنوبی افریقہ میں "نیلسن منڈیلا" عالمی بساط پر عظیم لیڈر کے طور پر قائم رہے اور اپنی زندگی میں اپنے ۵۵ سالہ نائب "تھابو میبی" کو تمام اختیارات سپرد کر کے دنیائے سیاست و قیادت میں ایک اچھی مثال قائم کی۔

اب آیئے! عالمِ اسلام پر بھی ایک سرسری نظر ڈال لیتے ہیں۔ اس کی ابتداء اگر مشرقِ وسطیٰ سے کریں تو وہاں نسبتاً خوش آئند تبدیلیاں رونما ہوتی نظر آتی ہیں جو آگے چل کر مجموعی طور پر عالمِ اسلام کی قسمت میں اہم کردار بھی ادا کر سکتی ہیں۔ خاصے عرصے کے بعد مصر سعودی عرب اور شام وغیرہ نے مل کر اسرائیل کے خلاف زوردار آواز بلند کی اور دوحہ' قطر میں امریکہ کی زیرِ نگرانی ہونے والی اقتصادی کانفرنس سے اسرائیل کی شرکت پر بائیکاٹ کر کے اسرائیل کی سرپرستی پر امریکہ سے خاموش احتجاج کیا۔ دوسرا قدم عراق کے خلاف کھلی امریکی جارحیت کی حوصلہ شکنی تھی جبکہ تیسرا اور نسبتاً بڑا واضح قدم یہ تھا کہ امریکہ کی تمام تر کوششوں کے باوجود ایران میں ہونے والی اسلامی سربراہی کانفرنس میں تمام عرب ممالک کے سربراہان اور اعلیٰ سطح کے وفود نے شمولیت کر کے کسی حد تک ملی یکجہتی کا ثبوت فراہم کر دیا۔ تاہم اسلامی ملک ترکی نے یورپی یونین میں شمولیت کی خواہش ناتمام کیلئے اسرائیل سے فوجی تعاون جاری رکھ کر اسلامی حمیت و غیرت کا منہ چڑایا۔ ادھر الجزائر میں بے گناہ مسلمانوں کا خون ناحق اپنوں کے ہاتھوں بہتا رہا۔ بقول چیئرمین "UNO" انسانی حقوق کی اتنی وسیع پیمانے پر خلاف ورزی کی موجودہ دور میں مثال نہیں ملتی۔ دوسری طرف مصر کے تاریخی شہر "الاقصر" میں ۶۰ سے زائد غیر ملکی سیاحوں کا قتل' عالمِ کفر کے ساتھ "بنیاد پرست" مصری مسلمانوں کے احتجاج کی صدائے بازگشت بن کر بہت سے خدشات کا باعث بنا۔

ایران کی قومی تاریخ میں نئی ترقی پسند مذہبی قیادت "علی خاتمی" کی کامیابی اور

Marfat.com

OIC کے بھرپور اجلاس کی کامیابی جیسے اہم واقعات نے گذشتہ سال کو اور بھی اہم بنا دیا ہے۔ یہ دونوں واقعات دراصل ایران کو اسلامی دنیا کی صف میں واپس لانے کے ساتھ ساتھ یورپ اور امریکہ کے ساتھ خوشگوار تعلقات کی نوید بھی ہیں۔

فلسطین کی "خود مختار" ریاست میں جہاں "الخلیل" شہر کا اضافہ ہوا وہاں یہودی بستیوں کی تعمیر کے ساتھ اسرائیل امن سمجھوتے کی دھجیاں بھی اڑاتا رہا۔ فلسطینی مسلمانوں کا سڑکوں پر احتجاج اور گرفتاریوں کے ساتھ شہادتوں کا تسلسل بھی قائم رہا۔ تاہم حماس کے معذور قائد شیخ احمد یٰسین کی ۸ سال کے بعد غیر متوقع رہائی فلسطینی مجاہدین کیلئے حوصلہ افزاء قدم ثابت ہوئی۔

افغانستان میں طالبان تحریک نے قابلِ ذکر پیش قدمی کی۔ دارالحکومت کابل پر قبضے کے بعد مئی کے آخری عشرے میں پاکستان سمیت سعودیہ نے بھی طالبان حکومت کو تسلیم کر لیا جس سے سفارتی سطح پر انہیں خاطر خواہ وثوق اور وقار نصیب ہوا جبکہ اسی سال بدنصیب افغانستان کے شمالی اتحاد میں شامل جنرل مالک کے ساتھ خانہ جنگی میں ہزاروں لوگوں کا بے رحمانہ قتل اور اجتماعی قبروں کی دریافت تاریخ انسانیت میں "ہلاکو" اور "چنگیز" کی یادیں ایک بار پھر تازہ کر گیا۔ بھارت کی داخلی سیاست اگرچہ اختلاف وانتشار کی زد میں رہی لیکن کشمیر میں اس کے ۷ لاکھ سے زائد فوجی خونخوار بھیڑیوں کی طرح حسبِ معمول خونِ مسلم کی ندیاں بہاتے رہے۔ خونِ مسلم کی اس ارزانی کے ساتھ ساتھ اس سال دسمبر کی ایک یخ بستہ رات میں مسلمانوں کی ۶ سو سالہ روحانی خانقاہ "حضرت شاہ ہمدان" کو بھی نذرِ آتش کر دیا گیا۔ عالمِ اسلام کے پانچ درجن حکمرانوں میں سے کسی نے اس مقدس تاریخی اور روحانی مرکز کی مسماری پر بھارت سے قابلِ ذکر الفاظ میں احتجاج تک نہ کیا اور یوں یہ سال مجموعی طور پر عالمِ اسلام کی بے حسی، بے وقعتی اور بے حمیتی پر احتجاج کرتے ہوئے رخصت ہو گیا۔

(جنوری ۹۸ء)

Marfat.com

پاکستان کے مستقبل پر "مذہبی دہشت گردی" کے سائے

فرقہ بندی مذہبی ہو یا نسلی' لسانی ہو یا جغرافیائی ہر صورت میں اعلیٰ انسانی قدروں اور اخلاقیات کے معیاری اصولوں کو بری طرح متاثر کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خالقِ کائنات نے دینِ اسلام کو ماننے والوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ وَ اعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوۡا ۔ "اے امتِ مسلمہ! اللہ (کے دین) کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور باہمی تفرقہ میں نہ پڑو"۔

تفرقہ کی اساس نفرت اور کبر و نخوت ہے جس کا منطقی نتیجہ دشمنی اور انسانی خون خرابہ ہے جبکہ اتحاد و اجتماعیت کی بنیاد باہمی محبت' اعتماد اور برداشت ہے جس کا منطقی نتیجہ امن و سکون اور تحفظِ جان و مال ہے۔ نفرتیں تب جنم لیتی ہیں جب دلوں میں کدورتیں پیدا ہو جائیں اور انسان کے مفادات کا باہمی ٹکراؤ ہونے لگے لیکن یہی تو فرق ہے انسانی اور حیوانی معاشرے میں۔ انسان میں قوتِ برداشت' فراست اور حکمت و تدبر کی خصوصیت اسے حیوان سے ممتاز کرتی ہے جبکہ حیوان اور خون خوار درندے اپنے عارضی مفادات کے پیشِ نظر ایک دوسرے کی چیر پھاڑ کرتے ہیں لیکن اس طرح جان سے مار دینے کی نوبت تو شاید ان کے درمیان بھی پیدا نہیں ہوتی۔ ہمارے ملک میں یوں تو بے شمار آفتیں اور مصیبتیں ہیں جو آئے روز عوام و خواص کو بے چین' مضطرب اور پریشان رکھتی ہیں۔ کبھی سیاسی عدمِ استحکام' کبھی معاشی تعطل' کبھی اندرونی خلفشار اور کبھی سرحدوں پر منڈلاتے ہوئے خطرات' لیکن ایک عرصہ سے ہمارا ملک پاکستان ایک بہت ہی خطرناک سازش اور جان لیوا بیماری میں مبتلا ہو چکا ہے اور وہ ہے مذہبی فرقہ پرستی کی لعنت۔ مذہبی دنیا میں نظریات و افکار پر اختلاف ایک عام سی بات ہے لیکن یہ اختلافات جب نفاق کی شکل اختیار کرتے ہیں تو خون خرابے کا باعث بنتے ہیں۔ تاہم تاریخِ اسلام میں خوارج کے علاوہ مذہبی فرقوں کا باہمی تصادم اس صورت سے

Marfat.com

سامنے نہیں آیا۔

ہم پہلے بھی ان صفحات میں گزارش کر چکے ہیں کہ پاکستان میں موجودہ "دہشت گردی" مذہبی نہیں بلکہ دشمنانہ سرگرمیوں کا حصہ ہے جس کے ڈانڈے نئے عالمی نظام سے ملتے ہیں جو یہودیوں کی زیرِ نگرانی تکمیل پذیر ہے۔ شیعہ 'سنی اختلافات کو ہوا دیکر پاکستان کو اس کے ہمسایہ برادر اسلامی ملک ایران سے باہمی متصادم کرنے کی دیرینہ خواہش امریکہ اور اسرائیل کا باقاعدہ طے شدہ پروگرام ہے۔ جو لوگ براہِ راست دونوں طرف سے اس باہمی خون خرابے میں مبتلا ہیں وہ اسی یہودی سازش کا حصہ بن رہے ہیں۔ انہیں خود بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ اس طرح کونسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ایک دو علماء کو ختم کر دینے سے نہ فرقہ ختم ہوتا ہے اور نہ کمزور بلکہ جذبات کا اشتعال نفرت کی آگ کو اور بھڑکاتا ہے۔

پچھلے دنوں "مومن پورہ" قبرستان میں جو افسوسناک سانحہ ہوا پاکستان کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اس سے قبل مساجد اور امام بارگاہوں پر پولیس کھڑی ہوتی تھی مگر اب تو قبرستانوں میں تجہیز و تکفین کا عمل بھی کلاشنکوفوں کے سائے میں ہو رہا ہے۔ کاش! حالات یہ دن نہ دکھاتے اور ہم اس قدر تباہی کے کنارے نہ پہنچتے۔

ہمارا دین امن کا عالمی منشور ہے' ہماری ملت روئے زمین پر امن و سلامتی کی نقیب ہے' ہمارے نبی ﷺ پوری کائنات کیلئے رحمت ہیں۔ انہوں نے ہمیں باہم محبت کا سبق دیا تھا لیکن یہ امت حقیقی دشمنوں کو پہچاننے کی بجائے باہمی خون خرابے کو دین کی خدمت سمجھ بیٹھی۔

پاکستان ایک اسلامی نظریاتی ملک ہے اس میں مذہب کو نظام حکومت کے طور پر متعارف کروانا جن علماء کا فریضہ تھا وہاں ان کے دامن پر بدقسمتی سے "دہشت گردی" کا دھبہ لگ چکا ہے۔ اسلام سے ذہنی طور پر بیزار جدید تعلیم یافتہ طبقہ تو ویسے بھی علماء کو ایک "عجیب مخلوق" سمجھتا تھا اب نوبت بہ ایں جا رسید کہ باریش لوگوں سے عام لوگ خوف کھانے لگ گئے ہیں۔ اللہ نہ کرے حالات الجزائر' مصر' ترکی اور عراق کی طرح بن جائیں جہاں اسلامی

Marfat.com

ممالک سے حکمرانوں نے خود اسلام کو دیس نکالا دے دیا ہے۔ اگر ایسا ہوا تو قیامِ پاکستان اور اس کی خاطر ہونے والی لاکھوں قربانیوں کا جواز ختم ہو جائے گا۔ نظریہ ہی نہ ہو تو زمین کا خطہ ہمارے کس لائق، لیکن اتنا بڑا تاریخی المیہ اگر "مذہبی طبقے سے رونما ہو رہا ہے تو اس میں قصور کس کے ہاتھ پر تلاش کیا جائے گا ہم حکومتِ وقت کو اس جرم میں برابر کا قصور وار ٹھہراتے ہیں جس کی ناک کے نیچے ملک و ملت کی ساکھ خراب ہو رہی ہے اور وہ "سب ٹھیک ہے" کا ورد کرتے تھکتی نہیں۔

آج تک دونوں طرف سے دہشت گردی میں ملوث مجرموں میں سے کسی بھی ایک کو قرار واقعی سزا نہیں ملی اور نہ ہی دونوں متصادم گروہوں کو سازگار ماحول میں بٹھا کر صلح صفائی کے عمل کو آگے بڑھانے کی کوشش کی گئی۔ حکومت چاہے تو اس آتش فشاں دہشت گردی کا منہ بند ہو سکتا ہے ورنہ حکومت اور عوام دونوں اس کی زد میں محفوظ نہیں رہ سکیں گے اور یوں ملک کا مستقبل بھی خطرے میں پڑ جائے گا۔

(فروری ۹۸ء)

Marfat.com

خلیج میں امریکہ کی مایوسی اور عالم اسلام کی ذمہ داری

پچھلے دنوں خلیج میں صورتحال جس قدر نازک موڑ پر جا پہنچی تھی اس سے ساری دنیا میں ایک عجیب اضطراب پیدا ہو جانا ایک فطری عمل تھا۔ دنیا کی سب سے بڑی عسکری اور سیاسی قوت امریکہ 'اپنے واحد اتحادی برطانیہ کے ساتھ ملکر عراق پر آتش و آہن کی بارش کرنے کو بے تاب نظر آتے تھے۔ دونوں ممالک کے نوجوان سربراہان نے اپنی مسلح فوجیں' بحری بیڑے اور بمبار طیارے اگرچہ اب بھی خلیج میں بھیج رکھے ہیں اور کویت کی سرزمین پر اب بھی دن رات فوجی مشقیں جاری ہیں لیکن اب ان کی ہیجان آمیز صورتحال میں نرمی آگئی ہے۔ بمبار طیاروں میں بیٹھے امریکی' برطانوی اور اسرائیلی پائلٹ اب "کاک پٹ" سے نیچے اتر آئے ہیں جو کئی دن تک اس انتظار میں رہے کہ ابھی طبل جنگ بجتا ہے اور ہم رن وے سے اڑ کر عراق پر بم برسانے کا شوق پورا کرتے ہیں۔

وہ تو بھلا ہو سلامتی کونسل کے بقیہ تینوں ارکان ممالک کا جنہوں نے آگے بڑھ کر امریکہ کے منہ زور گھوڑے کو لگام دی۔ روس نے اس موقع پر خاصا فعال کردار ادا کیا۔ بوڑھے بیمار روسی صدر یلسن نے تو امریکہ کی سخت گیر پالیسی پر خاصی کاری ضربیں لگائیں۔ اپنے سفیر مغربی ممالک کے دوروں پر روانہ کیے اور ایک نائب مستقل بغداد میں بٹھا دیا جو مختلف سفارتکاروں سے رابطہ کرتا رہا اور جنگ کے خطرناک عالمی نتائج سے متنبہ کرتا رہا۔ اسی طرح چین اور فرانس نے بھی کھل کر ضدی امریکہ کی مخالفت کی بلکہ یورپی یونین نے تو برطانیہ کی بھی اس بات پر خوب خبر لی ہے کہ تم اکیلے امریکی دوستی کے سمندر میں اتنے گہرے کیسے اتر گئے۔ ادھر امریکہ کے وزیر دفاع سے لے کر امریکہ کی وزیرِ خارجہ میڈلن البرائٹ تک تمام مسلسل عالمی دوروں پر امریکہ کیلئے حمایت حاصل کرنے کی ناکام کوشش کرتے رہے۔ انہوں نے سب سے زیادہ محنت سعودی عرب' مصر اور کویت وغیرہ پر

Marfat.com

کی لیکن کویت کے علاوہ سب عرب ملکوں نے حیران کن حد تک جرأت کا مظاہرہ کیا اور عراق کے خلاف نہ صرف جنگی کاروائی کی مخالفت کی بلکہ اپنے اڈے بھی امریکی طیاروں کے استعمال کیلئے روک دیئے۔ اس کے باوجود امریکہ ہٹ دھرمی میں بضد رہا اور عراق پر لمحہ بہ لمحہ دباؤ بڑھانے کے لئے کوشاں رہا۔

دوسری طرف امریکہ کے اندر عوامی سطح پر بھی امریکی جنگی پالیسی کے خلاف غم و غصے کی لہر دوڑ گئی۔ ایک عوامی اجتماع میں وزیر خارجہ اور وزیرِ دفاع کو خطاب کیے بغیر شرمندگی کے گھونٹ پی کر واپس لوٹنا پڑا۔ ایک سابق صدر سمیت اکثر امریکیوں کا یہ خدشہ تھا کہ عراق پر امریکی حملے سے امریکہ ساری دنیا میں تنہا ہو جائے گا اور صدام عرب اور مسلمان دنیا کا ہیرو بن کر ابھر آئے گا۔ اسی طرح برطانیہ کو بھی اندرونی و بیرونی مخالفتوں کا سامنا تھا لیکن اس خطرناک کھیل کے رکوانے میں سب سے بڑا اور مرکزی کردار UNO کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان نے ادا کیا۔ ۲۱ فروری کو نرم گو اور نسبتاً شریف فطرت سیاہ فام کوفی عنان سلامتی کونسل کے ارکان سے مشورے کے بعد امن کا ایجنڈا لے کر بغداد پہنچے تو ساری دنیا کی نظریں ان پر جمی ہوئی تھیں۔ اکثر لوگوں کا خیال یہی تھا کہ امریکہ کی سخت کڑی شرائط پر مشتمل ایجنڈا صدام کیلئے قابلِ برداشت نہیں ہوگا اور وہ حسبِ عادت اسے ماننے سے صاف انکار کر دے گا' یوں امریکہ کو حملے کا جواز مل جائے گا لیکن خوش قسمتی سے ایسا نہ ہوا۔ کوفی عنان اور اسلامی کانفرنس کے سیکرٹری جنرل نے بغداد آکر ضد کے پکے اور مضبوط اعصاب کے مالک صدر صدام کو نہ جانے کیسے سمجھا لیا اور وہ آٹھ "صدراتی محلوں" کی تلاشی دینے کیلئے تیار ہو گئے اور یوں تیسری جنگِ عظیم چھڑتی چھڑتی رہ گئی' بہر حال یہ عالمی امن کیلئے بہت اچھا شگون تھا۔ کوفی عنان نے ۲۳ فروری کو پریس کانفرنس میں پورے اعتماد اور مسرت کے ساتھ بغداد میں اعلان کیا کہ "خطرے کے بادل چھٹ گئے ہیں۔" یہ خبر سنتے ہی امن پسند لوگوں کی جان میں جان آئی لیکن دہشت گرد امریکہ اور اسرائیل کے پالیسی سازوں کو واضح طور پر اس امن کے معاہدے میں اپنی شکست دکھائی دے رہی تھی۔ صدر کلنٹن اپنے سیکس

Marfat.com

سکینڈل کے بد ترین حملے کی زد میں تھا اور وہ دنیا کی توجہ اپنی طرف سے ہٹا کر عراق کے "کیمیائی اسلحہ کی تباہ کاریوں" پر مرکوز کروانا چاہتا تھا۔ امریکہ نے اب دو دن قبل سلامتی کونسل میں ایک تازہ قرارداد برطانیہ کی طرف سے پیش کروائی ہے جس میں ایک مرتبہ پھر خلیج میں امریکی فوجوں کی موجودگی کے جواز کو تقویت دی جا رہی ہے۔

امریکی اور برطانوی حکمرانوں نے کوفی عنان کے بغداد سمجھوتہ کو دل سے تسلیم ہی نہیں کیا اس لیے وہ اب بھی اسی کوشش میں ہیں کہ عراق کی طرف سے کوئی مزاحمت ہو اور ہم اپنے ٹینکوں پر رکھے ہوئے میزائل عراق پر فائر کر دیں۔ امریکہ دراصل دنیا کی واحد سپر پاور ہونے کے بد ترین گھمنڈ میں مبتلا ہے اور وہ اسرائیل کو بہر صورت خلیج کی طاقت ور ترین قوت کے طور پر باقی رکھنا چاہتا ہے' لیکن یورپی یونین' چین اور روس سمیت سب ممالک اسکی اس باغیانہ روش سے شاکی ہیں۔ علاوہ ازیں اب اسرائیل کے خطرناک عزائم' کھلی جارحیت اور امریکہ کی اس پر مسلسل سرپرستی سے عرب ممالک بھی ہوش میں آ رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمام تر امریکی کوششیں اور سفارتی سرگرمیاں ناکام ہو گئی ہیں۔ یہ اچھا موقع ہے کہ عالم اسلام عراق کویت معاملات کو باہمی رضامندی سے حل کروانے کیلئے مؤثر حکمتِ عملی اختیار کرے۔ اسلامی سربراہی کانفرنس کے عہدیداران کا فرض ہے کہ وہ اس فرصت کو صحیح پیش رفت کیلئے استعمال کریں۔ اگر عراق کے ہمسایہ ممالک خود کہہ دیں کہ ہمیں عراقی جارحیت کا خطرہ نہیں تو امریکی فوج اور اس کے بحری بیڑوں کی وہاں موجودگی کا جواز خود بخود ختم ہو جائے گا۔ کاش اگر ایسا ہو جائے تو اگلی صدی میں اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کے راستے میں دنیا کی کوئی طاقت روڑے نہیں اٹکا سکتی۔

(مارچ ۹۸ء)

Marfat.com

ہمارا قومی تشخص ۔۔ بسنتی ثقافت کی زد میں

امتِ مسلمہ کے ہمہ گیر زوال میں سب سے خطرناک مسئلہ یہ ہے کہ اسلامی معاشروں سے دینی اقدار اور مسلم ثقافت کی گرفت بتدریج ختم جبکہ غیر اسلامی اقدار اور مغربی تہذیب و ثقافت کی چھاپ گہری ہوتی جارہی ہے۔ ہمارا طرزِ معاشرت' اندازِ رفتار و گفتار' پہننے اوڑھنے اور کھانے پینے کے ڈھنگ' الغرض پیدائش سے وفات تک ہر مرحلہ اور ہر قدم (الاماشاء اللہ) "ترقی یافتہ" مغربی ممالک کی نقالی کی جھلک پیش کرتا ہے۔ دوسری قوموں کے اچھے اطوار اپنانا نہ جرم ہے اور نہ اسلام میں اس کی ممانعت ہے بلکہ حدیث نبوی ﷺ کے مطابق "حکمت مومن کی گمشدہ میراث ہے اسے جہاں پائے حاصل کرلے"۔ اچھی عادات و خصائل جس تہذیب میں ہوں گے ان پر عمل کرلینا یا انہیں اپنا لینا ہی حکمت ہے اور یہی اسلام ہے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ اچھائی اور برائی کا معیار مقرر کرتے ہوئے مسلمہ اور بنیادی اسلامی اصول و ضوابط کو پیشِ نظر رکھا جائے۔

جہاں تک تفریحِ طبع کا تعلق ہے تو اسلام میں اسکی پوری گنجائش موجود ہے لیکن یہ گنجائش ایک خاص حد تک ہے۔ شرافت' طہارت اور شائستگی کے دائرے میں رہ کر انجوائے کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن جہاں مال' وقت اور ایمان کا ضیاع ہو وہاں جانے کیلئے اسلام سختی سے منع کرتا ہے۔ پچھلے دنوں بسنت کے نام پر پنجاب کے مختلف شہروں اور بالخصوص لاہور میں جو طوفانِ بدتمیزی جاری رہا یہ ہماری موجودہ نسل کے لادینی رجحانات کا عکس تھا۔ بسنت ایک ہندوانہ موسمی تہوار ہے لیکن اب لاہور جیسے شہروں میں پورا سال اس کا انتظار ہوتا ہے۔ اس سال تو حکومت نے "سرپرستی" کرکے قصہ ہی تمام کردیا۔ ۲۱ فروری کی رات لاہور کے کسی ہوٹل میں جگہ نہیں تھی۔ کراچی سے پشاور تک اور بھارت سے لے کر متحدہ عرب امارات تک اعلیٰ شخصیات بسنت میلے میں شرکت کرنے آچکی تھیں۔ لاہور کے ایک قومی روزنامہ کے تعاون سے لاہور کے ایک فلم سٹوڈیو کی

Marfat.com

چھت پر ہونے والے ایک "تفریحی پروگرام" میں ۱۵ لاکھ روپے کی عیاشی ہوئی۔ اسی تقریب میں اعلیٰ حکومتی عہدیداروں سمیت بھارت سے آئے ہوئے وفد نے ہماری خواتین کے ساتھ بھنگڑا ڈالا جبکہ عین اسی رات بی بی سی سے کراچی اور کشمیر میں درجنوں مسلمانوں کی شہادت کی خبریں بھی موصول ہوئیں۔

یہ انتہائی خطرناک روش ہے حکومت نے جمعہ پر خطبے کے لئے تو سپیکر ممنوع کر دیئے اور اس رات اہلِ لاہور چھتوں پر چڑھ کر انڈین گانوں کے ساتھ رقص کرتے رہے لیکن کسی نے ان کی خبر نہیں لی۔ اگر اس رسم میں در آنے والی قباحتوں کا تدارک نہ کیا گیا تو ہماری نوجوان نسل اپنے قومی تشخص اور مذہبی اقدار سے مزید نابلد ہو جائے گی۔

(مارچ ۹۸ء)

Marfat.com

ہم نئے عزم سے بنیادِ سحر رکھتے ہیں

یہ بات کسی باشعور فرد سے پوشیدہ نہیں کہ ہم نے آج سے پچاس سال قبل دنیا کے نقشے پر ایک عظیم اسلامی مملکت کا قیام عمل میں لا کر بطور قوم جو کارنامہ سرانجام دیا تھا وہ تاریخِ عالم کا بالعموم اور تاریخِ اسلام کا بالخصوص ایک ناقابلِ فراموش باب ہے۔ ایک ایسی سرزمین جس پر طویل اسلامی عہدِ حکومت کے بعد استعماری طاقتوں کی آہنی گرفت نے مقامی غیر مسلم قومیتوں سے ملکر اسلامی معاشرت و سیاست کے امکانات بزعم خویش ممکنہ حد تک ختم کر دیئے تھے۔ اس کے شرر آباد بطن سے دو قومی نظریے کے برق رفتار اثرات نے پورے ماحول کو چند سالوں میں بدل کر رکھ دیا۔ اس میں شک نہیں کہ تحریکِ پاکستان میں اقبال کا فکر اور قائدِ اعظم کی مومنانہ فراست و راہنمائی نے مرکزی کردار ادا کیا لیکن یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ تحریکِ پاکستان از اول تا آخر خالصتاً مذہبی' دینی اور روحانی جذبات سے مغلوب مسلمانوں کی ایسی اجتماعی تحریک تھی جس پر کسی فرقے' کسی خاندان یا کسی مخصوص لسانی' جغرافیائی اور نسلی امتیاز کی چھاپ ہرگز نہیں تھی۔ ملی جذبات کا یہی مثبت انداز قیامِ پاکستان کے تاریخی معجزے کا باعث بنا ورنہ امتیازِ رنگ و نسل اور اختلافِ مذہب و مسلک میں گرفتار قوم تاریخ کا رخ کیسے موڑ سکتی تھی۔

پاکستان کی خالق جماعت مسلم لیگ نے قائدِ اعظمؒ کی پرعزم قیادت میں جس نظریے کا پرچار کیا تھا وہ آج بھی مینارِ پاکستان کے پاس لاہور کے آزادی چوک پر موٹے حروف سے لکھا ہوا ہے۔ "پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ" یہ الگ بات ہے کہ آج ہمارے ہاں قومی سطح کے "دانشور" اس بنیادی نعرے کو سیالکوٹ کے ایک سودائی شاعر کا تخیل کہہ کر نظریۂ پاکستان کے تقدس کو اپنے ناپاک پاؤں کے نیچے مسل کر سیکولر معاشرے کی طرف بڑھنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آزادی کی بھاری قیمت ادا کرنے والے

Marfat.com

لاکھوں مسلمان بوڑھوں' نوجوانوں' عورتوں اور بچوں کے پیش نظر اگر اس لادین معاشرے کا قیام ہوتا تو انہیں متحدہ ہندوستان میں پر امن زندگی گزارنے سے کس نے روکا تھا؟ انہوں نے قافلہ در قافلہ شہادت کی وادی میں اتر کر یہی تو بتایا ہے کہ مسلمان جیسی عظیم قوم دینی تشخص' مذہبی روایات اور ملی غیرت کو داؤ پر لگا کر کسی خطۂ زمین کو اپنا مقصد و محور نہیں بنا سکتی ۔رسولِ کائنات ﷺ کا دیا ہوا مضبوط نظریۂ حیات اسے زمان و مکان کی ہر قید سے آزاد رکھنا چاہتا ہے۔ قومیت کے جغرافیائی' نسلی اور لسانی بتوں کو قافلۂ اسلام نے اس وقت اپنے پاؤں میں روند دیا تھا جب وہ مکہ میں گھر بار' رشتہ دار اور دوست احباب کو چھوڑ کر قائدِ انسانیت ﷺ کے ہمراہ مصطفوی انقلاب کی خاطر خالی ہاتھ مدینہ طیبہ کی اجنبی سرزمین میں جا بسے تھے ۔اس لیے یہ بات تو بطورِ خاص واضح ہو جانی چاہیے کہ پاکستان محض ایک خطۂ زمین کا نام نہیں بلکہ یہ منزل ہے مسلمانوں کے ان قافلہ ہائے بے سرو ساماں کی جنہوں نے اپنا سب کچھ اسلام کی سربلندی کیلئے قربان کر دیا تھا اور یہ نظریہ ہے ان مشاہیر کا جنہوں نے یہاں اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کے خواب دیکھے تھے۔

میرے غیور ہم وطنو! اپنے ارد گرد نظر دوڑاؤ اور دیکھو وہ پاکستان کہاں ہے جو ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کے دن معرضِ وجود میں آیا تھا؟ آپ نے فی الحال ہی میں جس پاکستان کی گولڈن جوبلی منائی اس کے کوہ و دمن میں تلاش کرو ان تشنہ آرزوؤں کو جو ابھی تک اپنے سہانے خواب یعنی پاکستان کی تعبیر کو ترس رہی ہیں۔ اس درماندہ کارواں کی کمزور نظریں ابھی تک صبحِ آزادی کے افق پر جمی ہوئی ہیں۔ کہاں گئی ان کے خوابوں کی جنت اور کب ملے گی ان کی آبلہ پائی کو منزل۔ آج پچاس سال گزر چکے ہیں ہم سب اسی منزل کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے ہیں' کوئی ملک میں اور کوئی بیرون ملک۔ اسی تلاش میں ہم کتنے راہزنوں سے لٹے' کہاں کہاں ہماری رسوائی نہیں ہوئی۔ ہماری سیاسی' سماجی' معاشی' تعلیمی اور انتظامی خرابیوں نے آخری حدوں کو چھو لیا ہے۔ ظلم' ناانصافی اور کرپشن کی رات ہے جو ختم ہونے کو آتی ہی نہیں۔ ہر شعبۂ زندگی میں مایوسیوں کے سائے روز بروز گہرے ہوتے جا رہے ہیں۔ ایک طرف

Marfat.com

مذہبی تفرقہ پروری کا خطرناک جن ہمارے خون سے ہولی کھیل رہا ہے تو دوسری طرف طبقاتی اور لسانی عصبیت نے ملک کی کمر توڑ رکھی ہے۔ معاشی ناہمواری کی یہ حالت ہے کہ ایک طرف عام آدمی دو وقت کی روکھی روٹی اور بدن پر کپڑے کو ترس رہا ہے اور دوسری طرف حکمرانوں کے کتے اور گھوڑے دنیا کی ان نعمتوں سے مستفید ہو رہے ہیں جن کے متعلق اب بھی ترقی یافتہ یورپ کا انسان تصور نہیں کر سکتا۔ آئے دن نئے نئے ٹیکسوں کی بھر مار، قومی اداروں کا نیلام عام، مہنگائی اور بدامنی نے پوری قوم کو مفلوج بنا کر رکھ دیا ہے۔ قومی حمیت و غیرت کی رہی سہی کسر اس وقت پوری ہو گئی ہے جب ہم نے ملک کے تمام اثاثے دشمن ممالک کے ہاتھوں فروخت کر دیئے ہیں۔

ان حالات میں کوئی ذی شعور شخص آرام سے نہیں بیٹھ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ احیائے اسلام کی عالمگیر تحریک منہاج القرآن' پاکستان عوامی تحریک کے پلیٹ فارم سے ایک بار پھر قومی دھارے میں اپنا مؤثر کردار ادا کرنے کیلئے میدانِ سیاست میں اتری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس بار اسے ایک مؤثر اتحاد کی سربراہی کا سنہری موقع بھی ملا ہے ۔اتحاد میں شامل جماعتوں اور راہنماؤں میں سے بعض کے ماضی کے متعلق اکثر لوگوں کو بجا طور پر شکایات ہیں۔ ہماری نظر اپنے حال اور مستقبل پر ہونی چاہیے۔ پیپلز پارٹی ہو یا مسلم لیگ دونوں طرف کی اکثریت سادہ لوح مسلمانوں کی ہے جو اپنی اپنی قیادتوں کے پیچھے محض اس لیے چل رہے ہیں کہ انہیں وہ کھویا ہوا پاکستان مل جائے جہاں ان کی تشنہ آرزوئیں حقیقت کا روپ دھار سکیں لیکن قیادت کی ہوسِ اقتدار نے دونوں طرف ایسا نہیں ہونے دیا۔ اب نئے عزم' نئے حوصلے اور نئے منشور کے ساتھ اس مایوس عوام کی قیادت قائدِ انقلاب پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے ہاتھ آئی ہے ۔انشاء اللہ اسلام اور عوام کے اس اتحاد کے بطن سے اچھے اثرات جنم لیں گے۔ تحریکی کارکن مخالفانہ منفی پروپیگنڈے اور اس سے پیدا ہونے والی مایوسی کے حصار سے خود کو بچائیں اور اپنی ممکنہ توانائیاں اس اتحاد کے مقاصد کے حصول کیلئے وقف کیے رکھیں۔ ہمیں کسی کے کردار کی صفائی یا اس پر لگنے والے

Marfat.com

الزامات کا دفاع کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں۔ ہمیں تو اپنی منزل پر نظریں مرکوز کر کے جد وجہد جاری رکھنی ہے۔ ہاں یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے اچھے فکر و عمل سے دوسروں کو متاثر کریں اور انہیں اسلام کی دنیوی واُخروی برکات سے آگاہ کریں اس اتحاد کے متعلق تردد رکھنے والے احباب کو صلح حدیبیہ اور میثاق مدینہ جیسے اہم تاریخی واقعات اور ان کے نتائج پر ضرور نظر رکھنی چاہیے۔ انشاء اللہ اب قومی سیاست کے افق پر مصطفوی انقلاب کا پرچم لہرائے گا۔ قومی دھارے میں شامل ہو کر اپنے کردار اور قوتِ فکر و عمل سے تاریخ کے اس نازک موڑ پر اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوائیں۔

اٹھ کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے　　مشرق و مغرب میں تیری دور کا آغاز ہے

(اپریل ۹۸ء)

(پاکستان عوامی اتحاد کے قیام کے موقع پر)

Marfat.com

غوری......دو قومی نظریئے کا سائنسی احیاء

تاریخ قوموں کا حافظہ ہوتی ہے۔ زیرک اور محتاط انسان کی طرح اچھی قومیں بھی اپنے حافظے کی درستگی پر خاص توجہ دیتی ہیں۔ یادداشت اور حافظے کو تازہ اور Up To Date رکھنے کیلئے کبھی کبھار دیرینہ واقعات دھرانا ضروری ہوتے ہیں۔ قیامِ پاکستان خود ایک ایسا واقعہ تھا جس نے چودہ سو سال قبل پہلی اسلامی ریاست 'مدینہ کی یاد تازہ کردی تھی۔ ریاستِ مدینہ اور مملکتِ پاکستان کے درمیان ایک ہی قدر مشترک تھی جو ان دونوں کے معرضِ وجود میں آنے کا سبب بنی تھی جسے ہم معروف معنوں میں دو قومی نظریہ کی اصطلاح سے یاد کرتے ہیں۔ یعنی دو مختلف قوموں کے درمیان پایا جانے والا ایسا مذہبی' ثقافتی' تہذیبی اور تاریخی امتیاز جو ان دونوں کے درمیان حدِ فاصل ہو۔ چنانچہ یہی دو نظریہ قیامِ پاکستان کے بعد بھارت سے ہماری تین جنگیں کرا چکا ہے بالکل اسی طرح جیسے فتح مکہ سے قبل مسلمانوں کو کفارِ مکہ کے ساتھ کئی جنگیں کرنا پڑیں۔

برصغیر پاک و ہند کی تاریخ بھی ہمارے قومی حافظے کا حصہ ہے۔ ہندوستان کے میدانوں اور بیہڑوں میں ہمارے آباؤ اجداد کی بہت سی ایمان افروز داستانیں رقم ہوتی رہیں۔ یہ داستانیں دراصل جرأت اور بہادری کے ایسے واقعات ہیں جن کو نظر میں رکھنا بلکہ حافظے میں محفوظ کرنا ہماری نئی نسل کیلئے ازبس ضروری ہے ورنہ "ثقافتی طائفوں" کے باہمی تبادلوں کا مشن تو جاری ہے جس کا ایک ہی نظریہ ہے کہ پاک و ہند کی تفریق مٹا کر پھر سے ایک ہو جانے میں ہماری سلامتی کا راز پوشیدہ ہے۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو ۶ اپریل ۱۹۹۸ء پاکستانی قوم کی تاریخ میں وہ یادگار دن ہے جب ۱۵۰۰ کلو میٹر تک مار کرنے والا پاکستانی ماڈل "غوری" فضاؤں میں بلند ہوا۔ اپنے مخرج سے نکل کر نشانے تک پہنچنے کیلئے اس نے جتنے لمحات فضا میں دوڑتے ہوئے گزارے وہ دراصل اس آٹھ سو سالہ تاریخ کا قرض چکا رہے تھے

Marfat.com

جو شہاب الدین غوری سے لے کر آج تک ہماری نظروں سے اوجھل ہو چکی تھی۔ سلطان شہاب الدین محمد غوری ملتِ اسلامیہ کا وہ عظیم سپہ سالا تھا جس نے اپنے ۳۵ سالہ دور فرمانروائی کا بیشتر عرصہ دشمنانِ اسلام کے خلاف جنگ و جدال میں گزارا۔ سلطان محمود غزنوی کے بعد وہ واحد جرنیل تھا جس نے غزنی سے ہندوستان میں آکر تین بار بھرپور حملہ کیا۔ ایک بار جب اپنے سرداروں کی بزدلی سے اسے ملتان اور گردونواح کے محاذ پر شکست ہوئی اور وہ جان بچا کر زخمی حالت میں واپس غزنی پہنچا تو اس نے راحت و آرام کو اپنے اوپر حرام کر کے دوبارہ زوردار حملے کی تیاریاں شروع کیں۔ چنانچہ ۵۸۷ھ میں وہ ایک بڑے جنگجو لشکر کے ساتھ پشاور اور لاہور سے ہوتا ہوا ملتان پہنچا۔ وہاں سے ہندوستان کے سب سے بڑے اور متعصب ہندو راجہ "رائے پتھورا" کو اسلام کی دعوت دی۔ رائے پتھورا نے ہندوستان بھر کے ۱۵۰ ہندو راجوں کی مدد سے ۳ لاکھ افراد پر مشتمل فوج ترتیب دی اور بڑے بڑے سورماؤں کو جمع کر کے اپنے خداؤں کی قسم کھائی کہ اس بار ایک ایک مسلمان کو ختم کریں گے۔ اس نے طاقت کی گھمنڈ میں شہاب الدین کو ایک تضحیک آمیز خط بھی لکھا کہ "تم شرافت سے اپنے وطن واپس چلے جاؤ تو ٹھیک ورنہ کل میدانِ جنگ تمہارے لیے میدانِ حشر ہوگا" شہاب الدین غوریؒ نے اللہ کے بھروسے پر اسے جنگ کا چیلنج دیا اور دوسرے ہی روز دھلی سے ۴۰ کلومیٹر دور دریائے سرستی کے کنارے صرف ۱۲۰۰۰ لشکریوں کی قیادت کرتا ہوا ہندو راجاؤں اور سورماؤں کے لشکر میں کود گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بہادر سپاہی کو فتح سے نوازا اور پرتھوی راج کو پہلی مرتبہ ناقابلِ تلافی شکست سے دوچار ہو کر بھاگنا پڑا۔

آج پھر اسی متعصب ہندو نے جدید سائنسی ٹیکنالوجی کو استعمال میں لاتے ہوئے اپنے انہی شکست خوردہ راجاؤں کے نام پر پرتھوی 'اگنی' اور ناگ جیسے دور مار میزائل ہماری سرحدوں پر نصب کر کے ہماری ملی اور دینی غیرت کو للکارا ہے۔ ان ہندو دیوتاؤں کا ازلی دشمن شہاب الدین غوری اپنی قبر میں یقیناً اس ہندوانہ منہ زوری پر تڑپا ہو گا۔ چنانچہ آٹھ سو سال پہلے ختم ہونے والا تاریخ کا یہ سفر ۶ اپریل ۱۹۹۸ء کو اسلام اور پاکستان کے مایہ ناز

Marfat.com

فرزند نے عین اسی جگہ سے دوبارہ شروع کیا ہے۔ اینٹ کا جواب پتھر سے دیتے ہوئے ڈاکٹر قدیر خان نے آج پھر ہندو بت پرستوں کو بتا دیا ہے کہ وہ غوری جو آٹھ سو سال قبل یہاں آسودہ خاک ہوا تھا اس کے نظریاتی اور مذہبی بیٹے ابھی مرے نہیں بلکہ فضاؤں میں بھی تمہارا پیچھا کر رہے ہیں۔

قومی حافظے کی اس تجدید کا سہرا پاکستانی قوم کے عظیم محسن اور عالمِ اسلام کے بطل جلیل ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور ان کے شرکائے کار سائنسدانوں کے سر ہے جنہوں نے پوری قوم کے اعصاب سے ہندو بنئے کا خوف ختم کر دیا۔ 1974ء میں جب بھارت نے پہلا ایٹمی تجربہ کیا تھا تو اس وقت سے وہ اپنے رائے پتھورا کی طرح پاکستان سمیت چھوٹے پڑوسی ملکوں کو پھاڑ کھانے کے زعم میں مبتلا تھا۔ اس دوران بھارت نے کئی میزائل بنا کر دنیا کو اپنی عسکری صلاحیتوں سے آگاہ کیا اور پڑوسی ممالک پر اپنی سیاسی‘ عسکری اور نفسیاتی برتری قائم کرنے کی بھرپور کوشش کی۔

پاکستان ایک اسلامی نظریاتی ملک ہونے کے ناطے شروع سے ہی امن پسند ملک رہا ہے لیکن ہندو جیسے بے اصول پڑوسی دشمن کے خطرناک ارادوں کا بروقت ادراک کرتے ہوئے اس نے اپنے دفاع کو ناقابلِ تسخیر بنانے کا مشن خاموشی سے جاری رکھا۔ آج نہ صرف بھارت بلکہ روس‘ امریکہ اور یورپ کے اسلام دشمن ممالک بھی ”غوری“ کے زوردار دھماکے سے پوری طرح آگاہ ہو چکے ہیں۔

بھارت کے متعصب ہندوؤں کی نیندیں ایک بار پھر غوری کی آمد کی خبر سن کر اڑ چکی ہیں۔ ان کے مہابھارت کے تابوت میں غوری نے ایسی ضربِ کاری لگائی ہے کہ وہ ابھی تک سنبھل نہیں سکے۔ انتہاپسند ہندو جماعت BJP کے قائدین اور کارکن ‘سلطان محمود غزنویؒ سے لے کر شہاب الدین غوریؒ اور احمد شاہ ابدالیؒ کے حملوں کا بدلہ لینے کی باتیں کر رہے تھے۔ انہوں نے مغل دور کی زیادتیوں کا حساب چکانے کا عندیہ بابری مسجد شہید کر کے دیا تھا۔ اب غوری کے بعد غزنوی بھی آ رہا ہے اور ہندو سومنات میں ایک مرتبہ پھر ہلچل

Marfat.com

مچے گی۔ ہم پاکستان کی افواج اور قوم کو بھی اس تاریخی کارنامے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں غوری اور غزنوی میزائل دراصل اسی دو قومی نظریئے کا سائنسی احیاء ہے جس کے تحت یہ غیور مسلمان مجاہدین افغانستان اور عرب سے چل کر ہندوستان کے بتکدوں میں اللہ تعالیٰ کے دین کا پرچم بلند کرتے رہے۔

(مئی ۹۸ء)

Marfat.com

عالمِ اسلام کو نیا ایٹمی پاکستان مبارک

قوموں کی زندگی میں بعض لمحات اتنے اہم ہوتے ہیں کہ ان کا مقابلہ کئی صدیاں بھی نہیں کر سکتیں۔ یہ لمحات دراصل تاریخ کا وہ حساس موڑ ہوتے ہیں' جہاں وہ اپنے لئے عزت و تمکنت یا ذلت و خواری' دونوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کر سکتی ہیں۔ بزدل ڈرپوک اور سست لوگ انہی لمحوں کی قدر و قیمت نہیں جانتے اور نہ ہی ان کے دل و دماغ کسی چیلنج کو قبول کرنے کیلئے آمادہ ہوتے ہیں نتیجتاً ایسی اقوام شاہراہ حیات پر دوسری اقوام سے پیچھے رہ جاتی ہیں اور ایک مقام ایسا بھی آتا ہے جب وہ ماضی کی گرد میں گم ہو کر قصۂ پارینہ بن جاتی ہیں۔ اس کے برعکس جرأت مند' بہادر باہمت لوگ تاریخ کے اس موڑ پر نہایت ہوش مندی اور دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے تاریخی فیصلے کرتے ہیں۔ پاکستانی قوم پر بھی پچھلے دنوں ایسا ہی نازک موڑ آیا۔ جب بھارت کے جنونی ہندوؤں نے یکے بعد دیگرے پانچ ایٹمی دھماکے کر کے فتح کے جشن منائے تو پوری دنیا میں ایک اضطراب اور تذبذب پھیل گیا۔ جنوبی ایشیاء کے سب ممالک اور بالخصوص پاکستان شدید عدمِ تحفظ کا شکار ہو گیا۔

دھماکوں کے بعد ہندوؤں سورماؤں نے اپنے اسلاف کی طرح اسلام دشمنی میں اندھے ہو کر عالمِ اسلام کے نمائندے پاکستان کو للکارنا شروع کر دیا اور اسے "سبق سکھانے" کی دھمکیاں ملنے لگیں۔ ایسے حالات میں حکومتِ پاکستان نے مناسب حد تک تحمل و بردباری اور صبر و استقلال کا مظاہرہ کیا لیکن انتہاء پسند اور بد دماغ ہندو اس خاموشی کو ہماری کمزوری سمجھ کر مسلسل نازیبا اور ہتک آمیز رویے پر اتر آیا۔ حکمران جماعت B.J.P مقبوضہ کشمیر میں جاری تحریکِ آزادی کو کچلنے کے ساتھ ساتھ آزاد کشمیر پر حملہ کر کے اسے بھارت کا حصہ بنانے کا خواب بھی دیکھنے لگی۔ یہ چونکہ اس کا اگلا ہدف تھا اس لیے اس نے سیاچن سمیت آزاد کشمیر کی سرحدوں پر چھیڑ چھاڑ کا سلسلہ شروع کر دیا جو فائرنگ کی

Marfat.com

صورت میں تاحال جاری ہے۔

سرحدوں پر بڑھتے ہوئے خطرات کا ایک دوسرا پہلو جو اس سے بھی خطرناک تھا' یوں سامنے آیا کہ اسرائیل نے غیر اعلانیہ طور پر اپنی ساری دلچسپیاں پاکستان کی سرحدوں پر مرکوز کر دیں۔ چنانچہ پچھلے دنوں جب بھارتی چیف مقبوضہ کشمیر میں اگلے مورچوں پر معائنہ کرنے کیلئے آیا تو اس کے ساتھ اسرائیلی آرمی کا ڈپٹی چیف بھی شامل تھا۔ بھارت اسرائیل کے اس شرمناک گٹھ جوڑ کا دوسرا مشاہدہ اس وقت ہوا جب اسرائیل کے چھ بمبار لڑاکا طیارے کہوٹہ ایٹمی پلانٹ پر حملے کے لئے مقبوضہ کشمیر کے ایک حساس علاقے میں پوزیشن سنبھال کر بھارتی اشارے کا انتظار کرنے لگے لیکن بروقت پاکستان کو اطلاع ہو گئی اور اس نے نصف شب اسلام آباد میں بھارت کے ہائی کمیشن کو بلا کر ممکنہ جارحیت کے خطرناک نتائج سے آگاہ کیا۔ پاکستان نے صاف صاف بتا دیا تھا کہ اگر بھارت نے کسی قسم کی شرمناک حرکت کی تو ہم انجام کی پرواہ کیے بغیر بھارت کے تمام بڑے شہروں کو پلک جھپکتے ہی کھنڈرات کا ڈھیر بنا دیں گے۔ تب جا کر ہندو بنئے کو عقل آئی اور وقتی طور پر اسرائیل کے بتائے ہوئے اگلے ہدف کی طرف پیش قدمی کرنے سے رک گیا۔

اس نازک موقع پر برادر ہمسایہ ملک چین کی ہمدردی بھی ناقابل فراموش ہے۔ بھارت' اسرائیل کے اس گٹھ جوڑ اور کہوٹہ ایٹمی پلانٹ پر ممکنہ حملے کی خبر جب چینی قیادت کو ہوئی تو اس نے ایک لمحے کی تاخیر کے بغیر اسرائیل کے ہائی کمیشن کو حکماً طلب کیا اور اسے دو ٹوک الفاظ میں خبردار کیا جس پر اسرائیل رک گیا۔ اس واقعہ کا تذکرہ بعد میں کئی بار پاک چین دوستی کے تناظر میں کیا گیا' حقیقت یہ ہے کہ غیر مسلم ہوتے ہوئے بھی اب پاکستان کے ہر مشکل مرحلے میں جتنا چین نے تعاون کیا اتنا کسی اسلامی ملک نے بھی نہیں کیا' ویسے بھی اسلامی ممالک کے پاس زبانی جمع خرچ کے علاوہ تھا بھی کیا۔

یہ وہ سنگین حالات تھے جن میں حکومتِ پاکستان نے زبردست بیرونی دباؤ کے باوجود تاریخ ساز جرأت مندانہ قدم اٹھایا اور ۲۸ مئی کو ۵ کامیاب ایٹمی دھماکے کر کے تاریخِ اسلام

Marfat.com

کے سنہری واقعات میں نمایاں اضافہ کیا۔ یہ دھماکے دراصل اسی ہندووانہ ذہنیت کا علاج ہیں جو طاقت کے خمار میں ایک بار پھر اسلام کو للکارنے کیلئے بے تاب نظر آتی تھی۔ ان مزاحمتی دھماکوں سے ہندوؤں کو یہ بتانا مقصود تھا کہ جس ایٹمی صلاحیت پر تم اترا رہے ہو اور تمام تر اخلاقی حدود و قیود سے باہر نکل کر پوری دنیا کے سامنے ننگی جارحیت کی علامت بن رہے ہو اس سے زیادہ ایٹمی صلاحیت اور فوجی قوت ہمارے پاس موجود ہے چنانچہ اس دن سے "ہندو لالوں" کو اپنی جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔ دوسری طرف اہل مغرب اور امریکہ جیسے ممالک بھی اسلام دشمنی میں اس قدر آگے جا چکے ہیں کہ وہ بھارت کی ان حرکتوں کا احساس کر کے اسے سمجھانے کی بجائے الٹا پاکستان کو صبر و تحمل کا سبق پڑھاتے رہے اور اب جیسے ہی پاکستان نے قومی سلامتی کیلئے جوابی کاروائی کی ہے تو پہلی مرتبہ ان کے چہروں کے رنگ فق ہو گئے ہیں اور ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے ہیں۔

بھارت اور مغربی ممالک کی اس تشویش میں صرف ایک ہی قدر مشترک ہے اور وہ ہے اسلام دشمنی۔ جس طرح بھارت کا ہندو ابھی تک محمد بن قاسم، محمود غزنوی، شہاب الدین غوری اور احمد شاہ ابدالی سے لگے ہوئے گہرے زخموں کو نہیں بھولا اسی طرح مغربی دنیا کے یہودی اور عیسائی بھی تاحال طارق بن زیاد، صلاح الدین ایوبی اور خلافتِ عثمانیہ کے بانی سلطان محمد فاتح کی ضربوں کو نہیں بھلا سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت عالم کفر اپنے تمام تر داخلی اختلافات کو بھلا کر عالمِ اسلام کے خلاف متحد ہو چکا ہے۔ اس نے انتہائی چالاکی اور مکاری سے اس وقت دنیا کی اہم اقتصادی اور عسکری قوتوں پر قبضہ کر رکھا ہے۔ اس لیے وہ نہیں چاہتا کہ کوئی مسلمان ملک اس میدان میں ان کے مقابلے میں آئے یا کم از کم سر اٹھا کر چلنے کے قابل ہی ہو سکے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ملی بھگت سے خلیج کے اسلامی ممالک پر غیر اعلانیہ قبضہ کر رکھا ہے اور وہاں عراق جیسے مضبوط عسکری ملک کو پچھلے ۸ سالوں سے جس بری طرح کچل رہے ہیں وہ سب کے سامنے ہے۔ چنانچہ ہنود و ہندو یہ قطعاً نہیں چاہتے تھے کہ دنیا کے نقشے پر واقع چھوٹا سا اسلامی ملک پاکستان، وقار اور عزت سے خود بھی جیتا

Marfat.com

سیکھے اور دوسروں کی قیادت بھی کرے لیکن ہوتا وہی ہے جو اللہ چاہے۔ فی الحال مشرق سے مغرب تک اسلام دشمن قوتیں سہم گئی ہیں۔ پاکستان کا ایٹم بم دراصل پورے عالمِ اسلام کا ایٹم بم ہے۔ پاکستان واقعی اسلام کا قلعہ ہے اور اس قلعے کو مضبوط کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے عبدالقدیر خان جیسے قابلِ فخر سپوت ہمیں عطا کر رکھے ہیں۔

عزیز ہم وطنو! آپ خوش قسمت ہیں کہ قدرت نے تاریخ کے اس نازک موڑ پر پورے عالمِ کفر کو تمہارے سامنے لا کھڑا کیا ہے۔ اسلام کی تاریخ کا آئندہ باب اب آپ کی قوتِ بازو سے تحریر ہوگا۔ آئندہ نسلوں کو آپ نے ایک بار پھر بتانا ہے کہ ہاں ہم ہی خالد اور قاسم کے وارث ہیں اور ہم ہی صلاح الدین ایوبی' محمود غزنوی' شہاب الدین غوری' احمد شاہ ابدالی' اورنگزیب عالمگیر اور سلطان ٹیپو کے فرزند ہیں' ہمیں اپنے ان عظیم محسنوں پر فخر ہے۔ ہم ہی اس مقدس مشن کی تکمیل کریں گے جس کا آغاز جنگِ بدر سے تاجدارِ کائنات نبی آخر الزماں ﷺ نے خود فرمایا۔ ہم دین کی عظمت اور اسلام کی سربلندی کیلئے دنیا کے بڑے سے بڑے فرعون اور ابو جہل سے ٹکرائیں گے۔ عزیمت کے اس راستے میں ہمیں بھوکا پیاسا بھی رہنا پڑا تو اسے اپنے آقا ﷺ کی سنت سمجھتے ہوئے برداشت کریں گے۔ اگر وہ تین سال تک شعب ابی طالب میں سخت معاشرتی مقاطعہ کے دوران زندہ رہے اور اپنے مشن سے سر مو پیچھے نہ ہٹے تو ہم ان کی محبت اور اتباع کا دم بھرنے والے اللہ کے دین کی سربلندی کیلئے مشکلات کیوں برداشت نہیں کریں گے۔

قدرت نے جس مقصد کیلئے پاکستان معرضِ وجود میں لایا تھا ہماری پچاس سالہ غفلت شعاریوں کے باوجود آج اس پوزیشن میں آپہنچا ہے کہ عالمِ اسلام کی قیادت کر سکے۔ عالمِ کفر اب لرزہ براندام ہو گیا ہے۔ اب وہ اس کی طرف میلی آنکھ اٹھا کر دیکھنے سے پہلے سو بار سوچے گا۔ اہلِ پاکستان ہمیشہ عالمِ اسلام کے دکھ درد میں برابر کے شریک رہے ہیں۔ تاریخ کا یہ موڑ امتِ مسلمہ کیلئے امتحان کی گھڑی ہے۔ دیگر اسلامی ممالک بھی پاکستان کی مشکلات کو سمجھتے ہوئے اس کے شانہ بشانہ کھڑے ہوتے ہیں یا حسبِ سابق باطل سامراجی طاقتوں کے

Marfat.com

ہاتھوں کھلونا بن کر زندہ رہنے کی شرمناک روش جاری رکھتے ہیں ؟اس کا فیصلہ اب آئندہ چند برسوں میں ہو گا لیکن یہ بات طے ہے کہ اب پاکستانی قوم نئے عزم' نئے حوصلے اور تازہ ولولے لے کر امتحان گاہ میں اتر چکی ہے ۔اب اس نے کشمیری مسلمان ماؤں بہنوں کی عصمتوں کا حساب بھی چکانا ہے اور بابری مسجد بمیت مسجدِ اقصیٰ کی بے حرمتی کا بدلہ لینے کی منصوبہ بندی بھی کرنی ہے۔ اللہ کرے اس نو دریافت شدہ پاکستان کے حکمران بھی قومی غیرت' دینی حمیت اور تاریخی معیار پر پورا اتریں۔ یہ جذبے' جواب موجزن ہیں زندہ رہیں۔ یہ حوصلے' جو پیدا ہوئے ہیں بڑھتے رہیں۔ انشاء اللہ...... آج بھی ہمارا ہے اور آنے والا کل بھی۔ اے وطن! تجھے یہ نئی پر عزم قوم مبارک ہو اور اے قوم تجھے نیا اور مضبوط پاکستان مبارک۔

(جون ۹۸ء)

Marfat.com

یوم میلاد۔۔۔۔۔یوم انقلاب

ربیع الاول۔۔۔۔اسلامی سن ہجری کا مبارک مہینہ۔۔۔۔۔ ہر سال اپنے دامن میں کیف و سرور اور محبت و مروت کے ان مٹ سمندر لیے جلوہ گر ہوتا ہے اور نگر نگر تذکار رسالت ﷺ کے تازہ جہاں آباد کر کے رخصت ہو جاتا ہے۔ جشنِ میلاد النبی ﷺ کی یہ دھوم ایک طرف محبوبِ کبریا تاجدارِ کائنات ﷺ کے ساتھ ہمارے تعلقِ محبت کا اظہار ہے اور دوسری طرف اس رشتۂ غلامی کے ساتھ عائد ہونے والی ذمہ داریوں کو نبھانے کا تجدید عہد بھی ہے۔ جشنِ میلاد النبی ﷺ پر اظہارِ مسرت سنتِ الٰہی بھی ہے اور حکمِ الٰہی بھی۔

تخلیق انسانیت سے بہت پہلے۔۔۔۔ارواحِ انبیاء کے مقدس اجتماع کا انعقاد جہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلا جشن میلاد النبی ﷺ تھا وہاں "میثاق النبیین" میں کار فرما حکمتِ ربی، حضور ﷺ کے مشن کی تکمیل کیلئے تن من دھن لٹانے کی متقاضی بھی تھی۔ چنانچہ ازل سے ابد تک۔۔۔ قافلۂ انسانیت کی کامیابی کا انحصار وہی ایمان اور نصرتِ رسول ﷺ ٹھہرا جس کا عہد اللہ تعالیٰ نے اس تقریبِ سعید میں لیا تھا۔۔۔۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو نبوت ورسالت کی نعمت اسی پہلی تقریبِ میلاد میں عطا ہوئی اور اس پختہ عہد کے بعد ہوئی جس میں رسالتِ محمدی ﷺ پر ایمان اور تصدیق شرطِ اول تھی۔ اس لئے ہمارا عقیدہ ہے کہ سیدنا آدمؑ سے لے سیدنا عیسیٰؑ تک جتنے انبیاء ورسل، دنیا کے جس کونے میں جس وقت بھی تشریف لائے، وہ نبوت و رسالتِ محمدی ﷺ کے فیض کا پرتو بن کر آئے اور قیامت تک جو بھی رضائے الٰہی کی منزل کو پائے گا وہ بھی اسی فیض نبوی ﷺ کا خوشہ چین ہو گا۔ حق تو یہ ہے کہ جس کو ملا، جب بھی ملا جو کچھ ملا وہ درِ مصطفیٰ ﷺ کی خیرات تھی۔

ربیع الاول شریف کا دامن اس لیے نعمت ہائے ربانی سے مالامال ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے اس محبوب و مکرم رسول ﷺ کا ظہور ہوا جن کے طفیل دنیا کی سب نعمتوں کو

Marfat.com

وجود ملا۔ یہی وجہ ہے کہ اہلِ ایمان ہر دور میں ان ایام کو زندگی کے قیمتی لمحات سمجھ کر ذکرِ رسول ﷺ میں گزارتے رہے ہیں۔ یوں تو مسلمان کا ہر سانس اور زندگی کا ہر لمحہ ذکرِ رسول ﷺ میں بسر ہونا چاہیے لیکن آپ کی ولادت کی گھڑیاں تو تاریخِ بشریت کا وہ قیمتی سرمایہ ہیں جنہیں یادگار بنانے کی ہر کاوش تحدیثِ نعمت کے زمرے میں شامل ہو کر اللہ کے ہاں محبوب و مقبول ٹھہرتی ہے۔

ہمارا دور جس اضطراب اور بے یقینی کی گرفت میں ہے اس کا علاج انسانی علم کی بلندیوں اور مادی وسائل کی فراوانی میں نہیں بلکہ اس نسخۂ کیمیاء میں موجود ہے جو اللہ تعالیٰ نے آخری اور مکمل پیغام کے طور پر اپنے آخری رسول ﷺ کے قلبِ اطہر پر اتارا۔ ربیع الاول ــــــــ ہر سال ہمیں اسی پیغام کی عالمگیریت اور اسی نسخہ کیمیاء کی اہمیت کی یاد بھی دلاتا ہے۔ یہی نسخہ ہماری کامیابی کامرانی اور ہمہ جہت عالمی کردار کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ وہ کردار جس کی صداقت کا ڈنکا ساری دنیا میں پورے ۱۴سو سال بجتا رہا۔

ہمیں میلاد النبی ﷺ کا جشن مناتے ہوئے یہ کبھی نہیں بھولنا چاہیے کہ یومِ میلاد النبی ﷺ دراصل یومِ نجات بھی تھا۔ شرک سے نجات' جہالت سے نجات' ظلم سے نجات' غلامی کی زنجیروں سے نجات' شیطان اور طاغوت کے ہتھکنڈوں سے نجات اور جھوٹے خداؤں کی اذیت ناک خدائی سے نجات۔ یومِ میلاد النبی ﷺ دراصل اس انقلاب کی صبحِ نو تھی جس نے انسانیت کے دامن سے درندگی کے بدنما دھبوں کو دھویا اور اسے رحمت و رافت کے سدابہار پھولوں سے بھر دیا۔ اس انقلاب نے عرب کے صحرانوردوں کو خضرِ راہ بنا دیا۔ اونٹ اور بھیڑ بکریوں کے چرواہوں کو قیامت تک قافلۂ علم و حکمت کی پیشوائی کا منصب عطا کیا۔ یہی انقلاب تھا ــــــ جس نے نوعِ انسانی کو حقیقی آبرو بخشی۔ جانوروں سے بدتر زندگی بسر کرنے والے غلاموں کو وہ جرأت اور حوصلہ دیا کہ وہ اپنے آقاؤں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ہر جائز بات کرنے اور ان کے دستِ جفا کیش کو توڑ کر اپنا حق لینے کے قابل ہو گئے۔ حضور ﷺ کی قیادت نے تمیزِ بندہ و آقا کا فرق مٹا کر فسادِ آدمیت کی ہر مرض کو جڑ سے اکھاڑ

Marfat.com

پھینکا۔اسی انقلابی قیادت نے بلالؓ و یاسرؓ جیسے حبشی غلاموں کو قریشی سرداروں کا آقا بنا دیا اور ان کے ہاتھوں میں عظمتِ اسلام کا پرچم تھما کر کعبہ کی چھت پر کھڑا کر کے تمام نسلی تفاخر اور نسبی بڑھائی کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دفن کر دیا۔اس لیے پیغمبر انقلاب ﷺ کے یومِ ولادت کو جشن میلاد کے ساتھ ساتھ جشنِ انقلاب کے طور پر بھی منایا جانا چاہئے۔ہمارے آقا ﷺ وہ محسنِ انسانیت ہیں جنھوں نے پہلی بار انسانی حقوق کا عالمی چارٹر پیش کیا اور صرف پیش ہی نہیں کیا بلکہ اس پر عمل کر کے بھی دکھا دیا۔

امتِ مسلمہ کے افراد' حکمران اور ادارے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آج جن مقتدر افراد اور اداروں سے اپنے بنیادی حقوق کی بھیک مانگتے پھرتے ہیں وہ خود انسانی حقوق کے بڑے دشمن ہیں۔انکی جملہ کاوشوں کا مدعا امنِ عالم کی خواہش نہیں بلکہ فساد انگیزی اور فتنہ پروری ہے۔اہلِ پاکستان!۔۔۔۔۔۔ اس مرتبہ جشنِ میلاد مناتے ہوئے اس عزم کا مظاہرہ کریں کہ یہ وطن حضور ﷺ کے سرفروشوں' جاں نثاروں اور غلاموں کا مسکن ہے۔یہ زمین مصطفوی انقلاب کے ایمان پرور جذبوں کی امین ہے۔اس کی اساس میں بھی ریاستِ مدینہ کے اساسی مقاصد ہیں۔ حضور ﷺ نے جس طرح بت پرستی کے خلاف اعلانِ جہاد فرمایا اور مسلسل جنگوں کے بعد کعبہ کو بتوں سے صاف کر کے چار سو اسلام کا جھنڈا لہرا دیا' آج ہمیں بھی ایک طرف بت پرست پڑوسی ملک کے جارحانہ عزائم کو کچلنا ہے اور دوسری طرف مدینہ کے یہود و نصاریٰ کی طرح امریکہ' یورپ اور اسرائیل کی منافقانہ روش کا مقابلہ کرنا ہے۔اس جشن کے موقع پر مواخاتِ مدینہ کا تقاضا ہے کہ ہم خود انحصاری کی منزل کو جلد پانے کیلئے ایثار و قربانی' دیانتداری اور باہمی پیار و محبت سے آگے بڑھیں۔ منہاج القرآن اسی قافلۂ محبت و انقلاب کا نام ہے۔ ہر سال مینارِ پاکستان کے سبزہ زار اسی محبت' ایثار اور انقلاب کی ایمان افروز یاد تازہ کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں جشنِ میلاد النبی ﷺ کے حقیقی تقاضوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(جولائی ۹۸ء)

Marfat.com

نازک موڑ پر ہوش مندی کے تقاضے

وطن عزیز اپنی نصف صدی کی تاریخ میں اتنی نازک صورتحال سے کبھی دو چار نہیں ہوا جتنا کہ اب ہے۔ ایک طرف داخلی انتشار' بدامنی' عدم تحفظ' لاقانونیت اور قتل و غارت گری کا ماحول ہے اور دوسری طرف کشمیر کی سرحدوں پر غیر اعلانیہ جنگ ہو رہی ہے۔ سرحدوں پر پاک بھارت کشیدگی کی حالیہ صورتِ حال سے وطن عزیز کا ہر شخص پریشان ہے اور باہمی گولہ باری کی اس لہر میں تیزی کو کسی بڑے اور متوقع خطرے کا پیش خیمہ سمجھا جا رہا ہے۔ عینی شاہدوں کے بقول گذشتہ ہفتہ سے آزاد کشمیر کے سرحدی قصبات پر ہونے والی بھارتی فائرنگ اتنی لگاتار اور شدید ہے کہ لوگ ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں جا سکتے۔ جو جہاں ہے وہیں بھوکا پیاسا بیٹھا ہوا ہے۔ ہزاروں لوگ بے گھر ہو چکے ہیں' سینکڑوں مکانات روئی کے گالوں کی مانند اڑ گئے ہیں' ہسپتالوں میں زخمیوں کے انبار لگ رہے ہیں' سینکڑوں شہید ہو چکے ہیں اور جو باقی بچے ہوئے ہیں ان پر خوف و ہراس اور دشمن کی جارحیت سے عدمِ تحفظ کے سائے مزید گہرے ہو رہے ہیں۔

مقبوضہ کشمیر میں آٹھ سال سے جاری تحریکِ آزادی اپنے فیصلہ کن موڑ میں داخل ہو چکی ہے۔ پچھلے آٹھ سال سے سات آٹھ لاکھ بھارتی افواج جدید ترین اسلحہ کے ساتھ مقامی باشندوں پر ظلم و ستم کے تمام ہتھیار استعمال کرنے کے باوجود اب مایوسی اور پست ہمتی کا مظاہرہ کرتی نظر آ رہی ہیں۔ نہتے مجاہدین سے انڈین فوج کا تصادم روز مرہ کا معمول بن چکا ہے۔ اہلِ کشمیر کے جذبہء آزادی کے سامنے بھارتی حکومت کا ہر حربہ ناکام ہو چکا ہے۔ دوسری طرف ایٹمی دھماکوں کے بعد صورتِ حال یکسر تبدیل ہو چکی ہے۔ بھارت جس مسئلے کو اب تک گھر کا معمولی مسئلہ کہہ رہا تھا وہ اسی کے ایٹمی دھماکوں سے پیدا ہونے والی گونج کے ساتھ مربوط ہو کر بین الاقوامی سطح پر صفِ اول کے خطرناک مسائل

Marfat.com

میں شامل ہو گیا ہے۔ اب مسئلہ کشمیر دو ملکوں کا سرحدی مسئلہ نہیں بلکہ ایشیاء میں ایٹمی جنگ کو روکنے اور عالمی امن کی بحالی سے مشروط ہو چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ سمیت یورپی یونین کے رکن ممالک نے بھی پہلی مرتبہ اس آتش فشاں کی سنگینی کا احساس کرتے ہوئے اپنی توجہات اس طرف مرکوز کی ہیں۔ عالمی سطح پر اس اہمیت سے ہندو بنیا پریشان ہے۔ UNO کی سلامتی کونسل سے لے کر حالیہ کولمبو سارک ممالک کی سربراہی کانفرنس تک اسے ہر پلیٹ فارم پر ندامت اور خفت اٹھانا پڑ رہی ہے لیکن وہ انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ "میں نہ مانوں" کے پرانے مؤقف پر ڈٹا ہوا ہے۔

اس میں بھی شک نہیں کہ اس وقت اسلام دشمن عالمی طاقتوں کی نظریں اسلامی ایٹمی قوت بننے کے بعد پاکستان پر لگی ہوئی ہیں اور وہ اسے خاکم بدھن ناقابلِ تلافی نقصان پہنچانے کی ہر ممکن کوشش میں مصروفِ عمل ہیں۔ خاص طور پر عالمِ صیہونیت کا نقیب اسرائیل تو اب کھل کر پاکستان دشمن سرگرمیوں میں انڈیا سے تعاون کر رہا ہے۔ متوقع جنگ کی صورت میں صاف ظاہر ہے امریکہ اور یورپ کی ہمدردیاں ہمارے ساتھ نہیں ہوں گی اور وہ ہمیں حالیہ ایٹمی دھماکوں کی گستاخی پر سزا بھی دینا چاہتے ہیں۔

ایسی صورتحال میں حکومتِ وقت کو داخلی اور خارجی دونوں محاذوں پر نہایت ہوشمندی سے کام لیتے ہوئے قومی ہم آہنگی پیدا کرنی چاہیے۔ یہ ہماری تاریخ کا نازک اور اہم ترین موڑ ہے۔ اپنی خارجہ پالیسی کو مزید متحرک اور فعال بنانے اور خاص طور پر اسلامی ممالک کا تعاون حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے۔ ہمیں بجا طور پر اعتراف کرنا چاہیے کہ یہ وقت ہرگز خانہ جنگیوں کا متحمل نہیں لیکن برا ہو ہوسِ اقتدار کا کہ اس نے ہر دور میں ذاتی انا کے گل کھلا کر اجتماعی اور قومی مفادات کو پسِ پشت ڈالا ہے۔ ہماری سرحدوں پر خون بہہ رہا ہے' غریب لوگوں کی جان و مال بھارتی گولہ باری کا ہدف ہے اور یہاں اقتدار کے دن لمبے کرنے کیلئے عوام دشمن حکومتی سرگرمیاں زوروں سے جاری ہیں۔

شاہانہ مزاج حکمران' رعایا کو بھیڑ بکریاں سمجھ کر ان کا جینا دوبھر کر رہے

Marfat.com

ہیں۔ موجودہ حکومت جس بھاری مینڈیٹ پر اترا رہی ہے اس کا بھرپور استعمال ابھی تک عوام کے خلاف کیے گئے اقدامات میں ہی ہو رہا ہے۔ آئے روز مہنگائی کا ایک نیا دھماکہ ہو رہا ہے۔ پیٹرول، پانی، بجلی، گیس اور اشیائے خوردنی کی جان لیوا گرانی کسی بیرونی دباؤ کا نتیجہ نہیں بلکہ صرف اور صرف سرکاری خزانہ بھرنے کے حکومتی ہتھکنڈے ہیں۔ موجودہ حکومت نے حالیہ بجٹ میں صحت، تعلیم اور زراعت جیسے بنیادی شعبوں میں پہلے سے بھی کمی کر دی ہے اور "ثقافت کے فروغ" کی مد میں ۱۸۱ فیصد اضافہ کر کے تاریخی کارنامہ سرانجام دیا ہے جس کے نتیجے میں پہلا تاریخ ساز قدم نئے عالمی ٹی وی چینل کا اجراء ہے جس پر لچر فلمی ثقافت کی تشہیر کی جا رہی ہے۔ ملک کے تمام تجارتی اور کاروباری حلقوں میں بیراسیمگی اور عدم تحفظ کا ماحول ہے۔ آئے روز ہڑتالیں ہو رہی ہیں اور کاروباری اور صنعتی اداروں کی تباہی دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ بیرونی قرضوں کے کشکول توڑنے والی حکومت نے قرضوں کی رقم ۳۸ بلین سے بڑھا کر ۴۲ بلین کر دی ہے اور بے بس عوام کے قدموں پر غلامی کی زنجیروں میں مزید اضافہ کیا ہے۔ قرض اتارو سکیم کے ۱۴ ارب روپے ابھی تک کسی کھاتے میں نہیں لگے تھے کہ قومی خود انحصاری فنڈ میں وزیر اعظم نے لوگوں کی جیبیں خالی کرنا شروع کر دیں ہیں اور اس رقم کا مصرف بھی تاحال سامنے نہیں آیا ہے۔ حکومت ایٹمی دھماکوں کی آڑ میں صورتحال کو زیادہ خراب کرنے کی خود سو فیصد ذمہ دار ہے اور اس کے شواہد اب کھل کر سامنے آ چکے ہیں۔ نیت نیک اور جذبہ تعمیری ہوتا تو کم از کم نادہندگان سے اربوں روپے اب تک واپس ہو چکے ہوتے۔ کراچی کے دگرگوں حالات ہماری قومی تاریخ کا رسوا کن سانحہ ہے۔ ہم پوری ذمہ داری اور دیانتداری سے اربابِ حکومت اور وطن عزیز کے تمام ذمہ دار مذہبی، سیاسی اور سماجی قائدین اور اداروں کو متنبہ کرتے ہیں کہ وہ ذاتی انا کے بتوں کو توڑ کر اسلام کے اس قلعہ "پاکستان" کی دیواریں مضبوط کریں، قوم کے وسائل تعمیرِ وطن پر لگائیں اور غریب عوام کے دکھوں کا مداوا نہیں کر سکتے تو اس کے مسائل میں اضافہ بھی نہ کریں۔

(اگست ۹۸ء)

Marfat.com

امریکی دہشت گردی اور عالمِ اسلام

گذشتہ ہفتے ۲۱ اگست کی شب امریکہ کا دو اسلامی ممالک سوڈان اور افغانستان پر کروز میزائلوں سے حملہ اس جدید جمہوری دور کا وہ بدترین واقعہ ہے جس کی صدائے بازگشت اب ایک عرصہ تک سنائی دی جاتی رہے گی۔ جمہوری اقدار اور انسانی حقوق کا پرچار کرنے والے امریکہ نے ننگی جارحیت کا ارتکاب کر کے نہ صرف بین الاقوامی قوانین کی دھجیاں اڑائیں بلکہ اس کی اس حرکت نے تہذیب' اخلاق اور انسانیت کے چہرے کو بھی نوچ ڈالا ہے۔ امریکی صدر نے طاقت اور اقتدار کے نشے میں آج دو آزاد خود مختار اور دین پسند اسلامی ممالک کی حاکمیت کو بلاجواز روندا ہے۔ جنگل کا یہی قانون اگر جاری رہا تو کل کوئی دوسرا ملک بھی اپنے سے کمزور ملک پر اسی طرح چڑھ دوڑے گا۔ ایسے میں عالمی ادارے غیر موثر ہو جائیں گے اور "تاریخی کارنامے" کا ذمہ دار امریکہ بہادر ہی ٹھہرے گا۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے اکثر جانبدار ممالک اور وہاں کی امن پسند عوام نے امریکہ کی اس کھلی دہشت گردی کی بھرپور مذمت کی ہے۔

جہاں تک منتشر عالمِ اسلام کا تعلق ہے' اس پر بھی خاص طور پر اس ظالمانہ شب خون کا واضح اثر دکھائی دے رہا ہے۔ افغانستان اور سوڈان کے ساتھ اسلامی ممالک کے باہمی تعلقات کے قطع نظر' پوری ملتِ اسلامیہ نے ان حملوں کو براہِ راست اپنے لئے چیلنج سمجھا ہے۔ جن اسلامی ممالک کے حکمران امریکہ کی فرمانبرداری میں حد سے گزر کر قومی حمیت و غیرت کا سودا کر چکے ہیں وہاں بھی بیداری کی ایک جاندار لہر پیدا ہو چکی ہے اور عوام و خواص کی نظروں میں امریکہ کی اسلام دشمنی کھلی حقیقت کے طور پر سامنے آگئی ہے۔ خود امریکی اور یورپی تجزیاتی ادارے ان حملوں کو جنسی مریض کلنٹن کی غلطی قرار دیتے ہوئے امریکہ کے مستقبل کیلئے شدید خطرات کا پیش خیمہ بتا رہے ہیں۔ ان اداروں کے نزدیک "اس حملے نے

Marfat.com

بنیاد پرست مسلمانوں کو مزید شدت پسندی کے مظاہروں پر ابھارا ہے"۔ حقیقت یہ ہے کہ سرد جنگ میں سوویت یونین کے خاتمے کے بعد امریکہ پوری دنیا پر مطلق العنان حکمرانی کے خواب دیکھ رہا ہے۔ ان خوابوں کو حقیقت کا روپ دینے کیلئے اس نے "نیو ورلڈ آرڈر" بھی جاری کر رکھا ہے جس کی موثریت کا انحصار اس پر ہے کہ دوسری متبادل ابھرتی ہوئی قوتوں کے ساتھ اسلامی دنیا کو بھی مزاحمتی قوت کے طور پر ابھرنے سے روکا جائے۔ لیکن یہ تو ایک طاغوتی اور شیطانی تدبیر ہے جس کے مقابلے میں قادرِ مطلق اللہ تعالیٰ کی اپنی تدبیریں ہیں اور تدبیروں کا مقابلہ کسی بھی انسانی طاقت کے بس کی بات نہیں۔ امریکہ ان حملوں کو اس طویل جنگ کا انتباہ کہہ رہا ہے جو اسکے بقول "دہشت گردی" کے خلاف لڑی جانی ہے لیکن کیا معلوم یہی جنگ اس کی اپنی بقاء اور سلامتی کے خلاف فیصلہ کن ثابت ہو۔

ان حملوں کا تیسرا رخ وطنِ عزیز پاکستان کی داخلی خود مختاری کی طرف ہے کیونکہ افغانستان پر آگ برسانے والے میزائل پاک سرزمین کے اوپر سے پرواز کرتے ہوئے گزرے ہیں جن میں سے ایک بلوچستان کی ریت میں گر کر ناکارہ بھی ہوا۔ خود مختار ملک کی فضائی حدود کی اس کھلی خلاف ورزی کو حکومت نے اگرچہ عوامی دباؤ کے پیشِ نظر سلامتی کونسل میں چیلنج کرنے کا عزم بھی ظاہر کیا ہے لیکن اس سے بدمست امریکہ کو کیا فرق پڑے گا۔ اس درخواست کا بھی وہی حشر ہوگا جو دو دن قبل سوڈان کی درخواست کا ہوا۔ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ اپنے علاقے میں امریکی میزائل گرنے کی حکومتی تصدیق اور تردید کا مضحکہ خیز عمل پوری دنیا میں پاکستانی قوم کیلئے شرمندگی بن گیا ہے۔ دنیا میں شاید یہ پہلی مثال ہے کہ کسی ملک کی حساس اور ذمہ دار ترین وزارت نے عالمی سطح پر ۷۲ گھنٹوں میں تین موقف بدلے ہوں۔ یہ حماقتیں ہمارے ہاں روزمرہ کا معمول بن چکی ہیں۔

اس سارے اسلام دشمن واقعہ کا اصل سبب فلسطینی نژاد صادق ہویدہ کا تفتیش کے دوران اسامہ بن لادن کے ساتھ تعلق کا اعتراف ہے اور امریکی اخباروں کے بقول یہ سبب امریکہ کو پاکستان نے خود اپنے ہاتھوں ڈالروں کے لالچ میں فراہم کیا۔ ہمارے نادان

Marfat.com

دوستوں نے امریکی ہمدردیاں حاصل کرنے کیلئے قبل ازیں بھی یوسف رمزی اور ایمل کانسی جیسے باطل شکن مسلمان مجاہدین کو پاکستان سے پکڑ کر امریکی ایجنسیوں کے حوالے کیا۔ حکومت دہشت گردی کی مذمت ضرور کرے لیکن ملت فروشی کا دھندہ چہ معنی دارد؟ باعثِ تعجب تو یہ ہے کہ یہاں آئے روز قتل ہوتے ہیں' لیاقت علی خان سے لے کر صدر جنرل ضیاء الحق تک ملک کے حکمران جن کی دہشت گردی کا نشانہ بنے ہماری کسی ایجنسی یا تحقیقاتی ادارے نے ان قاتلوں کی تلاش کرنے کی کوشش نہ کی۔ کراچی میں ہر روز درجنوں جانیں ضائع ہوتی ہیں لیکن مجرم آج تک پکڑے نہیں گئے۔ اپنے ملک میں پولیس کی ناک کے قریب خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں ان کا تدارک تو ہو نہ سکا لیکن ہزاروں میل دور دوسرے ممالک میں ہونے والے واقعات کے مجرم انہیں اپنی سرزمین پر نہ جانے کیسے نظر آجاتے ہیں؟ ہم بے گناہ انسانوں کو دہشت گردی کا نشانہ بنانے والے کسی بھی گروہ یا تنظیم کی حمایت نہیں کرتے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ تحقیق کیے بغیر واقعات کو بنیاد بنا کر امریکہ اگر عالمِ اسلام کے خلاف کھلی دہشت گردی اور ننگی جارحیت کا ارتکاب کرتا ہے تو ہماری حکومتیں کب تک اس کا دست وبازو بنی رہیں گی؟

افغانستان اور سوڈان پر حملہ نئی بات نہیں اس سے قبل عراق پر بھی امریکہ اسی طرح کی حرکت کا مرتکب ہو چکا ہے۔ اسرائیل نے اسی طرح عرب علاقوں پر شب خون مارے ہیں' بھارت بھی آزاد جموں وکشمیر پر گذشتہ دنوں اسی دہشت گردی کا مظاہرہ کر چکا ہے۔ یورپ میں سرب ہر روز مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلتے ہیں۔ الغرض پورا عالم کفر امتِ مسلمہ کے خلاف ایک متحدہ قوت بن چکا ہے لیکن مسلم ممالک ابھی تک کفر کے حلقہ بگوش بنے رہنے پر مصر ہیں۔ کاش ان ہوس پرست مسلمان حکمرانوں کو بھی احساسِ زیاں ہو جائے۔

حالیہ واقعات کے تناظر میں حکومتِ پاکستان کی غفلت شعاریاں طشت ازبام ہو چکی ہیں۔ دوروزہ اقتدار کی خاطر امریکہ سے معذرت خواہانہ رویہ پوری امتِ مسلمہ کیلئے باعث شرم ہے۔ قائدِ انقلاب نے بجاطور پر یہ مطالبہ کیا ہے کہ حکومت ان بزدلانہ حرکتوں سے باز آجائے ورنہ مستعفی ہو جائے کیونکہ ایسے حالات میں عاقبت نااندیش حکمرانوں کے ہاتھوں میں نیوکلیئر پاکستان کی حفاظت بہت بڑا سیکورٹی رسک ہوگا۔

(ستمبر ۹۸ء)

Marfat.com

......اور اب اسلام بھی ہوسِ اقتدار کی بھینٹ چڑھ گیا

مملکتِ خداداد پاکستان کی تاریخ جن ناگوار ابواب سے عبارت ہے ان میں سے بیشتر کا تعلق حکمرانوں کی ہوس پرست ذہنیت سے ہے۔ یہاں آئے روز نسلی' جغرافیائی' لسانی' صوبائی اور مذہبی تعصبات کا زہر اگلنے والے بھی کافی تعداد میں موجود رہے ہیں اور قومی غیرت وحمیت کو گروی رکھ کر تاحیات اقتدار کے محلات تعمیر کرنے والے بھی اپنی ناکام کوششوں میں مصروف رہے۔ عوام الناس نے ہر قسم کے دکھ تکلیف اور اپلیے برداشت کئے لیکن ایک چیز پر کبھی سمجھوتہ نہیں کیا وہ ہے ایک ملک میں۔۔۔اسلامی نظام کا نفاذ۔۔ غم وآلام کے کڑوے گھونٹ پی پی کر حیاتِ مستعار کا لحہ لحہ گزارنے والی قوم ابھی تک نظامِ مصطفیٰ کی نویدِ جانفزا سننے کیلئے بے قرار تھی۔ اسے اس صبحِ سعادت کا انتظار تھا جب اس اسلامی نظریاتی ملک کا سیاسی' معاشی اور انتظامی ڈھانچہ قرآن وسنت کے سنہری عادلانہ اصولوں پر استوار کیا جاتا۔ اس آرزو کے پیچھے دراصل وہ سب کاوشیں تھیں جن کا سلسلہ پوری صدی پر پھیلا ہوا ہے۔ نصف صدی تحریکِ پاکستان کی جدوجہد میں اور نصف صدی قیامِ پاکستان کے بعد خوابوں کی حقیقی تعبیر کے انتظار میں صَرف کیا لیکن ہوا کیا؟ موجودہ حکومت نے سابقہ ریکارڈ توڑتے ہوئے شرم وحیاء کے سارے بندھن توڑ دیئے۔ عوام کے حقوق لوٹتے لوٹتے یہ مقتدر طبقہ اتنا دیدہ دلیری پر اتر آیا ہے کہ اب اس نے اسلام کی ناموس کو بھی اپنے چندروزہ اقتدار کیلئے داؤ پر لگا دیا ہے۔ غریب لوگوں کو تو انہوں نے کچھ دیا اور نہ کبھی دے سکتے ہیں' دین اور مذہب سے وابستگی جو ان مظلوموں کا طرۂ امتیاز تھی سو وہ بھی ان کے دلوں سے نکالنے کی کاوش شروع ہو گئی ہے۔

۲۸ اگست کو وزیر اعظم پاکستان نے اپنی ایک نشری تقریر میں نفاذِ اسلام سے متعلق شریعت بل کا اعلان کیا جسے اسمبلی میں پیش کیا جانا ابھی باقی ہے۔ بات اگر صرف

Marfat.com

شریعت بل کی حد تک ہوتی تو شاید ممبرانِ اسمبلی اس پر خاموش بھی رہ جاتے لیکن شریعت بل کی آڑ میں دراصل لامحدود اختیارات کا حصول مقصود ہے اس لئے ملک کی جملہ سیاسی و مذہبی جماعتوں نے حکومت کے اس بظاہر نیک عمل کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ اس تنقید و تاخیر میں ملک کے اندر اور باہر اسلام کی ساکھ بھی متاثر ہوئی اور اسلام دشمن قوتوں بالخصوص بھارت کو پاکستان کے جواز کے خلاف زبان درازی کا موقع ملا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے ملک کے بعض قائدین اور جماعتیں اسلام کے خلاف آواز اٹھانے اور لوگوں کو اکسانے کیلئے ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ ان لوگوں کو کوئی موقع ہاتھ آجائے تو پورا زور دین کو ملک و ملت کی سرحدوں سے دیس نکالا دینے میں صرف کر دیتے ہیں۔ چنانچہ اس موقع پر جہاں حکومت کی بدنیتی' منافقت اور دجل کھل کر سامنے آیا وہاں ان لادین گروہوں کا مکروہ باطن بھی عوام نے دیکھ لیا اور انہیں اچھی طرح پہچان بھی لیا ہے۔

تحریکِ منہاج القرآن دونوں طبقات کے موجودہ رویوں کی مذمت کرتی ہے۔ اللہ کا دین اس کی شریعت اور نظامِ مصطفیٰ ﷺ ہرگز ایسی چیز نہیں جسے حکمران اپنی سیاسی دوکان چمکانے کیلئے استعمال کر سکیں۔ ہمارا ایمان ہے جس نے بھی اسلام کے ساتھ فراڈ کیا' تاریخ کے ریکارڈ پر وہ عبرت بن گیا۔ ہم دور کیوں جائیں چند برس پہلے کی بات ہے اسلام کو اقتدار کیلئے استعمال کرنے والوں کا وجود فضاؤں میں تحلیل ہو گیا جبکہ مخالفت کرنے والے بھی ذلیل و خوار ہو کر دنیا سے چلتے بنے۔

قائدِ تحریکِ منہاج القرآن نے اس تاریخی موقع پر اپنی طرف سے 14 نکات پیش کر کے ان اسلام پسند حکمرانوں کو تاریخ کے کٹہرے میں کھڑا کر دیا ہے۔ وہ اسلام کا نام لینا چھوڑ دیں گے یا پھر اسلام کا حقیقی نفاذ کریں گے۔ آج نفاذِ اسلام کے اعلان کو ایک ماہ سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ ہمیں پورے ملک میں کہیں بھی شریعتِ محمدی ﷺ کے نفاذ کی جھلک نظر نہیں آتی۔ ٹی وی پروگرام اسی طرح فحاشی پھیلا رہے ہیں' اخبارات میں وہی بے ہودگی موجود ہے' ملک بھر کے سینما گھروں میں غیرت و حمیت کو بالائے طاق رکھ کر سب

Marfat.com

کچھ جاری و ساری ہے' حکومت نے خود سودی نظام کے حق میں رٹ دائر کر رکھی ہے' اسمبلی ممبران شراب و شباب سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور اکثریت قوم کا سرمایہ کھا کر ہضم کر چکی ہے۔

چوں کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی؟

ہم اربابِ حکومت کو آج بر ملا بتا رہے ہیں کہ اگر وہ فی الواقع اسلام کے ساتھ مخلص ہیں تو ایک دن کی تاخیر کیے بغیر شریعت بل منظور کروائیں اور ملک میں اسلام کو نافذ کر دیں پھر خدا کی رحمت اور مدد بھی آپ کے شاملِ حال ہو جائے گی۔ کوئی سپر طاقت ہمارا بال بھیگا نہیں کر سکے گی اور آئندہ تاریخ آپ کو اسلام کے وفادار اور ملک کے محسنوں میں شمار کرے گی لیکن اگر آپ نے مظلوم عوام کی ساتھ دھوکہ کیا ہے اور اسلام کو تاش کا پتہ سمجھ کر محض ایک کھیل کھیلا ہے تو یاد رکھو! تمہارا انجام عبداللہ بن ابی سے بھی برا ہوگا۔ تاریخ تو آپ کو منافق اور دغاباز کے طور پر پیش کر ہی دے گی' اللہ اور اس کے رسولِ کریم علیہ السلام کے سامنے بھی آپ کو اس جرم کا حساب دینا پڑے گا۔ پھر ذہن کے ساتھ فراڈ کے نتیجے میں آپ کے متعلق وہاں سے جو فیصلہ ہوگا اس کے خلاف آپ کے پاس اپیل کرنے کا کوئی فلور نہیں ہوگا۔ اس سے پہلے کہ اللہ کی بے آواز لاٹھی تم پر برس پڑے اور تمہارے ایوان فرعونی ایوانوں کی طرح نشانِ عبرت بن جائیں' شریعتِ اسلامی کا مذاق اڑانا چھوڑ دو۔ دوئی پسندی' منافقت اور کفر ہے اسلام صاف ستھرا دین ہے۔ اس کو نافذ کرنے والے بھی صاف ستھری سیاست کرتے ہیں۔ ان کے قول و فعل میں تضادات نہیں ہوتے۔ ان کی نظر کرسی کی بجائے خداوندِ قدوس کی رضا پر ہوتی ہے۔ ان کی آنکھوں میں اللہ کی شان کے علاوہ کسی کی شان نہیں جچتی اور تاجدارِ کائنات نبی علیہ السلام کے علاوہ کسی کو اپنا رہنما نہیں سمجھتے۔ قدرت نے آپ کو دونوں اختیار دے دیئے ہیں۔ چند ٹکوں کے عوض اقتدار کیلئے قومی حمیت کا سودا کر لو اور تاریخ میں عبرت کا نشان بن جاؤ یا اللہ کے بھروسے پر اسلام کا حقیقی نفاذ کر دو اور رہتی دنیا تک زندہ جاوید ہو جاؤ۔ فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔

باطل دوئی پسند ہے حق لاشریک ہے
شرکت میانہ حق و باطل نہ کر قبول

(اکتوبر ۹۸ء)

Marfat.com

کراچی کی سڑکوں پر "پاکستان" کا چھلنی لاشہ

۱۷ اکتوبر ۱۹۹۸ء کا سورج اہلِ پاکستان پر اپنی نورانی کرنیں نچھاور نہیں کر پایا تھا کہ ملک وملت کے ہمدرد حکیم محمد سعید کا خورشیدِ حیات ایک سفاکانہ حملے میں کراچی کے افق سے غروب ہو گیا۔ پاکستان اور بالخصوص کراچی کی سرزمین پر قتل وغارت گری چونکہ روزمرہ کا معمول بن گیا ہے اس لیے عام آدمی کی موت کی خبر پر تو اب کان بھی کھڑے نہیں ہوتے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ امن وسلامتی کے ان دشمنوں نے اس مرتبہ ملتِ اسلامیہ کے اس عظیم سپوت کو دہشت گردی کا نشانہ بنایا تاکہ ملک کے اندر اور باہر ہر خاص وعام کو حالات کی سنگینی کا بھرپور ادراک ہو سکے' سووہ ہو گیا ہے۔

۷۸ سالہ حکیم محمد سعید محض ایک شخص ہوتے تو ان کی موت اہلِ پاکستان کیلئے اتنا بڑا سانحہ نہ ہوتی لیکن وہ تو ایک مستقل ادارہ تھے۔ ایسا ادارہ جس کے کئی شعبے تھے اور ہر شعبے میں ایک جہاں آباد تھا۔ علم کا جہاں' حکمت کا جہاں' تہذیب و ثقافت کا جہاں اور اعلیٰ انسانی اقدار کا جہاں۔ اس لئے ان کا قتل پون صدی پر مشتمل ایک عہد کا خاتمہ ہے اور ایک باوقار تہذیبی اور ثقافتی ورثہ سے محرومی ہے۔

بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے مرنے سے انسانیت کا نقصان نہیں ہوتا کیونکہ وہ صرف اپنے وجود کو زندہ رکھنے کے لئے جیتے ہیں' لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے دم سے انسانیت نمو پاتی ہے اور ان کا وجود اعلیٰ انسانی اقدار کا سرچشمہ ہوتا ہے۔ اس لئے وہ کائنات کی سب سے قیمتی متاع ہوتے ہیں۔ ہمدردِ ملت حکیم محمد سعید مرحوم ایسے ہی سعادت مند انسانوں میں سے ایک تھے جن پر انسانیت ہر دور میں فخر کرتی ہے۔ پاکستان بنا تو وہ ستائیس سالہ خوشحال جوان تھے' ان کے گھر میں دینی دنیوی اور سماجی اعتبار سے وہ سب کچھ موجود تھا جس کیلئے لوگ عمر بھر تگ ودو کرتے ہیں لیکن ان کے دل میں پاکستان کی محبت ان

Marfat.com

کے ہر جذبے پر غالب تھی اس لئے انہوں نے دہلی میں ہنستا بستا گھرانہ چھوڑا' عزیز رشتہ دار اور دوست احباب کی رفاقت کو خیر باد کہا اور مہاجر بن کر اسلامی مملکت کا شہری بننے میں فخر محسوس کیا۔ کراچی مین ایک چھوٹے سے کرائے کے کمرے میں اپنے مشن کا آغاز کیا۔ خلوص نیت' مقصد سے لگن اور ارادے میں پختگی ان کا سرمایہ تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے انہین کامیابیوں پر کامیابیاں عطا فرمائیں۔ قدرت نے انہیں بلند پہاڑوں جیسی صلابت' ان کے دامن میں بہنے والے دریاؤں جیسا فیاض' شفاف دل اور ان کی تمناؤں میں صحراؤں کی سی وسعت دے رکھی تھی۔ ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ فرض شناسی اور نظم وضبط میں ڈھلا ہوا تھا۔ ان کی اجلی اور شفاف شخصیت روشنی کا ایسا مینار تھی جس سے ملک اور بیرونِ ملک علم وعمل' حکمت وتدبر' دانش وبینش' تقویٰ وطہارت اور اسلامی محبت ومؤدت کی کرنیں چھن چھن کر نکلتی تھیں۔

وہ حافظِ قرآن بھی تھے اور حضور نبی کریم ﷺ کے ایسے عاشق جو اپنے عمل سے اس تعلقِ عشقی کا ثبوت فراہم کرتے ہیں۔ ان کی عظمت میں جہاں انسان دوستی اور خدمت خلق کے بلند معیار دکھائی دے رہے ہیں ان سے کہیں زیادہ ان کی دینداری' نیکی' ایثار کیشی اور تقویٰ وطہارت کا عمل دخل تھا۔ وہ ظاہری زندگی میں جتنے آئیڈیل تھے" ذاتی اور نجی زندگی میں اس سے کہیں بڑھ کر قابلِ تقلید تھے۔ ان کے پاس اللہ کا دیا سب کچھ وافر تھا لیکن وہ اپنا کام خود اپنے ہاتھوں سے کرتے تھے۔ سادہ رہائش اور خوراک استعمال کرتے تھے' کسی سے انتقام نہیں لیتے تھے اور سب کے لئے خیر خواہ تھے۔ اتباعِ رسول ﷺ کا اس سے بڑا پیکر اور کون ہوگا؟ وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر جب پاکستان کے شہری بنے تو اپنی ساری صلاحیتیں پاکستان کی تعمیر کیلئے وقف کر دیں اور وہ رات کو پاکستان کی خوشحالی کے متعلق جو خواب دیکھتے اگلے روز اس کی حقیقی تعبیر کے لئے سرگرم عمل ہو جاتے۔ اس سے بڑی عظمت اور خدمت کیا ہوگی کہ وہ وفاقی وزارت اور صوبائی گورنری کے اعلیٰ حکومتی مناصب پر پہنچ کر بھی اسوۂ صدیقی پر عمل کرتے ہوئے اپنے معمولات میں فرق نہ آنے دیتے اور حسبِ معمول پورے ملک

Marfat.com

میں مریضوں کی مفت مسیحائی کرتے تھے۔

وہ موجودہ حکومتی قیادتوں سے قطعاً مختلف کردار کے حامل تھے۔ انا پرستی کا بت تو انہوں نے کبھی پلنے ہی نہیں دیا تھا رہ گئی مال و دولت کی ہوس تو اس سلسلے میں بھی وہ قطعاً بے نیاز تھے۔ حکومتی منصب پر فائز رہے تو بھی ان کی نظر لوٹنے پر نہیں لوٹانے پر رہی' موجودہ حکمرانوں کی طرح قوم کا خون نہیں چوستے تھے بلکہ اپنے جگر کا خون دے کر وطن کے نونہالوں کی تربیت ان کا مشن تھا۔ وہ بھی مہاجر تھے لیکن انہوں نے اس ہجرت کو نہ کبھی جتلایا اور نہ کسی گروہ کا حصہ بن کر نفرتوں کے جنگل بوئے بلکہ خونخوار ماحول میں محبت کے شبستان اگائے اور جہالت کی تاریکیاں کافور کرنے کیلئے علم و حکمت کے شہر بسائے۔

انہوں نے بلوچستان اور سندھ کے سنگم پر ایک ویرانے کو اپنی توجہ کا مرکز بنایا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہاں علم و حکمت کا خوبصورت شہر "مدینۃ الحکمت" تعمیر کر دیا جہاں اب ایشیاء کی خوبصورت ترین لائبریری' ہمدرد یونیورسٹی اور طبیہ کالج کے علاوہ ہزاروں معصوم بچوں کی تعلیم و تدریس کا مثالی ادارہ قائم ہو چکا ہے۔ مدینۃ الحکمت حکیم صاحب کے خوبصورت خوابوں کی وہ عملی تعبیر ہے جس میں قوم کے جسمانی امراض سے لے کر فکری' نظریاتی اور روحانی علاج کا بندوبست ہو رہا ہے۔ ان کا دستِ شفاعت بیک وقت افراد کی نبضوں پر بھی رہا اور قوم کی دکھتی رگوں پر بھی۔

افسوس! زندگی کی سوغات لوٹانے والا وہ مسیحا۔۔۔ جو اہلِ وطن کی جسمانی بیماریوں سے لے کر نفسیاتی اور روحانی بیماریوں کے علاج میں مگن تھا' جو اپنے فکر و عمل سے نفرتوں کی چنگاریاں بجھا کر محبتوں کی کیاریاں ہموار کر رہا تھا۔ خوف و دہشت اور نفرت کی تپتی دھوپ نے جب باب الاسلام کا حسن جھلسا دیا تو وہ شجر سایہ دار بن کر کراچی کے مکینوں میں درد کی دولت تقسیم کرتا رہا۔ جو ظلمتوں کا سینہ چاک کر کے علم کی نہریں نکالنے میں لگا رہا اور کوہ کن بن کر تیشہ عمل سے نئے پیکر تراشنے کی مشقت کرتا رہا۔ اسے بھی ہم محفوظ نہ کر سکے ۔ ان کی نگاہوں میں روشن پاکستان کا عظیم مستقبل سمایا ہوا تھا جس کیلئے انہوں نے اپنے شب و

Marfat.com

روز سمیت اپنا تمام اثاثہ وقف کیا ہوا تھا۔ ان کی شخصیت چلتا پھرتا پاکستان تھی جس کے لئے اقبال، قائداعظم اور لاکھوں مسلمانوں نے سہانے خواب دیکھے تھے۔ وہ اپنے ظاہر و باطن کی طرح پاکستان کو بھی تندرست صاف اور خوشحال دیکھنا چاہتے تھے۔ افسوس! ملک و ملت کے اس محسن کو اسی قوم نے خون میں نہلایا۔ انہیں اسی بستی کے بدبخت مکینوں نے گولیوں سے چھلنی کیا جس بستی میں انہوں نے اپنے جگر کا خون دے کر بہاریں لائی تھیں۔ کراچی کی سڑک پر حکیم سعید قتل نہیں ہوا بلکہ پاکستان کا وجود گولیوں سے چھلنی ہوا ہے۔ اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ ان کے قاتل جس بھی گروہ کے افراد ہیں وہ نہ ملتِ اسلامیہ کے وفادار ہیں اور نہ ملک کے خیر خواہ۔ کتنی بدبخت ہیں وہ فضائیں جہاں اس سعید روح کے قاتل سانس لے رہے ہیں اور کس قدر بدنصیب ہے وہ سرزمین جس پر ایسے ننگِ انسانیت اپنے ناپاک وجود کے ساتھ قیام پذیر ہیں۔ ان کے قاتل پکڑے بھی جائیں تو قوم کے سامنے انتقام کا حق ادا نہیں ہو گا۔ اصل مجرم تو وہ دماغ اور وہ رویہ ہے جس کے اکسانے پر یہ سانحہ پیش آیا۔ جب تک وہ ختم نہیں ہوتا ایسے سانحے پیش آتے رہیں گے۔ اس لئے حکومت اگر مخلص ہے تو حکیم صاحب کے قاتلوں سمیت اس منظم گروہ کی بیخ کنی کرے جس کے ایماء پر ایسے گنج ہائے گراں مایہ ہر روز رزقِ خاک ہو رہے ہیں۔

حکومت نے ان کے قتل کا مقدمہ بھی حسبِ معمول ان نامعلوم قاتلوں پر دائر کیا ہے جو آج تک کبھی پکڑے نہیں گئے۔ بھاری مینڈیٹ کی حکومت کے منہ پر اس سے بڑا طمانچہ کیا ہو گا کہ اس کا "مضبوط ترین" وزیراعظم ملت کے اس معمار کے جنازے پر نہیں جا سکا۔ حکومت اگر اس شورش پر قابو نہیں پا سکتی تو وہ نااہل ہے اور اگر اسے ان مجرم قوتوں کا علم ہے اور وہ مصلحت کے پیشِ نظر ہاتھ نہیں ڈالتی تو غدار ہے۔ دونوں صورتوں میں اسے اقتدار میں رہنے کا کوئی حق نہیں۔ حکیم صاحب کی سفید شیروانی پر لگنے والے خون کے دھبے تو فرشتے کوثر و تسنیم سے دھو چکے ہوں گے کیونکہ وہ شہید ہوئے ہیں مگر ان کے قتل سے پاکستان کی تاریخ اور انسانیت کے چہرے پر جو دھبہ لگا ہے اسے کون صاف کرے گا۔

"کوئی علاج اس کا بھی اے چارہ گر ہے کہ نہیں؟

(نومبر ۹۸ء) (ہمدردِ ملت حکیم محمد سعید کی شہادت کے موقع پر)

Marfat.com

شریعت بل اور سی ٹی بی ٹی پر قومی اتفاقِ رائے کی ضرورت

یہ حقیقت اب زیادہ کھل کر ثابت ہو چکی ہے کہ مملکتِ خداداد پاکستان' باطل سامراجی طاقتوں کے پنجۂ استبداد میں کراہتے ہوئے عالمِ اسلام کا واحد نقیب ہے۔ اقوامِ عالم میں ہمیشہ کی طرح اگرچہ اب بھی سیاسی حکمرانی کیلئے طاقت کا ہتھیار ہی کارآمد ہے لیکن عصرِ حاضر میں "اس طاقت" کے معیار تبدیل ہو رہے ہیں۔ پہلے وقتوں میں جس کے پاس جنگجو افراد کی کثرت ہوتی تھی' حکومت اور سیاست پر اس کا تصرف ا[illegible]طقی عمل تھا جبکہ آج افرادی قوت اور سامانِ حرب وضرب کی کثرت نہیں بلکہ صلاحیت' قوت وطاقت کی علامت ہے۔ اس حقیقت کا مشاہدہ خلیج میں بآسانی کیا جاسکتا ہے جہاں وسیع وعریض رقبے پر پھیلے ہوئے درجنوں عرب ممالک افرادی قوت اور وسائل کی کثرت کے باوجود چھوٹے سے اسرائیل کے سامنے سر نہیں اٹھاسکتے۔ پوری دنیا پر سیاسی غلبے کا خواب دیکھنے والے یہودیوں نے آج سے کئی سال قبل سر جوڑ کر "پروٹوکولز" کے نام سے جو منصوبہ تشکیل دیا تھا اس کا بنیادی فلسفہ بھی یہی تھا۔ اسی لئے صہیونیت کا عالمی ایجنٹ امریکہ اپنے نیو ورلڈ آرڈر کے ذریعے ہر وہ کام کر رہا ہے جو اس یہودی منصوبے کی تکمیل میں مد ہو۔ قبل ازیں سرخ وسفید سامراج آپس میں طاقت کا مقابلہ کر رہے تھے۔ اس لئے ان کی توجہ بھی اسی طرف تھی اور توازن بھی قائم تھا لیکن اب معاملہ قطعاً مختلف ہے۔ روسی سامراج عروج کے بعد اپنی طبعی موت سے ہمکنار ہو چکا ہے اور امریکہ اسلام دشمن حلیفوں کے ساتھ مل کر عالمِ اسلام کے ساتھ کھلے مقابلے پر اتر آیا ہے۔ مزاحمتی کارروائیوں سے نپٹنے کیلئے اس نے بڑی صفائی سے اسلامی دنیا کے وسائل پر قبضہ کر لیا ہے اور بدقسمتی سے ان ممالک کے سربراہان باہمی انتشار اور ہوسِ اقتدار کے باعث اپنے ازلی دشمن کے اشاروں پر ناچ رہے ہیں۔

ان حالات میں پاکستان جیسے نظریاتی ملک کا ایٹمی قوت بن جانا عالمِ کفر کیلئے سب

Marfat.com

سے بڑا چیلنج ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یورپی یونین سے لے کر اسرائیل اور بھارت جیسے ممالک اسلام اور پاکستان دشمنی میں امریکہ کے ساتھ متحد ہو چکے ہیں۔ ان ممالک کے تحقیقاتی ادارے اور خفیہ ایجنسیاں پاکستان کی ایٹمی صلاحیت پر اپنی نظریں گاڑھ چکی ہیں اور عراق کی طرح پاکستان کو بھی اپنے ناپاک عزائم کا نشانہ بنانے کے منصوبوں کو عملی شکل دے چکی ہیں۔ کالاباغ ڈیم، سی ٹی بی ٹی اور ''شریعت بل'' جیسے متنازعہ مسائل پر قومی انتشار اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔ اس صورتحال کو بھانپتے ہوئے قائدِ تحریکِ منہاج القرآن پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے گذشتہ دنوں مرکزی سیکرٹریٹ پر ایک قومی مذاکرے کا اہتمام کیا تاکہ ملک کی نمائندہ سیاسی و مذہبی جماعتوں کے قائدین کا موقف سن کر وطن کی بہتری کیلئے کسی متفقہ نتیجے پر پہنچا جائے اور حکومتِ وقت کو تاریخ کے اس نہایت نازک موڑ پر قومی امنگوں کے مطابق فیصلے کرنے پر آمادہ کیا جائے۔ قائدِ محترم نے شریعت بل اور ''سی ٹی بی ٹی'' پر وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ''ہم الحمد للہ مسلمان ہیں اور ہمارا مرنا جینا شریعتِ اسلامیہ کیلئے وقف ہے لیکن پندرہواں ترمیمی بل ایک مذموم سیاسی کوشش ہے جس کو عاقبت نااندیش حکمرانوں نے شریعت بل کا نام دے رکھا ہے تاکہ سادہ لوح مسلمانوں کو سڑکوں پر لا کر اپنی حمایت میں جذباتی کیا جاسکے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ شریعت بل منظور ہو کر نافذ ہو جائے تو حالات میں مثبت تبدیلی کی ضمانت قطعاً نہیں دی جا سکتی کیونکہ شریعتِ اسلامیہ بلوں کی منظوری کی محتاج نہیں بلکہ وہ اخلاصِ نیت، دینداری اور روز مرہ زندگی میں پاکیزگی دیکھنا چاہتی ہے۔ جو حکمران ملک میں شریعت نافذ کرنا چاہتے ہیں پہلے وہ اپنے کردار و عمل میں تو دینداری پیدا کرلیں۔ ہم پوچھتے ہیں کہ 73ء کے آئین میں کونسی ایسی شق ہے جو نفاذِ اسلام میں رکاوٹ ہے۔ اس میں باقاعدہ درج ہے کہ ''پاکستان میں کوئی قانون قرآن و سنت کی بالادستی کے خلاف نہیں بنے گا'' جب پہلے سے آئین میں یہ گنجائش تھی تو اب نئے بل کی کیا ضرورت پیش آگئی۔ جو حکمران شریعت نافذ کرنے کے لئے موجودہ شریعت بل کا انتظار کر رہے ہیں انہوں نے خود معیشت کے خاتمے سے متعلق وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کو چیلنج کیا ہوا ہے اور

Marfat.com

سپریم کورٹ میں اس کے خلاف اپیل دائر کر رکھی ہے۔ جب ہمارا آئین ملک میں محرمات کے وجود کو کسی بھی شکل میں برداشت نہیں کرتا تو قدم قدم پر خلافِ شریعت سرگرمیاں کیوں جاری ہیں اور یہ حکومت شراب اور بدکاری کے اڈوں کی سرپرستی کیوں کر رہی ہے؟ اسلامی شریعت کا پہلا اصول مساوات اور نظامِ عدل ہے جس کا آغاز ہجرتِ مدینہ کے فوراً بعد "مواخاتِ مدینہ" سے ہو گیا تھا جس میں حضور ﷺ نے وسائلِ رزق کو تقسیم کر کے ہر شخص کو برابری کے حقوق سے نوازا تھا حالانکہ اس وقت نہ ارکانِ اسلام نافذ ہوئے تھے اور نہ باقی شعبے باقاعدہ عمل میں آئے تھے لیکن آج ہمارے ہاں کیا ہو رہا ہے؟ غریب دو وقت کی روٹی کو ترستا ہے' اسے پینے کا صاف پانی اور تن ڈھانپنے کیلئے ۵ میٹر کپڑا میسر نہیں اور دوسری طرف حکمرانوں کے محلات' دولت و ثروت کے ڈھیر اور لامحدود وسائل ہیں جن پر وہ سانپ بن کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ظلم تو یہ ہے کہ جدید دور کے یہ فرعون انہی غریبوں کا خون چوس کر انہی پر عدل و مساوات کے نفاذ کی باتیں کر رہے ہیں۔ ہم بجا طور پر یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ یہ بل حکومت کی منافقت کا مظہر ہے جس سے اسلام پوری دنیا میں مزید بدنام ہو گا۔ اس لئے ہم نے قبل ازیں بھی اپنے ۱۴ نکات پیش کر کے اس عمل کو درست سمت دینے کی کوشش کی تھی۔

جہاں تک سی ٹی بی ٹی (Comprehensive Test Ban Treaty) یعنی "ایٹمی تجربات پر پابندی کے جامع معاہدے" پر دستخطوں کا معاملہ ہے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ایک خطرناک سازش ہے جس کے پیچھے امریکہ کے سازشی یہودیوں کا مکمل ہاتھ ہے۔ اس پر دستخطوں کے لئے پاکستان پر دباؤ ڈالنے والے امریکہ نے خود اس کی توثیق نہیں کی۔ ہمارے ہاں جو لوگ اس معاہدے پر دستخطوں کے حامی ہیں انہیں دراصل حقیقتِ حال کا صحیح ادراک نہیں ورنہ کوئی صاحبِ شعور محبِ وطن اس کے مضمرات کو سامنے رکھتے ہوئے ایسا کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ اس معاہدے کا مسودہ ابتدائیہ کے علاوہ ۷ آرٹیکلز' تین حصوں اور دو ضمیمہ جات پر مشتمل ہے جس میں سے پہلا حصہ انٹرنیشنل مانیٹرنگ سسٹم پر' دوسرا موقع

Marfat.com

ملاحظہ اور معائنہ کے قانون پر اور تیسرا حصہ ممبر ممالک کے درمیان اعتماد کی بحالی کے اقدامات پر مبنی ہے۔ سی ٹی بی ٹی کے آرٹیکل ۴ پیرا ۱۴ اسے ۱۰۱ تک واضح طور پر بار بار ذکر کیا گیا ہے کہ کسی بھی ممبر ملک کی اجازت ہو گی کہ وہ اپنے حریف ملک کی تنصیبات کا پوری تسلی اور گہرائی سے جائزہ لینے کیلئے ماہرین (Observers) کی ٹیم بھیج سکے گا جو موقع پر حساس مقامات کی مکمل رپورٹ اپنے ملک کی اٹیمیسی کو ٹرانسفر کر سکے گی۔ ان مندرجات کے اندر موجود سہولیات سے فائدہ اٹھا کر اگر ہندوستان' اسرائیل یا کوئی بھی اسلام دشمن ملک پاکستان کے حساس مقامات کی تفصیلات حاصل کرنے کیلئے ٹیم تشکیل دے گا تو بتایئے پاکستان کی پوزیشن آج کے عراق سے مختلف ہو گی؟ ہمارے پاس کونسی سیاسی طاقت اور اخلاقی جواز ہو گا کہ ہم دشمنوں کو اپنی قومی سلامتی کے رازوں سے دور رکھ سکیں گے۔ امریکہ اگر ہمیں اقتصادی امداد کا لالچ دے کر اس خطرناک معاہدہ پر دستخطوں کا کہہ رہا ہے تو اس میں آخر کوئی حکمت تو ہو گی۔ ہمارا اتنا ہمدرد اور مہربان وہ کب سے بن گیا ہے کہ ایک طرف وہ اسلامی ممالک پر دن دھاڑے آگ برسانے سے بھی باز نہیں آتا اور دوسری طرف وہ پاکستان جیسے "خطرناک" ملک کی تعمیر و ترقی میں اپنا سرمایہ خرچ کرنے پر راضی ہو جائے۔ ہمارے حکمران اپنی حماقتوں سے مجبور ہو کر اقتدار کے تحفظ کیلئے اس خطرناک کھیل میں اس کے آلہ کار بن چکے ہیں۔ ہمارے وزیراعظم نے اسمبلی سے اس بل کی حمایت پر قرارداد بھی منظور کروالی ہے اور حالیہ دورہ امریکہ کے دوران نوازشات کے عوض کسی ممکنہ پیش رفت کا اشارہ بھی دے دیا ہے۔

اس مسئلے کا سب سے اہم اور ضروری پہلو جو اس وقت قابلِ توجہ ہے وہ یہ ہے کہ ہمیں مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے اس کے علاوہ اور کوئی مناسب موقع نہیں ملے گا۔ ہندوستان ہر لحاظ سے ہمارے مقابلے میں مضبوط ہے۔ ایٹمی دھماکوں کے بعد یہ دیرینہ مسئلہ جس قدر عالمی سطح پر نمایاں ہوا ہے اس کو منطقی انجام تک پہنچانا ہی ہماری قومی پالیسی کا مقصد ہونا چاہیے۔ امریکہ کے تحقیقاتی اداروں نے پاکستان کے متعلق امریکی صدر اور کانگرس کے

Marfat.com

سامنے جن تین امکانات کا ذکر بطور خاص کیا ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دستخط نہ کرنے کی صورت میں مسئلہ کشمیر حل کروایا جائے گا تاکہ بھارت اور پاکستان کے درمیان متنازع معاملات کی عدم موجودگی کی دلیل بنا کر دستخط کروائے جائیں۔ لہٰذا دستخط کرنے ہی ہیں تو کم از کم مسئلہ کشمیر کو اس سے مشروط کر دیا جائے۔ اگر یہ بھی نہیں کر سکتے تو حکومت بتائے وہ ۵ ارب ڈالر کے عوض پوری قوم اور ملت کی غیرت و حمیت کا سودا کیوں کر رہی ہے؟ جہاں تک اقتصادی پابندیوں کا تعلق ہے یہی حکمران پہلے کشکول توڑنے کا عہد کر چکے ہیں۔ انہیں اگر قوم اور ملک سے ہمدردی ہے تو باہر کے بنکوں میں رکھی ہوئی وہ دولت واپس لے آئیں جو اس قوم کا حق بھی ہے۔ یہ کونسی حب الوطنی اور اسلام دوستی ہے کہ اپنے دشمنوں سے زندگی کی بھیک مانگنے کیلئے ان کے در پر حاضریاں دی جائیں اور اپنے قومی تقاضوں کے برعکس ان کی من مانی شرائط کو تسلیم کرتے ہوئے اپنی نسلوں کو ان کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے۔ ویسے بھی امریکہ اب زیادہ دیر تک اقتصادی پابندیاں جاری نہیں رکھ سکتا کیونکہ وہ یہ نہیں چاہتا کہ پاکستان مجبور ہو کر کسی اسلامی ملک کو ایٹمی ٹیکنالوجی منتقل کر دے۔ لہٰذا اس سے پہلے کہ شریعت بل اور سی ٹی بی ٹی جیسے مذہبی اور قومی معاملات مزید قومی بگاڑ کا باعث بن جائیں ان پر اتفاقِ رائے کر لینا چاہیے۔ ملک کے عوام و خواص کو اعتماد میں لینا چاہیے اور دو روزہ اقتدار کی خاطر کوئی ایسا قدم نہیں اٹھانا چاہیے جس سے ملک و ملت کو ناقابلِ تلافی نقصان برداشت کرنا پڑے۔

(دسمبر ۹۸ء)

Marfat.com

گولڈن جوبلی سال کی تلخ تاریخی یادیں

ہماری قومی تاریخ کا گولڈن جوبلی سال ۱۹۹۷ء بالآخر رخصت ہو گیا۔ اس سال حکومتی اور غیر حکومتی سطح پر بے شمار گولڈن جوبلی تقریبات منعقد کی گئیں۔ یہ عجیب اتفاق تھا کہ اس پچاس سالہ جشن کی تیاریاں سابقہ حکومت نے شروع کیں لیکن حالات اور وقت نے "بیچاری" PPP کی حکومت کا ساتھ نہ دیا اور یوں حب الوطنی کا سہرا موجودہ حکومت کے وزیروں' مشیروں اور کارکنان کے سر سجتا رہا۔ قوم نگران حکومت کے ناتواں کندھوں پر سوار ہو کر جب پچھلے سال ۹۶ء میں داخل ہوئی تو اسے "بے رحم احتساب" کا جھانسہ دیکر نئے الیکشن میں جھونک دیا گیا۔ چنانچہ قوم نے گولڈن جوبلی سال کا آغاز الیکشن ۹۷ء کی تیاریوں کے ساتھ کیا۔ ۳ فروری کو جب میدان لگا تو اس پچاس سالہ مسافر قوم کی اکثریت نے جمہوریت کے اس دنگل میں اترنے سے احتراز کیا اور ووٹ ڈالنے کی بجائے گھروں کی چار دیواری میں نرم گرم بستروں پر آرام کو ترجیح دی۔ ایسے لوگوں کی اکثریت ان آبلہ پا مسافروں پر مشتمل تھی جو پچھلے عرصہ میں کئی بار اپنے مہربانوں کے "تیر" کھا چکے تھے۔ بچے کھچے تیر اندازوں نے مورچہ لگایا لیکن رمضان المبارک میں ۳ فروری کی سرد ہوائیں ان کے لئے بادِ مخالف ثابت ہوئیں۔

۳ فروری کا سورج پاکستانی سیاست پر ایک عرصہ تک چھائے رہنے والے بھٹو خاندان کے جملہ امکانات کو سمیٹتے ہوئے شفق کی سرخی میں ڈوب گیا۔ رات جوں جوں گہری ہوتی گئی پاکستانی سیاست کا ایک نیا باب رقم ہوتا گیا۔ حتیٰ کہ اگلی صبح جب ۴ فروری کے سورج نے افق سے جھانک کر دیکھا تو سرزمینِ پاکستان "شیر" کے آہنی پنجوں میں جکڑی جا چکی تھی۔ پریس اور الیکٹرونک میڈیا سے لیکر گلی' محلوں میں دوڑنے والے بچوں کی زبانوں تک "شیر کی بہادری" موضوع بنی ہوئی تھی۔ آج سے پاکستانی سیاست کی بساط پر "خاندانِ شریفاں"

Marfat.com

کی عملداری کا دور شروع ہو رہا تھا۔ کئی مہربانوں نے اس کامیابی پر گھی کے چراغ روشن کیے۔ مٹھائیاں تقسیم کی گئیں اور بھنگڑے ڈالے گئے۔ "شیر آگیا میدان وچ ہو جمالو" کے بھنگڑے ڈالنے والوں میں سے بعض تو وہی تھے جنھوں نے "بھٹو آگیا میدان وچ ہو جمالو" پر رقص کی مشق کر رکھی تھی۔

اہل وطن کے ایک طبقے نے تو قوم کی اس "شرافت پرستی" پر کفِ افسوس ملا۔ کئی اس جمہوری اکھاڑے کے غیر متوقع نتائج پر دم بخود تھے۔ خود موجودہ وزیر اعظم میاں نواز شریف بھی حیران تھے کہ تقدیر آج ان پر یوں ریکارڈ توڑ مہربانیاں کیوں کر رہی ہے۔ بعض باخبر اور تجربہ کار بزرگوں نے اسے خاکی وردی میں ملبوس فرشتوں کی صاف ستھری کاروائی پر محمول کیا جو اس روز رحمت اور امن کی علامت بن کر ہر پولنگ سٹیشن کے علاوہ ملک کے کونے کونے میں پھیل گئے تھے۔

بہر حال جو بھی ہوا اور جیسا بھی ہوا "شیر" پورے طمطراق سے اقتدار پر براجمان ہو گیا۔ مسلم لیگ کی کامیابی کو انقلاب سے بھی تعبیر کیا گیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہلِ وطن پر خصوصی انعام بھی کہا گیا۔ ایسے خیر خواہوں کے بقول ملک اب تخریب کار مشکوک ہاتھوں سے نکل کر محبِ وطن' باکردار اور تعمیر کی خواہش رکھنے والے مضبوط ہاتھوں میں آچکا تھا۔ شیر نے ملک دشمنوں اور لوٹ مار کرنے والے سیاست دانوں سمیت خرابی کی اصل جڑ افسر شاہی کے خلاف چنگھاڑنا شروع کیا۔ کئی ایک "بددیانت" افسر تو آہنی پنجوں کا شکار بھی ہوئے۔ مہنگائی' بے روزگاری اور غربت کی چکی میں پسے ہوئے بدقسمت لوگوں کو یہ سب کچھ اپنی دیرینہ آرزوؤں کی تکمیل کی طرف اٹھتا ہوا قدم محسوس ہوا۔ "قرض اتارو ملک سنوارو" کا مثبت اور منفرد منصوبہ تو ہر شخص نے سراہا اور سب نے حتی المقدور اس اپیل پر اپنی پونجی وطن کے نام پر قربان کرنے کو سعادت سمجھا لیکن یہ سلسلہ ابتدائی ایام کے بعد بتدریج ٹھنڈا پڑ گیا کیونکہ لوگوں کو اس میں بھی بددیانتی کی بو آرہی تھی۔ خیر اس سکیم سے حکومت کے بقول اگر چھ ارب ڈالر جمع بھی ہوئے تو یہ رقم عالمی مالیاتی اداروں کے منہ میں زیرہ بھی نہیں۔ ۲۸

Marfat.com

بلین ڈالر کے قرضے چھ ارب سے کیسے اتر سکتے ہیں۔ بہر حال بقول حکومت وہ ''نادھندہ'' قرار دیئے جانے سے بال بال بچ گئی۔ اسے قرضوں کی اگلی قسط بھی مل چکی ہے جس سے ''تعمیرِ وطن'' جاری ہے۔ ایک اخباری اطلاع اور ماہرین کی مصدقہ رپورٹ کے مطابق ہم ان قرضوں کی واپسی کی بجائے ہر سال تقریباً ایک کھرب ۳۶ ارب روپے تو صرف قرضوں کے سود کی رقم ادا کرتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ پاکستان کی پچاسویں سالگرہ پر جب احتساب کی گونج سنائی دی تو قوم نے پہلی مرتبہ اس مطالبے پر سو فیصد خوشی اور رضامندی کا اظہار کیا تھا۔ وہ سمجھتی تھی کہ احتساب اگر تکمیل پذیر ہو گیا تو ہمیں عالمی مالیاتی اداروں کی طرف دیکھنے اور ان کے سامنے کاسہ گدائی رکھنے کی ضرورت نہیں۔ ۴۰ ارب ڈالر تو ان سیاسی مگرمچھوں کے نام ریکارڈ پر ہیں جو اسی ملک میں گھوم پھر رہے ہیں۔ اس لسٹ میں کئی پردہ نشینوں کے علاوہ موجودہ وزیر اعظم کا نام بھی ہے جن کے ذمے ایک ذمہ دار شخص کی رپورٹ کے مطابق تقریباً ۸ ارب ڈالر کا قرض ہے۔

خیر ہم تو بات کر رہے ہیں گولڈن جوبلی سال کی تقریبات کی جن کے غلغلے میں احتساب کی صدا تمام تر جوازات کے ساتھ دب گئی اور اب تک دبتی چلی جا رہی ہے۔ ۹۷ء کا ابتدائی عرصہ تو قرض اتارو مہم کی نذر ہوا اور پھر گندم کے بحران نے حکومت کی چولیں غیر متوقع طور پر ہلا کر رکھ دیں۔ دوسری طرف اسلام آباد کے نو تعمیر شدہ کانفرنس سینٹر میں اسلامی سربراہی کانفرنس کے غیر معمولی اجلاس کی تیاریاں عروج پر پہنچ گئیں۔ ۲۳ مارچ کے اس شاندار عالمی اجلاس کے ساتھ پاکستان میں اعلیٰ سطحی گولڈن جوبلی تقریبات کا آغاز ہو گیا۔ قوم پچاس سالہ جشنِ آزادی منا رہی تھی، ساتھ ہی سرکاری اور غیر سرکاری ادارے بھی یہ جشن کسی نہ کسی انداز سے مناتے رہے۔ سرمایہ دار اور مقتدر طبقہ تو اپنی کامیاب حکمتِ عملی پر جشن منا رہا تھا جبکہ غریب اور سفید پوش طبقہ تشنہ آرزوؤں کے ڈھیر پر کھڑا ''آزادی کا انجام'' دیکھ رہا تھا۔ بہر حال گولڈن جوبلی پر یہ ملے جلے جذبات تھے لیکن قوم کا اکثریتی طبقہ اب بھی پچھلی باتوں کو فراموش کر کے اچھے دنوں کی امیدیں لگائے بیٹھا ہوا تھا۔ پھر کیا ہوا ہوس

Marfat.com

اقتدار کی تاریخ نے اپنے آپ کو دھرایا اور مسلم لیگی اکثریت پر مشتمل ہماری قومی اسمبلی نے متفقہ قرارداد کے ذریعے اپنے محسن صدر ضیاء الحق مرحوم کی تعمیر شدہ مشہور زمانہ آٹھویں ترمیم کا طاقتور "صدارتی محل" مسمار کر دیا۔ صدرِ مملکت' جو اپنے دیرینہ ہم مشیروں کے ہاں اسی صدارتی اختیار کو استعمال کرنے کے جرم میں فاروق لغاری سے "فاروق الحق" بھی بن چکے تھے' اپنی اس بے بسی اور بے وقعتی پر اندر ہی اندر ٹوٹ پھوٹ گئے لیکن سنجیدہ طبیعت کے باوصف حکومت کی طرف سے لگے ہوئے زخم کو خاموشی سے چاٹتے رہے۔ وہ کسی صورت میں بھی چوہدری فضل الٰہی کا نام نہاد صدارتی عہدہ قبول کر کے خاموش تماشائی بننے پر رضامند نہیں تھے اس لئے مصلحتاً خاموشی اختیار کرتے ہوئے کسی مناسب وقت کا انتظار کرنے لگے۔ گولڈن جوبلی تقریبات ۱۴ اگست کو اپنی جوبن پر پہنچ گئیں۔ وزیر اعظم' وزیر اعلیٰ اور دیگر مشیر وزیران تقاریب کی نقابت و سیادت کرتے رہے اس عرصہ میں کبھی کبھار احتساب کی صدائے بازگشت بھی سنائی دیتی رہی اور وہ بھی ایک مخصوص شخصیت کے متعلق حالانکہ دونوں سیاسی دھڑے دو دو مرتبہ اقتدار کے ایوانوں کو سعادت بخشتے ہوئے لوٹ مار کا بازار گرم کر چکے تھے۔ لوٹ مار کی اسی سر توڑ روش میں دھت پا کر انکو باری باری اقتدار سے چلتا کیا گیا تھا۔ نگران حکومت نے بے رحم احتساب کا جو ڈھنڈورا پیٹا تھا اسے بھاری مینڈیٹ حاصل کرنے والی حکومت نے بھی جاری رکھنے کا وعدہ کیا تھا۔ یہی قوم کی دکھتی رگ تھی اور اسی کی ضرورت بھی سب سے زیادہ محسوس کی جا رہی تھی۔ بہر حال حکومت نے اس دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا اور یہ وعدہ کیا کہ ہم غنڈوں' لٹیروں اور چوروں سے قوم کی ایک ایک پائی وصول کریں گے۔ لوگ جسٹس مجدد مرزا صاحب کو بھی اپنا مسیحا سمجھنے لگے کہ یہ شریف اور دیانتدار شخص شاید اپنی احتسابی عدالت میں قوم کے لٹیروں کو بے نقاب کرنے میں کامیاب ہو جائے لیکن اس اندھے اور کالے قانون کی گتھیاں یہاں بھی حائل ہو گئیں اور "مجدد" صاحب کی تمام اجتہادی کاوشیں "اقدام وخطا" کے مرحلے میں پھنس کر رہ گئیں۔

آج تک پورے ایک سال میں ایک بھی فردِ جرم عائد نہ ہو سکی اور نہ کسی سے قومی

Marfat.com

خزانہ لوٹنے کا اقبال جرم کروایا جاسکا۔ احتساب کمیشن کی زد میں آنے والے آصف زرداری بھی ابھی تک باعزت شہری ہیں۔ وہ نہ صرف قومی مجرم ثابت نہیں ہو سکے بلکہ صاحب بہادر کی ملک کی معزز ترین سینٹ کے رکن منتخب ہو کر حلف بھی اٹھا چکے ہیں۔ ملک و قوم کی خدمت کا یہ دوبارہ عہد اب نہ جانے ان سے کونسی خدمت کروائے گا۔

وزیر اعظم کی ذات بھی زد میں آرہی تھی۔ نواز شریف کو لوگ چونکہ مردِ بحران بھی کہتے ہیں اس لئے اس متوقع بحران سے خود کو نکالنے کیلئے انہوں نے پورے ملک کو تاریخ کے خطرناک ترین قانونی بحران میں جھونک دیا۔ اپنی شرافت کی سفید چادر کو دھبوں سے بچانے کیلئے انہوں نے جو رسک لیا ہے اس نے پورے ملک کے قومی اداروں کی سلامتی کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔ آئندہ مورخ جہاں یہ لکھے گا کہ ملک کا وزیر اعظم عام شہری کی طرح چیف جسٹس کے کٹہرے میں کھڑا ہوا وہاں اسے یہ بھی لکھنا پڑے گا کہ ملک کے معزز ترین ایوانِ عدل کی دھجیاں بھی پہلی مرتبہ بکھیری گئیں اور معزز ایوان کے ارکان آپس میں محاذ آرائی پر یوں اترے کہ عدالت خود عوام کی نظروں میں مجرم قرار پائی۔ پھر پہلی بار ملک کے چیف جسٹس سے انصاف کا قلمدان چھین کر اسے گھر بھیج دیا گیا۔ قانون کی تضحیک کا یہ عمل اس قدر ضرر رساں تھا کہ پورا ملک ایک ناقابلِ تلافی بحرانی کیفیت میں مبتلا کر دیا گیا۔ یہ بھی ملکی تاریخ میں پہلی مرتبہ ہوا کہ صدر نے ہنگامی عدالتی کاروائی میں واپس ملنے والے اختیارات کو استعمال نہیں کیا بلکہ اسمبلی کا خون کئے بغیر چپ چاپ خود ہی صدارتی محل سے اپنا بستر بوریا گول کر لیا۔ بقول محترم ارشاد احمد حقانی یہ تاریخ بتائے گی کہ اصل کامیابی کسی کی تھی اور ناکامی کس کے حصے میں آئی۔

بہر حال جو بھی ہوا' یہ باعث عبرت بھی ہے اور قابلِ اصلاح بھی۔ اب تو حکومت نے اسے اپنے نئے مینڈیٹ سے تعبیر کیا ہے۔ وہ نئے عزم اور نئے طمطراق سے بقیہ اہم حکومتی عہدوں پر اپنی پسندیدہ شخصیات کو براجمان کروانے میں مصروف ہے۔ کیا عجب کہ اس نئے ''شریفاں'' ڈھانچے کے ہاتھوں قدرت کوئی تاریخی کام لے ہی لے مگر یہ تو وقت

Marfat.com

بتائے گا۔ سردست قوم پھر اسی دیرینہ مطالبے کو دھرا رہی ہے کہ کہاں گیا وہ "احتساب" کہاں گئی وہ قوم کی دولت جو بددیانت کرپٹ لٹیروں سے واپس کی جانی تھی۔ کہاں ہے وہ عدالت جس کے کٹہرے میں کھڑے مجرم اور محسن کا فرق نظر آئے گا۔ قوم کو کب "ہیرو" اور لٹیروں کی تمیز ہو گی۔ کیا ہم اس کی امید حالیہ حکومت کی حب الوطنی سے رکھیں یا پھر ملک کی صد سالہ تقاریب کی تیاریوں میں مصروف ہو جائیں۔

روزنامہ جنگ ادارتی صفحہ مورخہ ۳ جنوری ۹۸ء

Marfat.com

ممکنہ جارحیت اور قومی سلامتی کے تقاضے

بھارت کے انتہا پسند اور جنونی ہندو حکمرانوں نے اپنی اندرونی کمزوریوں کو چھپاتے ہوئے یکے بادیگرے 5 ایٹمی دھماکے کر کے پوری دنیا کو ایک عجیب اضطراب میں ڈال دیا ہے۔ جنوبی ایشیاء کے ہر ملک اور بالخصوص پاکستان کی سرحدیں اس شرمناک حرکت سے شدید خطرے میں ہیں۔ آئے روز بھارت کی طرف سے نت نئے اور دھمکی آمیز بیانات آرہے ہیں۔ یہ صورتِ حال اس وقت زیادہ تشویشناک ہو جاتی ہے جب امن کے عالمی ٹھیکیدار مغربی ممالک اور ان کے سرپرست امریکہ کی پالیسی سے واضح طور پر بھارت کے لئے جانبداری جھلکتی نظر آتی ہے۔ انتہا پسند حکمران جماعت بی جے پی نے اپنے خطرناک انتخابی منشور میں جن اہداف کا پرچار کیا تھا ان میں ایٹمی دھماکوں کے علاوہ مقبوضہ کشمیر میں جاری تحریکِ آزادی کو کچلنے کے بعد آزاد کشمیر کو بھی بھارت میں شامل کرنے کا عندیہ ظاہر کیا گیا ہے۔ اس لئے اب یہ بات ڈھکی چھپی نہیں رہی کہ بابری مسجد کی قاتل موجودہ بھارتی حکومت کا اگلا ہدف آزاد کشمیر پر جارحانہ کارروائی ہے۔

گزشتہ ہفتے بھارت کے وزیرِ داخلہ ڈاکٹر ایل کے ایڈوانی نے کٹھ پتلی وزیرِ اعلیٰ ڈاکٹر فاروق عبداللہ کی موجودگی میں ایک پریس کانفرنس کے دوران انتہائی بے ہودہ الفاظ میں پاکستان کو ''سبق سکھانے'' کی دھمکی دے دی ہے اور وہ خود اب امورِ کشمیر کا نگران بھی بن چکا ہے۔ کشمیر سمیت سیاچین میں مسلسل ایسے واقعات ہو رہے ہیں جن میں بھارت کی طرف سے کنٹرول لائن کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ بھارت نے اپنی فوجیں اور خطرناک ایٹمی اسلحہ پاکستان کی سرحدوں تک پہنچادیا

ہے۔ ایک اطلاع کے مطابق گزشتہ ہفتے بھارتی آرمی چیف جب اگلے مورچوں کا جائزہ لینے کشمیر کی سرحدوں پر آیا تو اس کے ہمراہ اسرائیلی آرمی کا ڈپٹی چیف بھی تھا۔ علاوہ ازیں ایٹمی

Marfat.com

ٹیکنالوجی میں بھی بھارت کو روس' امریکہ اور اسرائیل کا تعاون حاصل ہو رہا ہے۔اس طرح کے شواہد صاف بتا رہے ہیں کہ موجودہ انتہا پسند ہندو حکومت کی پشت پر اسرائیلی یہودی لابی مصروفِ عمل ہے اور وہ پاکستان کو عراق کی طرح بے دست و پا بنا کر رکھنا چاہتی ہے۔اس ساری صورتحال سے نمٹنے کے لئے پاکستانی قوم اور حکومت کو فوری طور پر درج ذیل امور سر انجام دینا ہونگے۔

ا۔ جنونی ہندو دراصل پاکستان سے گزشتہ ہزار سالہ تاریخ کا انتقام لینا چاہتے ہیں اس لئے اسے ہمیشہ کی طرح اب بھی اینٹ کا جواب پتھر کی صورت میں دیا جانا ضروری ہے اور اس کے لئے پاکستان کو بلاخوف و خطر فوری طور پر ایٹمی دھماکہ کر دینا چاہئے ورنہ تاخیر ناقابلِ تلافی نقصان کا باعث بھی ہو سکتی ہے۔

۲۔ حکومت اور اپوزیشن سمیت سیاسی و مذہبی قائدین اور جماعتیں بلکہ پاکستان کا بچہ بچہ قومی سلامتی کی خاطر تاریخ کے اس نازک موڑ پر ممکنہ صورتحال کا مقابلہ کرنے کے لئے یکجہتی کا اظہار کرے۔

۳۔ داخلی خلفشار' صوبائیت پرستی' جغرافیائی' نسلی اور لسانی بتوں کو توڑ کر کراچی سے خیبر تک سارے پاکستانی ایک قوم بن جائیں۔ایک ایسی نظریاتی قوم جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے دشمن کی ہر سازش ناکام بنانے کا عزم رکھتی ہو۔

۴۔ حکومت اپنی ست خارجہ پالیسی پر نظرِ ثانی کرے اور اپنے حلیف ممالک سے فوری رابطے کر کے انہیں اعتماد میں لے۔بالخصوص اسلامی ممالک' جہاں سے بھی دھیمی اور غیر اعلانیہ حمایت کی خبریں مل رہی ہیں خلیجی ممالک کو باور کرانا چاہئے کہ یہود و ہنود کا یہ تازہ گٹھ جوڑ آپ کے لئے اتنا خطرناک ہے جتنا پاکستان کیلئے۔ابھی تک مصر' عراق' شام' ترکی' الجزائر' اردن' بنگلہ دیش' ملائشیا' انڈونیشیا' برونائی اور سنٹرل ایشیاء کی نو آزاد مسلم ریاستیں خاموش تماشائی بنی ہوئی ہیں۔تاحال ان کا کوئی بیان نہیں آیا۔قبل اس کے کہ چالاک ہندو وہاں اپنے سفارتی وفود بھیجنا شروع کر دے ہمیں فوری رابطے کر کے اپنا جائز موقف پیش کر دینا

Marfat.com

چاہیے۔اس طرح شاید سفارتی محاذ پر ہماری سابقہ کوتاہیوں کی تلافی بھی ہوسکے گی۔پاکستان 'ایران کو او آئی سی کے پلیٹ فارم پر وزرائے خارجہ کانفرنس کیلئے درخواست کرے۔ایرانی قیادت نے اپنی پوری حمایت کا یقین بھی دلایا ہے۔

۵۔ آزاد کشمیر کے سرحدی علاقوں میں نوجوانوں کے لئے لازمی فوجی تربیت کا فوری بندوبست ہونا چاہئے اور انہیں مناسب ہتھیاروں سے لیس کر دینا چاہئے تاکہ وقت آنے پر فوج کو عوام کا مکمل تعاون حاصل ہو ورنہ سب کچھ پاک فوج کے ذمے لگا دینے سے جارح ہندو کا مقابلہ مشکل ہوگا۔ویسے بھی مقبوضہ کشمیر میں نہتے عوام آٹھ لاکھ مسلح ہندو فوج کے ساتھ جس طرح اپنی آزادی کی جنگ خود لڑ رہے ہیں سرحد کی اس طرف کے لوگوں کو بھی لڑنی چاہئے۔

۶۔ قوم کو خود انحصاری اور قربانی کیلئے ذہنی طور پر تیار کرنا ضروری ہے۔ متمول اور کاروباری حلقے زیادہ ایثار نہ بھی کریں صرف اپنے ذمہ واجب الادا ٹیکس ہی ادا کرتے رہیں تو کافی ہے۔ ہماری قوم کا خطرناک کینسر اس وقت کرپشن ہے۔ عام لوگوں نے ٹیکس اور بجلی چوری سے لے کر بچوں کے دودھ اور دواؤں میں ملاوٹ کو اپنا کاروباری شعار بنالیا ہے۔ایسی قوم دشمن سے کیا لڑے گی جو اپنی ہی نسل کے خلاف غیر اعلانیہ جنگ میں مبتلا ہے۔

۷۔ ایٹمی دھماکہ ہوجانے کی صورت میں مغربی ممالک کی طرف سے جن اقتصادی پابندیوں کا خدشہ ہے ان سے نمٹنے کیلئے اقتصادی وسائل کی اشد ضرورت ہے۔ ہم مقروض قوم ہیں اور ہماری رگِ جاں ہمارے دشمن کے ہاتھوں میں ہے۔جب تک یہ کشکول گدائی نہیں توڑیں گے ہم ذہنی اور فکری آزادی سے ہمکنار ہو ہی نہیں سکتے۔اس اہم مسئلے کیلئے اشد محنت اور منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔سب سے پہلے ہمارے سیاسی قائدین' سرمایہ دار اور جاگیر دار ملک سے باہر رکھی ہوئی تجوریاں خود واپس لائیں لیکن ان قومی چوروں کو شاید اتنی جرات نہ ہوسکے اس لئے حکومت خود یہ انتظام کرے اور اپنی صفوں میں شامل قومی لٹیروں سے حساب لے۔ان کی نشاندہی سابق نگران حکومت میں ایک مرتبہ ہو چکی

Marfat.com

ہے۔اس سلسلے میں سب سے پہلے وزیراعظم اپنے ذمے 8ارب ڈالر کے قرضے قومی خزانے میں جمع کروائے اور دوسرے لوگوں کی نشاندہی کر کے ان سے اپیل کرے' اس طرح شاید انہیں بھی شرم آجائے۔

۸۔ متوقع اقتصادی پابندیوں اور بھارتی جارحیت کا مقابلہ کرنے کیلئے ایک قومی دفاعی فنڈ کا قیام فوری طور پر اشد ضروری ہے اور اس کے لئے قوم کسی سیاسی یا مذہبی قیادت پر اتنا اعتماد نہیں کرے گی جتنا وہ ڈاکٹر عبد القدیر پر کر رہی ہے۔ ڈاکٹر عبد القدیر ملتِ اسلامیہ کے محسن اور عصر حاضر کے سب سے بڑے ہیرو ہیں۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ وہ اس وقت غیر متنازع ہیں اور اپنی پوری فکری اور جسمانی توانائیاں قوم کیلئے وقف کئے ہوئے ہیں۔ حکومت کو چاہئے کہ اس نازک صورتحال میں ان کی موجودگی سے ایٹمی توانائی کی طرح اقتصادی خودانحصاری کے لئے ان کی مدد لے۔ وہ اگر ٹی وی پر آدھ گھنٹہ کے خطاب میں قوم سے خود مخاطب ہوں تو میرا ایمان ہے کہ وطنِ عزیز کا بچہ بچہ' غریب امیر' مرد' عورتیں لبیک کہتے ہوئے حتی المقدور قربانی دیں گے۔ ہمارے ملک میں بے شمار سونا ہے' خواتین اپنے آدھے زیورات اور تاجر اپنی ایک سال کی کمائی بھی فنڈ میں جمع کروا دیں تو سارے بیرونی قرضے اس ایک اپیل پر ختم ہو سکتے ہیں اور اتنا کچھ بچ بھی سکتا ہے کہ دفاعی اخراجات خوش اسلوبی سے چل سکیں۔

۹۔ آخری اور اہم ترین چیز یہ ہے کہ قوم کی فکری تطہیر اور ذہنی تربیت کی ضرورت ہے۔ جنگ میں ہتھیار کم اور جذبے زیادہ کارآمد ہوتے ہیں۔ اس وقت مغربی ثقافتی یلغار اور بھارتی فلمی کلچر نے ہمارے گھروں میں مستقل قبضہ کر رکھا ہے۔ صبح و شام مغربی میڈیا اور ڈش کے ذریعے بھارتی موسیقی سے لطف اندوز ہونے والی قوم کے نوجوان اپنے ازلی دشمنوں سے کیسے لڑ سکتے ہیں۔ اس لئے حکومت ٹیلی ویژن' اخبارات اور ریڈیو کے ذریعے نوجوانوں میں قومی غیرت و حمیت' دین اور مذہبی اقدار سے محبت کے جذبات پیدا کرنے کا اہتمام کرے لیکن دوسروں میں یہ جذبہ پیدا کرنے سے پہلے خود حکومتی عمائدین کو دینی اور

Marfat.com

مذہبی اقدار کی پاسداری کرنا ہوگی۔ اس وقت اُنہی جذبوں کی ضرورت ہے جو تحریکِ پاکستان کے دنوں دیکھنے میں آتے تھے۔ دو قومی نظریہ اجاگر کرنا ہوگا ورنہ متعصب ہندو کا سر کچلنا مشکل ہے۔ واجپائی' ایڈوانی اور سکینہ ان ہی ہندو سورماؤں کی اولاد ہیں جنہیں محمد بن قاسم' محمود غزنوی' شہاب الدین غوری اور احمد شاہ ابدالی جیسے صالح دین دوست اور جہاد پرست مسلمان سپہ سالاروں نے تاریخ کی عبرتناک شکستیں دی تھیں۔ آج وہی ہندو پھر سر اٹھا رہا ہے اور اس کے مقابلے کیلئے ہمیں قاسم کا عزم غزنوی کا عقیدہ غوری کی غیرت اور احمد شاہ ابدالی کا جذبہ جہاد درکار ہے۔

اس وقت ہماری قوم کو عریاں ثقافت اور سستی جذباتیت کی نہیں بلکہ دینی اور مہذب ثقافت کی ضرورت ہے۔ ٹی وی پر لوگوں کو اپنے بہادر اسلاف کے کارناموں سے روشناس کیا جانا چاہئے۔ میوزیکل شو اور فلمی سٹار وں سے تعارف قوم کی ضرورت نہیں۔ یہ تو (الاماشاء اللہ) اب بھی تقسیمِ برصغیر کے موجودہ نقشے پر راضی نہیں بلکہ آئے روز بھارت یاترا کرنا ان کے پیشے کی ضرورت ہے۔ قومیں موسیقی سے نہیں جہادی جذبوں سے سلامت رہتی ہیں اور پروان بھی چڑھتی ہیں۔

تاریخ آج پھر اپنے آپ کو دہرا رہی ہے اور فطرت دو قومی نظریئے کو اجاگر کر رہی ہے۔ اس وقت قومی غیرت' دینی حمیت اور اپنی شاندار تاریخی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے آئندہ نسلوں کے لئے ایک شاندار مثال قائم کرنے کا سنہری موقع ہے۔

فطرت افراد سے اغماض تو کر لیتی ہے ۔۔۔ کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

(۲۹ مئی ۹۸' روزنامہ جنگ ادارتی صفحہ)

Marfat.com

سال 99ء

Marfat.com

Marfat.com

ملتِ اسلامیہ کی غیرتِ ملی پر ایک اور امریکی حملہ

عالمِ اسلام کے خلاف عالمِ کفر کے جارحانہ اقدامات کی تاریخ اگرچہ کافی طویل ہے لیکن گذشتہ ماہ ۷ ادسمبر کو یخ بستہ رات کے سناٹے میں امریکہ اور برطانیہ نے بغداد پر آتش و آہن کی جو بارش برسائی اور مسلسل چار روز تک جس ابلیسی رقص کا بدترین مظاہرہ دنیا نے دیکھا اس کی مثال شاید کہیں بھی نہ ملے۔ امریکہ اور برطانیہ کے سربراہوں نے رمضان المبارک کے آغاز میں اگرچہ حملے روک دینے کا اعلان کر دیا تھا لیکن وہ اعلان عارضی تھا اور عراق کے نہتے عوام پر اب بھی خطرے کی تلوار لٹک رہی ہے۔ امریکہ کسی بھی وقت اپنی خفت چھپانے کے لیے بغداد پر آگ کی بارش کر سکتا ہے۔ اس کے شواہد آئے روز دیکھنے میں آتے رہتے ہیں' جب امریکہ اور برطانیہ کے جنگی طیارے عراق کے "نوفلائی زون" پر پرواز کرتے ہوئے عراقی دھمکیوں کا جواب میزائلوں سے دیتے ہیں۔ یہ صورتحال پہلے سے زیادہ کشیدہ دکھائی دیتی ہے۔ افسوسناک بات تو یہ ہے کہ یہ دونوں ملک اس وقت دنیا کے مہذب اور ترقی یافتہ ممالک کی قیادت کر رہے ہیں۔ ان کے خبر رساں ادارے اور ذرائع ابلاغ پوری دنیا میں انسانی حقوق کی آواز بلند کرنے میں پیش پیش ہیں۔ اسلامی ممالک میں خواتین اپنی مرضی سے شرعی پردے کی پابندی کریں یا غربت کے ہاتھوں ستائے ہوئے بچے محنت مزدوری سے اپنا پیٹ پالنے کی باعزت کوشش کریں' ان ممالک کے زیرِ سایہ پروان چڑھنے والی انسانی حقوق کی نمائندہ نام نہاد تنظیمیں پوری دنیا میں ظلم و ستم کی داستانیں سنا سنا کر اپنی "ہمدردی اور انسان دوستی" کا ڈنڈھورا پیٹتے نہیں تھکتیں۔

انہوں نے جنگلی جانوروں' سمندری حیوانوں اور فضاء میں اڑنے والے پرندوں کے طبعی ماحول پر اثرانداز ہونے والے عوامل کی روک تھام کے لیے تنظیمیں قائم کر رکھی ہیں

Marfat.com

اور تو اور ان کے کتوں کو کسی کے ہاتھوں نقصان پہنچ جائے تو اس پر عدالت میں مقدمہ دائر کر دیتے ہیں۔ ایک طرف مخلوق پر ان کے التفاتِ کریمانہ کا یہ عالم اور دوسری طرف جب وہ اپنی سرحدوں سے باہر نکل کر تیسری دنیا کی اقوام بالخصوص مسلمانوں کے ساتھ معاملات کرتے ہیں تو یکسر بدل جاتے ہیں۔ وہی جانوروں پر رحم کرنے کی صدائیں بلند کرنے والے اور عورتوں اور بچوں کے حقوق کا تحفظ کرنے والے بھوکے بھیڑیوں کی طرح مسلمانوں کے جان و مال پر جھپٹتے نظر آتے ہیں۔ فلاح اور امن کے سارے منصوبے ایک طرف رکھ کر اپنے مذموم مفادات کی خاطر انسانیت کا چہرہ نوچنے سے بھی باز نہیں آتے۔

عالمِ کفر کا سرغنہ امریکہ جو اپنے سامنے سر اٹھا کر چلنے والے افراد اور ممالک کو دہشت گرد قرار دے کر قابلِ گردن زنی سمجھتا ہے' قوت و طاقت کے نشے میں بدمست ہو کر جب اور جہاں چاہتا ہے میزائلوں کی بارش برسانا شروع کر دیتا ہے۔ دوسروں کو جن اصول و ضوابط کا پابند بنانا چاہتا ہے خود انہی اصولوں کی کھلی خلاف ورزی کرتا ہے لیکن اسے پوچھنے والا کوئی نہیں۔ اس "امن پسند مہذب" ملک کی جارحیت سے عراق میں اب تک ۵ لاکھ سے زائد بے گناہ افراد لقمۂ اجل بن چکے ہیں۔ ان میں وہ بوڑھے اور معصوم بچے بھی شامل ہیں جو خوراک اور دوائیوں کی عدم دستیابی کی وجہ سے اپنے عزیزوں کے سامنے تڑپ تڑپ کر جان دے رہے ہیں۔ حالیہ حملوں میں زخمی ہونے والے ہزاروں عورتوں' بچوں اور بوڑھوں کے لیے عراق کے ہسپتالوں میں مناسب علاج کا کوئی بندوبست نہیں لیکن کیا مجال کہ انسانی حقوق کی یہ تنظیمیں اور نشریاتی ادارے اس دستِ جفا کیش کی شان میں گستاخی کریں۔ عالمی تجزیاتی اداروں نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ امریکہ اور برطانیہ کی حالیہ بمباری اس امریکی حملے سے بھی زیادہ وحشیانہ تھی جس میں انڈوچائنہ کے ۴۰ لاکھ شہری اور کسان ہلاک ہو گئے تھے نیز اس چار روزہ میزائلوں کی اندھا دھند بارش نے ۱۹۹۱ء کا ریکارڈ بھی توڑ دیا ہے جس میں 2600 لڑاکا طیاروں نے 88500 ٹن وزنی بم سرزمینِ عراق

Marfat.com

پر گرانے کا "اعزاز" حاصل کیا تھا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس امریکی جارحیت کا مقصد قیامِ امن نہیں بلکہ پوری دنیا کے امن کو تہ وبالا کر کے اپنی چودھراہٹ کا لوہا منوانا ہے۔

گستاخ ملکوں کو سبق سکھانے کی ذمہ داری امریکہ نے اگر اپنے سر لے رکھی ہے تو اسے اسرائیل' سربیا اور بھارت جیسے بے اصول ممالک کی سرکوبی بھی کرنی چاہیے جن کی فوجیں نصف صدی سے مسلمانوں کا خون ناحق صرف اس لیے بہا رہی ہیں کہ وہ آزادی جیسا بنیادی حق مانگتے ہیں۔ سلامتی کونسل کی قراردادیں تو ان ممالک کے خلاف بھی پاس ہوتی رہتی ہیں لیکن ان پر عمل درآمد کرانے کے لیے امریکہ اور برطانیہ کی غیرت نے جوش کیوں نہیں مارا؟ اسرائیل کے پاس اس وقت دنیا کے خطرناک ترین ایٹمی ہتھیاروں کا وسیع ذخیرہ موجود ہے اور وہ آئے روز عرب ہمسایہ ممالک کی سرحدوں کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ کیا عراق خلیجی ممالک کے لیے اسرائیل سے بھی زیادہ خطرناک تھا؟

عراق نے کویت پر جارحیت کا ارتکاب کیا بھی تھا تو امریکہ کی رضامندی سے کیا تھا اور جب اسے خلیج میں آنے کا موقعہ مل گیا تو اب وہ یہاں سے جانے کا نام ہی نہیں لے رہا بلکہ اب اس کی 24000 فوج اور بحری بیڑوں میں مزید اضافہ ہو رہا ہے جس کا تمام خرچ خلیج کے عاقبت نااندیش حکمران اسلامی سرمایہ لٹا کر دے رہے ہیں۔ عراق کویت سے کب کا واپس آچکا ہے اور پچھلے آٹھ سال سے اس نے کسی پڑوسی ملک کے خلاف کسی قسم کے جارحانہ اقدامات نہیں کیے۔ اس نے نام نہاد اقوامِ متحدہ کے قوانین کا احترام کرتے ہوئے اپنی ساری تنصیبات اور حساس مقامات معائنے کے لیے کھول دیئے۔ امریکیوں کے ناروا سلوک کے باوجود عراقی حکام نے ان کے ساتھ تعاون کیا' صرف اس امید پر کہ دنیا کے منصفوں کے سامنے حقیقتِ حال آشکار ہو جائے اور وہ عراق پر عائد پابندیاں اٹھا دیں تاکہ یہاں کے بچوں' بوڑھوں اور بے سہارا مردوں اور عورتوں کو ان کی ضرورت کی بنیادی سہولتیں میسر آسکیں لیکن حالیہ عزائم نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ امریکہ کو نہ کل خلیج کا امن عزیز تھا اور نہ آج اسے کویت کی سلامتی سے کوئی دلچسپی ہے۔ وہ اسلامی دنیا کے معدنی

Marfat.com

وسائل پر قابض ہونا چاہتا تھا سو وہ ہو گیا۔ اب وہ ہر قیمت پر یہاں رہنے کا جواز مہیا کرے گا ۔ ہتھیاروں کے معائنے پر متعین ٹیم کا سربراہ رچرڈ بٹلر UNO کا نمائندہ نہیں بلکہ یہودی ایجنٹ ہے جس نے امریکہ اور برطانیہ کے ایماء پر دروغ گوئی اور تعصب پر مبنی رپورٹیں تیار کیں اور انہیں لا کر سلامتی کونسل میں پیش کرنے کی بجائے بدنامِ زمانہ امریکی صدر کے ٹیبل پر رکھ دیا جس نے اپنے چہرے سے جنسی سیکنڈل کی گرد جھاڑنے کے لیے راتوں رات تمام عالمی اصول و ضوابط کو بالائے طاق رکھتے ہوئے حملے کا حکم دے دیا۔ عالمِ اسلام کے خلاف امریکہ کی یہ پہلی جارحیت نہیں بلکہ چند ماہ قبل ایک اسامہ بن لادن کی خاطر دو مسلمان ممالک سوڈان اور افغانستان پر شب خون مارا تھا اور دونوں ممالک میں بھاری جانی نقصان ہوا تھا۔ کہنے کو تو امریکہ اور برطانیہ دونوں نے اس حملے کو کامیاب قرار دیا ہے کیونکہ ان کے بقول کافی حد تک عراق کی فوجی قوت تباہ ہو چکی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس حملے سے دونوں حملہ آور ملکوں نے عالمی امن کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔ انہوں نے نہتے عراقی مسلمانوں پر حملہ نہیں کیا بلکہ پوری ملتِ اسلامیہ کی غیرت کو جھنجھوڑا ہے۔ پوری دنیا کے انصاف پسند لوگوں کی نظروں میں امریکہ کی یہ جارحیت اس کا ناقابلِ معافی جرم قرار پائی ہے۔ خود سلامتی کونسل کے بقیہ تینوں مستقل ارکان نے اس حملے کی بھرپور مذمت کی ہے۔ رہ گئی عرب لیگ O.I.C اور چند مسلمان حکمرانوں کے مذمتی بیانات' تو ان کی حیثیت محض چند روائتی جملوں سے بڑھ کر کچھ نہیں تھی۔

ان حملوں سے جہاں عالمِ اسلام کی بے بسی اور بے چارگی کا اندازہ ہو رہا ہے وہاں امریکی استعمار کے عزائم بھی کھل کر دنیا کے سامنے آ گئے ہیں۔ خاص طور پر مسلمان ممالک میں بسنے والے عوام و خواص کے امریکہ مخالف جذبات میں شدت آئی ہے اور وہ اسلامی ممالک پر مسلط سامراج پرست حکمرانوں کی حقیقت سے بھی آگاہ ہوئے ہیں۔ حالات اگر یونہی رہے اور امریکہ کا منہ زور گھوڑا مسلمانوں کی لاشیں اسی طرح روندتا رہا تو ایک دن ایسا ضرور آئے گا جب امن پسند مظلوم مسلمانوں کے صبر و ضبط کا پیمانہ لبریز ہو گا' ان کا اجتماعی انتقام

Marfat.com

ایک آتشیں لاوابن کر پھٹے گا اور وہ دن امریکی استعمار کا آخری دن ہوگا۔ اب تو صدر صدام نے قومی خطاب میں تمام عرب ممالک کے باشندوں کو مخاطب کر کے امریکہ کے خلاف ڈٹ جانے کی ترغیب بھی دی ہے۔ ادھر امریکہ کے سرِ فہرست گستاخ سعودی نژاد اسامہ بن لادن کے جو بیانات امریکی جرائد کی زینت بن رہے ہیں ان میں بھی یہ تاثر دیا جارہا ہے کہ اسامہ امریکہ کے خلاف اپنے ردِ عمل میں اب اور شدت پیدا کر چکا ہے اور اسی حوالے سے اس نے صدام کے ساتھ بھی رابطہ کر لیا ہے۔ اس خبر میں کتنی صداقت اور حقیقت ہے اس کا اندازہ تو آئندہ دنوں میں ہی ہو سکے گا لیکن اتنا ضرور کہا جاسکتا ہے کہ اب قدرت حالات کو تبدیل کرنے کے سامان خود تیار کر رہی ہے۔ امریکہ کو مختلف محاذوں پر اب مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اس کی فوجی برتری کو چین اور روس نے چیلنج کر ہی دیا تھا اب اس کی معاشی برتری کے واحد ہتھیار ڈالر کے مقابلے میں یورو کرنسی بھی اس کے لیے جان لیوا ثابت ہو سکتی ہے۔ جہاں تک امریکہ کے خلاف اسلامی شدت پسندی کا تعلق ہے تو امریکہ اسرائیل اور یورپی ممالک کا امتیازی سلوک خود اس شدت میں اضافہ کر رہا ہے اور یہ بھی میرے نزدیک اسی قدرتی نظام کا حصہ ہے جس سے بالآخر عالمِ کفر کو دوچار ہونا ہے۔ بقول شاعر ؎

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبائیں گے

امریکہ اپنے حواریوں کے ساتھ مل کر اسلامی دنیا کا جتنا استحصال کرے گا قانون قدرت کے تحت اس کا ردِ عمل اتنا ہی شدید تر ہوتا چلا جائے گا۔ ابھی تو وہ ایک اسامہ بن لادن کے غیض و غضب کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں کر رہا' ایک شخص کے وجود سے اس عالمی سپر پاور کے ایوان لرزہ براندام ہیں اور اس کے خاتمے کے لیے وہ اپنی پوری سائنسی ' سیاسی اور مالی قوتیں صرف کر رہے ہیں۔ کل جب عرب و عجم کے لاکھوں مسلمان اسامہ اور شیخ احمد یٰسین بن گئے تو اس کے پاس بچاؤ کا کوئی راستہ نہیں رہے گا اور پھر جو کچھ بھی ہوگا اسکے اپنے عمل کا ردِ عمل ہوگا "تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَا وِلُهَا بَيْنَ النَّاس۔" ظلم کی یہ رات لمبی سہی

Marfat.com

لیکن اس کی صبح ضرور طلوع ہو گی کہ یہ قانونِ فطرت ہے۔ قدرت وقت کے نئے فرعونوں سے انتقام ضرور لے گی کیونکہ یہ اس کے بے رحم احتساب کا حصہ ہے۔ یہاں کتنے فرعون' نمرود' ہٹلر اور مسولینی آئے اور چلے گئے' کسی کی بادشاہت میں دوام واستقرار نہیں سوائے اس ذات کے جو ازل سے ابد تک اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْن کے منصبِ جلیلہ پر فائز ہے۔ وہ ڈھیل ضرور دیتا ہے لیکن کھلی چھٹی نہیں۔ ابھی کل کی بات ہے اس کے عدل کی بے آواز لاٹھی نے سرخ سامراج کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے خدائی کے دعویداروں کو دنیا کے سامنے نشانِ عبرت بنا دیا۔ امریکہ اپنے خوشامدیوں کی جتنی چاہے مقدار بڑھا لے' انسان تباہی کے لیے جس قدر چاہے ہتھیار جمع کر لے' سپر طاقت ہونے کے نشے میں ڈوب کر جتنا ظلم بھی کر لے' اس کی حاکمیت کا تاج اب محمدِ عربی ﷺ کے غلاموں کی ٹھوکر میں ہے اور انہیں اس نے خود للکارا ہے۔

وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْکَافِرُوْنَ.

(جنوری ۹۹ء)

Marfat.com

”خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا“

یورپ کے دل میں ۹۰ فیصد آبادی کا خوبصورت سرسبز و شاداب علاقہ کوسووو گذشتہ دس سال سے نسل پرست سربیائی عیسائیوں کے زیرِ تسلط ہے۔ یہاں آئے روز نہتے مسلمانوں کو بلاجواز قتل و غارت گری کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔ ان کی املاک کو نذرِ آتش کیا جارہا ہے۔ معصوم بچوں' بوڑھے اور نوجوان مرد و عورتوں کا ظالمانہ سرگرمیوں میں بے دریغ قتل کیا جارہا ہے۔ یورپی یونین نیٹو' امریکہ اور UNO سمیت سب عالمی ادارے اور علاقائی امن مشن اب تک کسی واضح پیش رفت میں ناکام رہے ہیں۔ اور تو اور مسلمان ممالک کی نام نہاد عالمی تنظیم OIC بھی بے حس و حرکت بے بس' مظلوم اور مقہور مسلمانوں کی تماشائی دکھائی دیتی ہے۔ آئے روز خبریں آتی ہیں کہ نیٹو تنظیم نے سرب راہنماؤں کو لڑائی بند کرنے اور سرب مسلح افواج کو کسووو سے نکالنے کا حتمی فیصلہ کر لیا ہے اور سربوں پر حملوں کی تیاریاں آخری شکل اختیار کر رہی ہیں لیکن گذشتہ چھ ماہ سے نہ جانے یہ ”تیاریاں“ عملی شکل اختیار کیوں نہیں کر پائیں جبکہ اسی نیٹو کے رکن ممالک برطانیہ اور امریکہ آئے روز اپنے جنگی طیاروں کے ذریعے عراقی سرزمین پر حملے کر رہے ہیں حالانکہ سلامتی کونسل کے ارکان انہیں کئی بار اس یکطرفہ کارروائی سے باز رہنے کا کہہ چکے ہیں۔

کسووو کے باشندوں کا گناہ بھی بوسنیا کی طرح یہی ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور انہیں نسل پرست عیسائیوں نے یہ باور کروادیا ہے کہ وہ ان سے بلقان اور صلیبی جنگوں کا بدلہ لے رہے ہیں۔ اس متعصبانہ رویے کے ردِ عمل میں وہاں البانیہ' بوسنیا اور کسووو کے دیرینہ مسلمان خطوں میں ایک طرف اسلامی نظریاتی تشخص ابھرا اور دوسری طرف وہ وہاں آزاد اور خود مختار حکومتیں قائم کرنے کی جائز جدوجہد کرنے لگے۔ چنانچہ یورپ کے دل میں اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کے یہ ابھرتے ہوئے آثار دیکھ کر یورپی ممالک سمیت امریکہ اور اسرائیل

Marfat.com

منافقت اور اسلام دشمنی میں سربوں کے ہمرکاب ہو چکے ہیں۔بوسنیائی مظلوم مسلمانوں پر ظلم کے جتنے پہاڑ ٹوٹے' جدید ترقی یافتہ اور "مہذب" یورپ کی تاریخ میں وہ ایک عبرتناک باب ہے۔ابھی وہ زخم مندمل نہیں ہو پائے تھے کہ کسووو کے بے بس نہتے مسلمان شہریوں کو اسی اسلام دشمنی کا نشانہ بنایا گیا۔

آج کل سخت سردی اور برف میں یہاں کے بے گھر بچے' عورتیں اور بوڑھے سر چھپانے کے لئے چھت کو ترس رہے ہیں اور پیٹ بھرنے کے لئے ایک وقت کے لقمے کا انتظار کر رہے ہیں۔انہیں اجتماعی قتل و غارت کی بھینٹ چڑھا کر ندی نالوں اور کھیت کھلیانوں میں کھلے آسمان کے نیچے پھینک دیا جاتا ہے۔اوپر سے مغربی اور صہیونی میڈیا پوری دنیا میں بے بس مسلمانوں کی اس حالتِ زار کی ویڈیو فلمیں من پسند تبصروں کے ساتھ نشر کر کے آتشِ انتقام کو ٹھنڈا کر رہا ہے۔عالمِ کفر کی اُس کھلی اسلام دشمنی اور اس کے دوھرے معیاروں کے مشاہدات تو روزِ اول سے دیکھنے میں آتے رہے ہیں کیونکہ حق و باطل کی یہ چپقلش انسانی تاریخ کے آغاز سے جاری ہے لیکن افسوس تو ان مسلمان ممالک اور ان کے سربراہوں پر ہوتا ہے جو یہ سب کچھ دیکھنے کے باوجود انہی طاقتوں کی کاسہ لیسی میں جتے ہوئے ہیں'ان کے مفادات کی نگہداشت پر کمربستہ ہیں' خود آپس میں متحد ہونے کی بجائے دشمنوں کے اشاروں پر ناچتے ہوئے ایک دوسرے پر حملہ آور ہونے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ان کے کانوں میں ان سسکتے بلکتے مظلوم بچوں اور لٹتی مرتی مسلمان عورتوں کی چیخیں سنائی نہیں دیتیں لیکن اپنے اقتدار کے خلاف معمولی سی آہٹ کو بھی محسوس کر لیتے ہیں۔

الحذر اے چیرہ دستاں ہیں فطرت کی تحذیریں

امتِ مسلمہ اسوقت ایک طرف کشمیر کا زخم چاٹ رہی ہے تو دوسری طرف فلسطین کے مسلمانوں کا رستا ہوا خون ہے جبکہ تیسری طرف خلیج میں عالمی غنڈوں نے مسلمانوں کی جان و مال کے اردگرد اپنے گھیرے تنگ کر لیے ہیں اور پھر یورپ میں مسلمانوں کا سر بے دردی سے کچلا جا رہا ہے۔یہ صورتحال ایک واضح عالمی تصادم کا پیش خیمہ ہے اور ایک

Marfat.com

شدید ردِ عمل کو دعوت دی جا رہی ہے۔ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے اربوں مسلمان ہر روز کی بدلتی ہوئی متصادم صورتحال کو گہری نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ انہیں جن حالات سے گزرنا پڑ رہا ہے میرے نزدیک وہ ایک قدرتی نظام کا حصہ ہے۔ جن سوسائٹیوں میں رہتے ہوئے انہوں نے اپنی شناخت ' تہذیب ' ثقافت اور اقدار کھو دی تھیں ایک بار پھر خود بخود وہ جھری جھری لے کر بیدار ہو رہی ہیں۔ انہیں ماضی سے ناطہ جوڑنے کیلئے مجبور کیا جا رہا ہے اور وہ اپنے بھولے ہوئے سبق کو یاد کر رہے ہیں۔ وہ سبق جو انہیں نبی آخر الزماں ﷺ پڑھانے آئے تھے۔ امانت کا سبق 'شجاعت کا سبق ' دیانت کا سبق ' پاکیزگی کا سبق ' سچائی اور تقویٰ کا سبق تاکہ انہیں ایک بار پھر دنیا کی امامت سونپی جا سکے۔ ایک قانون یہ ہے جو UNO ' امریکہ ' روس ' یورپ اور ہندوستان کی اسمبلیوں میں بنتا ہے اور ایک قانون وہ ہے جو عرشِ الٰہی پر تیار ہوا ہے۔ انسانوں کی طرح ان کے قانون بھی فانی اور عارضی ہیں لیکن عالم ارواح میں تشکیل دیا گیا قانونِ الٰہی نہ صرف قیامت تک باقی ہے بلکہ کائنات کی بقاء اور سلامتی کا ضامن بھی ہے۔ انسانوں کے قوانین دوہرے معیارات رکھتے ہیں اس لئے خود اپنی موت مرتے رہے ہیں اور مرتے رہیں گے کیونکہ جو شاخِ نازک پر آشیاں بنے گا ناپائیدار ہوگا۔ ان اقوام نے نہ صرف اسلام کے خلاف جنگ چھیڑ لی ہے بلکہ فطرت ' انسانیت اور خالق کے ساتھ بھی لڑ رہے ہیں۔ اس لڑائی نے انہیں اب اس مقام پر پہنچایا ہے جہاں یہ حیوانوں سے بدتر زندگیاں گزار رہے ہیں۔ ان کے ہاں رشتوں کا تقدس ہے نہ خون کی محبت۔ عالمی طاقت کا بظاہر مطلق العنان حکمران دو سال سے ایک بازاری عورت کے ہاتھوں جوتیوں میں دال بانٹ رہا ہے۔

ہم گذشتہ معروضات کی طرح ایک بار پھر دنیا بھر کے مجاہد مسلمانوں کے جذبوں کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے انہیں یقین دلاتے ہیں کہ حق و باطل کی اس کھلی جنگ میں فتح آپ کا مقدر ہے " وَاَنْتُمُ الاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُؤمِنِیْن " کے الفاظ میں یہ وعدہَ خداوندی ہے لیکن ایمان اور یقین شرط ہے۔ رہے مسلمان ممالک کے غدار حکمران تو ان کیلئے

Marfat.com

یہی عذاب کافی ہے کہ یہ اپنے محلات میں رہتے ہوئے اور کرسی اقتدار پر مسلط ہو کر بھی صبح و شام موت سے چھپتے پھرتے ہیں۔ یہ بزدل' بے ضمیر اور بے حس ہو چکے ہیں اور ان کے تخت اچھلنے کا وقت آرہا ہے۔

کوسووو' بوسنیا' کشمیر' فلسطین' عراق' چیچنیا اور دنیا کے ہر اس خطے کے غیور مسلمان جہاں وہ اپنی بقاء اور دین کی سربلندی کی جنگ لڑ رہے ہیں اور قربانیاں دے کر سرخرو ہو رہے ہیں۔ ان شہیدوں کا خون ضرور رنگ لائے گا۔ اس سے وہ گلستان آباد ہوں گے جو آئندہ صدی میں امن کی خوشبوئیں پھیلائیں گے اور ان شہادت گاہوں سے وہ چراغ روشن ہوں گے جو مستقبل کی تاریکیوں میں روشنیاں تقسیم کریں گے۔ ہم روحِ اقبالؒ سے معذرت کے ساتھ ان کے شعر میں تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ......

اگر "البانیوں" پہ کوہِ غم ٹوٹا تو کیا غم ہے
کہ خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا

(فروری ۹۹ء' کوسوو میں مسلمانوں کے بے دریغ قتلِ عام کے موقع پر)

Marfat.com

عوامی اتحاد کی صدارت سے علیحدگی کا فیصلہ

ملک کو بدامنی ' معاشی ابتری ' سیاسی عدم استحکام ' لاقانونیت اور جہالت کے اندھیروں سے نکالنے کیلئے گذشتہ سال قائدِ تحریکِ منہاج القرآن پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ کی قیادت میں مختلف سیاسی جماعتوں پر مشتمل جو گرینڈ الائنس "پاکستان عوامی اتحاد" کے نام سے وجود میں آیا اور سال بھر میں اس نے جس اصولی' تعمیری اور صاف ستھری سیاست کا چلن عام کیا اس سے ہر صاحبِ شعور شخص بخوبی آگاہ ہے۔ ۳۰ جنوری کو قائدِ انقلاب نے اپنی زیرِ صدارت اتحاد کے سربراہی اجلاس میں تمام معاملات کو جس حسنِ انداز سے نپٹایا اس کے بارے میں اتحاد کے تمام سربراہان نے نہ صرف تعریف کی بلکہ اخبارات نے جس ہنگامہ خیز صورتحال کی توقع ظاہر کی تھی اس سلسلہ میں بھی اتحاد مخالف قوتوں کو مایوسی ہوئی۔ اس سے اگلے روز پریس کانفرنس میں آپ نے عوامی اتحاد کی صدارت سے علیحدگی کا رضاکارانہ اعلان کر کے جس خوش آئندہ جمہوری روایت کی بنیاد رکھی پاکستانی سیاست میں اس کی مثال بہت کم ملتی ہے۔ اتحاد کے دستور کے مطابق آپ کی صدارت کے اختتام میں ابھی ایک ماہ سے زائد عرصہ باقی تھا لیکن اتحاد کے بہتر مستقبل کے پیشِ نظر آپ نے خود اس اہم عہدے سے علیحدگی اختیار کر لی۔ ممکن ہے اس فیصلے کو بعض لوگ کوئی اور رنگ دے کر پیش کریں لیکن حقیقتاً اس میں بہت سی حکمتیں کار فرما ہیں۔ اس فیصلے سے اتحاد میں شامل جماعتیں آئندہ قیادت کے انتخاب میں جمہوریت اور میرٹ کو بنیاد بنا کر آزادانہ فیصلہ کر سکیں گی۔ اس فیصلے کا دوسرا اور بڑا سبب یہ ہے کہ پورا سال اتحاد کی جس قدر مصروفیات رہیں اور قائدِ انقلاب کو جن ذمہ داریوں سے عہدہ براء ہونا پڑا ان میں پاکستان عوامی تحریک کی طرف توجہ کم دی گئی تھی۔ اتحاد کو ایک سال کامیابی سے چلانے کے بعد اب اس کی دوسری بڑی قوت PAT کو مرکزی سطح سے لے کر نیچے ضلعی اور تحصیلی سطح تک

Marfat.com

منظم کرنے کی اشد ضرورت تھی' اب انشاء اللہ اس ٹارگٹ کو مکمل کیا جائے گا۔ علاوہ ازیں اتحاد کی صدارت کے دوران آپ چونکہ سب اتحادی جماعتوں کے منتخب قائد کے طور پر سوچتے اور فیصلے کرتے تھے اب اس امانت سے سرخروئی کے بعد اپنی سیاسی جماعت کی بھرپور نمائندگی کا موقع حاصل کرنا ضروری تھا۔ نیز اتحاد میں شامل ملک کی بڑی سیاسی قوت PPP کی بعض محدود خواہشات اور من مانے فیصلوں کے علی الرغم قائدِ محترم نے ایک بزرگ سیاسی شخصیت کو یہ ذمہ داریاں سونپ کر ممکنہ ڈکٹیٹر شپ کا راستہ بند کر دیا ہے تاکہ اتحاد اپنے وسیع تر قومی' ملکی اور بین الاقوامی مقاصد کی طرف کامیابی سے بڑھتا رہے۔ اتحاد میں شامل جن قیادتوں نے قائدِ محترم کی نابغۂ روزگار شخصیت اور صلاحیتوں کا اعتراف کیا ہے وہ کھرے کھوٹے کا فرق اچھی طرح سمجھ چکی ہیں۔ اس لئے صدارت ہو نہ ہو اصل قوت' کردار' صلاحیت اور عوامی پذیرائی کے اعتبار سے انشاء اللہ ہمارے پاس ہی رہے گی تاہم جمہوری روایات کو پروان چڑھاتے ہوئے دوسرے ساتھیوں کو موقع دینا بھی اعلیٰ ظرفی کا تقاضا ہے۔ عہدے سے چمٹے رہنا اب ہماری ضرورت بھی نہیں تھی۔ ہمیں اتحاد کے قیام کے مقاصد میں الحمد للہ توقع سے بڑھ کر کامیابی ہوئی ہے۔ اب اگلے اہداف کی طرف بڑھنے کی ضرورت ہے اور اس کیلئے صدارت جیسی حساس ذمہ داری کا بوجھ کاندھوں پر اٹھائے رکھنا محال تھا۔ تنظیمات اور تحریکی کارکن اس تبدیلی کو خاطر میں لائے بغیر اپنا انقلابی اور دعوتی و تنظیمی سفر جاری رکھیں۔ انشاء اللہ ابھی آپ کا یہ کارواں اگلی منزلوں کی طرف بڑھے گا جہاں صبحِ انقلاب آپ کا استقبال کرنے کو بے تاب ہے۔

(فروری ۹۹ء)

Marfat.com

واجپائی کا دورۂ پاکستان اور مسئلہ کشمیر پر حکومتی "پیش رفت"

بھارتی وزیر اعظم مسٹر اٹل بہاری واجپائی کا حالیہ دورۂ پاکستان' عالمی اور مقامی سطح پر غیر معمولی توجہ کا مرکز بنا رہا۔ پاکستان اور بھارت کے ذرائع لبلاغ میں تو ابھی تک اس کا غلغلہ تھمنے میں نہیں آرہا۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ موصوف کی وجہ شہرت اسلام اور پاکستان دشمنی ہے۔ علاوہ ازیں وہ اس ہندو جماعت کے لیڈر ہیں جو دوسرے مذاہب کے خلاف جنونی اور انتہا پسندانہ رجحانات میں اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ اس لیے ان کی طرف سے پاکستان آنے کی غیر متوقع خواہش سامنے آتے ہی لوگوں کی نظریں واہگہ سرحد پر گڑھ گئیں۔ ان کی خواہش کو وزیر اعظم پاکستان نے عملی جامہ پہنانے میں جس "فیاضی" کا بے مثال مظاہرہ کیا وہ بھی اپنی جگہ مسلم لیگی حکومت کا "تاریخی کارنامہ" ہے۔ دونوں وزرائے اعظم کی اس تاریخی بیٹھک میں زیرِ بحث آنے والے اصل ایجنڈے کی تفصیلات آہستہ آہستہ سامنے آرہی ہیں اور کچھ امور شاید آخر وقت تک پردۂ اخفاء میں رہیں کیونکہ یہ چیزیں تیسری دنیا میں جمہوری ممالک کے "سفارتی آداب" کی حکمتِ عملی کا تقاضا ہے۔

جہاں تک پاک بھارت سربراہان کی ملاقات یا مذاکرات کا تعلق ہے اس پر کسی حلقے میں دوسری رائے نہیں۔ مذاکرات' معاہدات اور تبادلۂ خیالات فی نفسہٖ برے نہیں بلکہ یہ تو حضور ﷺ کی سنتِ مطہرہ ہے۔ لیکن ان مذاکرات اور معاہدات کے پسِ پردہ عزائم اور خدشات پر نظر رکھنا ضروری ہے۔ خاص طور پر جب یہ معاہدات انتہاء پسند ہندوؤں سے کیے جائیں تو ہمیں برصغیر کی ایک ہزار سالہ تاریخ کو سامنے رکھنا ہوگا۔ بالخصوص گذشتہ صدی میں برصغیر کی تاریخی اور جغرافیائی حیثیت جن تغیرات سے گزری اور یہاں کے مسلمانوں کو برطانوی سامراج کے ساتھ ساتھ متعصب ہندو سیاست کا سامنا رہا اور ان حالات کا منطقی نتیجہ تحریکِ پاکستان کی صورت میں سامنے آیا۔ پاکستان قائم ہوا تو یہ محض

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اور مسلمانوں کے جذبے کا معجزہ تھا ورنہ ہندو نے تو آج تک پاکستان کو تسلیم ہی نہیں کیا۔ اس اندرونی خلش اور اضطراب کا اظہار واجپائی نے یہاں آکر بھی گورنر ہاؤس لاہور میں اپنے خطاب کے دوران کیا اور کہا کہ "بٹوارے کا گھاؤ تو کافی حد تک مندمل ہو گیا ہے لیکن اس کا داغ ہمارے دلوں میں ابھی باقی ہے۔" وہ اسی بقیہ داغ کو لے کر آئے اور ہمارے پہرے داروں کی حفاظت میں سیرِ گلشن کرنے کے بعد جب واپس گئے تو اپنی اسی تاریخی ہندوانہ روش کا مظاہرہ کیا کہ "میں نے پاکستان کے وزیر اعظم کو کشمیر میں مداخلت بند کرنے کا کہہ دیا ہے"۔ گویا انہوں نے وہاں یہ تاثر دیا کہ وہ ہمارے گھر میں ہمیں متنبہ کرنے آئے تھے۔ اس کے باوجود ہمارے حکمران اس دورے کے بطن سے اپنی تاریخی فتح کا ثبوت پیدا کرنا چاہیں تو یہ ان کا حسنِ ظن ہی ہو گا۔

یہ بات اب زبان زدِ عام ہے کہ اب دو طرفہ تعلق میں مذاکرات کی حد تک خیر سگالی کی لہر امریکہ بہادر کے دباؤ میں آئی ہے کیونکہ وہ براعظم ایشیاء میں نیو ورلڈ آرڈر کے مطابق اپنا اثر ورسوخ جس سطح تک لے جانا چاہتا ہے اس میں جنوبی ایشیاء کے ان دونوں ممالک کا ایٹمی پروگرام آڑے آرہا ہے۔ اس ایٹمی خطے میں مسئلہ کشمیر ایک ایسا فلیش پوائنٹ ہے جس پر کسی بھی وقت جنگ چھڑ سکتی ہے اور ایسا ہوا تو پھر ایٹمی ہتھیاروں کا دوطرفہ استعمال بعید از قیاس نہیں۔ اس خطے میں امریکی دلچسپی کی دوسری اور بڑی وجہ "ایٹمی پاکستان" ہے جس کا بڑھتا ہوا سیاسی، عسکری اور دینی کردار پژمردہ عالمِ اسلام کے لیے تقویت کا باعث بن سکتا ہے جبکہ امریکہ سمیت عالمِ کفر کی ساری کاوشوں کا محور اسی تقویت کے آثار کا خاتمہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں کے باشعور سنجیدہ فکر لوگ سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے کے حق میں نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عالمِ کفر کی ساری توجہات اور تشویش کا مرکز ہمارا ایٹمی پروگرام ہے اس لیے اس میں جس طرح بھی رکاوٹ ڈالنی ممکن ہے عالمِ کفر اسے کر گزرے گا۔ پاکستان نے چونکہ تھوڑی سی جرأت کرتے ہوئے مسئلہ کشمیر کے حل کو دستخطوں سے مشروط کر دیا ہے اس لیے یہ مسئلہ نصف صدی میں پہلی بار عالمی توجہات کا مرکز بن گیا

Marfat.com

ہے لیکن ہمارے پاس کیا ضمانت ہے کہ یہود و ہنود کی باہمی رضا مندی سے تشکیل پانے والا ایجنڈا مسئلۂ کشمیر کے آبرو مندانہ حل اور پاکستان کے مستقبل کے لیے مفید ہوگا۔

اس دو طرفہ اعلیٰ سطحی مذاکرات کے اعلامیے کو اعلان لاہور کا نام دیا گیا ہے اور بعض نادان حلقے اس کو ۱۹۴۰ء کی قراردادِ پاکستان کی کڑی بھی کہہ رہے ہیں۔ قومی اخبارات اور بااختیار قیادت کی زبانی یہ خبریں بھی سامنے آگئی ہیں کہ یہ اعلان U.N.O کی قراردادوں کی بجائے شملہ معاہدے کے ایجنڈے کو ہی آگے بڑھانے کی مبہم سی کوشش ہے۔ اگر واقعی ایسا ہے تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس اعلیٰ سطحی ملاقات میں ایسی کونسی غیر معمولی پیش رفت ہوئی ہے جو شملہ معاہدے کے بعد پچھلے ۲۷ سال نہیں ہو سکی تھی۔ وزیراعظم پاکستان نے وہ کونسا تیر مارا ہے جو مسئلہ کشمیر کے حل میں کارگر ثابت ہوگا شملہ معاہدہ تو شکست خوردہ ہوئے پاکستان کے وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے ہندوؤں کی سرزمین میں اپنے قیدی چھڑانے کے لیے کیا تھا۔ ۱۹۷۲ء کے حالات آج کے حالات سے قطعاً مختلف ہیں۔ پچھلے دس سال میں کشمیری مسلمان ۷۰ ہزار شہداء کی قربانیاں دے چکے ہیں، ۴۰ ہزار مسلمان قید و بند میں کراہ رہے ہیں اور اتنے ہی اپنے زخمی جسم لیے پھر رہے ہیں۔ ۱۰ ہزار خواتین کی عصمت دری ہو چکی ہے، ہزاروں کاروباری مراکز، رہائشی مکانات اور مساجد نذرِ آتش ہو چکی ہیں۔ کشمیر کے کھیت کھلیان، پہاڑ اور دریا شہداء کے خون سے اٹے پڑے ہیں۔ پوری وادی ایک عقوبت خانے کا منظر پیش کر رہی ہے جس میں سات لاکھ بھارتی افواج بے دریغ ہلاکت انگیز کارروائیوں میں مصروف ہیں۔ اتنی قیامتیں ٹوٹنے کے بعد بھی اگر اہلِ کشمیر کی قسمت کا فیصلہ شملہ معاہدے کے مطابق ہی ہونا ہے تو حیف ہے موجودہ حکومت کی کشمیر پالیسی پر اور افسوس ہے ہمارے اس رویے پر جو کشمیر میں بہتے ہوئے خون سے لاتعلق ہے۔ مسئلہ کشمیر شاید اتنا مشکل اور پیچیدہ نہیں تھا جتنا ہمارے حکمرانوں کی بزدلانہ اور مبہم پالیسیوں نے بنا دیا ہے۔ انڈیا خود اسے بین الاقوامی فورم پر لے گیا تھا اور آج ہندو قیادت اسے اپنے قومی مفادات کے پیشِ نظر مقامی سطح پر لا رہی ہے تو یہ یقیناً غاصب

Marfat.com

بھارت کی کامیاب خارجہ پالیسی کا مظہر ہے لیکن پاکستان حق بجانب ہو کر بھی نہ صرف ہمیشہ کمزور پوزیشن میں رہا بلکہ بین الاقوامی فورم پر قرار داد منظور کرانے میں ہمیشہ ناکام رہا۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ صرف یہ کہ بھارت کی طرح ہم بھی مقبوضہ کشمیر کی آزادی سے مخلص نہیں۔ ہمارا قومی مؤقف آزادی کے عالمی اور قانونی اصولوں کے مطابق نہیں۔ ہم کشمیری قوم کو لڑتے ہوئے تو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں لیکن اسے منزل تک پہنچنے سے پہلے دبوچ لینا چاہتے ہیں۔ حقِ خود ارادیت کے حصول کا معنی ہمارے نزدیک یہ ہے کہ پورا کشمیر آگ اور خون کی منزلوں سے گزر کر عین ہماری تمناؤں کے مطابق ہماری جھولی میں آگرے۔ ہم نے یہ کبھی نہیں سوچا کہ کوئی قوم بھی آزادی کی جنگ اس لیے نہیں لڑتی کہ وہ ایک ملک سے علیحدہ ہو کر دوسرے کا حصہ بن جائے۔ کشمیر کو عالمی مسئلہ ہم نے خود نہیں بننے دیا۔ اب اگر مظلوم کشمیری مسلمانوں کی آہِ فلک شگاف نے عالمی طاغوت کے دروازے پر دستک دی ہے اور ایٹمی پروگرام کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ان کے خوابوں کی تعبیر کے امکانات پیدا کیے ہیں تو ہماری نالائق حکومتی قیادت اپنی اسی پرانی مبہم پالیسی کی لکیر پیٹتے ہوئے اعلانِ لاہور پر اترا رہی ہے۔

قائدِ تحریکِ منہاج القرآن پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے بجا طور پر گذشتہ روز پریس کانفرنس میں اپنے دس سالہ پرانے اور جرات مندانہ موقف کو دہرایا ہے کہ جب تک ان معاہدوں اور مذاکرات میں کشمیری قیادت کو تیسرے فریق کے طور پر شامل نہیں کیا جائے گا مسئلہ کشمیر پر کوئی فیصلہ کن پیش رفت نہیں ہو سکتی۔ انہوں نے زور دے کر فرمایا کہ کشمیر' بھارت اور پاکستان کا سرحدی تنازع نہیں بلکہ ایک باغیرت قوم کی آزادی اور اس کے مستقبل کا مسئلہ ہے۔ اس لیے پاکستان کو بار بار یہ مؤقف نہیں دھرانا چاہیے کہ کشمیر پاکستان کا حصہ ہے۔ اگر یہ بھی کشمیر کو اپنے ساتھ ملانے کی جدوجہد کر رہے ہیں تو بھارت کو کیا پڑی ہے کہ وہ اسے اپنا اٹوٹ انگ نہ کہے۔

بعض لوگ بھارت پاکستان کی سرحد کو دیوارِ برلن سے تشبیہ دیتے ہوئے اس

Marfat.com

کے گرانے کے خواب بھی دیکھ رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کی ہمارے ہاں بھی کمی نہیں جو آج بھی پاکستان کی تخلیق کا جواز پوچھتے پھر رہے ہیں۔ ان کے نزدیک مذہب 'دین اور نظریے کی کوئی حیثیت نہیں۔ وہ معاشی خوشحالی اور ثقافتی گھما گھمی کو ہی آزادی کا مفہوم قرار دیتے ہیں۔ ایسے کج فہم لوگوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ برلن کی دیوار اینٹ پتھر سے خود جرمن کے لوگوں نے بنائی تھی لیکن پاک بھارت سرحد اسلام اور کفر کی نظریاتی سرحد ہے جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے صدیوں پہلے کھینچا ہے۔ اسکی موجودگی نظریۂ پاکستان کے تحفظ کی ضمانت اور ایمان کی علامت ہے۔ رہے وہ مسائل جن کا حل باقی ہے وہ ہونا چاہیے لیکن یہ حل اپنا دینی' تاریخی اور ثقافتی تشخص قائم رکھتے ہوئے ہونا چاہیے۔ ہم حکومت کے پالیسی سازوں کو صاف بتا دینا چاہتے ہیں کہ نظریۂ پاکستان کا تحفظ قائم رکھتے ہوئے کشمیری مسلمانوں کی لاتعداد قربانیوں اور وہاں کی عوام الناس کی امنگوں کو سامنے رکھتے ہوئے مسئلہ کے حل کی ہر کوشش پر ہم تعاون کرنے کو تیار ہیں۔ بصورتِ دیگر اگر کسی امریکی 'اسرائیلی یا ہندو تجارتی ایجنڈے پر عمل درآمد کی کوشش کی گئی اور فلسطین کے یاسر عرفات کا کردار ادا کیا گیا تو ہم تمہارے راستے کی سب سے بڑی دیوار ہوں گے۔

(مارچ ۹۹ء)

Marfat.com

قومی سیاست میں ہمارا نصب العین

احیائے اسلام' اتحادِ امت اور مصطفوی انقلاب کے لیے عالمی سطح پر سرگرمِ عمل تحریکِ منہاج القرآن شروع دن سے وطنِ عزیز میں مثبت تبدیلیوں کی خواہاں ہے۔ اسلام کے نام پر لاکھوں قربانیوں کے بعد حاصل کیے گئے اس ملک کی باگ ڈور بد قسمتی سے جس مقتدر طبقے کے پاس چلی آرہی ہے اس نے نہ صرف اس کے بنیادی نظریے سے انحراف کیا بلکہ اس کے ہوسِ اقتدار نے اسے دولخت کرنے میں بھی بھرپور کردار ادا کیا۔ ملکی وسائل سے مالامال یہ خطۂ پاک اس وقت دنیا کے ان بدقسمت ممالک میں شامل ہے جہاں لوگ بنیادی ضرورتوں کو ترستے ہیں' انہیں بدامنی' غربت اور لوٹ مار نے ذہنی مریض بنادیا ہے۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے گذشتہ سال قائدِ انقلاب پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی سربراہی میں پاکستان کی سیاسی تاریخ میں ایک اہم قدم اٹھایا گیا اور مختلف سیاسی جماعتوں کے اشتراک سے ''پاکستان عوامی اتحاد'' کا پلیٹ فارم مہیا کیا گیا جس نے اسلامک سوشل آرڈر کے نام سے ۴۱ نکاتی اعلامیہ جاری کر کے پوری دنیا کے ذرائع ابلاغ کو حیران کر دیا۔ اتحاد میں شامل دو بڑی قوتوں میں ایک سیکولر جماعت پاکستان پیپلز پارٹی بھی تھی جو چار بار اقتدار میں آنے والی واحد سیاسی قوت تھی۔ مذہبی دہشت گردی' فرقہ پرستی اور منافرت کے ماحول میں مذہبی اور سیکولر قوتوں کا ایک پلیٹ فارم پر اسلامک سوشل آرڈر کے تحت آگے بڑھنے کا یہ عزم جہاں بہت بڑی مثبت پیش رفت تھی وہاں وطن دشمن عناصر' خاص طور پر اس یہودی لابی کے لیے پریشان کن تھا جو پاکستان میں سیاسی اور مذہبی کشیدگی دیکھنے کے متمنی رہتے ہیں۔ حالات اگرچہ نامساعد تھے لیکن عوامی اتحاد کی قیادت پرعزم اور باصلاحیت تھی اس لیے بظاہر متضاد نظر آنے والی قوتیں بھی کامیابی سے چلتی رہیں۔ گذشتہ ماہ ایک سال کے بعد اس اتحاد کے بنیادی ایجنڈے سے اختلافات کرنے والوں کو

Marfat.com

اتحاد سے علیحدہ کر دیا گیا۔ اس سے پہلے کہ ہم ان اختلافات کی حقیقت آپ کے سامنے رکھیں مناسب رہے گا کہ اتحاد کے ایک سال پر نظر ڈال لی جائے۔

قائدِ انقلاب کی صدارت میں عوامی اتحاد کا ایک سال :

آج سے ایک سال قبل ۱۰ مارچ ۱۹۹۸ء کو پاکستان عوامی اتحاد کا قیام عمل میں آیا۔ اتحاد میں شامل تمام جماعتوں نے اتحاد کی کامیابی کے لیے کاوشیں کیں لیکن بنیادی کردار پاکستان عوامی تحریک کے چیئرمین ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے بطور صدرِ اتحاد ادا کیا۔ پاکستان عوامی تحریک نے اتحاد کو مضبوط بنانے اور ٹھوس بنیادیں فراہم کرنے کے لیے اپنی افرادی قوت، وسائل اور صلاحیتوں کا بہترین استعمال کیا اور اسے قومی سیاست میں مثبت رجحانات اور فعال کردار کی ادائیگی کے قابل بنا کر ایک مضبوط اپوزیشن کے طور پر منوایا۔ اس ایک سال میں ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی زیر صدارت PAI نے درج ذیل سرگرمیاں سرانجام دیں۔

۱۔ رائے عامہ ہموار کرنے کے لیے پاکستان کے بڑے شہروں میں تاریخی جلسے اور ریلیاں منعقد کی گئیں مثلاً مارچ ۹۸ء گوجرانوالہ میں، اپریل ۹۸ء پشاور میں، مئی ۹۸ء حیدر آباد میں، اگست ۹۸ء کراچی میں، ستمبر ۹۸ء سرگودھا میں، اکتوبر ۹۸ء بہاولپور، ملتان، سکھر اور مظفر آباد میں اور نومبر ۹۸ء لاہور میں۔ پریس اور عوام و خواص نے ان ریلیوں اور اجتماعات میں PAT کی نمایاں حیثیت کو خاص طور پر نوٹ کیا۔

۲۔ مشترکہ جلسوں اور ریلیوں کے علاوہ سال بھر پاکستان عوامی تحریک نے اپنے پلیٹ فارم سے اتحاد کے لیے جلسے وریلیاں کیں جن میں اتحاد کے دیگر رہنماؤں کی نمائندگی سے عوامی اتحاد کے استحکام اور مؤثریت میں اضافہ ہوا۔ جون ۹۸ء شیخوپورہ تا لاہور میلاد مارچ ہوا، جولائی ۹۸ء راولپنڈی میں، اگست ۹۸ء لاہور میں جبکہ اسی ماہ گست ۹۸ء لاہور میں خواتین کی شاندار ریلی بھی منعقد ہوئی جبکہ ۸ فروری ۹۸ء اسلام آباد میں ایک بہت بڑا پروگرام ہوا۔

Marfat.com

۳۔ عوامی اتحاد ایک کثیر جماعتی اتحاد تھا جس میں فیصلہ سازی اور مشاورت یقینی طور پر ایک دشوار عمل تھا۔ قائدِ انقلاب پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی زیرِ صدارت نہ صرف عوامی اتحاد کے تحت ۱۰ سربراہی اجلاس منعقد ہوئے بلکہ لاہور' کراچی' اسلام آباد اور ملتان میں ہونے والے اجلاسوں میں بہترین نظم کے ساتھ جمہوری روایات کے مطابق فیصلہ سازی کا عمل رائج کیا گیا۔

۴۔ عوامی اتحاد کے لیے سرانجام پانے والے دستوری و تحریری کام PAT نے سرانجام دیئے بالخصوص پاکستان عوامی اتحاد کا چودہ نکاتی "مشترکہ اعلامیہ" عوامی تحریک کے سیکرٹریٹ میں ترتیب دیئے گئے بنیادی ڈرافٹ کو سامنے رکھتے ہوئے تیار کیا گیا۔ PAT کے مرکزی سیکرٹریٹ میں ۱۸ مارچ کو تمام سربراہوں نے کمیٹی کے تیار کردہ اس اعلامیے پر دستخط کر کے اسے مشترکہ اعلامیے کے طور پر قبول کیا جو اپنی جگہ مثبت تبدیلیوں کا بہترین دستور تھا۔ اسی طرح موجودہ وزیر اعظم کے خلاف بھیجی جانے والی چارج شیٹ کا تمام کام PAT کے مرکزی سیکرٹریٹ میں PAT کی ٹیم نے سرانجام دیا۔

۵۔ قائدِ محترم نے پاکستان اور پاکستان سے باہر ایک سال میں ۷۵ پریس کانفرنسز کے ذریعے عوامی اتحاد کے نقطۂ نظر کو متعارف کروانے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اتحاد کی طرف سے مختلف اجلاسوں میں ملکی قومی اور ملی مقاصد کے لیے ۴۸ قراردادیں پاس کی گئیں۔

۶۔ مئی ۹۸ء میں نیوکلیئر ایشو پر پاکستان کی سب سے بڑی APC 'جس میں ملک کی ۴۲ جماعتیں شریک ہوئیں منعقد کی گئی جس نے نیوکلیئر ایشو پر مجموعی قومی موقف اختیار کرتے ہوئے حکومت کو ایٹمی دھماکوں پر مجبور کیا۔ اتحاد کے پلیٹ فارم سے فقط حکومت کے خلاف شور شرابے کی بجائے قومی ایشوز پر سوچ بچار کے بعد ٹھوس اور واضح موقف اختیار کیے گئے جنہیں زبردست عوامی پذیرائی حاصل ہوئی۔ مثلاً سی ٹی بی ٹی' کالا باغ ڈیم' شریعت بل' آزادیٔ صحافت' قومی بجٹ اور خارجہ پالیسی وغیرہ۔

۷۔ عوامی اتحاد کی سرگرمیوں کو بین الاقوامی سطح پر متعارف کروانے کے لیے قبلہ قائدِ

Marfat.com

انقلاب نے جون ۹۸ء میں میریٹ ہوٹل اسلام آباد میں پاکستان میں موجود بیرونی سفراء کے اعزاز میں ایک عشائیہ دیا جس میں عوامی اتحاد کی جدوجہد اور نقطۂ نظر کو دنیا بھر کے سفراء اور حکومتوں تک واضح انداز میں پہنچایا گیا۔ مرکز سے انٹرنیٹ کے ذریعے عوامی اتحاد سے متعلق معلومات دنیا بھر میں باقاعدگی سے فراہم کی جاتی رہیں۔ پاکستان سے باہر برطانیہ' امریکہ' ہالینڈ' فرانس' کینیڈا' سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات وغیرہ میں دورہ جات کے موقع پر عوامی اتحاد کا موثر انداز میں پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر نقطۂ نظر پیش کیا گیا۔

۸۔ پاکستان کے رجحان ساز اور دانشور طبقے تک اتحاد کا نقطۂ نظر پہنچانے کے لیے بہت سی نشستیں منعقد کی گئیں جن میں IPPS-CWC اور قومی بحث وغیرہ پر اتحاد کا نقطۂ نظر سامنے لایا گیا۔

۹۔ عوامی اتحاد کے تمام جلسے' جلوس' ریلیوں اور پریس کانفرنسز کو آڈیو اور ویڈیو کیسٹس کے ذریعے پاکستان اور پاکستان سے باہر دنیا کے ۷۰ ممالک میں متعارف کروایا گیا۔

۱۰۔ IPPS پر قوم کے سامنے غلط پراپیگنڈا پیش کر کے اپوزیشن کا کردار مسخ کرنے کے حکومتی اقدامات کی روک تھام کے لیے قبلہ قائدِ انقلاب نے حکومت کو چیلنج کیا کہ بجلی مہنگی ہونے کی ذمہ دار موجودہ حکومت ہے۔ اس پر حکومت کو ٹیلی ویژن پر مناظرے کا چیلنج دیا گیا جسے حکومتی وزیر شیخ رشید احمد نے قبول کیا لیکن وقتِ مقررہ پر ٹی وی سٹیشن نہ پہنچے جبکہ قبلہ قائدِ انقلاب نے وقتِ مقررہ پر پہنچ کر حکومت کو عملاً شکست دے دی۔ اسی طرح انہوں نے بہت قلیل وقت میں IPPS پر کتاب تحریر کر کے اس موضوع پر تحقیقی معلومات اور حقائق قوم کو فراہم کر کے ایک منصوبہ ساز اپوزیشن لیڈر کا کردار ادا کیا۔

۱۱۔ پاکستان میں اقلیتوں میں پائی جانے والی عدمِ تحفظ کی فضاء کو ختم کرنے کے لیے قبلہ قائدِ انقلاب نے "مسلم کرسچن ڈائیلاگ فورم" کا قیام عمل میں لا کر ملکی اور بین الاقوامی سطح پر پائیدار اثرات کی بنیاد ڈالی۔

Marfat.com

۱۲۔ پاکستان عوامی اتحاد کو ایک منظم اور مضبوط اتحاد بنانے کے لیے پاکستان عوامی تحریک کے مرکزی سیکرٹریٹ کو ہی عوامی اتحاد کے صدر کا مرکزی سیکرٹریٹ قرار دیا گیا جہاں سے اتحاد کے لیے بہترین خدمات سرانجام دی گئیں۔ اس دوران عوامی اتحاد کے ترجمان کے طور پر قبلہ قائد انقلاب کے میڈیا سیل کا کردار نمایاں اور کلیدی رہا۔

<u>اختلافات کی حقیقت</u> :۔ اتحاد میں شامل دو بڑی قوتوں PAT اور PPP کے درمیان اختلافات کی نوعیت اگرچہ ایک فطری سا عمل تھا لیکن جس ایجنڈے پر دستخط کر کے اس اتحاد کا آغاز ہوا تھا اس میں خاصی حد تک اس خلیج کو مٹایا جا چکا تھا۔ آئندہ انتخابی حکمتِ عملی سے لے کر خارجہ پالیسی تک اور ملک میں نافذ نظامِ عدل سے لے کر معاشی نظام تک وہ تمام شقیں شامل تھیں جو ایک مضبوط اور خوشحال معاشرے کو وجود میں لانے کے لیے ایک واضح لائحہ عمل تھا لیکن اس لائحہ عمل پر عملی درآمد میں بھی وہی ہوسِ اقتدار آڑے آئی۔ PPP کی قیادت سمیت بعض دوسرے حضرات اس متفقہ ایجنڈے سے روگردانی کرتے ہوئے موجودہ حکومت گرانے سے متعلق صرف ایک نکاتی ایجنڈے پر اپنی ساری قوتیں لگا دینے پر مصر ہو گئے جو بجائے خود ایک منفی رجحان کا غماز تھا۔ قائدِ انقلاب سمیت اتحاد میں شامل مثبت رجحانات رکھنے والے رہنماؤں نے کسی ٹھوس منصوبہ بندی اور آئندہ قابلِ اعتماد قیادت پر اتفاق کیے بغیر "حکومت ہٹاؤ ایجنڈا" کو ماننے سے انکار کر دیا۔ اس لیے کہ حکومتیں ہٹانے اور نئی حکومتیں بنانے کا کھیل تو پچھلے پچاس سالوں سے جاری ہے۔ اب بھی اگر موجودہ حکومت کو ہٹا کر PPP کو اقتدار میں لانا مقصود ہے تو اس ملک کے ساتھ اس سے بڑھ کر اور ظلم کیا ہو گا۔ جو قیادت پہلے دو بار حکومت میں آ کر مایوسیوں کے بغیر قوم کو کچھ نہ دے سکی اس نے اب کیا کر لینا ہے۔ یہ وہ جرأت مندانہ اور دیانتدارانہ مؤقف تھا جو پورے سال قائدِ انقلاب نے ڈٹ کر ہر سطح پر بیان بھی کیا اور کسی ایسے ایجنڈے پر ایک قدم بھی نہیں اٹھانے دیا جو قوم، ملک اور دین کے وسیع تر مفاد کے خلاف تھا۔ قائدِ محترم کی

Marfat.com

یہ جرأت اور استقامت قومی اخبارات کے ذریعے ہر شخص تک پہنچ چکی ہے۔ ہم نے اس ایک سال کی سیاسی جدوجہد میں جو کچھ حاصل کیا وہ قومی سطح پر ایک ٹھوس اور مثبت تبدیلی کے لیے فضا کی ہمواری تھی۔ ہم نے محدود مفاد کے لیے کسی اصول پر سمجھوتا نہیں کیا۔ ہم مصطفوی انقلاب کی کامیابی تک ہر وہ کوشش کریں گے جس میں حضور ﷺ کی سیرتِ طیبہ سے ہمیں روشنی میسر آتی رہے گی۔ تحریکِ منہاج القرآن نہ پہلے کسی باطل نظام اور منافقانہ سیاست کا حصہ بنی ہے نہ آئندہ بنے گی...... انشاء اللہ۔

(اپریل ۹۹ء)

Marfat.com

اٹھو! میری دنیا کے غریبوں کو جگا دو

انسانی تاریخ طبقاتی، نسلی اور جغرافیائی کشمکش کے بہت سے مظاہر پیش کر چکی ہے لیکن اسے شرفِ انسانیت کے منافی سمجھتے ہوئے ہر الہامی مذہب اور معتدل انسانی سوچ و فکر نے ہمیشہ ناپسند کیا ہے۔ بالخصوص اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ انبیاء و رسل نے نہ صرف مظلوم انسانی طبقات کا ساتھ دیا بلکہ وقت کے فرعونوں، ہامانوں اور نمرودوں کے مقابلے بھی کیے۔ تمام انسان اللہ کی مخلوق ہیں اور وہ بلا تمیز رنگ و نسل اور مذہب و مسلک سب کو اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے۔ اس قادرِ مطلق ذات نے کسی شخص کو یہ حق نہیں دیا کہ وہ کسی حیثیت میں بھی دوسروں کا خدا بن کر ان کے بنیادی حقوق پر ڈاکہ ڈالے۔

اسلام نے اسی تمیزِ بندہ و آقا کو فسادِ آدمیت قرار دیتے ہوئے پہلی مرتبہ انسانوں کی خرید و فروخت ممنوع قرار دی اور اس کے گلے میں معلق صدیوں سے غلامی کی بھاری آہنی زنجیریں اتار پھینک دیں۔ رسولِ انسانیت رحمتہ للعالمین ﷺ نے اسی شرفِ انسانیت کو بحال کرتے ہوئے سردارانِ قریش سے قطع نظر بلال و یاسر جیسے حبشی غلاموں کو اپنے سینے سے لگایا اور خطبہ حجتہ الوداع کے دن کبر و نخوت کی ہر شکل کو اپنے پاؤں کے نیچے مسل کر قیامت تک مساواتِ انسانی کا عملی ثبوت پیش فرمایا۔

اس مساواتِ محمدی ﷺ کا نمائندہ پہلا انسانی معاشرہ مدینہ منورہ میں قائم ہوا جہاں تاریخ نے پہلی مرتبہ یہ مناظر دیکھے کہ بادشاہ اور غلام ایک صف میں کھڑے ہو کر اللہ کی بارگاہ میں جھکتے ہیں اور سرورِ کائنات ﷺ مزدوروں کے ہمراہ خندق کھودتے ہیں، جانثار صحابہ جب بھوک کی جائز شکایت لے کر اپنے آقا کی بارگاہ میں درخواست گزار ہوتے ہیں اور اپنے پیٹ پر باندھے ہوئے پتھر دکھاتے ہیں تو آقائے کائنات ﷺ نے ایک کی بجائے دو پتھر باندھ رکھے ہیں۔ اسی سرزمین مدینہ میں جب سیدنا صدیق اکبرؓ سربراہِ مملکت بنتے ہیں تو خلیفہ

Marfat.com

کا منصب سنبھالنے کے بعد بھی ضرورت مندوں کے لئے بکریوں کا دودھ خود دوہتے ہیں۔ پھر اسی مدینہ کے تحتِ خلافت پر جب تین براعظموں پر پھیلی ہوئی عظیم الشان اسلامی حکومت کے فرمانروا سیدنا فاروقِ اعظمؓ جلوہ افروز ہوتے ہیں تو راتوں کو اٹھ اٹھ کر غریبوں' بیواؤں' یتیموں اور بے سہارا لوگوں کی حاجت روائی کا سامان اپنے کندھوں پر اٹھا کر ان تک پہنچاتے ہیں۔ عراق کے امیر کو غریبوں کے حقوق سے متنبہ کرتے ہوئے اعلان کرتے ہیں کہ اگر دجلہ کے کنارے میرے دور میں بکری کا کوئی بچہ بھی بھوکا مر گیا تو اس کی ذمہ داری عمر پر عائد ہو گی۔ الغرض اسلامی فرمانرواؤں اور عام باشندوں کے درمیان تاریخ نے جتنا کم فاصلہ اس وقت دیکھا پھر شاید کبھی نہ دیکھا ہو۔

اسی ریاستِ مدینہ کی تقلید میں مسلمانانِ برصغیر نے لاکھوں قربانیاں دے کر اپنے خون پر پاکستان جیسے اسلامی نظریاتی ملک کی بنیادیں رکھیں۔ تحریکِ پاکستان کے قائدین اور کارکنان نے مساوات' عدل' بھائی چارے' غریب پروری اور معاشی مساوات کے نہ جانے کتنے سہانے خواب دیکھ رکھے تھے مگر افسوس۔۔۔ یہ قافلہ منزل پر پہنچنے سے پہلے اپنے ہی راہزنوں سے لٹ گیا۔ اقبالؒ اور قائداعظمؒ نے جس اسلامی حکومت کا تصور پیش کیا تھا وہ آج تک حقیقت نہیں بننے دیا گیا بانی پاکستان کی وفات کے بعد یکے بعد دیگرے حکمرانوں نے لوٹ مار' دغابازی اور چور بازاری کا وہ سلسلہ قائم کیا کہ الامان والحفیظ۔ پاکستانی قوم کی اکثریت اب واضح طور پر دو طبقات میں تقسیم ہو چکی ہے ان میں سے ایک لوٹنے والوں کا طبقہ اور دوسرا مظلوم عوام کا طبقہ جو ہر بار لٹتا ہے' کبھی جمہوریت کے نام پر اور کبھی اسلام کے نام پر۔ اول الذکر طبقہ مختلف مقتدر حلقوں میں منقسم ہو چکا ہے جو ہر بار حالات کا رخ دیکھ کر وفاداریاں بدل لیتا ہے اور یوں اقتدار کی یہ میوزیکل چیئر کسی نہ کسی طرح ان کے قبضے میں ہی رہتی ہے۔ مختلف نعروں اور جماعتوں کے نام پر یہی چند مراعات یافتہ خاندان اس قوم کی تقدیر پر مسلط ہیں اور اس کے معاشی وسائل لوٹ لوٹ کر بیرونِ ملک تجوریاں بھرنے کے ساتھ ساتھ ملک میں محلات اور کارخانے بنا رہے ہیں۔ عوام الناس دن بہ دن غربت'

Marfat.com

جہالت 'افلاس' بدامنی' عدمِ تحفظ' بے روزگاری' مہنگائی اور فرقہ واریت کے جہنم میں جل رہے ہیں۔ پاکستان کی کل آبادی کا ۴۰ فیصد حصہ غریب ہے اور ۴۰ فیصد غربت کے عالمی معیار سے بھی نیچے بدتر زندگی گزار رہا ہے جبکہ بقیہ بیس فیصد حصے میں ۱۵ فیصد سے زائد لوگ ایسے ہیں جو متوسط اور سفید پوشی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ یوں ۵ فیصد سے بھی کم لوگ ۹۵ فیصد انسانوں کے حقوق پر قابض ہیں اور ہر گزرنے والا لمحہ عوام الناس کیلئے مسائل کے انبار میں اضافہ کر رہا ہے۔ حکمرانوں نے مال وزر جمع کرنے اور حکومتی تسلط قائم رکھنے کیلئے بیرونِ ملک اسلام دشمن مالیاتی اداروں سے قرضوں کے معاہدے کر رکھے ہیں جن میں سال بہ سال اضافہ ہو رہا ہے۔ یوں ایک طرف ان کے خزانوں میں وسعت آرہی ہے اور دوسری طرف قوم کا بچہ بچہ قرض کے بھاری بوجھ تلے دبتا چلا جا رہا ہے۔ موجودہ مسلم لیگی حکومت جب اقتدار میں آئی تو اس نے غیر ملکی قرضوں کا کشکول توڑنے کا اعلان کرتے ہوئے "قرض اتارو ملک سنوارو" سکیم کے تحت ایک طرف غریبوں سے رقم بٹوری اور دوسری طرف اڑھائی سال میں بیرونی قرض ۱۰۴۹ ارب سے بڑھ کر ۱۷۵۷ ارب روپے ہو چکا ہے۔ اس وقت پاکستانی قوم تقریباً ۳ ہزار ارب روپے کی مقروض ہے اور صاف ظاہر ہے یہ قرض کوئی بھی بد دیانت حکومت چکا نہیں سکتی بلکہ سود در سود کی شکل میں اس میں ہر سال خود بخود اضافہ ہو رہا ہے۔ ان بد دیانت حکمرانوں کے ایماء پر افسر شاہی نے بھی کرپشن کے عالمی ریکارڈ توڑ دیئے ہیں جس کی وجہ سے پاکستان کا نام دنیا کے چند کرپٹ ترین ممالک کی فہرست میں شامل ہے۔ نیز UNO کی رپورٹ کے مطابق پاکستان جیسا قدرتی وسائل سے مالامال ملک دنیا کے ستر غریب ممالک کی فہرست میں ۶۳ ویں نمبر پر ہے یعنی دنیا کے ۶۲ غریب ترین ممالک بھی ہم سے بہتر حالت میں ہیں۔

ان حالات میں قوم کے سامنے اب دو ہی راستے ہیں۔ ایک تو وہی جس پر یہ ۵۲ سال سے چلی آرہی ہے اور دوسرا انقلاب' ہوش مندی اور احساس و فکر کا راستہ ہے۔ یاد رکھئے! پہلا راستہ ضمیر فروشی' بزدلی اور خسیت کا راستہ ہے جسکی منزل عزت و وقار اور خوشحالی سے اسی

Marfat.com

راستے کی طرف پاکستان عوامی تحریک کے چیئرمین عالمِ اسلام کے عظیم لیڈر اور سیاسی و معاشی انقلاب کے داعی پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے قوم کو آواز دی ہے۔ انہوں نے ٹھوس پروگرام کے ساتھ قوم کے ضمیر پر انقلاب کی دستک دی ہے۔ غریبوں اور دکھی لوگوں کے مسائل کے حل کیلئے ۱۲ نکاتی انقلابی پیکج کا اعلان کیا ہے۔ یہ یقیناً سرمایہ داروں اور جاگیرداروں سے ایک کھلی بغاوت اور بہت بڑی جنگ کا آغاز ہے جسے لڑنے کیلئے مصطفوی سپاہیوں کے ایمانی جذبوں کی ہی ضرورت ہے۔ غریبو! مظلومو! بے سہارو! مزدورو! تمہارے حقوق کا ادراک صرف اور صرف دینی اور انقلابی قیادت ہی کر سکتی ہے۔ آؤ! تاریخ کے اس دوراہے پر متحد ہو کر اپنی قوت و طاقت کا مظاہرہ کرو اور مصطفوی انقلاب کا سویرا طلوع ہونے تک باطل سامراجی ایجنٹوں کے خلاف کھلی جنگ کا اعلان کر دو' پھر دیکھنا تمہاری تقدیروں پر مسلط ان درندوں کو سمندر بھی جگہ نہیں دے گا۔ سنو! روحِ اقبالؒ تمہیں آج بھی پکار رہی ہے۔

اٹھو! مری دنیا کے غریبوں کو جگا دو — کاخِ امراء کے در و دیوار ہلا دو
سلطانئِ اسلام کا آتا ہے زمانہ — جو نقش کہن تم کو نظر آئے مٹا دو

(مئی ۹۹ء)

Marfat.com

ارضِ وطن کے شب زندہ دار محافظوں کے نام!

یہ حسنِ اتفاق تھا یا قانونِ قدرت کا عبرت انگیز واقعہ جب پاکستانی قوم نے ایٹمی دھماکوں کی پہلی سالگرہ "یومِ تکبیر" سے موسوم کر کے عین اس وقت منائی جب کشمیر کے کارگل سیکٹر میں بھارت کے دو لڑاکا طیاروں کا ملبہ پوری دنیا کے سامنے نشانِ عبرت بنا ہوا تھا۔ کشمیر میں 720 کلو میٹر طویل پاک بھارت سرحد پر دو طرفہ گولہ باری اب ایک معمول بن چکا ہے۔ اس لئے دونوں ملکوں کے عوام ان جھڑپوں پر زیادہ کان نہیں دھرتے لیکن گذشتہ کئی ہفتوں سے کارگل کے بلند پہاڑوں پر جاری کاروائی کا دائرہ "جھڑپوں" سے بڑھ کر خطرناک جنگی حملوں کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ ابتک کی صورتِ حال اور بھارت کی سیاسی و فوجی قیادت کے بیانات سے ان حملوں کا سلسلہ رکتا ہوا نظر نہیں آتا بلکہ بڑے پیمانے پر مزید خطرناک جنگی حملوں کے آثار واضح ہو رہے ہیں۔

کارگل سیکٹر میں مجاہدین کی واضح اور فیصلہ کن کامیاب پوزیشن کب تک قائم رہتی ہے' اس کا فیصلہ آئندہ چند دنوں میں ہو گا لیکن اس وقت تک دنیا نے حق و باطل کے اس معرکے میں جو نظارا دیکھا ہے اسمیں جنگی حکمتِ عملی کے ماہرین بھی یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ مٹھی بھر مجاھدین کئی ہفتوں سے بھاری انڈین فوج کے تابڑ توڑ فضائی اور زمینی حملوں کا مقابلہ کس بہادری اور جوانمردی سے کر رہے ہیں۔ ایک طرف دنیا کے بلند ترین پہاڑی سلسلے کی یخ بستہ سردی اور ضروریاتِ زندگی کی عدم دستیابی اور دوسری طرف ہزاروں کی تعداد میں تازہ دم مسلح فوجی دستے جن کی پشت پر دنیا کی بڑی سیاسی اور عسکری قوت کے تمام تر ممکنہ وسائل موجود ہیں۔ اس واضح فرق کے باوجود مجاھدین کا پلہ اگر بھاری ہے تو یہ محض نصرتِ ایزدی کا معجزہ ہے۔

بھارتی افواج نے قبل ازیں پاکستانی سرحدوں کی کئی بار خلاف ورزی کی ہے جس پر

Marfat.com

ہماری عسکری اور سیاسی قیادت نے مروجہ مہذب اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے کئی بار احتجاج بھی کیا لیکن لاتوں کے بھوت باتوں سے کب مانتے ہیں۔ 26 اور 27 مئی کو بھارتی ہوا بازوں نے فضائی حدود کی نہ صرف خلاف ورزی کی بلکہ پاک سرحد پر بمباری کا ارتکاب بھی کیا۔ یہ انتہائی اقدام 71ء کی پاک بھارت جنگ کے بعد اپنی نوعیت کا سنگین ترین واقعہ بھی تھا اور متوقع نتائج کے اعتبار سے خطرناک ترین بھی۔ اس لیے اینٹ کا جواب پتھر سے نہ دیا جاتا تو ہندو بنیا ابھی تک نہ جانے کیا کچھ کر چکا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اسکی خاص نصرت سے ہمارے فوجی سپاہیوں کے ہاتھوں بھارتی فضائیہ کا غرور خاک میں مل گیا۔ اقوام عالم کے سامنے بھارت کو حدود کی خلاف ورزی سے انکار کا موقع بھی نہیں مل سکا اور وہ اپنی خفت کو چھپانے کا کوئی معقول بہانہ بھی نہیں تراش سکا۔ دشمن کی پہلے قدم پر یہ عبرت ناک شکست یقیناً ہمارے لئے تائیدِ ایزدی ہے۔ اس سے پاکستانی قوم اور مسلح افواج کے حوصلے بلند ہوئے ہیں اور ہندو افواج کا مورال گرا ہے لیکن مکار دشمن اپنی اس خفت کو چھپانے کیلئے اس سے بھی سنگین تر قدم اٹھا سکتا ہے۔ اسے اپنی کثرت اور قوت کا غرور ہے مگر وہ شاید یہ بھول گیا ہے کہ اس کے آباؤ اجداد کی کئی گنا بڑی فوجیں اسی سرزمین پر غوری' غزنوی اور احمد شاہ ابدالی کی غریب الوطن' بے سروسامان اور مختصر فوج کے ہاتھوں دندان شکن شکستیں کھا چکی ہیں۔ کفر نے ہمیشہ شمشیر پر بھروسہ کر کے مار کھائی ہے اور مومن سپاہی بے تیغ بھی لڑ کر فتح حاصل کرتے رہے ہیں۔ تاہم یہ بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اب ہمارا سپاہی بے تیغ نہیں رہا بلکہ اسکے پاس غوری' شاہین اور بدر جیسے میزائلوں سے لیکر جدید ترین ایٹمی ہتھیاروں تک کی دستیابی ہے۔

اسلام کی عسکری تاریخ میں ایمانی جذبوں سے لڑنے والی فوج نے کبھی شکست نہیں کھائی۔ جب کبھی ہزیمت کا سامنا ہوا وہاں مالی منفعتیں اور سیاسی مصلحتیں کارفرما تھیں کیونکہ ہوسِ اقتدار اور دنیوی مال و اسباب کی حرص اسلامی فلسفہء جہاد کے بالکل متضاد ہے۔ اسلام امن و سلامتی کا دین ہے۔ مسلمان اپنے لیے بھی امن پسند ہے اور دوسروں کیلئے بھی لیکن جب اسکی

Marfat.com

جان، مال، عزت و آبرو اور دین خطرے میں ہو تو اس صورت میں ظلم کی ہر شکل کے خلاف اٹھ کھڑے ہونا اس کا فرض بن جاتا ہے۔ فتنہ و فساد جب تک اپنی موت آپ نہ مر جائے اس پر چین سے بیٹھنا حرام ہے اور یہی چیز دنیا میں امن و آشتی اور سماجی و سیاسی عدل کی ضمانت ہے۔ اس لیے جہاد "قتل و غارت کا نظریہ" نہیں بلکہ ہر سطح پر امن و سلامتی کیلئے کی جانے والی انتہائی کوشش کا نام ہے۔ امن کیلئے یہ کوشش اسلامی معاشرے میں بھی جاری رہتی ہے اور غیر اسلامی معاشروں نے بھی اسلام کے ظلِ عاطفت میں حقیقی تحفظ کا لطف اٹھایا ہے۔ دور جانے کی ضرورت نہیں گاؤ ماتا کے یہی پجاری ہندو بنیے متحدہ ہندوستان میں ایک ہزار سال تک اسلامی حکومت کے شہری رہے ہیں۔ کیا کبھی کسی مسلمان حکمران نے انکی نسل کشی کی اجازت دی، انکے گھروں میں گھس کر انکے بچوں کو ماں باپ کے سامنے قتل کیا اور انکی عورتوں کی مسلمانوں کے ہاتھوں آبروریزی کی کوئی ایک مثال بھی موجود ہے؟ جب تک ان کا شر خاموش رہا اسلامی حکومت نے انکی ہر قیمت پر حفاظت کی حالانکہ ہندو کی نفسیات یہ ہے کہ اس نے ہر دور میں سازشوں کو جنم دیا اور جب بھی موقع ملا مسلمانوں کا بے دریغ خون بہایا۔ مذہبی مقامات کی بے حرمتی کی اور ہر بار اسلام کو برِ صغیر سے نکال باہر کرنے کی ناکام کوشش کی۔ آج بھی بابری مسجد سمیت کشمیر کی سینکڑوں مساجد اور خانقاہیں ان کی دست برد کا شکار ہو رہی ہیں۔ کشمیر کے نہتے مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں اور اب یہ دست جفا کیش اپنی سرحدوں سے تجاوز کر کے پاک سرزمین تک بھی دراندازی کر رہا ہے۔ خدا نخواستہ ہندوؤں کا یہ جنون آزاد کشمیر کی سرحدوں سے تجاوز کرتا ہوا پنجاب اور سندھ کی سرحدوں تک پھیل گیا تو جنوبی ایشیاء سمیت عالمی امن شدید ترین خطرات میں گر جائے گا۔ کشمیر میں بھارتی افواج گذشتہ دس سال سے ظلم و ستم کی شرمناک داستانیں تو رقم کر رہی تھیں، انڈیا نے 11 مئی 98ء کو ایٹمی دھماکوں میں پہل کر کے خطرے کے بٹن کو بھی خود ہی دبایا ہے۔ واجپائی اگر اپنی عارضی حکومت کو جنگ کے ذریعے طول دینا چاہتا ہے تو یہ بھی اسکی بھول ہے۔ بھارت کی سات لاکھ فوج دس سال سے نہتے کشمیریوں کو خاموش کرانے میں ناکام رہی ہے اس لیے اب کھسیانی بلی کی طرح کھمبے نوچ رہی ہے۔

خدانخواستہ جنگ کے یہ بادل اگر کھل کر برسنا شروع ہو گئے تو اس کا نقصان پاکستان

Marfat.com

سے زیادہ بھارت کو ہو گا۔ ہماری فوج اور عوام ویسے بھی بھارت سے 71ء کا انتقام لینے کیلئے قسم کھائے بیٹھی ہے۔پاک سرحدوں پر شب زندہ دار محافظو! تم صرف پاکستان کی جغرافیائی سرحدوں کے ہی امین نہیں بلکہ عالمِ اسلام کے نظریاتی اور عسکری قلعے کی دیواروں کا پہرہ دے رہے ہو۔اس لیے تمھاری جرأتوں کی داستانیں آنے والی نسلوں کیلئے بہادری کا استعارہ ہو نگی۔ حیدر' خالد' ایوبی' غزنوی' غوری اور ٹیپو کی روحیں تمھاری معاون ہیں۔ تم ارضِ وطن کی ناموس ہو' تم تقدیسِ رسالت کے امین ہو' تمھارے سروں پر اللہ کے فضل اور تاجدارِ کائنات ﷺ کی رحمت کا سایہ ہے۔ تم نے اس راہِ وفا میں جان دی تو خلدِ بریں میں عروسِ شہادت تمھاری منتظر ہے اور بچ گئے تو قوم کی پلکیں تمھارے راستوں میں بچھی ہیں۔

؎ اے راہِ حق کے شہیدو! وفا کی تصویرو! تمہیں وطن کی ہوائیں سلام کہتی ہیں۔

فوری اقدامات کیلئے تجاویز۔ ان حالات میں ہم حکومتِ پاکستان کی توجہ درج ذیل امور کی طرف مبذول کروانا چاہتے ہیں۔ ☆ ملک میں جاری حکمرانوں کی لوٹ مار' چوربازاری اور عیش پرستی فوری طور پر ختم کی جائے تاکہ عوام مہنگائی کا مقابلہ کرنے کی بجائے دشمن کے مقابلے کیلئے تیار ہوں۔ ☆ سفارتی سرگرمیاں تیز تر کردی جائیں' خارجہ حکمتِ عملی پر نظرِ ثانی کرتے ہوئے کشمیر کے مسئلے کو مزید اجاگر کیا جائے اور بے حس' جانبدار عالمی برادری کو علاقے کی نازک صورتحال کی طرف متوجہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔ ☆ عالمِ اسلام کو اعتماد میں لینا ازبس ضروری ہے۔ اس مقصد کیلئے وفود روانہ کیے جائیں کیونکہ اکثر مسلمان ممالک بالخصوص عرب دنیا میں اب بھی بھارت کا اثر و رسوخ پاکستان سے زیادہ ہے۔ ☆ کشمیر اور کوسوو کے مسئلے پر OIC کے موجودہ چیئرمین ایران کو فوری اجلاس بلانے کی درخواست کی جائے۔ دونوں خطوں میں مؤثر پالیسی اختیار کر کے عملدرآمد کروانے کی صورت میں عالمِ اسلام اپنی بے توقیری کا ازالہ بھی کرسکتا ہے۔ ☆ قومی سطح پر جذبۂ جہاد کو فروغ دینے اور قوم کا مورال بلند کرنے کیلئے ذرائع ابلاغ کی ترجیحات فوراً تبدیل کی جائیں اور ریڈیو اور ٹی وی پر لچر پروگرام ختم کر کے قومی' مذہبی اور ملی غیرت کو ابھارا جائے۔

(جون ۹۹ء)

Marfat.com

مہر بہ لب عالم اسلام کے نام کوسوو کا نوحہ

اس امر میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت امتِ مسلمہ بے توقیری کے جہنم میں جل رہی ہے۔ اس کے لخت لخت جسم سے خون بہہ رہا ہے۔ آنے والا ہر لمحہ اس کے کرب میں اضافہ کر کے گزر جاتا ہے۔ حال ہی میں دنیا کے مہذب خطۂ یورپ کے وسط میں بوسنیا کے پرامن مسلمانوں کو سربوں کی طرف سے جن مظالم کا سامنا کرنا پڑا اس کے زخم ابھی مندمل نہیں ہوئے تھے کہ اسی خطے میں دیسری مسلمان ریاست کوسوو کی سرزمین پر خونِ مسلم کی ندیاں بہہ گئیں۔ نسل پرست عیسائی عرب ان بے ضرر مسلمانوں سے صلیبی جنگوں کا انتقام لے رہے ہیں لیکن امتِ مسلمہ کی طرف سے اتنی بڑی ہلاکت اور تاریخی تباہی پر کوئی مؤثر آواز بلند نہیں ہوئی۔ مغرب اور امریکہ کے مفادات کی محافظ نیٹو تنظیم ایک سال تماشا دیکھتی رہی اور اب اس نے عالمی دباؤ یا مسلمان ملکوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کیلئے سربیا پر ہوائی حملوں کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ مغرب نواز میڈیا نیٹو کے حملوں سے سربیا کی تباہ شدہ خالی عمارتیں' پل اور دوسرے مقامات کی تصویریں دکھا رہا ہے حالانکہ سرب فوجی پوری توانائی اور حکمتِ عملی کے ساتھ کوسوو کو مسلمانوں سے خالی کروانے میں مصروف ہیں۔ نیٹو کی جانبدار حکمتِ عملی سے سرب فوج مسلسل فائدہ اٹھا رہی ہے اس نے پوری تسلی سے نسلی تطہیر کا آپریشن کرتے ہوئے نوجوان مسلمانوں کو قتل کیا ہے اور بچ جانے والے بوڑھوں' بچوں اور بے سہارا عورتوں کو گھروں سے بے دخل کر کے ملک بدر کر دیا ہے۔ نیٹو کی طرف سے سربوں کو دوسری سہولت یہ مل رہی ہے کہ وہ نہ تو خود زمینی حملے کر رہے ہیں اور نہ کوسوو لبریشن آرمی کو ہتھیار اٹھانے کی اجازت ہے یعنی مظلوم کو خالی ہاتھ رکھا ہوا ہے اور ظالموں کو کھلی چھٹی۔ ایک اطلاع کے مطابق امریکہ کوسوو سے جو بچے پرورش کیلئے لے گیا ہے وہاں عیسائی مشنری اداروں میں ان کی تربیت ہو رہی ہے۔ یہ سب کچھ امتِ مسلمہ کے مردہ ضمیر کے نام ایک چیلنج ہے۔ عالمِ کفر بڑی ہوشیاری سے سپین کی تاریخ دہرا رہا ہے اور مسلم حکومتیں مہر بہ لب تماشا دیکھ رہی ہیں۔ (جون ۹۹ء)

Marfat.com

معرکہ کارگل کے دو متضاد کردار

پاک بھارت سرحدی کشیدگی، کرگل پر مجاہدین کے قبضے سے جس ہنگامہ خیز صورتحال میں داخل ہو چکی ہے اسے دو ماہ مکمل ہو چکے ہیں۔ مسئلہ کشمیر آج کل نہ چاہتے ہوئے بھی عالمی استعماری طاقتوں کے ایجنڈے میں زیرِ بحث آرہاہے۔ ہمارا ازلی دشمن ہندو تقسیمِ ہند کے بعد 52 سالہ تاریخ میں پہلی بار بلبلا اٹھا ہے۔ قدرت نے حق و باطل کے معرکوں کی تاریخ میں قلت کو کثرت پر غالب کر کے ایک اور حیران کن اضافہ کر دیا ہے۔ کرگل کے گمنام برف پوش اور سنگلاخ پہاڑ اب اسلام کی عظمت کا چرچا کر رہے ہیں۔ ان بلندیوں پر بیسویں صدی کے آخر میں تاریخِ عزیمت کا ایک خوبصورت باب رقم ہو رہا ہے۔ اسلام کے بیٹے ان سنگلاخ بلند پہاڑی چوٹیوں سے عالمِ کفر کو یہ پیغام دے رہے ہیں کہ

"جو چلے تو جاں سے گزر گئے جو رکے وہ کوہِ گراں ہیں ہم"

اپنے "نیو ورلڈ آرڈر" کے خاکوں میں رنگ بھرنے کیلئے امتِ مسلمہ کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کا خواب دیکھنے والو! ہماری شرافت کو کمزوری سمجھ کر کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہونا۔ ہم امن پسند، صلح جو اور سلامتی کی ضامن ملت کے افراد ضرور ہیں لیکن تاریخ گواہ ہے کہ جب اور جہاں بھی کافرانہ استعمار کی تاریکی حد سے بڑھی، ہم نے اپنے خون کے چراغ ضرور جلائے ہیں۔ تمہیں کفر کے مفادات عزیز ہیں تو ہمیں بھی حق سے وفاداری نبھانا آتا ہے۔ رہا ہندو بنیا تو وہ شاید بھول گیا ہے کہ اس کے سومنات کے مندروں میں غزنی سے آکر جس محمود نے بجلیاں گرائی تھیں، اس کے ہزاروں بدمست سورماؤں کو ان کے قلعوں میں جس غوری نے کچلا تھا، اس غزنوی اور غوری کے بیٹے ابھی مرے نہیں زندہ ہیں۔ انہوں نے باہر سے بھی نہیں آنا' وہ افغانستان سے سری نگر تک اور آسام سے بنگال اور دہلی تک تمہارا پیچھا کر رہے ہیں۔ ابھی تو انہوں نے "کرگل کی ایک رگ" پر اپنا پاؤں رکھا ہے تو تمہاری خوابگاہیں اور

Marfat.com

عشرت کدے ویران ہو گئے ہیں کل جب تمہارے خون آلود ہاتھ کٹیں گے تو تمہیں تمہارے اپنے گھروں میں بھی پناہ نہیں ملے گی۔

کل تک گوشۂ گمنامی میں رہنے والا کرگل، سیاچین کے دامن میں 8000 فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ یہ کوئی سر سبز و شاداب پہاڑی سلسلہ نہیں بلکہ خوفناک چٹانوں اور برف پوش چوٹیوں پر مشتمل دشوار گزار علاقہ ہے جہاں زندگی کے آثار کم اور موت کے مہیب سائے زیادہ منڈلاتے نظر آتے ہیں۔ اس علاقے کی فوجی اہمیت اس لئے زیادہ ہے کہ ان پہاڑوں پر کنٹرول حاصل ہو جانے کے بعد مقبوضہ ریاست جموں وکشمیر کے 51 ہزار مربع میل رقبے میں سے 31 ہزار مربع میل علاقہ عملاً دہلی انتظامیہ سے کٹ جاتا ہے۔ اس علاقے میں شمال کے بلند پہاڑی سلسلوں سمیت لیہ اور لداخ وغیرہ شامل ہیں۔ سکردو سمیت اسی علاقے میں چین پاکستان اور بھارت کی سرحدیں ملتی ہیں اور یہی دنیا کی وہ واحد پہاڑی چوٹی ہے جو اپنی وسعت اور موزونیت کے اعتبار سے عسکری اڈوں کے لئے امریکہ کی نظروں میں گھر کر چکی ہے۔ شروع میں کرگل و دراس وغیرہ کے یہ علاقے پاکستان کے پاس تھے۔ 62ء میں انڈیا چین جنگ کے دوران امریکہ کے دباؤ پر پاکستان نے اپنی فوجیں عارضی طور پر ہٹائیں اور پھر 72ء میں ہارے ہوئے پاکستان کی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انڈیا نے ان پہاڑی چوٹیوں پر اپنی فوجیں تعینات کر دیں۔ بعد ازاں شملہ معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے 84ء میں وہ یہیں سے آگے سیاچن گلیشیر پر قابض ہو گیا۔ اس وقت بھارت سمیت عالمی طاقتیں پاکستان کو سرحدی خلاف ورزی کا مرتکب کہتے ہوئے عجیب ڈھٹائی کا مظاہرہ کر رہی ہیں حالانکہ سرحدوں کی خلاف ورزی تو بھارت نے خود دو بار کی ہے اور اسی علاقے میں کی ہے۔

کرگل کے اس معرکے میں بھارت بری طرح پسپا ہوا ہے اور وہ تاریخ کی گہری کھائی میں پھنس کر رہ گیا ہے۔ بھارت کی 5 بریگیڈ (3500) فوج اور جدید ترین لڑاکا طیارے بے بس ہو چکے ہیں اس لئے 40 لاکھ ڈالرز یومیہ ان پہاڑی کھائیوں میں غرق ہو رہے

Marfat.com

ہیں۔ مٹھی بھر مجاہدین کی کامیابیوں نے پوری وادی میں مسلمانوں کو تازہ جذبہ دیا ہے جبکہ بھارت کے اندر خلفشار کا بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔ پورے ملک میں آزادی کی تحریکیں سبک رفتار ہو گئی ہیں' اس کی فوج کا مورال گر چکا ہے اور اس کی فوجی اور سیاسی قیادت کی نیندیں حرام ہو چکی ہیں۔ مجاہدین کے جذبوں نے ان پہاڑوں پر ڈیرے ڈال کر دنیا کو مسئلے کی سنگینی کا جو احساس دلایا ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ خود امریکی صدر کلنٹن کئی بار دونوں ملکوں کے وزرائے اعظم سے بات کر چکا ہے اور امریکہ میں اعلیٰ سطحی سفارتی سرگرمیاں تیزی سی جاری ہیں۔ امریکی فوجی جنرل زینی کا پاکستان میں آکر یہاں کی عسکری اور سیاسی قیادت کو دھمکیاں دیکر جانا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اب ظلم کی سیاہ رات سحر آشنا ہونے والی ہے۔ ہم ان مجاہدین کو مبارکباد پیش کرتے ہیں جن کی سالہا سال کی قربانیاں رنگ لانے والی ہیں۔ ہم پاک فوج کے ان سپوتوں کو بھی سلام پیش کرتے ہیں جن کی دو ٹوک اور جرأت مندانہ پالیسی اقتدار پرست سیاسی مصلحت کیلئے ناقابل تسخیر ہے۔

تاریخ کے اس فیصلہ کن موڑ پر ہم ایک بار پھر بڑے واضح الفاظ میں موجودہ قیادت کو باور کروا دینا چاہتے ہیں کہ: اگر "تاشقند، شملہ" اور "لاہور" معاہدوں کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کسی اور معاہدے میں ملت فروشی کا ارتکاب کیا گیا تو سابق حکمرانوں کی طرح آپ کو بھی عبرتناک انجام سے کوئی بھی نہیں بچا سکے گا۔ ہم حق پر ہیں اس لئے کسی طاقت کے سامنے جھکنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ امریکہ ہو یا G-8 ممالک سمیت بھارت جیسا جارح ملک' ہم کسی کے دباؤ میں آکر لاکھوں مجاہدین کے خون سے غداری کرنے کی اجازت کسی کو نہیں دیں گے۔ دفاعِ پاکستان اور آزادیٔ کشمیر کیلئے تحریکِ منہاج القرآن، پاکستان عوامی تحریک اور ان کے ذیلی ونگ پاکستان سمیت دنیا کے اسی ممالک میں برسرِ پیکار ہیں۔ قائدِ انقلاب اس وقت پورے یورپ کینیڈا اور امریکہ جیسے ممالک میں عالمی راہنماؤں کو مسئلہ کی سنگینی اور عوامی جذبات سے روشناس کرانے میں مصروف ہیں۔ انشاء اللہ وہ وقت دور نہیں جب اپنے جوان بیٹوں کے لاشوں پر رونے والی کشمیری ماؤں کو آزادی اور حقِ خود ارادیت کی منزل ملے گی۔ اجڑی بستیاں جلے' ہوئے گھر اور مسمار مسجدیں اور خانقاہیں دوبارہ زندگی اور ایمانی جذبوں کی بہارِ جانفزاء دیکھیں گی۔ (جولائی ۹۹ء)

Marfat.com

اے دین و وطن کے غدارو! ہم تم سے بغاوت کرتے ہیں

گذشتہ سال ۲۸ مئی کو جب پاکستان نے فوج اور عوام کے سخت مطالبے پر بیرونی دباؤ سے بے نیاز ہو کر یکے بعد دیگرے چھ ایٹمی دھماکے کیے اور پہلی اسلامی ایٹمی قوت ہونے کا اعزاز حاصل کیا تو کفر کے ایوانوں پر ایک لرزہ ساطاری ہو گیا۔ ایک طرف یہود و ہندو کے اسلام دشمن عزائم کو دھچکا لگا اور دوسری طرف نیل کے ساحل سے لیکر تابخاک کاشغر ملتِ اسلامیہ کے اندر فخر و انبساط کی نئی لہر دوڑ گئی۔ اسی دوران ارضِ وطن کی فضاؤں میں غوری اور شاہین کی شاندار پروازوں نے دشمن کی صفوں پر بجلیاں گرائیں۔ ایٹمی اور عسکری صلاحیت کا یہ اظہار اسلام کے نام پر معرضِ وجود میں آنے والی مملکتِ خداداد کا استحکام بھی تھا اور دو قومی نظریے کا سائنسی احیاء بھی۔

اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے کوشاں دنیا بھر کی دعوتی اور جہادی قوتوں نے قوت کے اس اظہار کو تائیدِ ایزدی سمجھا۔ اطراف و اکنافِ عالم میں کفر کے مظالم کا شکار ہر مسلمان ملک بجا طور پر پاکستان کی طرف ہی امید کی نظروں سے دیکھتا ہے۔ قدرت کی دوسری فیاضی یہ ہے کہ ہماری فوج دنیا کی بہترین عسکری قوت ہے۔ وسائل اور تعداد میں اس سے کئی گنا بہتر صلاحیت رکھنے والی فوج نے بھی کبھی اس کے جیسا مقابلہ نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے اس کی رگوں میں فاروقی جذبہ اور حیدری جرأت رواں دواں ہے۔ اسے شمشیر پر اتنا بھروسہ نہیں جتنا نصرتِ خداوندی پر ہے۔ شہادت کی آرزو اس قوم کا وہ سرمایہ ہے جس کے سامنے دنیا کا کوئی لالچ اور بڑی سے بڑی دولت بھی بے حیثیت ہے۔ حال ہی میں لندن سے شائع ہونے والے "آبزرور" کے نمائندے نے کارگل کے محاذ پر پاک فوج کے ساتھ دو دن گزارنے کے بعد اپنے تاثرات قلمبند کیے اور لکھا کہ میں نے ایسے نڈر اور بہادر لوگ کبھی دیکھے اور نہ سنے۔ دشمن کی طرف سے گولہ باری کے وقت اپنی جان بچانے کی بجائے یہ نوجوان لپک لپک

Marfat.com

کر بارود کے شعلوں کی طرف بڑھتے ہیں۔ان کے دلوں میں موت کا کوئی ڈر نہیں بلکہ شہادت کی تمنا لیے دشمن کے ٹھکانوں پر جوابی کاروائی کرتے ہیں۔ یہ ہے وہ جذبوں کا اسلحہ جس کے سامنے آتش و آہن کے خوفناک اور جدید ترین ہتھیار بھی بے بس ہیں۔

تاریخ ایسی بے شمار شہادتوں سے بھری پڑی ہے جب حق و باطل کے معرکوں میں عددی قلت اور ساز و سامان کی عدم دستیابی کے باوجود دشمن کی کثرت نے وافر ساز و سامانِ حرب و ضرب سمیت شکست کھائی۔ عصرِ حاضر میں اس حقیقت کو اگرچہ افغان مجاہدین اور چیچن جانبازوں نے بھی سچا کر دکھایا تھا لیکن کشمیر میں لکھی جانے والی عزیمت کی حالیہ داستانوں نے تاریخ کے سارے ریکارڈ توڑ دیئے۔وادیٔ کشمیر میں پچاس سال سے سات لاکھ فوج کا مقابلہ مٹھی بھر مجاہدین جس بے جگری سے کر رہے ہیں اس پر دنیا گواہ ہے۔کارگل کی برفانی پہاڑی چوٹیوں پر ہونے والا حالیہ معرکہ حق و باطل کے حیران کن معرکوں میں سے ایک تھا جہاں انسانی سوچ اور ظاہری اسباب پر بھروسہ کرنے والے منصوبہ سازوں کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ہزاروں فٹ کی جن بلندیوں پر موسم کی شدت پہاڑوں کی ہیبت تبدیل کر دیتی ہے اور انسان کا سانس لینا دشوار ہوتا ہے وہاں بیٹھ کر جن مجاہدوں نے کئی ماہ تک تاریخِ انسانی کی شدید ترین اور مسلسل بمباری کا نہ صرف مقابلہ کیا بلکہ دشمن کی ۵ بریگیڈ فوج کو ناکوں چنے چبوائے۔ بھارتی استعمار شاید پہلی مرتبہ ان مٹھی بھر مجاہدین کے ہاتھوں اتنا بے بس ہوا کہ اس کا وزیر اعظم اپنے مضبوط اعصاب کے باوجود بے چارگی کے آنسوؤں پر قابو نہ پاسکا۔بتکدۂ ہند غزنوی اور غوری کے روحانی بیٹوں کے ہاتھوں ایک بار پھر لرزہ براندام ہوا تو عالمِ کفر حرکت میں آگیا۔ تاریخ نے "الکفر ملة واحدة" کے ارشادِ نبوی ﷺ کی صداقت پر ایک بار پھر گواہی دی۔ امریکہ 'اسرائیل اور مغربی ممالک کی ساری ہمدردیاں بھارت کے ساتھ ہو گئیں۔یوں لگتا تھا جیسے مجاہدین نے کشمیر کی پہاڑیوں پر نہیں امریکہ کی کسی ریاست پر قبضہ کر لیا ہو۔ وہی بھارت جس کے دامن پر انسانی حقوق کا خون تہہ در تہہ جما ہوا ہے اور یورپی ممالک کی "انسان دوست" تنظیمات کئی بار اس کی دہائی دے چکی ہیں۔ دوسری طرف

Marfat.com

نام نہاد درجنوں اسلامی ممالک ہیں جن کے کانوں پر جوں بھی نہیں رینگی۔

عالمِ اسلام کی بے حسی اپنی جگہ لیکن اس سرد مہری کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ بھارت نے کامیاب سفارتی سرگرمیوں کے ذریعے عالمِ کفر کو اپنا ہمنوا بنالیا جبکہ حکومتِ پاکستان روائتی کاہلی اور ہڈ حرام افسر شاہی کی بزدلانہ خارجہ پالیسی کے سبب دیرینہ دوست اور ہمسایہ ممالک سمیت عالمِ اسلام کو بھی حقیقتِ حال سے آگاہ نہیں کرپایا۔ اس دوران بھارت کے سفارتی وفود پوری دنیا میں جھوٹ پر ہمدردی حاصل کرنے کے لئے سرگرداں رہے لیکن ہمارے ملک کا وزیر اعظم اس وقت بھی لاہور کے باغِ جناح میں خوشامدی ٹولے کے جھرمٹ میں کرکٹ کھیلتا ہوا پایا گیا۔

اس سے قبل ہم برصغیر کی تاریخ میں ہوس پرستی' بے حمیتی اور دین ووطن سے غداری کے واقعات پڑھتے ہوئے میر جعفر اور میر صادق کی بدبختی پر ماتم کرتے تھے لیکن کیا معلوم کہ خود ہمارے عہد کا دامن اس سے زیادہ خطرناک غداروں کی موجودگی سے داغدار ہے۔ تاریخ کو یہ گواہی دینے سے کون روکے گا کہ ایٹمی پاکستان کا وزیر اعظم کھیل کے میدان سے ایک روز اپنے محل میں آیا' بیوی بچوں کو ساتھ لیا اور رات کے پچھلے پہر اچانک امریکہ روانہ ہو گیا۔ عالمِ کفر کے ناخدا سے بھیک میں مانگی ہوئی ملاقات کا تعین وائٹ ہاؤس کی بجائے غیر سرکاری رہائش گاہ "بلیر ڈہاوس" میں ہوا۔ اس تین گھنٹے کی ملاقات میں جس ایجنڈے پر بحث ہوتی رہی اس کے اسرار ورموز سے پردہ وقت کے ساتھ ساتھ اٹھتا رہیگا تاہم ملاقات کے بعد جاری ہونے والا چند سطری اعلامیہ نواز شریف اور کلنٹن کے دستخطوں سے مجاہدین کے ہاتھوں لرزہ براندام بھارت کی حیاتِ نو کا پیغام ثابت ہوا۔ خوفزدہ بھارت کے طول وعرض میں خوشی کے جشن اور فتح کے شادیانے گونجنے لگے۔ جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات کی صورت میں سامنے آئی۔ تاریخ کا انوکھا معاہدہ تشکیل پا گیا جس میں ظالم کی بجائے مظلوم سے جرم کا اقرار کروایا گیا جس کا ایک ایک حرف تو دشمن کے مفادات کا تحفظ کر رہا تھا اور اسکی توثیق ہم کر رہے تھے۔

Marfat.com

قوم کی تقدیر کو گروی رکھنے والا عاقبت نااندیش حکمران غیروں کی نظروں میں اس وقت اور گر گیا جب اس نے نہایت لجاجت سے عرض کیا " حضور! اس مرتبہ وزیروں اور مشیروں کی جگہ میں اپنے بیوی اور بچوں کو ساتھ لایا ہوں اجازت ہو تو وہ بھی شرف حضوری سے نوازے جائیں "اس درخواست کو بھی قبولیت کا شرف حاصل ہوا اور اگلے دن کلنٹن کے ساتھ تصاویر بنوا کر اس طفلانہ ذوق کی تسکین کی گئی۔ اس لمحے تاریخ ایک طرف کارگل کی بلندیوں پر بیٹھے مجاہدین کے آہنی حوصلوں پر فخر کر رہی تھی اور دوسری طرف وائٹ ہاؤس کے ڈرائنگ روم میں کھڑے قوم کے بھاری مینڈیٹ کے حامل وزیراعظم کی ملت کش طفلانہ حرکتوں پر ہنس رہی تھی۔

حکومتِ وقت اس معاہدے کو کامیابی اور بہادری کا جو رنگ بھی دے ابتک کے حقائق و واقعات نے ثابت کر دیا ہے کہ "اعلانِ واشنگٹن" دراصل غیرت مند پاکستانی قوم کے منہ پر رسید ہونے والا وہ طمانچہ ہے جس کے پیچھے امریکہ اور بھارت کی اسلام دشمنی سمیت نواز شریف کی حمایت بھی شامل ہے۔ نواز کلنٹن اعلامیہ تحریک آزادئ کشمیر کے لئے اب تک کا سب سے بڑا المیہ ثابت ہوا ہے۔ اس یکطرفہ معاہدے سے نہ صرف ملک و ملت سے غداری کی بو آتی ہے بلکہ یہ دینی وقار اور تاریخی روایات سے انحراف کی واضح دستاویز بھی ثابت ہو چکا ہے۔

اس وقت حکومت اور اس کے وظیفہ خوار بعض نام نہاد دانشور "اس معاہدے کو نواز شریف کی کامیاب سفارتی کوشش اور عظیم ترین تاریخی کارنامہ بنا کر پیش کر رہے ہیں۔ بالکل اسی طرح جب تاشقند اور شملہ کے معاہدوں پر دستخط کرنے والے سابق حکمرانوں کے حواری اس وقت انکی تعریفیں کرتے رہے لیکن تاریخ نے ثابت دیا کہ یہ دونوں معاہدے کشمیری قوم اور شہداء کے خون سے بدترین غداری تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ I.M.F کی طرف سے ملنے والے قرضے کی قسط کے حصول اور اقتدار کے تحفظ کی خاطر کیا جانے والا معاہدہ 70 ہزار کشمیری شہداء کے خون سے غداری ہے۔ سوداگر حکمرانوں نے قومی

Marfat.com

غیرت' حمیت اور 52 سالہ متفقہ موقف سمیت کشمیری ماؤں' بہنوں اور بیٹیوں کی لٹی پٹی عصمتوں کا سودا کیا ہے اور بے قیمت کیا ہے۔ انہوں نے پاک فوج اور مجاہدین کی بے مثال قربانیوں کا نیلام کر کے امن پسندی کا سرٹیفکیٹ محض اپنے کاروباری مفادات کیلئے حاصل کیا ہے۔ قوم دین ووطن کے ان غدار' بزدل اور بے توقیر حکمرانوں کے خلاف بغاوت کا فیصلہ کر چکی ہے۔ وہ دن دور نہیں جب ان ملت فروش حکمرانوں کا انجام بھی اپنے سابقین کی طرح نشانِ عبرت بنے گا۔

(اگست ۹۹ء)

Marfat.com

"ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے"

اکیسویں صدی کی آمد آمد ہے۔ پر عزم ترقی یافتہ اقوام اس صدی کو رخصت کرنے اور اگلی صدی میں قدم رکھنے کی تقریبات ترتیب دے رہی ہیں۔ تسخیر کائنات کے نئے پروگرام بنائے جارہے ہیں۔ زمین سے اٹھ کر فضاؤں میں موجود خلائی سٹیشن اور وہاں سے ہوتے ہوئے دوسرے سیارگانِ فلکی پر زندگی کے امکانات تلاش کیے جارہے ہیں۔ ایسے میں امتِ مسلمہ بالعموم اور اہلیان پاکستان بالخصوص مایوسی اور ناامیدی کے گہرے سمندر میں ایسی ٹوٹی اور پرانی ہچکولے کھاتی کشتیوں پر سوار ہیں جن کے ناخداؤں نے بادِ مخالف سے سمجھوتے کرر کھے ہیں۔ تسخیر کائنات کے منصب کو چھوڑ کر انہوں نے سارا زور اپنے عوام الناس کو مسخر کر کے ان کے خون پسینے سے اقتدار کے قلعوں کی تعمیر و توسیع پر لگادیا ہے۔ تعجب ہے کہ گوشت پوست کے یہ انسان اختیارات کی قوت حاصل کرتے ہی نہ جانے خود کو مافوق الفطرت مخلوق کیوں سمجھنے لگتے ہیں۔۔۔! جمہوریت کے فریم میں باربار عوام سے رابطہ ان کی مجبوری نہ ہوتی تو یہ آج بھی فرعون' نمرود اور ہامان کو مات دینے کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں۔ "عوام کالانعام" بے چارے ہر دور کی طرح آج بھی استحصال کا شکار ہیں۔ آئے روز انہیں نئے ٹائٹل کے ساتھ لوٹ لیا جاتا ہے۔

پاکستانی عوام شاید دنیا کی وہ بدقسمت قوم ہے جس کے ساتھ ہر قدم پر دھوکے ہوئے اور اب بھی ہورہے ہیں لیکن اس مٹی میں تحمل' برداشت اور صبر کی تاثیر شاید ضرورت سے زیادہ ہی ہے کہ اب بھی بیداری کے امکانات معدوم نظر آتے ہیں۔ موجودہ حکمران خبرنامے میں ہر روز کوئی نہ کوئی وعدہ کر کے دن کی سرگرمیوں کو سمیٹتے ہیں اور زندگی کے بوجھ تلے دبے ہوئے عوام ہر رات امید کے چراغ جلا کر صبح کے انتظار میں بیٹھ جاتے ہیں اور یہ سلسلہ پچھلے 52 سال سے جاری ہے۔ نواز حکومت نے بھاری مینڈیٹ سے ملنے والے اقتدار

Marfat.com

کی نصف مدت مکمل کر لی ہے۔ اس دوران انہوں نے سب سے زیادہ جس چیز پر زور دیا وہ مطلق العنانیت کا حصول تھا۔ ان کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ تھی۔ اپوزیشن کمزور ہونے کی وجہ سے پارلیمنٹ کی بھاری اکثریت ان کی ہمنوا تھی۔ عدلیہ اور انتظامیہ ان کے تابع رہی 'فوج نے ان سے تعاون کیا' تاجر برادری اس لیے بھی ساتھ دیتی رہی کہ یہ سب کچھ اس کا اپنا کیا دھرا تھا۔ الغرض قدرت سے لیکر عوام تک سب نے ان سے مکمل تعاون کیا لیکن نتیجہ صفر رہا۔ خوشحالی کے وہ تمام وعدے جو ابتدائی نشری تقریر میں کیے گئے جھوٹ کا پلندا ثابت ہوئے اور خود انحصاری کی وہ تمام سکیمیں جن کا اعلان کیا گیا ایک سراب کے علاوہ ان کی حیثیت کچھ نہیں۔ کشکول توڑنے کی بجائے قومی معیشت پر دو سالوں میں مزید 5 ارب ڈالر کے قرضوں کا بوجھ بڑھ گیا ہے۔ معیارِ زندگی بہتری کی سمت آنے کی بجائے اتنا گر چکا ہے کہ لوگ کثرت سے خودکشیاں اور خود سوزیاں کر رہے ہیں۔ ملک کے سیاسی 'سماجی' قانونی اور معاشی حالات اس قدر ابتر ہو چکے ہیں کہ خونی انقلاب کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ بیرونی سرمایہ کاری کا خواب نہ صرف پورا نہیں ہو سکا بلکہ حکمران ٹولے سمیت خود پاکستانی سرمایہ کار ملک سے باہر سرمایہ منتقل کر رہے ہیں۔ ویسے بھی یہ حقیقت ہے کہ سرمایہ کار کا کوئی وطن نہیں ہوتا وہ اپنے سرمائے کے ساتھ موزوں مقام کی تلاش میں ہر وقت محوِ سفر رہتا ہے۔ یہی حال ہمارے تاجر وزیراعظم کا ہے۔ اس نے تو ذاتی سرمائے کے عوض قومی غیرت وحمیت کو بھی ملک دشمنوں کے ہاتھوں فروخت کر دیا ہے۔

حالیہ جنرل سیلز ٹیکس کا غیر عادلانہ اور غیر حکیمانہ فیصلہ اس لئے کیا گیا ہے تاکہ غریب طبقے کا رہا سہا خون نچوڑ کر I.M.F سے اپنی عیاشوں کیلئے 28 کروڑ ڈالر کا قرضہ حاصل ہو سکے۔ انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں کہ گذشتہ غیر ملکی قرضوں سے ملک میں کیا خوشگوار تبدیلی آئی ہے۔ ہر سال اربوں ڈالر کا قرض کن کے پیٹ میں جاتا ہے۔ بنکوں سے قرض لینے والوں کے ذمے 2 سو ارب روپے ان بیرونی قرضوں کے علاوہ ہیں۔ یہ سارے مگرمچھ ہمارے قائدین کی صفوں میں موجود ہیں۔ یہی مراعات یافتہ طبقہ بنکوں سے کروڑوں روپے

Marfat.com

قرض لیکر ہڑپ کرتا ہے اور یہی ٹیکس چوری کا بھی مرتکب ہوتا ہے۔ رہے ملازم پیشہ لوگ اور چھوٹے تاجر' تو ان سے ٹیکس زبردستی وصول کر لئے جاتے ہیں۔ خود وزیراعظم نواز شریف جس کے اثاثوں کی مالیت اربوں میں ہے اس نے کتنا ٹیکس دیا ہے' اس کے ذمے واجب الاداء قرض کیوں واپس نہیں ہوتا' بیرونِ ممالک ان قومی چوروں کا جتنا سرمایہ بنکوں میں موجود ہے اس کا ایک حصہ بھی ملک میں واپس آجائے تو بیرونی قرض اتر سکتا ہے۔ سابق حکمران ہوں یا موجودہ اس حمام میں سب ننگے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی دوسرے کو ہاتھ ڈالتے ہوئے اس لیے ڈرتا ہے کہ وہ خود بھی اس سے بڑا مجرم ہے۔ ان جرائم پیشہ شریف حکمرانوں اور زردار لٹیروں کا علاج صرف اور صرف انقلاب ہے۔ ایسا انقلاب جو ان کے ظلم' جھوٹ اور مکاری کے نظام کو جڑوں سے اکھاڑ کر پھینک دے۔ حالات کا جبر عوام کو اسی سمت دھکیل رہا ہے۔ جلد یابدیر دین و وطن کے ان غداروں سے نجات ضرور ملے گی اور مظلوم غریب عوام کو ان کے بنیادی حقوق لوٹا دیئے جائیں گے۔ پاکستان عوامی تحریک کے نڈر مخلص اور بہادر کارکنان اپنے عظیم قائد کی جرأت مندانہ قیادت میں اسی منزل کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ ان کا یہ عزم ہے کہ ؎

خونِ دل دے کے نکھاریں گے رخِ برگِ گلاب
ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے

(ستمبر ۹۹ء)

Marfat.com

مشرقی تیمور کی آزادی۔۔۔۔۔عالمی ضمیر پر دستک

گذشتہ دنوں انڈونیشیا کے ایک صوبے "مشرقی تیمور" میں اقوامِ متحدہ کی زیرِ نگرانی ریفرنڈم ہوا جس میں 90 فیصد لوگوں نے آزادی اور خود مختاری کے حق میں ووٹ ڈالے۔ 14874 مربع کلومیٹر پر مشتمل علاقے مشرقی تیمور کی کل آبادی (1996ء کی مردم شماری کے مطابق) 85,9,700 ہے جن میں سے 90 فیصد لوگ کیتھولک عیسائی ہیں۔ یہاں کے رجسٹرڈ ووٹوں کی تعداد صرف ساڑھے 4 لاکھ ہے۔ تیل کی دولت سے مالا مال یہ علاقہ 1975ء تک پرتگال کے زیرِ انتظام تھا۔ پرتگال کمزور ہوا تو انڈونیشیا نے اسے اپنی تحویل میں لے لیا مگر امریکہ سمیت مغربی ممالک کی نظریں اس پر جمی رہیں حتیٰ کہ یہاں عیسائیوں کی طرف سے علیحدگی کی تحریک زور پکڑ گئی اور اقوامِ متحدہ سمیت مغربی ذرائع ابلاغ نے انڈونیشیا پر دباؤ ڈالنا شروع کر دیا کہ مشرقی تیمور میں جلد از جلد ریفرنڈم کروایا جائے ورنہ اس پر معاشی پابندیاں عائد کر دی جائیں گی۔ انڈونیشیا ایک مسلم ملک ہے اور اسلامی روایات کی پاسداری کرتے ہوئے اس نے بجا طور پر غیر مسلم اقلیت کے حقوق کا خیال رکھا' انہیں امن فراہم کیا اور اقوام متحدہ کی امن فوج کے تعاون سے اپنی نگرانی میں ریفرنڈم کروایا۔ اب چند دنوں میں اس کی آزادی کا اعلان خود کوفی عنان کریں گے اور ایک نیا ملک دنیا کے نقشے پر ابھر آئے گا۔

اس موقع پر ہم عالمی امن کے دعویدار' ان جانبدار ممالک اور اقوامِ متحدہ کو یاد دلانا چاہتے ہیں کہ مشرقی تیمور کا مسئلہ سلامتی کونسل کے کسی ایجنڈے پر نہیں تھا نہ اسکے حق میں کبھی کوئی قرارداد منظور ہوئی۔ اس کے باوجود یہاں کی علیحدگی پسند تحریک کی حمایت براہِ راست اقوامِ متحدہ نے کی اور اپنی نگرانی میں ریفرنڈم کروایا۔ امریکی صدر سمیت وزیر خارجہ اور دوسری اہم شخصیات نے خصوصی دلچسپی لے کر ریفرنڈم کو یقینی بنایا مگر مشرقی تیمور سے

Marfat.com

کئی گنا بڑا علاقہ ریاست جموں و کشمیر پچھلے 52 سال سے متنازعہ ہے اور سلامتی کونسل نے کئی مرتبہ یہاں رائے شماری کے حق میں قرارداد بھی منظور کر رکھی ہے۔ مشرقی تیمور کے برعکس کشمیر میں اب تک لاکھوں لوگ لقمۂ اجل بن چکے ہیں۔ ہنستے بستے گھر اور بستیاں نذرِ آتش کی جارہی ہیں اور غاصب بھارت یہاں نصف صدی سے انسانی حقوق کی دھجیاں اڑا رہا ہے۔ اس مسئلے پر انڈیا اور پاکستان کے درمیان تین بڑی جنگیں ہو چکی ہیں اور چوتھی شروع ہے جس میں ایٹمی ہتھیاروں کے استعمال کا امکان بھی رد نہیں کیا جا سکتا لیکن تعجب ہے کہ اقوامِ متحدہ سمیت کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ امریکہ اور مغربی ممالک اس حد تک مسلم دشمنی میں متعصب ہو چکے ہیں کہ عالمی امن کو خطرے میں دیکھتے ہوئے بھی کشمیری مسلمانوں کے حق میں آواز بلند کرنے سے کترا رہے ہیں۔ عالمی طاقتوں کا یہ دوغلا پن' منافقت اور ناانصافی ایک کھلی حقیقت بن چکی ہے۔ اس کے ردعمل میں مسلمانوں کی طرف سے اگر کوئی فطری اظہار ہوتا ہے تو اسے عالمی امن کے خلاف دہشت گردی اور تخریب کاری سے تعبیر کیا جاتا ہے جبکہ اپنے مظالم اور جانبدارانہ طرزِ عمل پر ان کی نگاہ نہیں پڑتی۔

(ستمبر ۹۹ء)

Marfat.com

کشمیر کی کنٹرول لائن اور خطرناک بھارتی سازش!

معرکۂ کارگل میں بری طرح ہزیمت اٹھانے کے بعد بھارت آئے روز اوچھے ہتھکنڈوں کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ کنٹرول لائن پر سول آبادی میں بھارتی افواج کی طرف سے بھاری توپ خانے کا استعمال تو اب روزمرہ کا معمول بن گیا ہے لیکن شہوک ترتک سیکٹر میں پاکستانی پوسٹ پر باقاعدہ حملہ اور گذشتہ دنوں بدین میں ہمارے غیر مسلح طیارے کو تربیتی پرواز کے دوران نشانہ بنا کر 16 قیمتی جانوں کا نقصان اپنی جگہ ایک افسوسناک معاملہ ہے لیکن آج کل جو سب سے خطرناک خبر بھارتی ذرائع ابلاغ اور بعض ذمہ دار افراد کی طرف سے عام ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ کشمیر کی کنٹرول لائن کو پنجاب اور راجستھان کی بین الاقوامی سرحدوں کی طرح مستقل حیثیت دے کر سیل کر دیا جائے گا تاکہ بقول ان کے "پاکستان کی طرف سے غیر قانونی نقل و حرکت اور شدت پسندوں کی مداخلت کا سلسلہ بند ہو سکے۔"

"دراصل بھارت میں آج کل الیکشن ہو رہے ہیں۔ B.J.P کی نگران حکومت خود کو مضبوط اور محبِ وطن ثابت کر کے آئندہ اقتدار کا راستہ ہموار کر رہی ہے اس لئے آئے روز نئی نئی دھمکیوں اور شوشوں کا چھوڑنا ان کی مجبوری ہے۔ آج کل انڈیا کو تمام تر کوششوں کے باوجود مقبوضہ کشمیر میں سخت ترین عوامی ردعمل کا سامنا ہے۔ کشمیری عوام نے ہمیشہ کی طرح بھارتی الیکشن فراڈ کو مسترد کر دیا ہے۔ آل پارٹیز حریت کانفرنس کے راہنماؤں نے مسلح افواج کی موجودگی میں جس جرأتِ جواں مردی اور بے باکی سے ہر جگہ جا کر عوام الناس کو الیکشن میں حصہ نہ لینے پر آگاہ کیا ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ بھارتی حکام نے اس الیکشن کو حقِ خودارادیت کا متبادل قرار دیتے ہوئے عالمی رائے عامہ کو جس طرح گمراہ کر رکھا ہے اس کا بھانڈہ بھی بار بار پھوٹ چکا ہے۔ جہاں تک کشمیر کی کنٹرول لائن کا تعلق ہے بھارت کے پاس اسے مستقل حیثیت دینے یا بند کر دینے کا قطعاً کوئی جواز نہیں کیونکہ یہ بین الاقوامی سرحد

Marfat.com

نہیں بلکہ ایک متنازعہ ریاست کے درمیان عارضی حد بندی ہے جسے 13 اگست 1949ء اور 5 جنوری 1949ء کی سلامتی کونسل کی قراردادوں میں تسلیم کیا گیا ہے۔ اب بھارتی حکام اور فوج اگر جموں و کشمیر کی سرحد پر اپنی من مانی کارروائیاں کر رہے ہیں تو اعلانِ لاہور اور اعلانِ واشنگٹن پر دستخط کرنے والی پاکستانی قیادت کو سوچنا ہوگا۔ ایک بھارتی روزنامہ ''ہندو'' کی اطلاع کے مطابق جموں کی سرحد بند کرنے اور آلارم سسٹم نصب کرنے کا کام آئندہ چند مہینوں میں شروع ہونے والا ہے۔ اگر ایسا ہوا اور یہ سلسلہ وادی کی بقیہ سرحد تک بھی پھیل گا تو یہ بھارت کی طرف سے بین الاقوامی قانون کی سنگین خلاف ورزی بھی ہوگی اور اہلِ کشمیر کا سخت امتحان بھی لیکن بھارتی حکومت کو یہ کبھی نہیں بھولنا چاہئے کہ آزادی کے جذبوں کے سامنے سرحدوں کی باڑیں تو کیا آہنی دیواریں بھی نہیں ٹھہر سکتیں۔ اسے سری نگر' بارہ مولا' کپواڑہ' اور انت ناگ میں اپنے فوجی گماشتوں کی خیر منانی چاہئے جو نہتے کشمیری حریت پسندوں کے ہاتھوں حرام کی موت مر رہے ہیں۔ بھارت نے کشمیری سرحد پر دیواریں کھڑی کر بھی لیں تو اسے آسام' تری پورہ' ناگالینڈ' تامل ناڈو اور پنجاب میں علیحدگی پسند تحریکوں کے غضب سے کون بچائے گا۔ نام نہاد سیکولر بھارت میں مسلمان مظلوم اقلیت تھے ہی اب تو وہاں کے جنوبی ہندو عیسائیوں سمیت نچلی ذات کے ہندوؤں کو بھی اپنے انتقام کا نشانا بنا رہے ہیں۔ دنیا بیدار ہو چکی ہے اب اکھنڈ بھارت کا خواب پورا ہونے کی بجائے روس کی طرح اس کے بھی کئی ٹکڑے ہوں گے اور شہیدوں کا لہو رنگ لائے گا (اِنشاء اللہ)۔

(ستمبر ۹۹ء)

Marfat.com

قومی خود مختاری میں امریکی مداخلت۔۔۔ذمے دار کون؟

گذشتہ دنوں امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے ایک غیر معروف اہل کار نے برطانوی خبر رساں ایجنسی "رائٹر" کو ایک نام نہاد انٹرویو میں عجیب انداز سے پاکستان کی حزبِ اختلاف اور فوج کو وارننگ دی ہے اور برملا کہا ہے کہ "ہم ماورائے آئین طریقوں سے حکومت کو تبدیل کرنے کی کسی بھی کوشش کی سختی سے مخالفت کریں گے"۔ یہ بیان ایک ملک کی خود مختاری اور ساورینٹی میں کھلی مداخلت ہے اور لہجے سے یوں لگتا ہے جیسے ہم ابھی تک اسی نو آبادیاتی نظام کا حصہ ہیں جس سے 52 سال قبل ہم نے بظاہر آزادی حاصل کرلی تھی۔ اس میں شک نہیں کہ روس کے انہدام کے بعد امریکہ عالمی تھانیداری کے منصب پر براجمان ہے اور وہ تیسری دنیا کے معاملات میں براہِ راست مداخلت اپنا حق سمجھتا ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس قسم کے مضحکہ خیز بیانات پر ہماری حکومتوں کی طرف سے کیا ردِ عمل سامنے آتا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اس بیان کا سختی سے نوٹس لیا جاتا تاکہ آئندہ امریکی اہلکار سوچ سمجھ کر زبان استعمال کریں لیکن افسوسناک امر یہ ہے کہ ہمارے وزیر خارجہ نے اقوامِ متحدہ کی عمارت میں بیٹھ کر اعلان کیا کہ "امریکی بیان پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔" اسی طرح کا ردِ عمل پیپلز پارٹی کے مرکزی راہنماؤں کی طرف سے بھی سامنے آیا۔ ان بیانات کو ملا کر نتیجہ نکالا جائے تو صاف پتہ چلتا ہے کہ ہمارے ملک کے اکثر سیاستدان چاہے حزبِ اختلاف میں ہوں یا حزبِ اقتدار میں 'امریکہ کی خوشنودی ان کی قدرِ مشترک ہے۔ بد قسمتی سے پچھلے پچاس سالوں سے کم و بیش ہماری قیادت کا یہی غلامانہ چلن رہا ہے۔

جہاں تک اس مریکی بیان کا تعلق ہے یہ وزیر اعظم صاحب کے خصوصی ایلچی اور برادرِ عزیز میاں شہباز شریف کی "سفارت کاری" کا شاہکار اور "کامیاب ڈپلومیسی" کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہ دراصل ایک فرمائشی بیان ہے جسے انٹرویو کا نام دیا گیا اور اس کی مخاطب موجودہ

Marfat.com

فوجی قیادت ہے۔ قومی ذلت کا یہ کھیل دراصل ان نادان حکمرانوں کی طرف سے کھیلا جارہا ہے جو ہر قیمت پر اپنا اقتدار بچانا چاہتے ہیں۔ اسی ہوسِ اقتدار میں انہوں نے چند دن قبل واشنگٹن یاترا میں جیتی ہوئی جنگ ذلت آمیز شکست میں بدل دی اور شہیدائے کارگل سمیت 70 ہزار کشمیری مسلمانوں کے خون سے غداری کا ارتکاب کیا۔

یہ حقیقت ہے کہ ہر ملک کی طرح امریکہ کو بھی اپنے مفادات عزیز ہیں اور کسے معلوم نہیں کہ یہ امریکی مفادات اسلام اور پاکستان کے خلاف متحرک یہودی لابی کے معروف ''نیو ورلڈ آرڈر'' کا حصہ ہیں۔ امریکہ کے پالیسی ساز ادارے اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ پاکستان کی موجودہ حکومت سے بہتر تابع فرمان ٹیم شاید ہی کبھی میسر آسکے اس لیے CTBT سمیت قومی سلامتی' دینی تشخص اور قومی معیشت کی بربادی پر مبنی جتنے منصوبوں پر عملدرآمد کرانا ہے وہ اسی حکومت سے ممکن ہے۔ اس وقت ہماری نصف سے زائد حکومتی مشنری اپنے اپنے شعبوں کے ایجنڈے لے کر وائٹ ہاؤس کے دروازے پر کھڑی ہے لیکن امریکن خیرات دینے سے پہلے اپنے مطالبات منوانے میں ماہر ہیں۔ وزیر خزانہ سے لیکر وزیر خارجہ اور کئی دوسرے اعلیٰ عہدیدار اپنے معاونین کی فوج سمیت واشنگٹن اور نیویارک کے مہنگے ہوٹلوں میں پاکستانی سرمایہ اڑا رہے ہیں مگر خبریں یہی مل رہی ہیں کہ امریکی انتظامیہ قرضوں کی قسط سمیت دیگر گزارشات پر دلچسپی ظاہر نہیں کر رہی۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ ''گداگروں'' کے کردار اور انکی قومی حمیت سے وہ اچھی طرح واقف ہیں۔ اسی لئے تو گذشتہ سال ایک امریکی عہدیدار نے پاکستانی قوم کو تاریخ کی بدترین گالی دی تھی کہ ''پاکستانی پیسوں کے عوض اپنی ماں بھی بیچ دیتے ہیں'' اس بیان پر بعد میں انہوں نے اگرچہ معذرت کا تکلف بھی کیا تھا لیکن ہمارے نزدیک دینی غیرت' قومی حمیت اور مذہبی وفاداری ماں کی حرمت سے بھی زیادہ مقدس ہے اور اس پر سودا کرنا ماں کی عزت کے ساتھ کھیلنے سے بھی بڑا جرم ہے۔ تاریخ کی عدالت ثابت کر چکی ہے کہ ہمارے ہوس پرست حکمران اس جرم کا ارتکاب کئی بار کر چکے ہیں۔ اس لئے تو قانون توہینِ رسالت کی مذمت سے لیکر ہمارے

Marfat.com

باورچی خانوں میں استعمال ہونے والے آلو پیاز کی قیمت مقرر کرنے تک کا اختیار امریکہ بہادر نے اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔۔۔ میرے وطن کے غیور و جسور مصطفوی بھائیو! تحریک آزادیِ کشمیر کی طرح تحریکِ آزادیِ پاکستان بھی جاری ہے اور ملک و ملت پر مسلط ان غدار اور بے ضمیر لوگوں کے خاتمے تک یہ تحریک جاری رہے گی۔

(اکتوبر ۹۹ء)

Marfat.com

مسئلہ کشمیر پر عالمی ضمیر کی پہلی انگڑائی

گذشتہ کئی ماہ سے عالمی سطح پر تسلسل کے ساتھ رونما ہونے والے واقعات تحریکِ آزادی کو تقویت بخش رہے ہیں۔ایک وقت تھا جب بھارت کشمیر کو متنازع خطہ ماننے کیلئے تیار ہی نہیں تھا۔اس نے کم وبیش 45سال آزادی اور حقِ خودارادیت کے جذبات اسلحہ کے زور پر دبانے کی ناکام کوشش کی۔اس دوران الیکشن کا ڈرامہ رچایا جاتا رہا اور شیخ عبداللہ جیسے ضمیر فروش نام نہاد مسلمانوں کو اقتدار کا لالچ دے کر مسئلے کی نوعیت کو فراموش کیا جاتا رہا لیکن نظامِ ظلم وجبر پر لپٹی یہ امن کی چادر اب تار تار ہو چکی ہے۔اب بھارت دنیا کے سامنے کم از کم یہ جھوٹ بولنے کے قابل نہیں رہا کہ "کشمیر میں کئی بار الیکشن ہو چکے ہیں اور اہلِ کشمیر نے استصوابِ رائے کا اظہار بھارتی حکومت کے حق میں کر دیا ہے" تحریکِ آزادی میں حالیہ شدت بذاتِ خود بغاوت کا اتنا بڑا اعلان ہے کہ عالمی ضمیر کو بیدار ہو جانا چاہئے تھا لیکن عالمِ کفر کا نمائندہ الیکٹرونک میڈیا اور پالیسی ساز ادارے مجرمانہ خاموشی اختیار کرتے رہے۔اب حالیہ دو الیکشن بھارت کے گذشتہ 50 سالہ مؤقف کی موت ثابت ہوئے اور غیور کشمیری قوم نے سنگین ترین خطرات مول لیکر بھارتی حکومت کی عیاری پوری دنیا کے سامنے طشت ازبام کر دی ہے۔سری نگر اور کپواڑہ جیسے گنجان آباد علاقوں میں فوج کی نگرانی اور زبردستی کے باوجود لوگوں نے ووٹ کاسٹ کرنے کی بجائے حکومت کی مخالفت اور آزادی کے حق میں نعرے لگائے۔کشمیر کے انتخابی حلقوں میں کاسٹ ہونے والے ووٹ اتنے کم ہیں کہ خود بھارتی الیکشن کمیشن کا ضمیر جاگ اٹھا اور یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ پارلیمنٹ میں نمائندگی کیلئے قابلِ ذکر ووٹنگ کا قانون بنایا جائے۔

یہ حقیقت ہے کہ کشمیری قیادت اور عوام نے جس جرأت اور استقامت سے مقبوضہ کشمیر میں بھارتی الیکشن ڈرامہ فلاپ کیا ہے وہ باضمیر اقوام کے سامنے کسی بھی ریفرنڈم

Marfat.com

سے کم نہیں۔ تین سے پانچ فیصد رائے دہندگان کے علاوہ اگر 95 فیصد عوام نے بھارتی انتخابات کو مسترد کر دیا اور جان سے مار دینے کی دھمکیوں کے باوجود پولنگ سٹیشن کا رخ نہیں کیا تو اس کا صاف مطلب ہے کہ یہ لوگ کسی قیمت پر بھارت کا حصہ نہیں بننا چاہتے۔ عوام کا یہ غصہ اس قدر عروج پر پہنچ چکا ہے کہ اس الیکشن میں کھڑے ہونے والے امیدوار بھی ان کے غیض و غضب سے نہیں بچ سکے۔

اتفاق سے آج کل مشرقی تیمور کا مسئلہ بین الاقوامی میڈیا کا موضوع بنا ہوا ہے اور اس نے اہلِ کشمیر کے جائز مطالبے کو مزید اجاگر کر دیا ہے۔ دنیا کا ہر ذی شعور شخص امریکہ اور اقوامِ متحدہ سے سوال کر رہا ہے کہ اگر بوسنیا' کسووو' کویت اور مشرقی تیمور میں جارحیت کے خاتمے کیلئے عالمی ادارہ حرکت میں آسکتا ہے تو اسے کشمیر میں انسانی خون اور لوگوں کے جذبات کیوں نظر نہیں آتے جبکہ یہ مسئلہ آج سے پچاس سال پہلے UNO کے ایجنڈے پر موجود بھی ہے۔

ان حالات و واقعات کے ردِ عمل میں مثبت تبدیلی کے کچھ آثار ظاہر ہوئے ہیں۔ ابھی حال ہی میں امریکی ارکانِ سینٹ نے امریکی صدر کے نام لکھی گئی ایک ایسی قرار داد کی حمایت کی ہے جس میں مشرقی تیمور کی طرز پر کشمیر کے لئے بھی اقوامِ متحدہ کے ایک نمائندہ کے تقرر کی سفارش کی گئی ہے۔ اس قرار داد پر امریکی سینٹ کی فارن ریلیشنز کمیٹی کے چیئرمین سمیت 16 سینیٹرز اور امریکی ایوانِ نمائندگان کے 42 اراکین کے دستخط ہیں۔ علاوہ ازیں دس ہزار امریکی شہریوں کی طرف سے عرضداشت بھی صدر کو پیش کر دی گئی ہے جس میں مسئلہ کشمیر کے منصفانہ اور پر امن حل پر زور دیا گیا ہے۔ امریکی ایوانِ اقتدار میں یہ مثبت پیش رفت یقیناً عالمی سیاست کے دیرینہ مؤقف میں واضح تبدیلی کی علامت ہے۔ اسے ایک طرف پاکستانی موقف کی بڑی کامیابی سے تعبیر کیا جا رہا ہے اور دوسری طرف بھارتی دانشور اسے "مہابھارت" کیلئے سنگین خطرہ قرار دے چکے ہیں۔ امریکہ اس وقت بلاشبہ دنیا کی واحد سپر پاور ہے اور تیسری دنیا کے سیاسی اور معاشی معاملات میں اس

Marfat.com

کی دلچسپی اب کوئی راز نہیں رہی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ امریکہ نے ہمیشہ نازک صورتحال میں پاکستان کے مقابلے میں بھارت کا ساتھ دیا ہے جس کی تازہ مثال معرکۂ کارگل میں دیکھی جاسکتی ہے' تاہم اسے بھی حالات کی سنگینی نے شاید یہ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ غیور قوموں کے جذبات کی راہ میں زیادہ دیر روڑے نہیں اٹکائے جاسکتے۔ اللہ کرے عالمی ضمیر کی یہ بیداری کسی مثبت نتیجہ پر پہنچ سکے اور اگلی صدی شروع ہونے سے پہلے اس صدی کا یہ سنگین ترین مسئلہ حل ہو جائے ورنہ جنوب مشرقی ایشیاء کے اس فلیش پوائنٹ سے کسی بھی وقت ایٹمی جنگ کا طوفان اٹھ سکتا ہے۔

(اکتوبر ۹۹ء)

Marfat.com

پاک فوج زندہ باد...... لیکن اصل امتحان تو اب ہے

12 اکتوبر 99ء کی شام کو پاکستان کی تاریخ میں رونما ہونے والی غیر معمولی تبدیلی اگرچہ اچانک تھی لیکن ایسے لوگوں کیلئے غیر متوقع ہرگز نہیں تھی جو حکومت اور فوج کی اندورنی کہانی سے باخبر تھے۔ وطن عزیز میں اقتدار سنبھالنے والے فوجی اور سیاسی حکمران مجموعی طور پر اگرچہ اقتدار کے معاملے میں ایک ہی نفسیات کے حامل رہے ہیں اور ان کی ساری توجہ کرسی کی مضبوطی پر مرکوز رہی ہے لیکن سابق حکمرانوں کی مطلق العنانیت سے سیدھی فرعونیت ٹپکنے لگی تھی۔ "بھاری مینڈیٹ" کا نشہ انہیں کسی کروٹ چین نہیں لینے دے رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ اس ملک کی غریب عوام سے کوئی انتقام لینے کیلئے اقتدار میں آئے ہیں۔ ملک کا سب سے بڑا اور حساس قومی ادارہ پارلیمنٹ سب سے پہلے ان کی ہوسِ اقتدار کی بھینٹ چڑھا۔ اپنی مرضی سے آئین میں تبدیلیاں کرنے کے بعد جب وہ اس ادارے کی فعالیت و مؤثریت کو ختم کر چکے تو ان کا اگلا ہدف عدلیہ جیسا مقدس ادارہ تھا۔ قومی تاریخ میں پہلی مرتبہ اس "شریف حکومت" کو یہ اعزاز ملا کہ اس کے سیاسی غنڈوں نے (جن میں اسمبلی ممبران بھی موجود تھے) سپریم کورٹ پر دن دھاڑے حملہ کیا۔ صدر اور چیف جسٹس کو بے آبرو کر کے گھر بھیجنے کے بعد ان کے حوصلے بلند ہو چکے تھے چنانچہ انہوں نے اگلا ہاتھ پاک فوج کی قیادت پر صاف کیا۔ سابق آرمی چیف جنرل جہانگیر کرامت پر دباؤ ڈال کر استعفیٰ لکھوایا تو انہوں نے سمجھ لیا کہ اب یہ ادارہ بھی زیرِ دام آگیا ہے۔ قومی اداروں کی فتوحات اور ان میں وسیع پیمانے پر خورد برد جاری رہی۔ ادھر غیر ملکی آقاؤں نے موقع غنیمت جان کر اپنا الو سیدھا کرنے کی تیاریاں بھی شروع کر دیں۔ C-W-C پر دستخط کرنے کے بعد C-T-B-T پر دستخط کرنے کی تیاری آخری مراحل میں پہنچ گئی۔ دوسری طرف تمام صنعتی ادارے چوپٹ ہو گئے' تاجر برادری کا شیرا انہیں نگلنے لگ گیا' ملک میں موجود تمام بنکوں کے

Marfat.com

ذریعے حکومت نے لوگوں کی جیبوں سے ان کے خون پسینے کی کمائی اکٹھی کرلی اور رہی سہی پونجی پر ہاتھ صاف کرنے کیلئے "میرا گھر" سکیم کا آغاز ہو گیا۔ لوگوں کے مسائل اسقدر بڑھ گئے کہ وہ خودکشیاں اور خودسوزیاں کرنے لگے۔

پاکستانی قوم بالعموم نادان واقع ہوئی ہے۔ وہ ابھی تک بھی "شریف" حکمرانوں کو ہی اپنا ہیرو سمجھتی رہی ' اسے اپوزیشن پارٹیاں ' کبھی عوامی اتحاد اور کبھی جی ڈی اے کی شکل میں احتجاج کیلئے پکارتی رہیں لیکن اس نے تب بھی حسبِ معمول صبر سے کام لیا۔ یہ تو بھلا ہو کرگل پر قبضہ کرنے والے مجاہدین اور پاک فوج کے جوانوں کا جنہوں نے اس بے مثال معرکے میں اپنی جانیں قربان کر کے حکمرانوں کی غداری کا پردہ چاک کر دیا۔ سابق وزیراعظم اسلامی تاریخ کا وہ بڑا مجرم ہے جس نے امریکہ جا کر لاکھوں کشمیری شہداء کے خون سمیت پاک فوج کا خون بھی ہندو کی دوستی کی بھینٹ چڑھایا۔ یہ دن تھا جب پاک فوج کی غیور قیادت نے بہت بڑے خطرے کو بھانپتے ہوئے حکمرانوں پر کڑی نظر رکھنی شروع کر دی اور پھر عوام الناس سمیت قومی رہنماؤں کی تمناؤں کے عین مطابق 12 اکتوبر کو اس ملت فروش حکومت کا عبرتناک انجام دیکھنے میں آیا۔ ان کی باطنی خباثت اور حد سے بڑھی ہوئی ہوسِ اقتدار پر وہی ایک گواہی کافی ہے جو انہوں نے آرمی چیف کے طیارے کو فضاء میں "اڑانے" کی خواہشِ ناتمام کے ساتھ تاریخ میں ثبت کر دی۔

ہم پاک فوج کے جوانوں ' اس کی قیادت اور آرمی چیف جنرل پرویز مشرف کی جرأت و استقامت پر سلام پیش کرتے ہیں اور انہیں مبارکباد دیتے ہیں کہ ان کی بروقت اور پرامن کاروائی نے فوج جیسے واحد مضبوط ادارے کو ٹوٹنے سے بچا کر دراصل وطن عزیز کو بچا لیا۔ اب ہم ان سے بجاطور پر پوری قوم کی طرح یہ امید رکھتے ہیں کہ ان غدار ننگِ دین و وطن اور لٹیرے حکمرانوں کو عبرتناک انجام تک پہنچانے میں تاخیر نہ کریں ' قومی دولت لوٹنے والوں کا کڑا احتساب کریں ' قوم کی رگوں سے کرپشن کا کینسر ختم کریں اور غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کے اس دیس میں اسلامی اقدار کو پنپنے میں مدد دیں۔ یہ قوم معاشی بدحالی میں تو زندہ رہ

Marfat.com

سکتی ہے اور اسے برداشت بھی کر رہی ہے لیکن موجودہ فوجی قیادت کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ فاقہ کش لوگ دینِ مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ کسی قسم کی سودے بازی کو برداشت نہیں کریں گے۔ یہاں کسی مغرب نواز قیادت کا سکہ نہیں چلنے دیا جائیگا۔ یہ اسلامی نظریاتی مملکت ہے اور اس کی بنیادیں اسلام کے نام پر قربان ہونے والوں کے خون پر کھڑی ہیں۔ اس خون کے ساتھ غداری کرنے والا کوئی بھی ہو اس کا انجام اس سے پہلے بھی بہت برا ہوا ہے اور آئندہ بھی ہوگا۔ پوری احتیاط ' دیانتداری اور خلوص سے تباہ حال ملک وملت کی تعمیر وقت کا تقاضا ہے۔ ایسا ہو گیا تو موجودہ قیادت تاریخ میں امر ہو جائے گی ورنہ دوسروں کا انجام تو ان کے سامنے ہے ہی۔ اس لیے پاک فوج کا اصل امتحان اب شروع ہوا ہے کیونکہ اب اس نے بیرونی دشمنوں کے ساتھ ساتھ اندرونی دشمنوں کی جڑیں بھی کاٹنی ہیں۔

(نومبر ۹۹ء)

Marfat.com

چیچنیا کی دوبارہ تباہی کے ذمہ دار

افغانستان کے پہاڑوں سے ٹکرا کر تباہ و برباد ہونے والا روسی سامراج اپنی بقاء کی جنگ لڑتے ہوئے ایک بار پھر چیچن مجاہدین کے ساتھ نبرد آزما ہے۔ تین سال قبل طویل جدوجہد اوران گنت جانی قربانیوں کے بعد دنیا کے نقشے پر چیچنیا کی چھوٹی سی اسلامی ریاست ابھری تھی۔ امام شامل ؒ کے پیروکاروں نے یہاں اسلاف کے جذبہ جہاد اور جرأت واستقامت سے لیس ہو کر اسلامی عظمت و شوکت کی داستانیں دھراتے ہوئے عالم کفر کو حیران کر دیا تھا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ روسی سامراج کے شدید ترین غضب کا نشانہ بننے والی اس نو مولود اسلامی ریاست کو عالم اسلام کی سرپرستی حاصل ہوتی تاکہ وہ اپنے آئینی، تعلیمی، معاشی اور سیاسی ادارے مضبوط کر کے خطے کے دوسرے مسلم اکثریتی علاقوں کیلئے اچھی مثال بن سکتی لیکن بدقسمتی سے ایسا نہ ہو سکا۔ اس کے دو اسباب بڑے واضح ہیں۔ ایک یہ کہ چیچنیا زبردست جہادی قوت کے نتیجے میں آزاد ہونے والی خالص اسلامی ریاست تھی اور روس کسی صورت میں استحکام کے بعد اسے خطے کیلئے اسلامی افغانستان کی طرح ''مستقل خطرہ'' بننے کی اجازت نہیں دے سکتا تھا۔ سو اس نے ایسے حالات پیدا کر لئے کہ تین سال پہلے کی ذلت آمیز شکست کا بدلہ لے کر علاقے کی دوسری مسلمان ریاستوں پر اپنا رعب بحال کر سکے۔

چیچنیا کی حالیہ تباہی کا دوسرا اور بڑا سبب روسی حکام کے بقول وہ شدت پسند لوگ ہیں جنہوں نے چیچنیا کے علاقوں میں اپنے اڈے قائم کر لئے ہیں اور وہاں سے وہ روس کی دوسری ریاستوں بالخصوص داغستان وغیرہ میں جا کر کاروائیاں کرتے ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ روس چیچن مجاہدین کو شدت پسند یا دہشت گرد کہتا ہے' دیکھنا یہ ہے کہ کیا واقعی کوئی ایسا مذہبی طبقہ مجاہدین کی صفوں میں گھس گیا ہے جن کی غیر حکیمانہ انتہاء پسند کاروائیوں نے پوری دنیا کی طرح یہاں بھی روس کو بے گناہ مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑنے کا موقع فراہم

Marfat.com

کیا۔ جہاد بالسیف کی فرضیت واہمیت اپنی جگہ مسلم ہے لیکن ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ اس وقت مصر اور الجزائز میں ہونے والی خانہ جنگی سے لیکر امریکہ یورپ اور روس کے دارالحکومت ماسکو تک کے واقعات کی تحقیقات نے جس مخصوص طبقے کی نشاندہی کی ہے یہ وہ انتہاء پسند مذہبی گروہ ہے جو اپنے مخصوص نظریات اور عزائم کی تکمیل کیلئے کلمہ گو مسلمانوں کا خون بھی بے دریغ بہانے سے گریز نہیں کرتا۔ باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ "خالص توحید" کی دعوت کو اسلحہ کے زور پر پھیلانے کیلئے یہ لوگ داغستان اور دوسرے علاقوں میں نقشبندی سلسلۂ طریقت سے وابستہ لوگوں کو بھی غیر مسلموں کی طرح قابلِ گردن زدنی سمجھتے رہے ہیں۔ واضح رہے کہ تاشقند، بخارا اور سمرقند جیسے مردم خیز تاریخی خطوں کے ارد گرد پھیلی ہوئی ان مسلمان ریاستوں میں صدیوں سے آئمہ محدثین اور اولیاء اللہؒ بالخصوص شاہ نقشبندؒ کے فیوضات بکھرے پڑے ہیں اور سو فیصد مسلمان یہاں مسلکاً حنفی اور مشرباً نقشبندی ہیں۔ گذشتہ پون صدی کے تاریخی شواہد تسلسل کے ساتھ یہی بتا رہے ہیں کہ یہ مخصوص انتہاء پسند طبقہ بد قسمتی سے صوفیاء کرام اور ان کی تعلیمات کا سخت ترین مخالف ہے۔ روسی حکام کے مطابق اگر چیچنیا پر حملے کا دوسرا سبب واقعی درست ہے تو کیا ہم ان انتہا پسند "مجاہدین" کی غیر ملکی قیادت سے پوچھ سکتے ہیں کہ آپ کی کاروائیوں کے ردِ عمل میں ہونے والے روسی حملوں میں لاکھوں بے گھر ہونے والے اور ہزاروں کی تعداد میں موت کے گھاٹ اتار دیئے جانے والے مسلمانوں کی ہلاکت کے ساتھ ساتھ ایک اسلامی ریاست کی بربادی سے دین کی کونسی خدمت ہوئی ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ اس وقت عالم کفر متحد ہو کر عالمِ اسلام کے خلاف کھڑا ہو گیا ہے۔ اس کے پاس بستیاں برباد کرنے کیلئے آتشیں اسلحہ بھی وافر ہے اور پروپیگنڈہ کرنے کیلئے میڈیا کی بے پناہ طاقت بھی۔ ہمیشہ کی طرح جاری اس تصادم میں کفر کے ساتھ مقابلہ حکمت، بصیرت اور تدبر کے ساتھ ممکن ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دندناتے ہوئے کفر کو طاقت کی زبان میں ہی روکا جا سکتا ہے اور جہادی تنظیمیں اسی محاذ پر سرگرمِ عمل ہیں لیکن غیر

Marfat.com

پلمہ ار عسکری زبان سے پہلے مثالی کردار اور رواداری کا مؤثر ہتھیار استعمال کرنا اسوۂ رسول ﷺ سمیت تاریخ اسلام کا مثالی وصف رہا ہے۔اس موقع پر بے حس عالمِ اسلام اور OIC جیسی نام نہاد اسلامی ممالک کی تنظیم کے منہ پر اس سے بڑا طمانچہ کیا ہوگا کہ چیچنیا کے صدر ارسلان مسخادوف نے اسلامی دنیا کی طرف سے طویل انتظار کے بعد مدد کیلئے پوپ جان پال کو درخواست کی ہے۔ عیسائی قیادت کو مسلمان چیچن صدر کی یہ اپیل' تاریخ کی عدالت میں امتِ مسلمہ کی بے حسی اور بزدلی پر بہت بڑی شہادت ہے۔

(نومبر ۹۹ء)

Marfat.com

Marfat.com

سال2000ء

Marfat.com

Marfat.com

ہر عہد ہر صدی میں نمایاں مرے حضورﷺ

یکم جنوری...... ۲۰۰۰ء...... اگر اکیسویں صدی کا پہلا دن نہ بھی ہو تو یہ تیسری ہزار سالہ دھائی اور نئے سال کا آغاز تو ہے ہی...... اس پوری صدی میں پھیلے ہوئے انسانی تضادات کی ایک جھلک یہ بھی ہے کہ ابھی تک نئی صدی کے آغاز کا صحیح تعین ہی نہیں ہو سکا۔ بہر حال یہ بات طے ہے کہ ہم اب نئی صدی کے ساتھ ساتھ الف ثالث کی دھلیز پر قدم رکھ چکے ہیں۔...... وقت۔۔۔ ایک تیز دھاری تلوار ہے جس کی کاٹ سے زندگی سمیت کائنات کی کوئی چیز محفوظ نہیں رہی...... لمحات کی مقروض انسانی زندگی کے گھنٹے دنوں میں' دن ہفتوں میں' ہفتے مہینوں میں اور مہینے سالوں میں ڈھل کر ہم سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ وقت کا یہ بے رحم کارواں نہ کبھی کسی کے لئے رکا ہے اور نہ رکے گا...... قوموں کی زندگی صدیوں پر محیط ہوتی ہے اس لئے انفرادی زندگی کی نسبت قومی زندگی میں...... ایک صدی کی رخصتی اور دوسری صدی کا استقبال...... بلاشبہ غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔...... اس میں بھی شک نہیں کہ اسلامی کیلنڈر میں نئے سال کا آغاز یکم محرم سے ہوتا ہے اور اس وقت اسلامی سن ہجری کی دوسری دھائی کا وسط یعنی پندرھویں صدی شروع ہے...... اس حوالے سے بعض لوگ یہ سوال بھی کرتے ہیں کہ ہم قومی اور انفرادی زندگی میں عیسوی سن کو ہجری سن کے مقابلے میں زیادہ اہمیت کیوں دیتے ہیں؟ ابھی چند سال قبل اسلامی سن ہجری کی پندرھویں صدی شروع ہوئی تھی اس وقت تو کسی طرف سے کوئی شور' کوئی ہنگامہ' رنگارنگ تقاریب اور خصوصی اشاعتوں کا کوئی سلسلہ کیوں شروع نہیں کیا گیا؟...... اس سوال کا جواب اپنی جگہ تشنہ طلب موضوع ہے' لیکن سردست ہم یہ سمجھتے ہیں کہ سن عیسوی ہو یا ہجری دونوں کی نسبت اللہ تعالیٰ کے دو برگزیدہ ہستیوں کے ساتھ ہے اس لئے ہم جس طرح حضور علیہ السلام پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی عقیدت و محبت رکھتے ہیں اسی طرح

Marfat.com

عیسویں سن کو بھی خلاف اسلام نہیں سمجھتے ...... مسئلہ عیسوی یا ہجری کا نہیں بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ انسان گذرے ہوئے وقت سے کتنا سبق سیکھتا ہے اور آئندہ کے لئے کتنی کامیاب منصوبہ بندی کرتا ہے۔

بیسویں صدی ...... انسانی تاریخ کی ایک ناقابل فراموش صدی ہے کیونکہ یہ معلوم تاریخ انسانی کا سب سے پر آشوب ہنگامہ خیز اور نئی نئی ایجادات کا زمانہ ہے ...... اس میں انسان کے ہزاروں سالہ عقل و شعور کے بتدریج سفر نے ایک دم انگڑائی لی اور وہ اپنے علم کے ذریعے زمین سے اٹھ کر فضاؤں کو چیرتا ہوا دوسرے سیار گان فلکی پر جا اترا۔ زمان و مکان کے فاصلے اتنے سمٹے کہ ہزاروں میل دور بیٹھا انسان لمحوں میں ایک دوسرے کو سنتا ہے اور دیکھتا ہے ...... ہوائی جہاز سے لیکر ریڈیو' ٹی وی' سیٹلائٹ' اور کمپیوٹر جیسی حیران کن ایجادات بھی اسی صدی کے افق سے پھوٹی ہیں۔ انسان نے کہکشاؤں کی بلندیوں سے سمندروں کی گہرائیوں تک حقائق کائنات میں جھانکا ...... طبعی سائنس نے جہاں بہت سی بیماریوں کا علاج دریافت کیا وہاں انسان بے شمار لا علاج بیماریوں سے ہمکنار بھی ہوا۔

اس صدی نے جہاں انسان کے دامن کو قابل فخر دریافتوں سے بھر اوہاں انسان کو تباہی اور بربادی کا سامان بھی فراہم کیا۔ کلاشنکوف سے لیکر اٹیم بم اور لڑاکا جنگی طیاروں سے لیکر تباہ کن میزائلوں تک' تخریب کا سامان۔ اس صدی میں انسان نے جہاں تہذیب' ثقافت علم و ہنر' مدنیت اور نہ جانے ترقی کے کیا کیا زینے طے کئے وہاں جہالت' ظلم' بربریت اور سرکشی کے سابقہ ریکارڈ بھی توڑ دیئے۔ اس اعتبار سے اس صدی کو تضاد اور منافقت کا عہد بھی کہہ سکتے ہیں کہ اس دوران اقوام متحدہ وجود میں آئی جس میں انسانی حقوق کے لئے قانون بھی تشکیل دیئے گے لیکن انسانوں کو انسانوں کے ہاتھوں غلام بنانے کا سلسلہ بھی نو آبادیاتی نظام کی صورت میں جاری رہا' برطانیہ' فرانس' جرمنی' روس اور امریکہ اسی صدی کے آغاز میں ابھرے اور باری باری وسعت اختیار کرتے اور پھر سمٹتے رہے اب میدان میں امریکہ بہادر اکیلا ہے جو اپنے عروج کا شاہد آخری زمانہ دیکھ رہا ہے۔

Marfat.com

جہاں تک بیسویں صدی میں امت مسلمہ کا تعلق ہے' اس کے لئے مجموعی طور پر تو اس صدی کا نصف اول بہت اہم رہا' کیونکہ بیشتر اسلامی ممالک اسی عرصہ میں استعمار سے آزاد ہوئے۔ اسے عالمی استعماری طاقتوں نے جھٹکے بھی خوب دیئے اور یہ زخم کھا کھا کر سنبھلتی بھی رہی۔ اسی دوران اکثر اسلامی ممالک میں آزادی کی تحریکیں شروع ہوئیں' الجزائر اور لیبیا سے لیکر انڈونیشیا اور ہندوستان تک جہاد کے میدان لگے جہاں مجاہدین اسلام نے اسلاف کی یادیں تازیں کیں۔ لیکن نصف آخر مسلمان حکمرانوں کی اقتدار پرستی' منافقت اور کفر نوازی کے دردناک المیوں سے اٹا پڑا ہے۔ فلسطین اور کشمیر کے مسلمان آزادی کے لئے ابھی تک اپنے اپنے ملکوں میں لہو کا خراج دے رہے ہیں۔ انسانی خون بھی سب سے زیادہ اسی صدی کے دامن صد چاک پر بکھیرا نظر آتا ہے۔ جنگ عظیم اول سے لیکر ہیروشیما کی تباھیاں انہی ہاتھوں سے ہوئیں جنہوں نے انسانی حقوق کے منشور ترتیب دیئے تھے...... اور یورپ کے وسط میں تو اس صدی کا آخر معصوم مسلمانوں کے خون سے بری طرح لتھڑا رہا۔ بوسنیا اور کسووَ کی سرزمین میں صلیبی جنگوں کا تسلسل قائم رہا۔ سرخ روسی سامراج نے وسطی ایشیائی مسلمان ریاستوں پر خونیں پنجے گاڑھے لیکن یون صدی گذرنے کے بعد انسان ساختہ نظام کی دھجیاں اڑ گئیں اور سرخ سامراج سخت جان افغانیوں کے عزم سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گیا...... ہاں مگر چیچنیا کے نہتے مجاہدین اب بھی بقیہ روس سے اسلام کے دفاع کی جنگ میں مصروف ہیں اور اکیسویں صدی میں داخل ہونے والی ملت اسلامیہ کے کسی ملک نے کھل کر ان کی حمایت نہیں کی۔

اسی صدی کے دامن میں ملت اسلامیہ کے خلاف اسرائیل جیسے طاقتور ناسور بھی نظر آرہے ہیں اور امریکی نیو ورلڈ آرڈر کی گونج بھی سنائی دے رہی ہے۔ گراں خواب چینیوں نے بھی اسی صدی میں انگڑائی لی اور اب دنیا کی دوسری بڑی اور منظم طاقت کر سامنے آرہے ہیں۔ اسی عرصہ میں انسان نے صنعتی ترقی کے عروج کو پایا اور پھر اوزون کی تہہ کو اپنی آلودگیوں سے نقصان پہچا کر نظام فطرت کو چیلنج کر دیا۔ الغرض گذشتہ صدی کے دامن میں

Marfat.com

بیک وقت تعمیر و تخریب' خوشی' غمی' انسو اور قہقہے' بلندی اور پستی' روشنی اور تاریکی انسانیت اور درندگی...... دونوں نے اپنی انتہاؤں کو چھوا...... ذات اور کائنات کی گہرائیوں میں اتر کر سر بستہ رازوں کے افشاء کا یہ انسانی سفر ابھی جاری ہے۔ انسان نہ جانے ابھی کون کون سے عالم دریافت کرتا ہے لیکن ہمارے لئے جو چیز لائق مسرت' باعث فخر اور قابل توجہ ہے وہ یہ کہ ...... ہر تبدیلی' ہر انقلاب اور ہر بلندی پر پہنچ کر انسان نے اسلام کی حقانیت کو برملا تسلیم کیا ہے۔ بس یہی وہ نقطہ ہے جس پر آپ کی توجہ مرکوز کرتے ہوئے بات ختم کروں گا۔ جتنی صدیاں بیت جائیں انسان جتنی ترقی کر لے' علم جس قدر رسوخ اور عروج کو چھو لے۔ اور زمانہ جتنا آگے چلا جائے...... اسے دہلیز مصطفیٰ ﷺ پر جھکے بغیر اعتبار اور تصدیق کی سند نہیں مل سکتی۔

(جنوری ۲۰۰۰ء' نئی ہزاری کے آغاز پر خصوصی اشاعت)

Marfat.com

اک ولولۂ تازہ دیا جس نے دلوں کو

تاریخ قوموں کا حافظہ ہوتی ہے اور شخصیات اس حافظے کی قوت و توانائی۔ جس قوم کے پاس اچھے کارنامے تخلیق کرنے والے افراد موجود ہوں اس کی قومی تاریخ کے صفحات بھی تابناک ہوتے ہیں۔ شخصیات کے جن کارناموں سے تاریخ بنتی ہے ضروری نہیں کہ وہ عسکری اور سیاسی محاذ پر سرانجام دیئے گئے ہوں۔ اسلامی تاریخ کے بہت سے ہیرو ایسے ہیں جو نہ حکومت کے تخت کے قریب دھمکے اور نہ تلوار اٹھا کر ایک مرتبہ بھی میدان جنگ میں اترے' نہ یادگار قلعے تعمیر کروائے اور نہ لمبی چوڑی عمارتیں کھڑی کیں۔ بس ایک بوریے پر بیٹھے رہے اور خود کو جہان علم و فکر کی آبیاری پر کاربند رکھا۔ قلم اور زبان سے جہاد جاری رہا۔ پروقار اور مضبوط کردار کا ثبوت دیا۔

آج دنیا سپہ سالاروں اور حکمرانوں کو بھول چکی ہے لیکن علمی محاذ پر داد شجاعت پانے والے فرزندان اسلام ابھی زندہ ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ' امام شافعیؒ' امام احمد بن حنبلؒ' امام مالکؒ' امام غزالیؒ' محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ' علامہ ابن خلدونؒ' مجدد الف ثانیؒ اور حضرت شاہ ولی اللہؒ کو کون نہیں جانتا۔ اسلامی تاریخ پر جتنے ان بوریا نشین آئمہ کے احسانات اور اثرات ہیں کسی اور کے نہیں۔ میدان جنگ میں جہاد بالسیف کی اپنی اہمیت ہے اور فیصلہ کن تبدیلیوں کے لئے سیاسی سطح پر قیادت و سیادت کی ناگزیریت بھی اپنی جگہ مسلم ہے لیکن جنگ اور سیاست کے محاذوں پر رونما ہونے والے تغیرات کو دوام اور استقلال ہمیشہ علم و فکر کی موثر قوت سے نصیب ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ۱۴ سو سالہ تاریخ اسلام میں اگرچہ وقفوں وقفوں کے بعد سیاسی زوال آتے رہے لیکن علمی و فکری کاوشوں میں چونکہ ربط اور تسلسل قائم رہا اس لئے وہ زوال پھر عروج میں بدل جاتا رہا۔ مستشرقین اور غیر مسلم مورخین نے اس حقیقت کا برملا اظہار کیا ہے کہ "سیاسی اسلام کو جب بھی زوال آیا روحانی اسلام نے آگے بڑھ کر اس کو

Marfat.com

فوری سہارا دے دیا۔"

مدعا یہ کہ علمی فکری کاوشیں ہر عہد میں جاری رہیں اجتہادی کاوشوں سے ہر مسئلے کا نہ صرف حل تلاش کیا جاتا رہا بلکہ ہر چیلنج کا بروقت تدارک بھی ہوتا رہا۔ اجتہاد اسلام کی وہ قوت محرکہ ہے جس کے بل بوتے پر اسلامی تعلیمات ہر عہد کے متغیر احوال میں انسانیت کی درست سمت میں راہنمائی کرتی رہی ہیں اور قیامت تک کرتی رہیں گی۔ جس طرح جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت اور سماجی و مذہبی اقدار کے تحفظ کیلئے جہاد فرض ہے اور مد مقابل دشمن سے مقابلہ کیلئے ہر ممکن تیاری کا حکم ہے اسی طرح اسلام کی فکری و نظریاتی سرحدیں بھی ہمہ وقت باطل کے مسلسل حملوں کی زد میں ہیں اور اس محاذ پر بھی جہاد کیلئے مکمل استعداد کی ہر وقت ضرورت رہی ہے۔ فرق یہ ہے کہ عسکری حملوں کے مقابلے میں جہاد ہر مرد و زن' پیر و جواں پر فرض بھی ہے اور ان کیلئے ممکن بھی۔ مگر نظریاتی حملوں کا تدارک ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں اس لئے ہر شخص پر فرض بھی نہیں۔ اس جہاد میں تو علم و فکر سے لیس اللہ تعالیٰ کے منتخب بندے ہی کام آتے ہیں جو معروضی حالات میں ممکنہ تدابیر سے کام لے کر باطل کے سامنے بند باندھ سکیں۔ ہمارے عہد میں پیش آنے والے اکثر مسائل کا تعلق ہمارے ترقی یافتہ سائنسی دور سے ہے۔ گذشتہ صدی کی حیران کن سائنسی ترقی نے انسان کو اس کے وہم و گمان سے بھی بالا ٹیکنالوجیکل ماحول میں لا کھڑا کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس دور میں سر اٹھانے والے فتنے بھی اسی نوعیت کے ہیں' اس لئے ان جدید مسائل کا حل اور ان فتنوں کا تدارک بھی صاف ظاہر ہے اسی عہد کی فنی اور تکنیکی زبان میں ممکن ہے۔ خالق کون و مکان کی حکمت لایزال کا کرشمہ ہے کہ اس نے ہر دور کی طرح آج بھی اپنے دین کی حفاظت کیلئے ہر دو محاذوں پر ممکنہ صلاحیت کے ساتھ اپنے خاص بندوں کو متعین فرمایا ہوا ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری...... ایسے ہی منتخب مجاہدین اسلام میں سے ایک ہیں جو عصر حاضر کے علمی فکری اور روحانی و مذہبی محاذ پر دشمنان دین سے اس کی زبان میں مصروف جہاد ہیں۔ آپ کی کثیر الجہات خدمات کا دائرہ کافی وسیع ہے۔ ایک طرف عبادات و

Marfat.com

معاملات سے لیکر عقائد و نظریات تک فرقہ پرستانہ ماحول میں معتدل' معیاری تربیت اور مثبت رہنمائی کا فریضہ نبھارہے ہیں اور دوسری طرف زوال آشنا امت مسلمہ کی نشاۃ ثانیہ کیلئے مختلف جہتوں پر مصروف جہاد ہیں۔ عہد جدید میں قوت واقتدار کے بدلتے ہوئے معیاروں کو سامنے رکھتے ہوئے اسلام کے سیاسی' معاشی' ثقافتی اور سماجی نظامہائے زندگی کی ترتیب و تشکیل کے ساتھ ساتھ ان کی عملی افادیت کے اظہار کیلئے وہ ایک صالح اسلامی معاشرے کے قیام کی خاطر مصروف جدوجہد ہیں۔ صاف ظاہر ہے یہ کوئی آسان راستہ نہیں اور نہ منزل اتنی قریب ہے۔ بلکہ یہ عزیمت کا وہ راستہ ہے جو خون کے دریاؤں اور آگ کے کہساروں سے ہوکر گزرتا ہے۔

وہ عالمی استعمار کی اسلام دشمن روش کو بھانپتے ہوئے پوری حکمت وبصیرت کے ساتھ حق کا چراغ لیکر نہ صرف خود آگے بڑھ رہے ہیں بلکہ ایک قافلہ عشق وانقلاب کی قیادت بھی کر رہے ہیں۔ انہوں نے تشکیک اضطراب کے اس دور پر فتن میں لاکھوں قلوب واذہاں کو ایمان اور یقین کی دولت لازوال سے سرفراز کیا ہے۔ لاہور سے تا خاک یورپ وامریکہ اسلامیان عالم کو انہوں نے ایک ولولہ تازہ دیا ہے۔ مغربی تہذیب کی چکاچوند میں لت پت نوجوانوں کو سوئے حرم چلنے کی خو عطا کی ہے۔ ان کی زبان و قلم نے اسلامی نظام علم و عمل کے وہ چراغ روشن کر دیئے ہیں جو آئندہ صدیوں میں بھی تاریک راستوں پر روشنی بکھیرتے رہیں گے۔ الغرض انہوں نے ہر طبقہ حیات کو پیغام نو دیا ہے۔ انہی ہمہ جہت خدمات نے آپ کو بیسویں صدی کی غیر معمولی شخصیت کا اعزاز عطا کیا جس کا اعتراف عالمی تحقیقاتی اداروں نے خود کیا ہے۔ گذشتہ شمارے میں ہم نے بیسویں صدی کا ایک مطالعہ پیش کیا تھا جس میں قائد محترم کی عہد ساز خدمات کا تذکرہ نہیں ہو سکا تھا' اس لئے اسی مناسبت سے آپ کی خدمات کا یہ ایک تعارفی خاکہ پیش کیا جارہا ہے تاہم آئندہ سال قائد محترم کی پچاسویں سالگرہ پر انشاء اللہ العزیز ایک ضخیم نمبر کی تیاریاں بھی شروع کر دی گئی ہیں۔

(فروری' مارچ' ۲۰۰۰ء)

Marfat.com

خطے میں نئی امریکی حکمت عملی اور ہماری قومی ذمہ داریاں

گذشتہ روز امریکی صدر بل کلنٹن بھارت اور بنگلہ دیش سے ہوتے ہوئے چند گھنٹوں کیلئے پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد اترے۔ انہوں نے پاکستانی قوم سے خطاب کا تکلف بھی فرمایا اور صدر سمیت چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف کو اعلیٰ حکومتی منصب داروں کی موجودگی میں اپنے "شاہی احکام" سے بھی نوازا۔ جنوبی ایشیاء کے دورے کے مضمرات پر ابھی دانشوروں' سیاستدانوں' کالم نویسوں اور سفارتی امور کے ماہرین کے درمیان مذاکرے' مباحثے اور عالمی سطح پر بھی تبصرے جاری ہیں۔ بعض لوگوں نے اس دورے کو پاکستان کی کامیاب خارجہ حکمت عملی سے تعبیر کیا تو کسی نے اسے فوجی حکومت کے جواز کی سند سمجھا۔ دوسری طرف کئی مبصرین ہیں جو اسے کسی نفع یا نقصان کا باعث نہیں کہتے بلکہ اسے محض ایک روائتی دورہ سمجھتے ہیں جو چند گھنٹوں کے بعد ختم ہو گیا اور بس۔ جبکہ ہمارے نزدیک امریکی صدر کا یہ نام نہاد دورہ پاکستانی قوم سے خطاب اور ہمارے حکمرانوں سے ان کا انداز تخاطب ایک توہین' ذلت اور سفارتی آداب کی خلاف ورزی کی بدترین مثال ہے۔ اس سے ہزار درجہ اچھا تھا اگر کلنٹن یہاں اترے بغیر واپس چلا جاتا۔ کم از کم تاریخ کو یہ منظر قلمبند کرنے کی نوبت تو نہ آتی کہ محکوم قوم کی حیثیت سے ہمارے سول اور فوجی حکمران قطار در قطار اپنے آقائے ولی نعمت کے راستے میں کئی گھنٹے آنکھیں بچھائے کھڑے رہے اور جاتے ہوئے اس نے سیدھے منہ بات تو درکنار توہین آمیز ڈانٹ ڈپٹ کے تحائف اور خطرناک مستقبل کی دھمکیوں کے علاوہ کچھ نہیں دیا۔ امریکی صدر کی اس رعونت کا کیا تذکرہ اس کے پاکستان آنے سے ایک روز قبل امریکہ کی قومی سلامتی کے مشیر سینڈی برجر اور وہائٹ ہاؤس کے ترجمان مائیک ہمبر نے تنازعہ کشمیر کے حوالے سے بڑے تشویش انگیز بیانات جاری کیے۔ ان میں بھارت کے ساتھ پاکستان کی مسلسل محاذ آرائی اور موجودہ شدید کشیدگی کے امکانی

Marfat.com

خطرات کا ذمہ دار صرف اور صرف پاکستان کو ٹھہرایا گیا۔ اس انتباہ میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ کشمیر پر محاذ آرائی سے وسائل ضائع کئے جا رہے ہیں نیز اس سے پاکستان دیوالیہ ہو کر تباہ بھی ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں اس بیان کے دوسرے حصے میں امریکہ نے بڑے صاف الفاظ میں یہ باور کرایا ہے کہ امکانی جنگی صورتحال میں پاکستان امریکی حمایت کی توقع بھی نہ رکھے۔ ان بیانات اور کلنٹن کے اسلام آباد میں اپنائے جانے والے مجموعی رویے کا منطقی نتیجہ ہے کہ اب بھارتی حکمرانوں کے بیانات میں جارحیت مزید نمایاں نظر آتی ہے۔ مسئلہ کشمیر سے متعلق دونوں ملکوں کو مذاکرات کی میز پر جمع کرنے کی ساری توقعات ایک مرتبہ پھر ختم ہو گئیں اور بھارتی درندوں کو نہتے کشمیریوں سے ظلم کی آشیرباد مزید حاصل ہو گئی۔

جہاں تک پاک امریکہ تعلقات کا معاملہ ہے ہر شخص جانتا ہے کہ امریکہ کی دوستی اور دشمنی کا معیار کسی کی ہمدردی نہیں بلکہ اپنے مفادات اور ترجیحات ہیں۔ اب تو اس نے کافی حد تک آنکھیں پھیر بھی لی ہیں وہ تو 1965ء اور 1971ء کی پاک بھارت جنگوں میں اس وقت بھی ہمارے کام نہیں آیا جب ہم اس کے بہترین اتحادی سمجھے جاتے تھے۔ یہی امریکہ جسے موجودہ حکومت سے غیر جمہوری ہونے کا گلہ ہے۔ ایوب اور ضیاء کے دور میں اپنے مفادات کی خاطر اس کی پسندیدگی کے بے شمار مظاہر موجود ہیں۔ المیہ یہ ہے کہ ہمارے حکمران یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی ہمیشہ امریکی مفادات کے آلہ کار رہے اور صرف امریکی حمایت و امداد کو ہی اپنی کامیابی کی ضمانت تصور کیا جاتا رہا۔ پاکستانی قوم کو اپنی بقاء کے تقاضوں کا اس قدر احساس نہیں جتنا کہ ایک خوددار اور غیور قوم کو ہونا چاہیے۔ ہماری ضمیر فروش سیاسی قیادتوں نے قرضوں کی معیشت کے سبب قومی وقار کا اتنا بیڑا غرق کیا ہوا ہے کہ اب ہم چاہتے ہوئے بھی امریکی رعونت کے سامنے آنکھیں اٹھانے کے قابل نہیں۔ چند سال قبل ایک ذمہ دار امریکی کا جو بیان قومی اخباروں میں چھپا' پاکستانی قوم کیلئے شرم سے ڈوب مرنے کیلئے کافی تھا۔ جس میں اس نے کہا تھا کہ "پاکستانی پیسوں کی خاطر اپنی ماں بھی بیچنے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں"۔ ہمارے سابق حکمران امریکی مفادات کی حفاظت میں ایک دوسرے پر بازی لیتے

Marfat.com

رہے۔ کسی نے ایمل کانسی کو امریکہ کے حوالے کیا تو کسی نے عرب مجاہد رمزی یوسف تلاش کر کے اس کے سپرد کیا۔

آج پوری دنیا میں مفادات کی جنگ ہے۔ ملکوں کی خارجہ پالیسی اور سیاسی حکمت عملی ان کے معاشی مفادات کے گرد گھومتی ہے۔ اصول پسندی' عدل اور شرافت جیسے معیار اب محض بیان کرنے کیلئے رہ گئے ہیں۔ امریکہ خود کو وقتی سہی "دنیا کی واحد سپر طاقت" منوانے میں کامیاب ہو چکا ہے۔ وہ اس عالمی تھانیداری کو قائم رکھنے کیلئے ہر قیمت ادا کرنے کو تیار ہے۔ روس کی مسماری کے بعد مستقبل قریب میں امریکہ کو اپنے مد مقابل صرف دو قوتیں ابھرتی دکھائی دے رہی ہیں ایک عوامی جمہوریہ چین جو وسیع رقبے پر پھیلا کثیر آبادی والا ایٹمی ملک ہے جس کی صنعتی ترقی اور عسکری مضبوطی آنے والے سالوں میں امریکہ کو پیچھے چھوڑتی دکھائی دے رہی ہے۔ امریکہ کیلئے دوسری خطرناک قوت مسلمان ممالک ہیں ابھرتا ہوا جذبہ جہاد اور احیائے اسلام کی روز افزوں تڑپ ہے جس کے جھٹکے امریکہ سمیت پوری ملت کفر کئی مرتبہ محسوس کر چکی ہے۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو پاکستان' افغانستان اور ایران جیسے ہمسایہ اور نسبتاً خود دار اسلامی ممالک امریکہ کی "توجہات کریمانہ" کا خصوصی ہدف نظر آتے ہیں۔ ان ممالک کی باغیانہ روش اور بالخصوص واحد ایٹمی اسلامی ملک پاکستان کی عسکری قوت تو انہیں کسی کروٹ چین نہیں بیٹھنے دیتی۔ سوئے اتفاق کہ پاکستان کا اپنے جارح ہمسایہ ملک بھارت کے ساتھ مسئلہ کشمیر کی وجہ سے دیرینہ دشمنی بھی موجود ہے۔

ان حالات میں امریکہ نے ایشیاء کیلئے اپنی ترجیحات کا جو نقشہ بنایا ہے اس میں بھارت اس کے لئے اتنا ہی مفید ہے جتنا مڈل ایسٹ میں اسرائیل۔ اتفاق سے بھارت اسلامی ممالک اور چین کے درمیان واقع ہے۔ مضبوط بھارت ایک طرف چین کیلئے رکاوٹ ہو گا اور دوسری طرف عالم اسلام خصوصاً پاکستان کیلئے مستقبل خطرہ۔ یوں امریکہ ایک تیر سے دو شکار کرتا رہیگا۔ یہ ہے وہ حکمت عملی جس کے تحت اب بھارت امریکہ کا چہیتا ملک بن چکا ہے اور پاکستان اس کے دوستوں کی فہرست سے خارج ہو چکا ہے۔ لیکن اس غلامانہ ذہنیت کا کیا

Marfat.com

کیا جائے جواب بھی امریکی دوستی کو اپنے لئے آب حیات خیال کرتی ہے۔ یہی امریکہ جواب دنیا کو امن سلامتی اور جمہوریت کا درس دینا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اس نے دنیا میں پہلا ایٹم بم چلا کر لاکھوں انسانوں کو لقمہ اجل بنایا۔ اب بھی جس کے پاس ہزاروں ایٹمی ہتھیار موجود ہیں۔ جس کی فیکٹریاں اس وقت پوری دنیا سے زیادہ روزانہ خطرناک جنگی اسلحہ بنا رہی ہیں۔ یہ امریکہ جو عراق کے نو لاکھ بچوں بوڑھوں اور عورتوں کا قاتل ہے ہمیں بھارت کے ساتھ عدم جارحیت کے سبق پڑھانے آتا ہے۔ اسے فلسطین کی طرح کشمیر میں بھی سات لاکھ فوج نہتے مسلمانوں پر ظلم ڈھاتی ہوئی نظر نہیں آتی لیکن وہ چند مجاہدین نظر آجاتے ہیں جو حق خودارادیت کیلئے ظلم کے خلاف سربکف ہیں۔ ہم امریکی صدر کے اس دورے کو اس لحاظ سے عالم اسلام کیلئے ایک تازیانہ سمجھتے ہیں کہ اس نے بھارت کی واضح جارحیت پر آنکھیں بند کر کے پاکستان کو اس کے خطرناک انجام سے ڈرایا ہے۔ لیکن افسوس تو یہ ہے کہ بیشتر اسلامی ممالک تو پہلے ہی امریکہ کے اشاروں پر ناچتے ہیں۔ آخری بات جو امریکہ کو گوش گزار کرنی ہے وہ یہ کہ تمہارا نیا حلیف نہ اب سیکولر ہے اور نہ جمہوری بلکہ اب وہ چند سالوں کا مہمان ہے جس کے ٹکڑے ہونے سے اسے تمہارے سمیت دنیا کی کوئی طاقت محفوظ نہیں رکھ سکتی۔

پاکستانی قوم کو غیر جذباتی ہو کر اب ایک خوددار باغیرت اور پرعزم قوم کی حیثیت سے اپنی پالیسیاں ترتیب دینی چاہئیں۔ جدید علم کے حصول کے ساتھ ساتھ قومی اور انفرادی زندگی میں محنت' دیانت اور امن پسندی جیسی خوبیاں پیدا کرنا ضروری ہیں۔ ملک کے علماء و مشائخ اور عوام الناس وقت کی رفتار کو سمجھیں وطن عزیز کو اس کے اساسی مقصد سے ہمکنار کرنے کیلئے اپنی ذمہ داریاں نبھائیں۔ پاکستان کو قریبی ہمسایہ اسلامی ممالک اور بالخصوص عوامی جمہوریہ چین کے ساتھ روابط مزید بڑھا دینے چاہئیں۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ حساس قومی معاملات پر عوام الناس کو اعتماد میں لے کر چلے۔ عالمی سطح پر مسئلہ کشمیر کی سنگینی کو واضح کرنے کیلئے اچھے سفارتکاروں کو اہم ممالک میں تعینات کیا جائے اور اہل لوگوں پر مشتمل مختصر وفود تشکیل دے کر بیرون ممالک بھیجا جائے۔ فوجی حکومت جتنا جلدی ہو سکے شفاف احتساب

Marfat.com

مکمل کر کے جمہوریت کو بحال کرے تاکہ فوج ملکی انتظامی معاملات کی بجائے اپنے پیشہ وارانہ فرائض بخوبی نبھا سکے کیونکہ ہندو بنیے کا دماغ امریکی صدر کے اس دورے کے بعد کچھ زیادہ ہی خراب ہو چکا ہے۔ رہا تحریک آزادی کشمیر کا معاملہ تو کشمیری قوم اب قربانیوں کی طویل داستان رقم کر کے بہت دور جا چکی ہے۔ کسی امریکہ، برطانیہ یا بھارت کے کہنے پر نہ پہلے تحریک ختم ہوئی اور نہ اب ہو گی۔ ہاں ملت کفر عالم اسلام کے خلاف مزید منظم ہو رہی ہے۔ حق کے خلاف باطل کا یہ اتحاد نئی بات نہیں، یہ مبارزت ازل سے جاری ہے اور ابد تک جاری رہے گی۔ گھبرانے یا پست حوصلہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ کامیابی ہمیشہ حق کا مقدر ہوتی ہے۔

(اپریل ۲۰۰۰ء)

Marfat.com

آبی ذخائر میں کمی...... جدید انسانی ترقی کا شاخسانہ

آپ نے دنیا کے نقشے کو اگر غور سے دیکھا ہو یا کسی بھی سمت ہوائی جہاز میں لمبا سفر کیا ہو تو آپ نے دیکھا ہو گا کہ اس کرہ ارضی کا بیشتر حصہ پانی پر مشتمل ہے۔ ہر سمت سمندر ہی سمندر موجزن ہیں۔ جہاں جہاں خشک جزیرے دکھائی دیتے ہیں وہ بھی ریتلے صحراؤں' پہاڑوں اور سرسبز میدانوں میں تقسیم ہیں۔ یعنی کرہ ارضی کا 70 فیصد حصہ پانی ہے اور بقیہ تیس فیصد حصے میں بھی تقریباً نصف حصہ بوجوہ انسانی زندگی کیلئے ناموزوں ہے۔ گویا زمین کے 15 فیصد حصے پر انسانوں نے اپنی بستیاں آباد کر رکھی ہیں جو ہزاروں لاکھوں سالوں سے تہذیب و ثقافت اور مذہب و ملت کے مختلف انقلابات کی آماجگاہ بنی ہوئی ہیں۔ رنگ و نسل اور مذہب و ملت کے ہزاروں اختلافات کے باوجود کرہ ارضی کے سارے انسان دیگر زندہ مخلوق کی طرح بنیادی ضرورتوں میں یکساں میں خوراک کے علاوہ پانی اور ہوا ساری جاندار مخلوق کی زندگی کے اساسی عناصر ہیں۔ اس کرہ ارضی کی اشرف المخلوقات جنس' انسان نے خداداد علمی و فکری صلاحیت کے ذریعے ہر دور میں کائنات کو مسخر کرنے کی مہم جاری رکھی تا ہم اس دور کے انسان نے فضاء کی وسعتوں اور زمین کی گہرائیوں کے جتنے کھوج لگائے اس کی مثال اب تک کی انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔ لیکن یہ حقیقت بھی اپنی جگہ تعجب انگیز ہے کہ فطرت کی طاقتوں کو عریاں کرنے والا یہ انساں جتنا اب مضطرب اور پریشان ہے اتنا پہلے کبھی نہیں تھا۔ وہ جوں جوں تہذیب یافتہ ہونے کے نعرے لگاتا ہوا ترقی کی خود ساختہ شاہراہ پر منزلوں پر منزلیں طے کرتا چلا جا رہا ہے اس کے ہاتھوں تہذیب' فطرتی ماحول اور قدرتی وسائل کے استحصال کی رفتار بڑھتی جا رہی ہے۔

دوسروں کو زیردست رکھنے کی سرشت کے ہاتھوں مجبور انسان نے اپنے علم کو تخریب کاری کے فن میں جھونک دیا اور اپنے ہاتھوں سے ایسے تباہ کن ایٹمی ہتھیار بنا لیے جو بقا

Marfat.com

ئے حیات سے لیکر حسن کائنات کی ہر اکائی کے لئے زہر قاتل ثابت ہو رہے ہیں۔ اس نے تمدن کے نام پر جنگلات ختم کر کے شہر آباد کیے اور شہری ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے فیکٹریاں قائم کیں۔ کارخانے، سڑکیں اور ہوائی اڈے تعمیر ہونے شروع ہوئے۔ انسانی زندگی بظاہر آرام دہ ہو گئی لیکن اس آرام نے اسے غافل اور خدا کا نافرمان بندہ بنادیا۔ ذرائع آمد و رفت اور الیکٹرونک میڈیا نے زمانی و مکانی فاصلے تو سمیٹ دیے لیکن انسان خود سے بیگانگی کے سفر میں کوسوں دور چلا گیا۔ خصوصاً نیوکلیئر اور کیمیائی ٹیکنالوجی انسانی ترقی کا ایسا تلخ ثمر ہے جس کے مہلک اثرات نے زمین کے حیاتی توازن کو برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ کوڑے کرکٹ کے ڈھیروں، کارخانوں کی چمنیوں سے نکلنے والے دھوئیں کے زہریلے مادوں اور ایٹمی دھماکوں کے اثرات سے جہاں اوزون کی سطح (کرہ ارضی کے گرد حفاظتی پرت) کو متاثر کیا ہے وہاں فضائی آلودگی صدیوں سے موجود برفانی آبی ذخائر میں واضح نقصان کا باعث بھی بن چکی ہے۔ زہریلے کیمیائی مادوں نے زیر زمین میٹھے آبی ذخائر کو بری طرح متاثر کیا اور اب نوبت بہ ایں جا رسید کہ 70 فیصد پانی پر مشتمل کرہ ارضی پر بسنے والا انسان "پانی کے بحران" کا شکار ہو گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ زمین کی سطح پر دو تہائی سے زائد یعنی 97.5 فیصد پانی نمکین اور کھارا ہے جبکہ پینے کے صاف پانی کی مقدار صرف 2.5 فیصد ہے جو دریاؤں پہاڑی ندی نالوں برفانی تودوں اور زیر زمین ذخیروں کی شکل میں موجود ہے۔ ماہرین ارضیات کے مطابق اب انہی قدرتی آبی ذخائر میں انسانی تباہ کاریوں سے بتدریج کمی ہو رہی ہے جس نے اس دور کے مطلق العنان ترقی یافتہ انسان کو بے بس اور پریشان کر دیا ہے۔ اس وقت شرق الاوسط اور افریقہ کے بیشتر ممالک اس بحران کا شکار ہیں جس کے لئے وہ مختلف منصوبہ بندیاں کر رہے ہیں۔ مملکت خداداد پاکستان اگرچہ ان خوش قسمت ممالک میں شامل ہے جہاں ایک طرف دنیا کا بہترین نہری نظام موجود ہے اور دوسری طرف برفانی تودوں اور دریاؤں کی صورت میں قدرتی آبی وسائل کی سہولت بھی موجود ہے۔ لیکن شومئ قسمت کہ یہاں کے بے ضمیر اور بے حس سیاستدانوں نے عوام کو اس خدائی نعمت کے فوائد سے بھی محروم کر رکھا ہے۔ یہ ایک ز، ؟،

Marfat.com

ملک ہے جس کی 97 فیصد زراعت کا انحصار انہی آبی ذخائر پر ہے۔اس کے پچاس لاکھ ایکڑ رقبے پر گندم بوئی جاتی ہے اس کے باوجود ہم ہر سال خوراک کی بنیادی ضرورت پوری کرنے کیلئے امریکہ اور مغربی ممالک سے گندم درآمد کرتے ہیں۔خدانخواستہ اگر گندم کی موجودہ ملکی پیداوار بھی خشک سالی کی وجہ سے متاثر ہوگئی تو یہ قوم تمام تر دینی اور ملی غیرت کے باوجود بھوک کے ہاتھوں اپنے دشمنوں کے رحم وکرم پر ہوگی۔

پاکستان آج جن سیاسی' معاشی اور سماجی' ثقافتی اور جغرافیائی خطرات سے گزر رہا ہے ان میں سے ہر ایک مسئلہ اپنی جگہ ایک بحران ہے لیکن آبی ذخائر کی موجودہ کمی ایک ایسے المناک خطرے کی علامت ہے جس کے اثرات و نتائج کا اندازہ لگانے کیلئے ایتھوپیا اور صومالیہ جیسے ممالک کو دیکھنا چاہیے۔ جہاں انسانی زندگی بری طرح قحط کی تباہ کاریوں کی زد میں ہے۔ بلوچستان کے بہت سے علاقے ایسے ہیں جہاں مصدقہ اطلاعات کے مطابق اب بھی انسان اور جانور پانی کی بوند بوند کو ترس رہے ہیں۔ سندھ اور زیریں پنجاب کے کھیت اس وقت بھی پانی کی کمی کے باعث بنجر اور ویران ہونے کے قریب ہیں۔ماہرین کے مطابق حالات پر کنٹرول نہ کیا گیا اور اب بھی سیاسی مصلحتوں سے کام لیتے ہوئے قومی ضرورت کا احساس نہ کیا گیا تو چند سالوں کے بعد ہمارا حشر صومالیہ جیسا ہوگا۔ہر زرعی ملک کی طرح پاکستان کو بھی آبی ذخائر کی شدید ضرورت ہے جو بیک وقت برقی توانائی کے ساتھ ساتھ زرعی ضرورت کو کماحقہ پورا کر سکیں لیکن حیرت ہے کہ منگلا اور تربیلا ڈیم کے بعد متفقہ طور پر کالاباغ ڈیم جیسے قومی منصوبے کو سیاسی رنگ دیکر 25 سال سے معرض التواء میں ڈال دیا گیا ہے تمام ملکی اور بین الاقوامی ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ کالاباغ ڈیم ہی اس وقت ملکی ضرورت پوری کر سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس پر 1975ء سے لیکر اب تک ہر حکومت خطیر رقم بھی خرچ کرتی رہی ہے لیکن چند تخریب کار سیاسی گماشتوں کی دھمکیوں کے پیش نظر اس قومی منصوبے پر کام شروع نہیں ہوسکا۔ گذشتہ سیاسی اور فوجی حکومتوں نے قومی ترجیحات کا خیال کیئے بغیر ان ملک دشمن علاقائی سیاستدانوں کو خوش رکھنے کا وطیرہ اپنائے رکھا۔

Marfat.com

غربت بے روزگاری افلاس اور مہنگائی کی چکی میں پسی ہوئی قوم کے ساتھ ہمدردی کا تقاضا یہ ہے کہ ہمارے حکمران ایسے قومی نوعیت کے منصوبوں کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنے والے ہاتھوں کو کاٹ دیں۔ آئے روز I.M.F اور ورلڈ بنک سے قرضوں کی بھیک کے بدلے میں ملنے والی ذلت اور بادل نخواستہ مہنگی بجلی خریدنے کی مجبوری سے بچنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ حکومت ضروری حد تک متاثرہ علاقوں کے عوام کو اعتماد میں لیتے ہوئے بلا تاخیر کالاباغ کی تعمیر شروع کردے' نیز منگلا اور تربیلا ڈیم میں مزید توسیع کیلئے بھی واپڈا کے زیر غور منصوبوں کو عملی شکل دی جائے تاکہ آبپاشی اور پن بجلی کی صنعت کو متوقع غیر معمولی نقصان سے بچایا جاسکے۔ ورنہ قدرتی خزانوں کے ضیاع اور کفران نعمت کی سزا بھگتنے کیلئے ہمیں تیار رہنا ہوگا۔

(مئی' ۲۰۰۰ء)

Marfat.com

قریۂ عشقِ مصطفیٰ ﷺ میں تلخیوں کا موسم

آج کل وطن عزیز جن سنگین مسائل میں گھرا ہوا ہے ان میں ایک طرف گذشتہ دس سال سے جاری سرحدی کشیدگی اور بھارتی جارحیت میں خطرناک اضافہ ہے اور دوسری طرف بلوچستان' سندھ اور جنوبی پنجاب کے بعض اضلاع شدید قحط کی زد میں آ چکے ہیں۔ پچھلے تین سالوں سے یہاں بارشوں کا سلسلہ بند رہنے کی وجہ سے پانی کا شدید بحران پیدا ہو چکا ہے۔ شدید گرمی میں انسان اور جانور بھوک پیاس سے بلک بلک کر جانیں دے رہے ہیں۔ لاکھوں لوگ نقل مکانی کر کے مال مویشی سمیت دوسری جگہوں پر دھکے کھاتے پھر رہے ہیں۔ حکومت اور پرائیویٹ فلاحی ادارے حتی المقدور امدادی سرگرمیوں میں مصروف ہیں لیکن یہ عارضی اہتمام ان کے حقیقی مسائل کا حل نہیں' جب تک اللہ تعالیٰ رحمت خاص کے ذریعے ان علاقوں کا سبزہ اور آبی ذخائر انہیں واپس نہیں لوٹا دیتا۔

ملک میں تیسرا طوفان جو آئے روز بے بس انسانی جانوں کو زندہ نگل رہا ہے وہ مہنگائی کا بڑھتا ہوا طوفان ہے۔ غربت اور بے روزگاری کے ہاتھوں تنگ اس عوام کو روزمرہ کی ضروری اشیاء میں گرانی نے ذہنی اور نفسیاتی مریض بنا دیا ہے۔ پانی' بجلی' گیس اور ٹیلی فون کے بلوں کا بوجھ ہی ناقابل برداشت تھا اوپر سے پٹرول اور گندم کی قیمتوں میں اضافے نے انہیں جیتے جی مار دیا ہے۔ حکومت اور تاجر طبقہ میں سیلز ٹیکس کے مسئلے پر حالیہ کشمکش بھی اپنی جگہ ایک تشویشناک صورتحال کی غماز ہے۔ یہ سارے معاملات پاکستان کی داخلی سلامتی کیلئے پھر بھی اتنے خطرناک نہیں' جتنی خطرناک مذہبی بنیادوں پر باہمی تفرقہ بازی اور آئے روز کی قتل و غارت گری ہے۔ کسی بھی مہذب معاشرے میں اس طرح کے حالات قابل برداشت نہیں ہو سکتے۔ سیاسی افراتفری اور باہمی رسہ کشی نے مذہبی تفرقہ پروری کے اس رجحان میں عمداً اضافہ کروایا ہے۔

Marfat.com

ان ڈھیر سارے مسائل میں گذشتہ دنوں ایک حساس مسئلے کا اس وقت اضافہ ہو گیا جب توہین رسالت ﷺ کے مقدمے کے اندراج میں ایس ایچ او کی جگہ ڈی سی کو اختیارات تفویض کیے جانے کی تجویز زیر غور آئی۔ بات بظاہر اتنی بڑی نہیں تھی لیکن چونکہ اس سے توہین رسالت کے مقدمے کے اندراج کے طریقہ کار میں مشکلات اور تاخیر کا اندیشہ تھا اس لئے دینی حلقوں نے بیک آواز بڑا سخت رد عمل ظاہر کیا۔ ملک بھر میں قانون تحفظ ناموس رسالت ﷺ میں تبدیلی کی باتیں سننے میں آئیں۔ اس میں شک نہیں کہ تحفظ ناموس رسالت ﷺ ہم سب مسلمانوں کے ایمان کی بنیاد ہے۔ مسلمان ہر چیز پر سمجھوتا کر سکتا ہے لیکن ناموس رسالت ﷺ پر کسی قسم کی آنچ برداشت نہیں کر سکتا۔ یہ ایسا قوت بخش جذبہ ہے جس کے سامنے دنیا کا کوئی ہتھیار کارگر نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ غیر مسلم قوتوں نے مسلمانوں کے دلوں سے اس جذبے کو نکال دینے کیلئے ہر دور میں ہزارہا جتن کیے۔ کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ یہی جذبہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا امین اور مسلمانوں کو بحیثیت ایک قوم زندہ و متحرک رکھنے میں اساسی کردار ادا کرتا ہے۔ الحمد للہ وطن عزیز کے مسلمانوں کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ حفاظت ناموس رسالت مآب ﷺ میں ہمیشہ پیش پیش رہے ہیں۔

توہین رسالت کے مقدمے کے اندراج کے طریقہ میں تبدیلی کی یہ تجویز اپنی جگہ بوجوہ درست بھی ہو گی کیونکہ گذشتہ چند سالوں میں اس قانون سے غلط فائدہ اٹھاتے ہوئے مختلف سطحوں پر اسے ذاتی انتقام کیلئے استعمال کیا گیا اور فریق مخالف کو "گستاخ رسول ﷺ" بنا کر ظلم کی بھینٹ چڑھایا گیا۔ اگر حکومت اس سلسلے میں مخلص تھی اور اندراج کے طریقہ کار کو شفاف بنانا چاہتی تھی تو ملک کے مقتدر علماء و مشائخ کو بلا کر ان کے سامنے ساری صورتحال رکھی جاتی اور تمام نکات پر باہم مشورے کے بعد متفقہ فیصلہ سے مذکورہ تجویز سامنے لائی جاتی لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ دو ہفتے پورا ماحول کشیدگی کی زد میں رہا۔ مختلف اندیشوں اور غلط فہمیوں کے ابھرنے اور ابھارنے کا موقع دیا گیا۔ دینی طبقات نے مجبوراً سڑکوں پر آکر انتظامیہ کے ساتھ ہاتھاپائی کی اور بالآخر چیف ایگزیکٹو کو

Marfat.com

خود وضاحت کرنا پڑی۔ جس کے رد عمل میں مغربی میڈیا اور کچھ بد بخت سیکولر ذہنیت رکھنے والی شخصیات نے اسے "ملا ازم" کی فتح اور "حکومت کی پسپائی" سے تعبیر کیا۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہ ادارے اور شخصیات اس قانون کی تبدیلی میں کتنی دلچسپی لیتی ہیں۔ انہیں وہ مذہبی لوگ اجڈ جاہل دقیانوس اور انسانی حقوق کے دشمن لگتے ہیں جو اپنے رسول ﷺ کی ناموس پر مر مٹنے کو ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ کتوں' بلیوں' پرندوں اور جانوروں کے حقوق کی حفاظت کرنے والے ان عالمی اداروں کو آخر اس بات کی سمجھ کیوں نہیں آتی کہ کائنات کی مقدس ترین ہستیوں کی حرمت اور ناموس کی حفاظت دنیا کا سب سے بڑا حق ہے۔ عام شہری کے جذبات کو ٹھیس پہنچانا' اسے پریشان کرنا اور اس کی عزت و شہرت کو نقصان پہنچانا اگر ان کے نزدیک جرم ہے اور اس جرم کے مرتکب کو ان کا قانون سزا دلواتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ وہی قانون دان ایسے لوگوں کو نہ صرف بے قصور ٹھہراتے ہیں بلکہ انہیں تحفظ بھی فراہم کرتے ہیں جو کئی ارب انسانوں کے جذبات سے کھیلنے کا جرم کر رہے ہوتے ہیں۔ ان کے نزدیک عام شہری کی عزت و شہرت کو معمولی نقصان پہنچانے والا مجرم ہے لیکن روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے مقدس اور محترم ہستی نبی اکرم ﷺ کی عزت و ناموس کو چیلنج کرنے والے سلیمان رشدی' تسلیمہ نسرین اور نجیب محفوظ جیسے بد بخت "ہیرو" کا روپ دھار لیتے ہیں جن کی حفاظت ان کا اولین فریضہ قرار پاتی ہے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ اتنے بڑے تضاد منافقت اور دوغلے پن کے باوجود یہ لوگ خود کو دانشور' مہذب قانون کے پاسدار اور حقوق انسانی کا محافظ سمجھتے ہیں۔ اس سے زیادہ حیرت کا مقام یہ ہے کہ یہی لوگ ہمارے نزدیک قابل تقلید ہیں۔ ان کا لکھا ہوا آج ہماری نوجوان نسل کیلئے "معیاری علم" اور "اعلیٰ قانون" کا درجہ رکھتا ہے اور قرآن' احادیث نبوی ﷺ اور آئمہ و محدثین کے اقوال' غیر مستند غیر معیاری اور دقیانوسی چیزیں ہیں۔ جن کو پڑھنا' سیکھنا اور قابل عمل سمجھنا بنیاد پرستی' رجعت پن اور نامعقول ملائیت سمجھا جاتا ہے۔ حکیم مشرق نے اسی طبقے کیلئے فرمایا تھا۔

؎ وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود　　یہی مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

Marfat.com

موجودہ فوجی حکومت کی بعض دوسری پالیسیاں بھی ابھی تک مبہم ہیں اور ملک کی دینی قیادتوں سمیت اسلام پسند عوام کو بجاطور پر ان پالیسیوں سے سیکولرازم کی بو آرہی ہے۔ ناموس رسالت ﷺ کے قانون سمیت تحفظ ختم نبوت اور دینی مدارس کے معاملے پر بھی حکومت کی طرف سے ابھی تک واضح پالیسی بیان سامنے نہیں آیا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ موجودہ حکمران بھی سابقہ حکمرانوں کی طرح امریکی استعمار کی اسلام دشمن پالیسیوں کی حفاظت کرنے کا وعدہ کر چکے ہیں۔ اگر فی الواقع ایسا ہی ہے تو پھر یہ حقیقت بھی انہیں نہیں بھولنی چاہئے کہ اللہ کی بے آواز لاٹھی ایک دن ان کے سر پر بھی پڑنے والی ہے۔ خطۂ ارض پاک شہدان ناموس رسالت کی امانت ہے۔ اس کے ساتھ جس نے بھی بددیانتی اور بدنیتی کا ارتکاب کیا۔ کبھی تو اسے لوگوں نے خود ذلیل کر کے اقتدار سے الگ کر دیا' کبھی اسے پھانسی پر جھولنا پڑا کبھی وہ فضاؤں میں تحلیل ہو گیا' کبھی اسے ملک بدر ہونا پڑا اور کبھی سلطانی کا خواب دیکھنے والے ان امریکی مہروں کو پس دیوار زنداں جانا پڑا۔ یہ پرانی تاریخ نہیں سب ماضی قریب اور حال کے کردار ہیں۔

اب انشاء اللہ ظلمت شب سے صبح انقلاب کی نوید سنائی دے رہی ہے۔ پاکستان کے غیور عوام ان دوغلے اور بے ضمیر سیاسی مداریوں کے چنگل سے نکل رہے ہیں۔ چیئرمین پاکستان عوامی تحریک کے حالیہ دوروں کے دوران ایسے بے شمار ایمان افروز نظارے دیکھنے میں آرہے ہیں۔ متوسط اور مظلوم طبقے جاگیرداروں' وڈیروں اور جرائم پیشہ اشرافیہ کے خلاف صف بندی کر رہے ہیں۔ مصطفوی انقلاب کی باگ ڈور اسی مظلوم اور باضمیر لوگوں کے ہاتھ میں ہو گی اور ان دشمنان دین ملت کیلئے زمین تنگ ہو جائے گی۔

(جون' ۲۰۰۰ء)

Marfat.com

رواں صدی کی پہلی بڑی سائنسی کامیابی

انسانی تحقیق و جستجو نے گذشتہ صدی میں سب سے زیادہ حیران کن سائنسی معجزے دکھائے۔ لیکن ۲۶ جون ۲۰۰۰ء کو حیات انسانی کی تشکیل اور انسانی جسم کی ساخت کے انتہائی پیچیدہ جینیاتی نظام کی دریافت نے سابقہ تمام سائنسی معجزوں کا ریکارڈ توڑ دیا ہے۔ امریکہ، چین اور ۵ یورپی ممالک کے مشترکہ تحقیقاتی ادارے "نیشنل ہیومن جینوم ریسرچ انسٹی ٹیوٹ" کے سربراہ ڈاکٹر فرنس کولنز نے اعلان کیا کہ "آج ہم نے کتاب زندگی کے تمام اسرار و رموز جان لیے ہیں"۔ ان ممالک کے سائنسدانوں نے دس برس کی مسلسل محنت جدوجہد اور تحقیق کے بعد انسانی زندگی کے سربستہ رازوں کو جان لینے کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ دعویٰ اس قدر منفرد ہے کہ وائٹ ہاؤس میں یہ خبر ملتے ہی ایک پروقار تقریب ہوئی جس میں صدر بل کلنٹن نے عالمی ذرائع ابلاغ کے ذریعے پوری دنیا کو بڑے فخر سے انسانی زندگی میں حیرت انگیز انقلاب کی خوشخبری دی، اسی طرح برطانیہ کے وزیراعظم ٹونی بلیئر نے بھی پر مسرت فاتحانہ لہجے میں اس دریافت کا ذکر کیا اور اسے انسانی تاریخ کا سب سے بڑا کارنامہ قرار دیا۔

ان سائنسدانوں نے لاکھوں ڈالر خرچ کرنے کے بعد دراصل انسان کا ایک ایسا "جینیاتی نقشہ" تیار کیا ہے جس سے جدید میڈیکل سائنس کو معلومات کا ایک نیا جہاں مل گیا ہے۔ بالخصوص انسان پر موروثی اثرات اور مہلک بیماریوں کے بھید کھل جائیں گے اور اب تک لا علاج سمجھی جانے والی امراض کا علاج بھی ممکن ہو جائے گا۔ انسان کی پیدائش سے پہلے اس کی صلاحیتوں اور دیگر خواص کا پتہ لگایا جا سکے گا۔ یہ اگرچہ خالصتاً قدرتی نظام ہے لیکن ایک امکان یہ بھی بیان کیا جا رہا ہے کہ اس دریافت کے بعد اب سپیشل قسم کے غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل انسان پیدا بھی کیے جا سکیں گے۔ ان فاتح

Marfat.com

سائنسدانوں میں سے ایک نے یہ اعلان بھی کیا ہے کہ "اب ہم انسانی تاریخ کے اس مقام پر پہنچ گے ہیں جہاں پہلی بار ہمیں انسانی جسم کو وجود میں لانے والے احکامات اور ہدایات کا سراغ ملا ہے"۔

انسانی جسم دراصل قدرت کا عجیب ترین شاہکار ہے۔ اس کے تمام اعضاء ایک منظم اور پیچیدہ سسٹم کے تحت ایک دوسرے کے ساتھ مربوط ہیں۔ ہر حصے اور نظام کے خواص اسے سونپی گئی ذمہ داریوں کے عین مطابق ہیں۔ ہر جاندار قدرت کی عطا کردہ مخصوص ہدایات کے مطابق عمل کرتا ہے (جسے جبلت کہتے ہیں) اور یہ ہدایات اس جاندار کے خلیوں (Cells) کے مرکزی حصے نیوکلس میں بند DNA کی شکل میں محفوظ ہوتی ہیں۔ یہ DNA کائنات کا پیچیدہ ترین سالمہ ہے جو خود تین ارب چھوٹے سالموں پر مشتمل ہوتا ہے' یہی چھوٹے سالمے دراصل انسانی زندگی کی اکائی ہیں۔ اس لئے انہیں زندگی کا خفیہ کوڈ بھی کہا جاتا ہے اور ان سائنسدانوں نے اسی جنیاتی نظام کے خواص تک رسائی حاصل کی ہے۔ کمپیوٹر جیسی پیچیدہ دریافت پر اترانے والے انسان کو دراصل اللہ تعالیٰ نے اپنے معجزہ تخلیق کی ایک جھلک دکھائی ہے۔ اس "جنیاتی کوڈ" کے دریافت پر مترتب ہونے والے فوائد اور نقصانات تو مستقبل میں ظاہر ہوں گے۔ ہمارے لئے قابل غور بات یہ ہے کہ اس قسم کی تحقیقات میں مسلمان سائنسدان کیوں شامل نہیں؟ حالانکہ قرآن میں حقائق کائنات پر غورو فکر کو ایمان کی شرط قرار دیا گیا ہے۔ قابل غور پہلو یہ ہے کہ افلاک کی وسعتوں سے لیکر سمندروں کی گہرائیوں تک اور مریخ پر اترنے کی تیاریوں سے لیکر انسانی خلیوں کے اس پیچیدہ نظام کے عرفان تک ہر مرحلے پر ہمیں وہ لوگ قیادت و امامت کرتے نظر آتے ہیں جو خالق کائنات پر کماحقہ ایمان بھی نہیں رکھتے۔ کاش فعال اسلامی ممالک مراکز تعیشات کی بجائے ایسے تحقیقی ادارے بنائیں جہاں مسلمان سائنسدان بھی تسخیر کائنات کے سربستہ رازوں تک رسائی حاصل کر کے اقوام عالم کی امامت کر سکیں۔

Marfat.com

جماعتِ اسلامی کے معمولات میں خوش کن تبدیلی

ربیع الاول شریف اس سال بھی ذکر رسول ﷺ کی تمام تر کیفیات حضور و سرور کے ساتھ رخصت ہو گیا۔ اہل ایمان اس مقدس نورانی ماہ کے شب و روز میں خاص طور پر آقائے نامدار سرور کائنات ﷺ کے حضور گلہائے عقیدت و محبت پیش کر کے دراصل اللہ تعالیٰ کے احسان عظیم کا شکر ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ذکر اور تحدیث کی ان تقریبات سے اس تعلق غلامی کی تجدید ہوتی ہے جو دنیا و آخرت میں ہماری کامیابی کا حقیقی ضامن اور ایمان کے استحکام کا واحد ذریعہ ہے۔ ہمارے جملہ اعمال حسنہ کی قبولیت اور اطاعت رسول ﷺ کے ثمرات کا انحصار بھی اسی ایمانی تعلق کی مضبوطی پر ہے۔ بقول اقبالؒ

مغزِ قرآں، روحِ ایماں، جانِ دین   ہست حب رحمۃ للعالمین ﷺ

یعنی قرآن کا خلاصہ ایمان کی روح اور دین کی اصل تک پہنچنے کیلئے کسی ایک راستے کا انتخاب کیا جائے تو وہ صرف محبت رسول ﷺ کا راستہ ہے۔ الحمد للہ تحریک منہاج القرآن پہلے دن سے پورے وثوق اور یقین کے ساتھ یہی پیغام دے رہی ہے کہ ایمان کا مرکز و محور بھی حضور ﷺ کی ذات ہے اور اس پر فتن دور میں ایمان کا تحفظ بھی محبت و اطاعت رسول ﷺ کی قوت کے بغیر قطعاً ممکن نہیں۔ دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کیے بغیر ملت کی پستیوں کو بلندیوں میں بدلا جا سکتا ہے اور نہ کفر کے نظام سیاست و معیشت اور ثقافت کے سامنے بند باندھا جا سکتا ہے۔ خطۂ پاکستان تو ہے ہی قریۂ عشق مصطفیٰ ﷺ۔ برصغیر میں شجر اسلام کی آبیاری اکابر صوفیاء اور اولیاء اللہ کے ہاتھوں ہوئی ہے۔ اس لئے اس مٹی کے خمیر میں محبت رسول ﷺ کی مہک رچی بسی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں کا ہر کلمہ گو' ناموس رسالت پر مر مٹنے کو اپنی سعادت سمجھتا ہے۔ نہ اہانتِ رسول ﷺ کی کوئی منحوس آواز یہاں پھیل سکی اور نہ گستاخئ رسول کا مرتکب کوئی ناپاک وجود یہاں پنپ سکا۔

Marfat.com

اس خطے میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور اقامت دین کا کام کرنے والی تمام جماعتوں نے اس حقیقت کبری کو اچھی طرح بھانپ لیا ہے یہ اور بات ہے کہ وہ عملاً اس کا اعتراف کرنے میں ابھی ہچکچا رہی ہے۔ اس پس منظر میں جماعت اسلامی پاکستان کی موجودہ قیادت مبارکباد کی مستحق ہے کہ اس نے سابقہ روش کو ترک کرتے ہوئے جشن میلاد النبی ﷺ کی دینی افادیت کے شایان شان پہلی بار پورے اہتمام کے ساتھ خوبصورت تقریبات کا انعقاد کیا۔ اگرچہ منصورہ میں پچھلے کئی سالوں سے ربیع الاول کے موقع پر سیرت النبی ﷺ کے اجماعات منعقد ہو رہے تھے لیکن اس مرتبہ زندہ دلان لاہور کی کشش جماعت کے اکابرین کو منصورہ کی چار دیواری سے کھینچ کر عین شہر کے وسط لوہاری گیٹ کے باہر مسلم مسجد کے سائے میں لے آئی اور یہاں پر ہونے والی محفل نعت ملک بھر میں ہونے والی محافل میلاد النبی ﷺ کے رنگ میں نہا گئی۔ چشم فلک نے "ورفعنالک ذکرک" کا یہ معجزہ بھی دیکھا کہ جس پلیٹ فارم پر (رد عمل کے طور پر) "سیدی' مرشدی" "مودودی' مودودی" کے نعرے لگائے جاتے تھے آج بیک آواز پورے جوش و خروش کے ساتھ "سیدی مرشدی' یا نبی یا نبی" کی صدائے دلنواز ابھر رہی ہے۔ نعت خوانی کے دوران وقفے وقفے سے نعرہ ہائے تکبیر و رسالت بھی گونجتے رہے۔ جبکہ واقفان حال جانتے ہیں کہ "یارسول اللہ" کی لفظی ترکیب ہمارے ان دوستوں کے ہاں کتنی متنازع تھی۔

لوہاری کے باہر ہونیوالی اس محفل میلاد النبی ﷺ کو اگرچہ بعض لوگوں نے "سیاسی ضرورت" کے تحت جماعت کو عوامی رنگ دینے کیلیئے نئی "حکمت عملی" کا آغاز قرار دیا ہے لیکن ہمارا حسن ظن اسے جماعت اسلامی کے روشن مستقبل کی علامت گردانتا ہے۔ بشرطیکہ جماعت کے اکابرین اس صائب اجتہاد کو "نظریہ ضرورت" کی بجائے اہل ایمان کے دلوں کی آواز سمجھیں۔ ہم توقع کرتے ہیں کہ لاہور سے شروع ہونے والی اس خوش کن تبدیلی کے اثرات ملک کے دور دراز حصوں میں بھی پھیلیں گے اور دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالے کے الوہی مشن کو تقویت ملے گی۔

Marfat.com

فوج کا وقار......بڑھتی ہوئی مہنگائی کی زد میں

پاکستان میں ویسے تو گذشتہ دس بارہ سالوں سے یہ وطیرہ بن گیا ہے کہ سالانہ بجٹ سے پہلے اور بعد میں اشیاء کی قیمتیں بڑھادی جاتی ہیں۔ لیکن موجودہ فوجی حکومت نے پے در پے روز مرہ ضرورت کی اشیاء اس قدر مہنگی کر دی ہیں کہ لوگ تنگ آکر اب ان فوجی حکمرانوں کو بھی عالمی مالیاتی اداروں کے ایجنٹ قرار دے رہے ہیں۔ پٹرول' آٹا' ڈیزل' چینی اور سمیٹ کے بعد اب قدرتی گیس بھی خاصی مہنگی کر دی گئی ہے۔ جس سے اور بہت سی چیزیں خود بخود مہنگی ہو جائیں گی۔ حکومت عوام کو جن چیزوں کے بارے میں مطمئن کرنے کی کوشش کرتی ہے چند دنوں بعد اسی چیز میں قیمت کے اضافے کی "خوشخبری" لے کر کوئی حکومتی عہدیدار مختلف دلائل کے ساتھ اعلان کر رہا ہوتا ہے۔ ایک قیاس یہ بھی ہے کہ بیورو کریسی اپنے تجربہ کار ہاتھوں میں فوجیوں کو نچا رہی ہے۔ فوج جس مقصد کیلئے حکومت میں آئی تھی ان میں سے ایک بھی پورا ہوتا نظر نہیں آرہا۔ کرپشن کرنے والا کوئی ایک شخص بھی ابھی تک نہیں لٹکایا گیا۔ باہر کے بنکوں سے اربوں ڈالر پاکستانی سرمایہ واپس لانے کی کوئی کوشش نہیں ہو رہی۔ قومی اداروں کا وقار ابھی تک بحال نہیں ہو سکا۔ لوگ اسی طرح لاقانونیت اور عدم تحفظ کا شکار ہیں۔ عالمی سطح پر پاکستان کے وقار میں اضافے کی بجائے نقصان ہو رہا ہے۔ کاروباری ادارے بری طرح تعطل کا شکار ہیں اور صنعتی ادارے حسب سابق مفلوج۔ داخلی حالات دن بہ دن خراب ہو رہے ہیں اور سرحدوں پر کشیدگی اس کے علاوہ ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ لوگ بجا طور پر ان حالات کا ذمہ دار موجودہ عسکری قیادت کو سمجھتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ مہنگائی کا یہ جن فوج جیسے باوقار قومی ادارے کا تقدس بھی نگل جائے اور لوگ مہنگائی سے تنگ آکر فوج کے خلاف سڑکوں پر نکل آئیں۔ ایسا ہونا تو نہیں چاہیے لیکن اگر خدانخواستہ یہ نوبت آگئی تو ہمارے دشمنوں کیلئے اس سے خوش کن عمل اور کوئی نہیں ہوگا۔

(جولائی' ۲۰۰۰ء)

Marfat.com

مجاہدین کشمیر ایک بار پھر تاریخ کے دوراہے پر

مسئلہ کشمیر نہ صرف پاکستانی قوم کا سب سے بڑا مسئلہ ہے بلکہ اب تو اسے دنیا کے خطرناک اور سنگین ترین مسائل میں سر فہرست رکھنا بھی بجا ہے۔ اس کی اساس میں وہی عوامی جذبے، امنگیں اور عزائم ہیں جو 54 سال پہلے برصغیر کی تقسیم کا سبب بنے تھے۔ یہ اس نامکمل کتاب حریت کا ایک ادھورا باب ہے جسے مسلمانان برصغیر نے اپنے خون سے پاکستان کے عنوان سے تحریر کیا۔ یہی وہ بنیادی مسئلہ ہے جس نے نصف صدی سے جنوب مشرقی ایشیاء کے سیاسی اور معاشی حالات میں عدم استحکام کی فضاء برقرار رکھی ہوئی ہے۔ اسی مسئلے کی سنگینی نے بھارت کے بعد پاکستان کو ایٹمی قوت بننے پر مجبور کیا اور اب دونوں ممالک کروڑوں غریب اور بے گھر انسانوں کی زندہ لاشوں کے ڈھیر پر ایٹمی ہتھیار سجائے اکیسویں صدی میں داخل ہو رہے ہیں۔ کشمیر وطن عزیز پاکستان کیلئے تو اس لئے بھی زندگی موت کا مسئلہ ہے کہ ہماری معاشی رگیں اس کے کہساروں سے پھوٹتی ہیں۔ گذشتہ 12,11 سالوں کی جنگ میں اس مظلوم قوم نے جس صبر، ضبط جرأت واستقامت اور بہادری کا مظاہرہ کیا اس کی مثال ڈھونڈنا مشکل ہے۔ چند سو نہتے حریت پسندوں کے مقابلے کیلئے دنیا کی ایک بڑی فوجی طاقت سر پٹخ رہی ہے۔ اس کے سات لاکھ فوجی ظلم کی ہر ممکن صورت آزما لینے کے بعد اہل کشمیر کے جذبہ آزادی کو روز بروز ابھرتا دیکھ کر اپنا گوشت نوچ رہے ہیں۔ بلاشبہ دنیا کی نظریں ایشیاء کی اسی دکھتی رگ پر لگی ہوئی ہیں۔ ایسے میں گذشتہ ماہ 24 جولائی آزادیٔ کشمیر کیلئے کوشاں صف اول کی عسکری تنظیم حزب المجاہدین نے یکطرفہ جنگ بندی کا اعلان کر کے ایک مرتبہ پھر دنیا کو چونکا دیا ہے۔

ایک اہم عسکری تنظیم کی طرف سے جنگ بندی کا یہ اعلان اتنا اچانک اور غیر متوقع تھا کہ اس کی سرپرست تنظیم "جماعت اسلامی" کے قائدین تو کئی دنوں تک سکتے

Marfat.com

عالم میں رہے۔اس پریشانی اور گو مگو کی کیفیت میں امیر جماعت نے مجبوراً "حزب" کے قائدین کو باغی قرار دے دیا۔اب کچھ دنوں سے ان بیانات میں نرمی آرہی ہے۔ یکطرفہ جنگ بندی کا یہ اعلان اگرچہ دشمن کی طرف سے انتقامی کاروائیاں بند کر دینے سے مشروط تھا لیکن اس کے باوجود بقیہ جہادی تحریکوں اور اہل کشمیر کی نمائندہ حریت کانفرنس نے حزب المجاہدین کے اس فیصلے کو "جلدبازی" سے تعبیر کیا ہے۔امیر جماعت کی طرف سے متعدد صفائیوں اور شدید مذمت کے باوجود بعض لوگ اب بھی اس کاروائی کو ان کے دورہ امریکہ کا ایک منطقی نتیجہ قرار دے رہے ہیں اور بعض مبصرین اسے مجاہدین کی کامیاب حکمت عملی اور کئی تو سقوط ڈھاکہ کے بعد اس واقعہ کو سب سے بڑا المیہ سمجھ رہے ہیں۔مدعا یہ ہے کہ اس اعلان پر پوری پاکستانی قوم "کنفیوزڈ" ہے۔اعلان تو بہر حال ہو گیا۔اب دیکھنا یہ ہے کہ اس کے متوقع نتائج پورے ہونے میں صورتحال کیا رخ اختیار کرتی ہے۔ ایک اندازہ یہ لگایا جارہا ہے کہ موجودہ عسکری حکومت نے بھارتی قیادت کی ہٹ دھرمی اور اسے مذاکرات کی میز تک لانے کیلئے یہ اعلان کروایا ہے۔اگر فی الواقع حقیقت یہی ہے تو پھر محدود جنگ بندی کا یہ اعلان خسارے کا سودا نہیں بشرطیکہ ہندو کی دیرینہ مکاری اور چالاکی کو پیش نظر رکھتے ہوئے سہ فریقی مذاکرات کا راستہ ہموار ہو جائے۔

اب تک بھارتی حکومت پوری دنیا کے سامنے یہی شور مچاتی نظر آرہی تھی کہ " پاکستان دہشت گردوں کے ذریعے بدامنی پھیلا رہا ہے اس لئے ہم اس کے ساتھ مذاکرات نہیں کر سکتے "حزب المجاہدین نے اسے کم از کم اس بہانے کے قابل نہیں چھوڑا۔یہی وجہ ہے کہ امریکہ سمیت کئی یورپی ممالک نے بھارتی حکومت پر اب مذاکرات کیلئے زور دینا شروع کر دیا ہے۔شواہد بتا رہے ہیں کہ امریکہ براہ راست اس ساری صورتحال کی نگرانی کر رہا ہے۔ گذشتہ کئی ماہ سے کشمیر کے مسئلے کے "ممکنہ حل" کی کئی تجاویز بھی گردش کر رہی ہیں اور ریاست کی تقسیم کے نقشے بھی تیار کر لیے گئے ہیں کیونکہ امریکی صدر کلنٹن اپنی آخری صدارتی مدت میں فلسطین کے ساتھ ساتھ کشمیر کے مسئلے کو بھی کسی نتیجے تک پہنچانا چاہتے

Marfat.com

ہیں۔ گزشتہ روز چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف نے بھی اپنا موقف دھراتے ہوئے ایک بار پھر بھارت کو دعوت دی ہے کہ دونوں ملک مسئلہ کشمیر کے حل کے بعد No War Pect پر دستخط کر دیں تاکہ ممکنہ مالی وسائل جنگی تیاریوں کی بجائے عوام کی خوشحالی کیلئے استعمال ہو سکیں۔ ہم حکومت کی نیک نیتی پر شک کئے بغیر اسے یہ مشورہ دیتے ہیں کہ اب تاریخ آزادیٔ کشمیر ایک اور نازک دوراہے پر آن کھڑی ہوئی ہے۔

کشمیری قوم نے گزشتہ دس گیارہ سالوں میں 70 سے 80 ہزار فرزندوں کی قربانیاں دی ہیں۔ جان ہتھیلی پر رکھ کر یہ جنگ لڑی ہے اور اب بھی لڑ رہے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے خون سے معاہدہ تاشقند' معاہدہ شملہ' معاہدہ لاہور اور معاہدہ واشنگٹن کی طرح پھر غداری ہو یا کشمیریوں کی نمائندہ حریت کانفرنس کی شمولیت کے بغیر عالمی طاقتوں کے دباؤ میں آکر حکومت پاکستان کوئی اور معاہدہ کر بیٹھے جس کی سزا پھر کشمیری قوم کو بھگتنا پڑے۔ اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو پاکستان اہل کشمیر کی ہمدردیاں کلیتاً کھو دے گا اور اس کے جو نتائج نکلیں گے وہ شاید ابھی کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ ہوں۔ ہم مسئلہ کشمیر کا آبرومندانہ حل چاہتے ہیں۔ یہ ایک جنگجو مسلمان قوم کے مستقبل کا مسئلہ ہے جس کے ہم وکیل اور معاون ہیں۔ ہم نے عالمی عدالت میں اس سے قبل ایک کمزور' نالائق اور کسی حد تک لالچی وکیل کا کردار ادا کیا ہے۔ اب ان غلطیوں کو نہیں دھرایا جانا چاہیے۔ سپر پاور امریکہ اپنے مفادات کے بغیر تو کسی یورپی ملک سے ہمدردی نہیں کرتا' پاکستان تو پھر بھی اس کے حریف عالم اسلام کا نمائندہ ہے۔ لہٰذا حد درجہ احتیاط اور جرأت مندانہ مؤقف کی ضرورت ہے۔

(اگست ۹۹ء)

Marfat.com

انتہاپسند تنظیموں کی "جہادی سرگرمیاں"

امتِ مسلمہ میں علمی مسائل اور بعض فروعی مذہبی معاملات میں اختلاف رائے کی تاریخ بڑی پرانی ہے۔ ویسے بھی ایک دوسرے سے مختلف نکتہ نظر رکھنا انسانی فطرت اور مزاج کا حصہ ہے۔ اختلاف رائے کا یہ حق انسان کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم ﷺ نے دے رکھا ہے۔ اسی لیے آئمہ اسلاف نے چار فقہی مکاتب فکر کو باہمی اختلاف کے باوجود برحق تسلیم کیا۔ ہاں یہ "اختلاف" جب حد سے گزر کر "مخالفت" کے دائرے میں داخل ہو جاتا ہے تو پھر انسانی انا کے ساتھ ابلیسیت کا رقص بھی دکھائی دیتا ہے۔

ماہِ ربیع اول شریف میں اہل ایمان میلاد النبی ﷺ کی خوشی میں اللہ تعالیٰ کے حضور تحدیث نعمت کے طور پر جلسے جلوس اور محافل نعت کا انعقاد کرتے ہیں۔ یہ اسلامیان عالم کا محبوب عمل اور عین تقاضائے ایمان ہے۔ اس کی شرعی حیثیت پر کسی کو اعتراض ہو بھی تو وہ علمی اختلاف کی حد تک ہو سکتا ہے اور علمی اختلافات کوئی نئی بات نہیں لیکن ایک عرصہ سے بعض معاصر مذہبی طبقات اور ان کی ذیلی عسکری تنظیمیں اعتدال و توازن کا راستہ چھوڑ کر انتہا پسندانہ کاروائیوں میں ملوث ہو گئی ہیں۔ توحید اور رد شرک کی آڑ میں متشددانہ کاروائیوں کے ذریعے خانہ جنگی کی صورتحال پیدا ہوتی دکھائی دے رہی ہے۔ جو کسی بھی شکل میں ایک مہذب قوم کا شعار نہیں کہلا سکتی۔

یہ تنظیمیں اولاً افغانستان کے جہاد میں مصروف رہیں اور اب کشمیر کی جہادی سرگرمیوں میں شمولیت کیلئے آزاد کشمیر کے مختلف مقامات پر مقیم ہیں۔ آزاد کشمیر کے مختلف علاقوں بشمول مظفر آباد، نیلم ویلی، جہلم ویلی اور فارورڈ کہوٹہ جیسے حساس علاقوں میں مقامی لوگوں کے ساتھ ایک سے زائد مرتبہ مار دھاڑ میں اسلحہ کی نمائش بھی ہو چکی ہے۔ ابھی حال

Marfat.com

ہی میں فارورڈ کھوٹہ ضلع باغ بساں شریف میں میلاد النبی ﷺ کے پرامن جلوس پر سیکڑوں مسلح "مجاہدین" نے دن دھاڑے حملہ کیا اور بہت سے نہتے شرکائے جلوس کو جشن میلاد کے "جرم" میں شدید زخمی کیا۔ آزاد کشمیر حکومت بالخصوص اور حکومت پاکستان بالعموم ایسے سنگین حالات پر گہری نظر رکھے اور ایسے واقعات کے مواقع معدوم کرے ورنہ خدانخواستہ ان مسلح تشدد پسند "مجاہدین" کا مقامی لوگوں کے ساتھ باقاعدہ "جہاد" شروع ہو گیا تو جگ ہنسائی کے علاوہ افغانستان کی طرح جہاد کے ثمرات یہاں بھی خطرناک خانہ جنگی اور خون خرابے میں ضائع ہو جائیں گے۔ یہ ایسی آگ ہو گی جس کے شعلے حکومت کے ایوانوں کو بھی خاکستر کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ امت کو اس فتنے سے بچائے اور ہمیں صبر و تحمل کے ساتھ تحریک جہاد کو اس کے منطقی انجام تک پہنچانے کیلئے متحد ہو کر سرگرم عمل رہنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

(اگست '۲۰۰۰ء)

Marfat.com

نیرنگیٔ سیاستِ دوراں تو دیکھئے

وطن عزیز آج کل ایک طرف معاشی بحران کا شکار ہے ' تو دوسری سمت ملکی سرحدوں پر بھارتی توپوں کی گھن گرج سنائی دے رہی ہے۔ تحریکِ آزادیٔ کشمیر کی وجہ سے دس سال سے جاری سرحدی کشیدگی اب خطرناک موڑ پر آن کھڑی ہوئی ہے۔ بھارتی حکمران 'انتہاء پسند ہندو لیڈر اور فوجی قیادت کی طرف سے آئے روز جنگ کی دھمکیاں آرہی ہیں۔ مقبوضہ کشمیر کے اندر جاری تحریک جوں جوں اپنے منطقی انجام کے قریب تر ہوتی جارہی ہے دشمن کا ردِ عمل توں توں جذباتی اور بزدلانہ انتقامی کاروائیوں کا مظہر دکھائی دے رہا ہے۔ ایسے میں کوئی بعید نہیں کہ عالمی طاقتوں کی شہ پر بھارت یکطرفہ کاروائی کرتے ہوئے حملے کا ارتکاب بھی کردے۔

ایک حساس ملک کے سیاسی عمائدین کیلئے یہ حالات اس بات کے متقاضی تھے کہ وہ قومی سلامتی کو یقینی بنانے کیلئے ٹھوس حکمتِ عملی کے تحت موجودہ عسکری قیادت کو اپنے تعاون کا یقین دلاتے اور اس کی مثبت قومی اصلاحات کو ملکی مفاد کیلئے قبول کرتے لیکن ہوسِ اقتدار ایک مرتبہ پھر ان کی غیرت وحمیت اور جذبۂ حب الوطنی پر غالب آگئی۔ ایک سال پہلے تک ایک دوسرے کے خون کے پیاسے اب ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو رہے ہیں۔ یہ اجتماعِ ضدین قابلِ تعریف تھا بشرطیکہ اتفاق کے پسِ منظر میں قومی تعمیر کا جذبہ مضمر ہوتا لیکن حالیہ اتحاد میں PPP اور مسلم لیگ کے وہ دھڑے جمع ہو رہے ہیں جنہیں اقتدار کی فرقت برداشت نہیں ہو رہی۔

آج سے چند سال قبل چیئرمین پاکستان عوامی تحریک پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے ایک تجزیہ پیش کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ "یہ دونوں مخالف دھڑے ضرورت پڑنے پر اقتدار کیلئے ایک بھی ہو سکتے ہیں"۔ چنانچہ آپ کی وہ بات آج بالکل سچ ثابت ہوئی اور

Marfat.com

وقت نے نیرنگی سیاست کا یہ عجیب منظر بھی دکھایا کہ ایک دوسرے کے سائے سے بھاگنے والے اب ایک گھاٹ پر کھاپی رہے ہیں اور باہمی اختلافات بھلا کر ایک مرتبہ پھر لوٹ مار کیلئے اقتدار میں آنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ لیلائے اقتدار کے مجنوں دونوں دھڑے احتساب سے گریزاں ہیں۔ حقیقی جمہوریت کے دشمن ہیں۔ عوام کے جذبات کو پس پشت ڈال کر اقتدار کیلئے اکٹھے ہونے والے عوام کے حقوق کی پاسداری کے دعوے کس زبان سے کرتے ہیں؟ ان دونوں دھڑوں کی سیاست اور جمہوریت ان کے ذاتی اقتدار سے مشروط ہے ورنہ بے نظیر اور نواز شریف کے اندر جمہوری قدروں کا ذرا سا بھی پاس ہوتا اور اپنے کیے پر نادم ہوتے تو اپنی جگہ پارٹی قیادت کیلئے کسی اہل فرد کو نامزد کر دیا ہوتا۔ جو قیادت ملک بدری اور پابندِ سلاسل ہوتے ہوئے بھی خود کو خدائی کے منصب سے نیچے لانے کو تیار نہیں اس کی رعونت اور انا پرستی کا اقتدار میں کیا ٹھکانہ ہوگا۔

یہی وجہ ہے کہ گذشتہ ماہ لاہور کے ایک ہوٹل میں ہونے والی APC سے قائدِ تحریک نے جرأت مندانہ قدم اٹھاتے ہوئے واک آؤٹ کر دیا اور موقع پر ہی ان دونوں مقتدر دھڑوں کے نمائندوں کی جمہوریت دشمنی کا پردہ چاک کیا۔ قوم کے سامنے ان دونوں سیاسی دھڑوں کی حقیقت کھل کر سامنے آگئی ہے۔ اب بھی اگر وہ انہی مردہ گھوڑوں پر سوار ہوں گے تو اپنی منزل کا تعین خود کر لیں۔

(ستمبر ۲۰۰۰ء)

Marfat.com

کالاباغ ڈیم پر قومی اتفاقِ رائے کی ضرورت

پاکستان شائد دنیا کا وہ واحد ملک ہے جہاں آئے روز قومی اور ملی مفادات ذاتی انا کی بھینٹ چڑھتے ہیں اور بے بس نظامِ قانون واحتساب منہ میں انگلیاں دیئے چپ چاپ دیکھتا رہ جاتا ہے۔ اسی انانیت پرستی نے نصف صدی گزرنے کے بعد بھی پاکستان کو ایک متحدہ قومی جذبے سے محروم رکھا اور ملک کو صوبائی اور لسانی عصبیتوں میں جکڑے رکھا۔ اقتدار کو اپنی لونڈی اور ملکی وسائل کو ذاتی جاگیر سمجھنے والے یہ قوم پرست لیڈر اس ملک کی سب سے بڑی بد قسمتی اور نحوست ہیں۔ الگ الگ صوبوں میں رہنے اور الگ الگ زبانیں بولنے کے باوجود اجتماعی ملکی مفادات کے خلاف صف آرائی میں ہمیشہ متحد دکھائی دیتے ہیں۔ قیام پاکستان سے اب تک ان میں سے ہر ایک کو ملک دشمن استعماری طاقتوں کا ایجنٹ ہونے کا "اعزاز" بھی حاصل ہے۔ کسی کو بلاواسطہ اور کسی کو بلواسطہ۔

یہ چند لوگ جس عوام کی نمائندگی اور قیادت کرتے ہیں اسے تو جہالت' غربت اور بے بسی کے اندھیروں میں رکھا ہوا ہے لیکن اپنے بچوں کو بیرونی آقاؤں کی تعلیم گاہوں میں پڑھاتے ہیں اور اگر کہیں ان میں "وطن کی خدمت کا جذبہ" جاگ بھی جائے تو ملکی وسائل کے بل بوتے پر قومی اور صوبائی اسمبلیوں کی سیٹوں پر آکر قابض ہو جاتے ہیں۔

اس دوران خوب دل لگا کر تجوریاں بھرتے ہیں اور موقع ملتے ہی انہی ممالک میں واپس جا کر سیاسی پناہ حاصل کر لیتے ہیں۔ یہ وہ طبقہ ہے جو اس ملک کی سیاست اور معیشت پر بری طرح قابض ہے جبکہ ۹۸ فیصد عوام بنیادی ضروریات کیلئے بھی ترس رہے ہیں۔ ظلم کی حد تو یہ ہے کہ ان نوابوں' سرداروں اور جاگیرداروں نے عوام کیلئے قدرتی وسائل کی تقسیم کے عمل کو بھی اپنی انا کے خلاف جنگ قرار دے دیا ہے۔ اس کی سب سے بری اور واضح مثال کالا باغ ڈیم کا منصوبہ ہے۔

Marfat.com

تربیلا اور منگلا ڈیم کی طرح کالاباغ ڈیم کی تعمیر کا منصوبہ بھی شدید قومی ضرورت کے پیشِ نظر ۱۹۵۲ء میں سامنے آیا۔ مختلف ادوار میں ہر حکومت نے اس منصوبے کو اپنی توجہ کا مرکز بنایا اور اس پر سرمایہ خرچ ہوتا رہا لیکن وہی قومی تعمیر کا دشمن طبقہ' قوم پرست لیڈر ۵۰ سال سے اس کی تعمیر میں حائل ہے۔ پنجاب کے علاوہ سرحد' بلوچستان اور سندھ کی علاقائی قیادت نے تو اپنے لیے اس ڈیم کی تعمیر کو زندگی موت کا مسئلہ بنالیا ہے حالانکہ پوری دنیا کے ماہرین اور خود اس ملک کے عوام و خواص ایک عرصہ سے اس قومی منصوبے کی تعمیر کے حق میں ہیں۔ بشرطیکہ متاثرہ علاقے کے حقیقی تحفظات کو دور کر دیا جائے۔

بفرضِ محال اگر کالاباغ ڈیم پر قومی اتفاق رائے نہیں ہوتا اور اس ڈیم کی وجہ سے ملک دشمن عناصر کی طرف سے ملکی سالمیت کو خطرہ لاحق ہوتا ہے تو دانائی کا تقاضا یہی ہے کہ اس کے متبادل حل تلاش کیا جائے اور دیگر ترقی یافتہ ممالک کی طرح چھوٹے چھوٹے ڈیم بنانے کے منصوبوں کو حتمی شکل دی جائے۔ اس متنازع ڈیم پر قومی وسائل اور وقت کے ضیاع کی بجائے متبادل جگہوں پر فوراً تعمیری کام کا آغاز کر دینا چاہیے تاکہ ایک طرف ان بدطینت قوم پرستوں کی سیاست دم توڑ جائے اور دوسری طرف برا وقت آنے سے پہلے برقی توانائی کی پیداوار اور آبی ذخائر کی حفاظت کا قومی فریضہ بھی مکمل ہو سکے۔

(ستمبر' ۲۰۰۰ء)

Marfat.com

فوجی حکومت کا ایک سال

چند دن بعد موجودہ فوجی حکومت کے اقتدار کو ایک سال ہونے والا ہے۔ گذشتہ سال ۱۲ اکتوبر کی جس ہنگامہ خیز شام کو نواز شریف کے اپنے ہی احمقانہ شاہی حکم کے ردِ عمل میں اس کے نام نہاد جمہوری دور کا خاتمہ ہوا اور ہوا میں معلق جنرل پرویز مشرف کیلئے (راولپنڈی اور کراچی کے کور کمانڈروں کی بروقت منظم کارروائی کے سبب) راستہ ہموار ہوا پاکستان کی اکثریت نے اس دن سکھ کا سانس لیا تھا۔ قومی اداروں کی تباہی' جمہوریت کے لبادے میں فرعونی مطلق العنانیت' لوٹ مار اور کرپشن' آئے روز خودکشیاں' آئین اور قانون پر حملوں کا غیر انسانی اور غیر اخلاقی رجحان اور سب سے بڑھ کر اسلام اور پاکستان کے ازلی دشمنوں کے ہاتھوں قومی عزت و وقار کی نیلامی' کشمیری شہداء کے خون سے سوداگری اور فوج جیسے اہم ترین قومی ادارے میں انتشار و افتراق کے ذریعے طوالتِ اقتدار کی ہوس جیسے سنگین جرائم کا داغ لیکر جانے والی نواز حکومت اور ۱۲ اکتوبر کی رات کی تاریکی میں ڈوبنے والے شریف فیملی کے اقتدار کے خاتمے پر کوئی آنکھ پرنم ہوئی اور نہ کوئی سڑکوں پر احتجاج کے لئے آیا۔ ۱۳ اکتوبر کی صبح ہر سمت خاکی وردی میں ملبوس محبِ وطن فوجیوں کو دیکھ کر جیسے بے سہارا اور بے بس عوام الناس کی جان میں جان آگئی تھی۔ لوگوں نے مٹھائی بانٹی' شکرانے کے نوافل پڑھے اور ایک دوسرے کو مبارکبادیں دیں' کیوں؟ اس لئے نہیں کہ انہیں فوجی حکومت اچھی لگتی تھی' بلکہ ان ساری مسرتوں اور خوشیوں کا سبب یہ تھا کہ انہیں تاریخ کے تاریک ترین دور سے نجات ملی تھی' انہیں محبِ وطن فوجیوں سے اچھے دنوں کی امید تھی' وہ قومی مجرموں اور کرپٹ حکمرانوں کو تختہ دار پر جھولتا ہوا دیکھنا چاہتے تھے' وہ شاید پاکستان کو خود دار' آزاد اور خوشحال ملک کے طور پر دیکھنے کے دیرینہ خواب کی تعبیر دیکھنے کے خواہاں تھے۔

Marfat.com

جنرل مشرف نے جب سات نکاتی ایجنڈے کا اعلان کیا تو یوں لگا جیسے نصف صدی سے منزل کی تلاش میں سرگرداں قوم کو منزل کا نشان مل گیا ہو۔ قوم کی رگوں میں اتری ہوئی کرپشن' رشوت اور چور بازاری کا سرجری کے ذریعے شفاف علاج کا انتظام ہو گیا ہو۔ حکومت کی طرف سے ملکی دولت لوٹنے والے بیوروکریٹس اور سیاستدانوں کو مال جمع کروانے کی ڈیڈ لائن دی گئی تو امید بندھی کہ واقعی فوجی حکمران مظلوم قوم کے ساتھ نصف صدی سے ظلم روا رکھنے والوں کیلئے موت کا پیغام بن کر آئے ہیں۔ وہ دن اس قوم کیلئے حقیقی جشن اور عید کا دن ہو گا جب اس کا خون چوسنے والوں کو الٹا لٹکا کر ایک ایک روپے کا حساب لیا جائے گا۔ ان کی جائیدادیں اور محلات نیلام ہوں گے' بنکوں میں رکھی ہوئی بے حساب دولت واپس قومی خزانے میں آئے گی تو ہم خود کفالت کی منزل کے قریب پہنچ جائیں گے۔ یوں غیر ملکی قرضوں کی بدترین لعنت سے چھٹکارا ملے گا اور یوں قومی غیرت اور عزت بھی بحال ہو گی۔ غرضیکہ یہ سارے خوش کن خواب' ساری تمنائیں' اچھے دنوں کی امیدیں...... وقت کے ساتھ ساتھ...... ٹوٹنا شروع ہوئیں۔ جنرل مشرف کے پاس قوم کا نجات دہندہ اور مسیحا بننے کا شاندار موقع بھی ضائع ہو گیا۔ نہ کوئی مجرم کیفر کردار تک پہنچا اور نہ کسی بڑے لٹیرے پر مضبوط ہاتھ ہی پڑ سکا۔ نہ ملک کی لوٹی ہوئی دولت واپس آسکی اور نہ غیر ملکی قرضوں کے بوجھ سے قوم کو نجات ملنے کی کوئی معمولی سی امید ہی قائم ہوئی' بلکہ ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف نے غیر جمہوری حکومت کو پہلے سے زیادہ بلیک میل کیا اور اپنی پسند شرائط منوا کر بجلی' گیس' پٹرول اور دیگر اشیائے ضرورت کی قیمتوں میں اضافہ کروا لیا۔ یوں مایوسیوں نے ایک بار پھر ڈیرے ڈال لئے اور...... اب تو روز افزوں مہنگائی نے اچھے بھلے لوگوں کے ہوش اڑا دیئے ہیں۔ ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قیمت میں ریکارڈ کمی' آئے روز اشیائے ضرورت کی قیمتوں میں بے پناہ اضافہ اور ملکی معیشت میں روز افزوں زوال' کوئی اور ہی بھیانک منظر دکھا رہا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ قوم بھوک' ننگ' افلاس اور غربت کی ہر مشکل برداشت کر

Marfat.com

سکتی ہے اور برداشت کر رہی ہے کیونکہ اب اس نے ان حالات سے سمجھوتہ کر لیا ہے' لیکن اس سے دو چیزیں شاید برداشت نہ ہوں ایک فوجی حکومت کی احتساب کے سلسلے میں سست رفتاری بلکہ فرار' اور دوسرا اسلام سے بیزاری اور سیکولر رجحان کا فروغ۔ بے لاگ احتساب ہر فرد کے دل کی آواز تھی جس پر سوائے چند عدالتی کارروائیوں کے کوئی خاص پیش رفت نہیں ہو سکی۔ قومی مجرم اور لٹیرے اسی طرح دندناتے پھر رہے ہیں ملک کے اندر بھی اور بیرون ملک بھی۔ لوٹی گئی دولت بنکوں میں موجود ہے لیکن واپسی کی چارہ جوئی ناکام ہو چکی ہے۔ اب بلدیاتی انتخابات میں ضلعی حکومتوں کا نظام متعارف کروایا جا رہا ہے۔ نچلی سطح تک اختیارات کی منتقلی اپنی جگہ ایک اچھا اور جمہوری قدم ہے لیکن غیر جماعتی انتخابات کے باعث برادری ازم کے فروغ کے ساتھ ساتھ وہی سابقہ بھیڑ چال کا دور دورہ ہو گا۔ احتساب کا عمل مکمل کئے بغیر ضلعی حکومتوں کا انجام پہلے سے بھی بدتر ہو گا۔ اس لئے کہ ضلعی ناظم کوئی سابقہ MNA یا ایم پی اے ہو گا یا ان کا قریبی عزیز۔ وہی آئندہ سیاسی سیٹ اپ میں بنیادی کردار ادا کریں گے۔ جہاں تک اسلام سے روگردانی کے رجحان کا تعلق ہے اس کے شواہد اس ایک سال میں بڑے نمایاں ہو کر سامنے آ رہے ہیں۔ ہمارا قومی میڈیا جس ثقافت کا پرچار کر رہا ہے وہ مغربی یا بھارتی ثقافت تو ہو سکتی ہے اسلامی ثقافت قطعاً نہیں۔ بے حیائی اور عریانی کو جتنا اس ایک سال میں فروغ ملا ہے پہلے کبھی نہیں ملا تھا۔ قومی تشخص' قومی جذبے سے تعمیر ہوتا ہے اور قومی جذبوں کو فروغ دینے کیلئے کسی زبان' نسل یا علاقے کی شناخت کی بجائے مشترکہ اقدار کو ابھارا جاتا ہے۔ ہمارا ملک ایک نظریاتی اسلامی خطہ زمین پر مشتمل ہے اس کی بنیادوں میں خالصتاً اسلامی اقدار کے فروغ کیلئے دی جانے والی قربانیوں کا خون ہے۔ یہ قوم صرف اور صرف مذہب اور دینی پلیٹ فارم پر متحد و منظم ہو سکتی ہے ورنہ بلوچی' سندھی' مہاجر' سرائیکی' پختون اور پنجابی نعروں کی گونج تو آئے روز سنائی دے رہی ہے۔ چند دن قبل لندن میں قوم پرستوں کے اجتماع میں بھانت بھانت کی بولیاں بولنے والے کون ہیں؟ آئے روز ملک کے بڑے صوبے پنجاب کے خلاف نفرت اور حقارت کے جذبات میں اضافہ کیوں ہو رہا

Marfat.com

ہے ؟ کالاباغ ڈیم جیسے اہم قومی منصوبے سے دست کش کیوں ہونا پڑا؟ MQM کا وفد دار رسی کیلئے آجکل بھارت کس لئے گیا ہوا ہے اور لندن میں بیٹھ کر پاکستان کے قیام کو الطاف حسین نے تاریخ کی سنگین غلطی کیوں قرار دیا ہے ؟ یہ سب رنگ ' نسل ' زبان اور روایات کے بتوں کو پوجنے والوں کا منطقی ردِ عمل ہے۔ اس ردِ عمل میں مزید اضافہ بھی ہو گا اور اس اضافے کو بغاوت میں بدلنے کیلئے ہمارے ازلی دشمنوں کی تجوریاں بھی حرکت میں ہیں لیکن اگر اب بھی قوم کو ایک مرکز پر لانا ممکن ہے تو وہ مرکز کوئی شہر ' صوبہ یا زبان نہیں بلکہ صرف اور صرف "اسلام" ہے جس کے نام پر یہ خطہ زمین حاصل کیا گیا تھا۔ معاشی بد حالی ' کرپشن اور بے عملی قوم کی اتنی بد نصیبی نہیں جتنی بنیادی نظریے سے انحراف ہے۔ اس لئے کہ اساسی نظریے پر قائم رہتے ہوئے ہی قوم کا وجود قائم رہ سکتا ہے جب قومی وجود کو ہی خطرات لاحق ہوں تو اعضاء کی بقاء اور خوشحالی کی ضمانت کون دے سکتا ہے۔

پاکستان عوامی تحریک اسی قومی وجود کو قائم رکھتے ہوئے معاشی اور معاشرتی خوشحالی کیلئے میدانِ عمل میں اتری ہے۔ اس نے اسی وسیع تر قومی مفاد کیلئے ایک سال قبل فوجی انقلاب کو خوش آمدید کیا تھا اور اگر اب یہ حکومت احتساب اور اسلام کے ساتھ غداری کی مرتکب ہو گی تو تحریک کے لاکھوں کارکن اس کے خلاف سیسہ پلائی دیوار ثابت ہوں گے۔

(اکتوبر ' ۲۰۰۰ء)

Marfat.com

شامِ غم لیکن خبر دیتی ہے صبح عید کی

فلسطین اور اسرائیل تنازعہ دنیا کے ان چند سنگین ترین معاملات میں سر فہرست ہے جن کے ساتھ امن عالم خاصی حد تک مشروط ہے۔ اس کا ایک بنیادی سبب فریقین کے تاریخی حقائق اور مذہبی جذبات ہیں بلکہ یہودیوں اور مسلمانوں کے علاوہ بیت المقدس عیسائیوں کی عقیدتوں کا بھی مرکز ہے تاہم اس وقت یہاں مسلمان اور یہودی تاریخ کے نئے تصادم اور نازک کشمکش کے دور سے گزر رہے ہیں۔ امن مزاکرات اور معائدوں کے باوجود نہتے مسلمانوں کا جو خون بہہ رہا ہے اور سرائیلی جارحیت پوری دنیا کے جذبات واحساسات سے قطع نظر جس قدر ظلم روا رکھے ہوئے ہے' اس کے پس پشت عالمی سیاسی اور اقتصادی مفادات بھی ایک مضبوط محرک کے طور پر کار فرما ہیں۔ امریکہ "نیوورلڈ آرڈر" کے خاکوں میں جس طرح رنگ بھر رہا ہے وہ کسی ذی شعور شخص سے پوشیدہ نہیں۔ علاوہ ازیں امریکہ میں ہونے والے حالیہ صدارتی انتخاب بھی اس قضیے کی تازہ صورتحال اور اس کی سنگینی کا ایک بڑا سبب ہیں۔ امریکہ میں مقیم یہودی اقلیت بوجوہ بااختیار سیاسی قوت مانی جاتی ہے جس کی ہمدریوں کا واحد محور اسرائیل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ موجودہ صدر کے حمایت یافتہ مضبوط صدارتی میدوار الگور نے امریکہ کی تاریخ میں پہلی بار متعصب یہودی "لیبر من" کو نائب صدر کے طور پر نامزد کیا ہے جس نے کھلے عام اس صدارتی مہم میں یہودی ازم کو پروموٹ کیا اور اسرائیل کی حمایت میں فضاء قائم کرنے کی بھرپور کوشش کی۔

مسلم خلیجی ریاستیں مالی وسائل کی دستیابی کی وجہ سے اس وقت عالم مغرب اور امریکہ کیلئے نہایت اہمیت کی حامل ہیں۔ یہاں کے معدنی وسائل خصوصاً تیل کے ذخائر ان عالمی طاقتوں کیلئے دنیا کی ہر چیز سے بڑھکر توجہ کا مرکز ہیں۔ حالانکہ خود امریکہ اور اکثر یورپی ممالک کے ہاں تیل کا وافر ذخیرہ موجود ہے مگر اسے وہ "برے وقتوں" کیلئے بچا کر رکھنا چاہتے

Marfat.com

ہیں۔ گذشتہ خلیجی جنگ میں عرب حکومتوں کی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے امریکہ نے جس طرح اپنی مداخلت کا جواز نکالا اور بعد ازاں عراق کی اب تک ہونی والی تباہی میں عرب حکومتوں کا سرمایہ خرچ کروا رہا ہے اس سے اس کے شاطرانہ حربوں کا دنیا کو بخوبی اندازہ ہو چکا ہے۔ خلیج کے سینے میں اسرائیل کا ناسور بھی دراصل امریکہ کی زیر نگرانی پرورش پاتا رہا ہے۔ اور اب وہی بگڑا ہوا درندہ عالمی امن کیلئے خطرہ بن چکا ہے۔ اس کے پاس دنیا کی بہترین ایٹمی ٹیکنالوجی اور وافر مقدار میں خطرناک ترین کیمیائی ہتھیار موجود ہیں جو 30 سے زائد ہمسایہ مسلم ملکوں کی گھنٹوں میں نہیں منٹوں میں تباہی کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

اس کے برعکس عالم اسلام اور بالخصوص عالمِ عرب کی عسکری قوت پر ایک نظر ڈالیں تو سوائے چند ملکوں کے کسی کے پاس اپنی باقاعدہ فوج بھی موجود نہیں۔ اپنی حفاظت اور دفاع سے بے خبران عیاش عرب حکمرانوں نے ضرورت اور احساس کے باوجود لامحدود مالی وسائل کے ہوتے ہوئے بھی اس طرف توجہ نہیں دی۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج کروڑوں عرب مسلمان باشندے چند لاکھ مسلح یہودیوں کے رحم و کرم پر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسرائیلی فوجی جب چاہیں جہاں چاہیں ٹینکوں اور بمبار طیاروں کے ذریعے مسلمانوں پر بم برسا رہے ہیں۔ اس کے مقابلے میں لبنان' شام' مصر' اردن' یمن' عراق' متحدہ عرب امارات اور سعودیہ جیسے ممالک زیادہ سے زیادہ یہ کرتے ہیں کہ وزرائے خارجہ یا عرب سربراہی کانفرنس کا اہتمام کر کے اس میں اسرائیل کی مذمت کر لیتے ہیں اور اس مذمت کی حیثیت بھی اخباری بیانات سے آگے نہیں بڑھتی۔ محض زبانی کلامی دھمکیاں اور غم و غصے کا اظہار کئے بغیر وہ کر بھی کیا سکتے ہیں۔ عالم اسلام کی اس مجبوری سے امریکہ اور مغرب اچھی طرح آگاہ ہے۔ اسے بوسنیا' کوسوو' چیچنیا اور کشمیر میں مرتے ہوئے نہتے مسلمان بھی اس لئے اپنی طرف ملتفت نہیں کر سکتے کہ ان کی سرپرستی کوئی موثر سیاسی قوت نہیں کر رہی اور نہ وہاں تیل اور سونے کے معدنی ذخائر ہیں ورنہ کیا وجہ ہے کہ کویت پر عراقی حملے کے چند گھنٹے بعد عالمی امن کو خطرہ لاحق ہو گیا اور دنیا کے بڑے غنڈوں نے عراقی عوام پر آگ کی برسات

Marfat.com

کردی جبکہ اسرائیلی اور بھارتی جارحیت فلسطین اور کشمیر میں نصف صدی سے زائد عرصے سے جاری ہے اور UNO کی قرار دادیں بھی منظور ہو چکی ہیں لیکن ان عالمی طاقتوں کا ضمیر ابھی تک بیدار نہیں ہو سکا۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر سمت مسلمانوں کو جس مرگ مفاجات کا سامنا ہے یہ صرف اور صرف جرم ضعیفی کی سزا ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ عالم اسلام میں واحد ملک پاکستان ایٹمی قوت ہے اور ہندو بنیے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ فلسطین میں ہونے والی حالیہ شہادتیں اور پھر امریکہ کی اسرائیل نواز پالیسیوں سے اس مرتبہ پہلی بار بعض عرب حکمرانوں نے امریکہ کو مخاطب کر کے "گلہ" کرنے کی جسارت کی ہے مسلمان ممالک میں شدید غم و غصے اور ردِ عمل کا مظاہرہ ہوا۔ جس سے امریکی مفادات کو بھی خطرہ لاحق ہوا اور خلیج میں موجود اس کی 20 ہزار فوج بھی ہنگامی حالت میں ممکنہ خطرے سے نمٹنے کیلئے الرٹ کر دی گئی ہے۔ عوام اور حکام کی طرف سے یہ فطری ردِ عمل ایک اچھی انگڑائی ہے اس سے امریکہ سمیت یہود' ہنود کو ایک موثر پیغام ملا ہے۔ اللہ کرے ان مسلمانوں حکمرانوں کو بھی عوام کے مصائب کا احساس ہو اور وہ باطل کے خلاف متحد ہونے کا عزم کریں۔ اسلام کی عظمت مسلمانوں کی عزت اور عالمِ اسلام کا وقار اسی میں مضمر ہے کہ یہ اپنے دشمنوں کو پہچان کر اپنے دفاع کو یقینی بنانے کے ساتھ ساتھ معیشت بھی مستحکم کریں۔ OIC کے بے جان ڈھانچے کو موثر بنائیں۔ اپنے فیصلے خود کریں' اپنے تنازعات خود حل کریں اور اپنے وسائل اپنی ضرورتوں پر خرچ کریں۔

واحد مسلم ایٹمی قوت پاکستان اس وقت اگرچہ بے شمار مسائل میں گھرا ہوا ہے۔ اس کی داخلی خود مختاری بھی معرضِ خطر میں ہے اور اس کی سلامتی بیرونی جارحیت کا شکار بھی ہے۔ اس کی معیشت بھی تباہ کاریوں کی بھینٹ چڑھ چکی ہے اور سیاست بھی چوروں کے قبضے میں ہے' لیکن ہم پھر بھی پر امید ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس قوم پر کرم فرمائے گا اور اچھے دن ضرور آئیں گے۔ عالم اسلام کی امیدوں کا مرکز یہ خطۂ پاک عالم اسلام کے مجموعی وقار کا باعث بنے

Marfat.com

گا۔ بشرطیکہ ہم لوگ لٹیروں' ڈاکوں ملک دشمنوں اور ملت فروشوں سے نجات پاکر صالح' باکردار قیادت کے دست وبازو مضبوط کریں۔ اس ملک کی تقدیر بدل گئی تو انشاء اللہ عالم اسلام کو بھی غیرت مند قیادت میسر آئے گی اور باطل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جواب دینا ممکن ہو گا۔ اسلام اور عالم کفر کے اس کھلے تصادم میں ظاہری اسباب کے لحاظ سے تو باطل کا پلہ بھاری ہے کیونکہ کافر تو شمشیر پر ہی بھروسہ کرتا ہے جبکہ اہلِ ایمان شمشیر سے زیادہ خدائے قدوس کی نصرت پر یقین رکھتے ہیں۔ عالمی حالات اگرچہ ہمارے حق میں نہیں اور پوری ملت اپنے زخموں کو چاٹ رہی ہے لیکن اس شبِ ظلمت کی سحر ضرور طلوع ہو گی کیونکہ یہی منشائے ایزدی ہے اور وعدہ الوہیت ہے۔

(نومبر' ۲۰۰۰)

Marfat.com

سالِ گذشتہ پر ایک نظر

گذشتہ سال جب ۲۰۰۰ء کا آغاز ہوا تو ایک بحث عام تھی کہ یہ سال بیسویں صدی کا آخری سال ہے یا اکیسویں صدی کا پہلا۔ بہر حال اب تو یہ سال بھی قصہ ماضی بن کر تاریخ کے اوراق کا حصہ بن چکا ہے۔ اس ایک سال کے دوران پیش آنے والے واقعات پر ایک نظر ڈالی جائے تو ہمیں قومی اور بین الاقوامی سطح پر ہمیشہ کی طرح خون آشام مناظر کے ساتھ مسرتوں کے قہقہے بھی سنائی دے رہے ہیں۔ اس سال کا آغاز (D.N.A) جینیاتی تحقیق کے حیرت انگیز انکشافات سے ہوا جس کے تحت انسان نے اپنے من میں ڈوب کر سراغِ زندگی پالینے کا اعلان کر دیا۔

عالمی افق پر ابھرنے والے سیاسی معاملات اس مرتبہ بھی عالمی معیشت کے زیرِ اثر رہے۔ عالمی طاقتوں نے اپنے مفادات کی بھرپور حفاظت کی جبکہ تیسری دنیا اور بالخصوص مسلم ممالک اس سال بھی امریکہ کی ''نمبرداری'' کو خراج دیتے رہے۔ چیچنیا کے مجاہد برف پوش جنگلوں میں بیٹھ کر سرخ سامراج کی باقیات پر کاری ضربیں لگانے میں مصروف رہے۔ کشمیر کے کوہ و دمن ہزاروں حریت پسند مسلمانوں کے خون سے لالہ زار بنتے رہے اور غاصب بھارتی فوجیوں کے کیمپوں میں گھس کر انہیں واصلِ جہنم کرنے کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ مشرقِ وسطیٰ کا امن خطرے میں رکھنے کیلئے اب کے برس بھی امریکہ بہادر نے خوب چابکدستی سے کام لیا۔ منہ زور اسرائیلی حکومت امریکی فیصلوں پر اثر انداز ہونے کے ساتھ ساتھ بے گناہ فلسطینی مسلمانوں کے خون سے کھیلنے میں پہلے سے بہت آگے گزر گئی۔ اسرائیل کے سابق ملٹری چیف اور موجودہ وزیر اعظم ایہود باراک کے مسلم کش رویے کی بجائے اس مرتبہ امنِ عالم کی فاختاؤں کیلئے بوڑھا یاسر عرفات ہی دہشت گردی کی علامت بنا رہا۔ مغربی میڈیا سمیت امریکہ اور یورپی یونین کے پالیسی سازوں کی نظریں اسرائیلی فوج کی اندھا دھند فائرنگ، میزائل اور جنگی جہازوں کے ذریعے آتش و آہن کی بارش کے نتیجے میں اجڑنے والی بستیوں سے بلند ہونے والے آگ کے شعلوں اور ہواؤں میں اڑنے والے انسانی جسم کے ٹکڑوں پر مرکوز نہیں ہو سکیں بلکہ ان کیلئے وہ فلسطینی بچے ہی باعثِ تشویش رہے جو غلیلوں سے مسلح اسرائیلی فوجیوں پر چھپ کر سنگ زنی کرنے کا ''جرمِ عظیم'' کرتے ہیں۔

نومبر ۲۰۰۰ء کے پہلے ہفتے میں دوحہ قطر کے ایک عالی شان ہوٹل میں OIC کا نواں اہم

Marfat.com

اجلاس بھی ہوا جو حسبِ معمول سابقہ عالمی اجتماعات کی طرح نہ صرف بے اثر رہا بلکہ ملتِ اسلامیہ کی بے بسی پر احتجاج کا حق بھی ادا نہیں کر سکا۔ البتہ اس سال بعض عرب ممالک نے غیر متوقع طور پر سلامتی کونسل میں اسرائیل کیلئے امریکی ویٹو کو اسلام دشمنی پر معمول کیا ورنہ ان حکمرانوں نے تو اسے اپنے ہاں لاؤ لشکر کے ساتھ آ کر براجمان ہونے تک کو بھی بحالی امن کی کاوش ہی سمجھ رکھا تھا۔ دیکھتے ہیں عرب ممالک کا یہ احساس زیاں مستقبل میں کیا پالیسی اپناتا ہے۔

افغانستان میں طالبان اور شمالی اتحادی فوجیں نبرد آزما ہیں جبکہ سخت کوش افغان اس سال چاروں طرف سے مشکل ترین حالات سے دوچار رہے۔ امریکہ، روس اور بھارت کی طرف سے متوقع حملوں سمیت عالمِ کفر کی سازشیں افغانی غیرت کو سبق سکھانے کی چارہ جوئی میں مصروف رہیں۔ اس گئے گزرے دور میں بھی یہ نظارہ دیرینہ زمانے کی آنکھوں نے دیکھا کہ ایک فردِ واحد اسامہ بن لادن کے مقابلے میں پوری دنیا کی سپر ایٹمی ابلیسی طاقتیں ہر حربہ آزما رہی ہیں لیکن قدرت انہیں جدید ترین وسائل کے باوجود رسوا کر رہی ہے۔ تاریخ کا یہ عجیب اتفاق بھی ناقابلِ فراموش ہے کہ اکیسویں صدی کی دہلیز پر کھڑا خدائی کا دعویدار امریکہ ایک طرف نیو ورلڈ آرڈر جاری کر کے پوری دنیا کو اپنے حلقۂ غلامی میں لینے کے خواب دیکھ رہا ہے اور دوسری طرف وہ ایک ''عرب بدو'' کے غضب کا شکار ہو کر اپنے ناک سے لکیریں کھینچتا دکھائی دیتا ہے۔ یہ اعزاز بھی اسی سال کو حاصل رہے گا کہ دنیا کی ''صاف ستھری اور سینئر جمہوریت'' گزشتہ ماہ سے امریکہ کے دو حریفوں کے درمیان بری طرح پھنس چکی ہے۔ یہودیوں نے وائٹ ہاؤس کے صدیوں پرانے اصولوں کو بھی اپنی سازشوں کا شکار کر لیا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ صیہونی ہتھکنڈے کام دکھاتے ہیں یا باشعور امریکی عوام کی رائے معتبر مانی جاتی ہے۔

یہ سال پاکستان سمیت خطے کے تمام ممالک اور عالمی سطح پر آبی ذخائر میں کمی کی وجہ سے بھی ناقابلِ فراموش ہے۔ پاکستان، بھارت اور افغانستان کے بیشتر علاقے قحط کی زد میں آئے۔ ہزاروں بستیاں اس خدائی عذاب سے اجڑیں اور لاکھوں لوگ ابھی تک پانی کی تلاش میں دربدر پھر رہے ہیں۔ آگے چل کر نہ جانے یہ قحط کیا صورت اختیار کرتا ہے۔ وطنِ عزیز پاکستان کی سلامتی، اندرونی اور بیرونی دشمنوں کی زد میں رہی۔ کشمیر کی سرحدوں پر بھارتی توپ خانے کا تبادلہ روز کا معمول رہا۔ قوم برباد معیشت اور بے خانماں سیاست کے برعکس دفاعی شعبے میں تاریخ ساز کامیابیوں سے ہمکنار ہوئی۔ ملکی معیشت حسبِ معمول خوفناک انجام کی طرف بڑھ رہی ہے۔ مہنگائی کے سیلاب نے غریب طبقے

Marfat.com

بعداب متوسط طبقے کو بھی بے رحمی سے پامال کرنا شروع کر دیا ہے۔ ہمارے سرکاری عمائدین نے چند دن قبل IMF سے 596 ملین ڈالر' ایشیائی ترقیاتی بنک سے 500 ملین ڈالر اور عالمی بنک سے 350 ملین ڈالر کے قرضوں کے حصول کی خوشخبری سنا کر اپنی تاریخی کامیابیوں کا لوہا منوایا۔ اللہ کرے یہ قوم غیر ملکی قرضوں کی اس لعنت سے آزاد ہو۔

اس سال ملکی سیاست میں سب سے حیرت انگیز مظاہرہ دیکھنے کو ملا جس نے اقتدار کیلئے بے اصولی کے سابقہ ریکارڈز توڑ دیئے۔ گزشتہ پندرہ بیس سال سے ایک دوسرے کے مدمقابل ایک دوسرے کو ملک دشمن' چور' لٹیرے کہنے والے' دو دن قبل ایک پلیٹ فارم پر ''ملٹری رجیم'' کے خلاف متحد ہو گئے۔ حکومت مخالف اتحاد سازی کے ماہر ایک بوڑھے سیاستدان کی زیرِ نگرانی پسِ دیوارِ زنداں ''شیر'' اور ملکی چراگاہوں سے دور جلاوطن ''بکری'' ماضی کی طرح وطن کی ''خدمت'' کے جذبے سے سرشار ہو کر اقتدار کے' ایک گھاٹ سے مفادات کا پانی پینے کیلئے تیار ہو گئے ہیں۔ وقت بتائے گا کہ مداریوں کا یہ تماشا کب تک جاری رہتا ہے۔

اسی سال کے چند اہم معاملات میں دو دن قبل یک اور خبر نے اضافہ کر دیا کہ لندن میں مقیم مرزا طاہر نے نئی قادیانی سٹیٹ بنانے کا اعلان کیا ہے۔ اس مقصد کیلئے انہوں نے اپنی سربراہی میں نو رکنی کمیٹی قائم کی ہے جو تین سال میں قادیانی ریاست کے متعلق منصوبہ بندی کریگی۔ اس مجوزہ ریاست میں سیالکوٹ' شکر گڑھ' قادیان اور جموں وکشمیر کے کچھ علاقے شامل کرنے کا خواب دیکھا گیا ہے' یہ منصوبہ بھی یہودی لابی کا شاخسانہ لگتا ہے۔ جس طرح خود یہودیوں نے عالم اسلام کے دل فلسطین میں قبلہ اول پر قبضہ کر کے گریٹر اسرائیل کا نقشہ تیار کیا ہے اور وہ اپنے جملہ وسائل کو بروئے کار لا کر اس خواب کی تکمیل میں مصروف ہیں اسی طرح وہ عالم اسلام کے قلعے پاکستان کی سرزمین پر قادیانیوں کے ناپاک وجود کا ناسور رکھنا چاہتے ہیں۔ قادیانیوں کو خاموش' غیر متحرک یا پر امن سمجھنے والے لوگوں کو اس خطرناک سازش کے اثرات ونتائج پر غور کر لینا چاہئے۔

یہ چند بے ترتیب واقعات ہیں جن کا تسلسل یقیناً آئندہ صدی کے نقشے کو متاثر کرے گا۔ فی الحال صدی کے آغاز وانجام پر کھڑی پاکستانی قوم کو حالیہ بلدیاتی انتخابات کا سامنا ہے جو اس کے مستقبل قریب کیلئے خاصے اہم ہوں گے۔ اس مملکتِ خداداد کی قسمت اور تقدیر کا فیصلہ تو اس کے رہنے والوں نے خود کرنا ہے بشرطیکہ عالمی مفادات کے مہرے پھر ہماری تقدیر پر مسلط نہ کر دیئے گئے۔

(دسمبر 2000ء)

Marfat.com

پاکستان کی سیاسی تاریخ کا عجیب ترین واقعہ

پاکستان کی سیاسی تاریخ یوں تو بہت سی ''انہونیوں'' سے بھری پڑی ہے لیکن ان ہماری انہونیوں میں گذشتہ روز کا سین ہمارے ملک کی تاریخ کا سنسنی خیز' حیران کن اور کافی حد تک پریشان کن بھی تھا۔ گذشتہ ۲۰ سال پاکستانی سیاست پر چھایا رہنے والا شریف خاندان رات کے سناٹے میں اسلام آباد ائیر پورٹ سے غیر ملکی جہاز کے ذریعے جلا وطنی کے سفر پر روانہ ہو رہا تھا۔ چند سال پہلے مال و دولت کے گھوڑے پر سوار ہو کر ضیاء الحق کی زیر سرپرستی شریف فیملی جب اقتدار کے ایوانوں میں داخل ہو رہی تھی تو ہر سو ان کی وطن پرستی' اصول پسندی اور شرافت و سیادت کے چرچے ہو رہے تھے۔ اب وہی خاندان جب ملک کو غیر ملکی مالیاتی اداروں کے رحم و کرم پر چھوڑ کر منہ چھپاتے ہوئے کعبہ سدھارا ہے تو لوگوں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں ہیں۔ یہ ہے دنیا اور اس کی عارضی تمکنت و اقتدار کا تماشا' بے وفا دولت اور شہرت کا انجام۔ رائیونڈ محلات' ماڈل ٹاؤن اور مری کے بنگلے' فیکٹریاں' سو برس کا سامان سب دھرے کا دھرا ہے اور مکیں کسی اور سرزمین پر جا بسے ہیں۔

جہاں دن رات بادشاہوں کے ارد گرد منڈلاتے ہزاروں صاحبانِ کمال نظر آتے تھے وہاں در و دیوار پر اداسیوں کے سائے براجمان ہیں۔ اب بھی بے ثباتیٔ دنیا پر کوئی یقین نہ کرے تو اس کی مرضی۔ اسی لئے فقراء اور صوفیاء نے تاج و تخت کو لات مار کر مالکِ حقیقی سے اپنی محبتوں کے سودے کیے۔ یوں آج ابدی زندگی اور حقیقی عزت انہی کا حصہ ہے۔

اس خاندان کی جلا وطنی نے جہاں لوگوں کو حیران کیا ہے وہاں بہت سے سوالات تشنہ جواب چھوڑ دیے ہیں اور حکومتِ وقت کی پوزیشن کو کافی مشکوک بنا دیا ہے۔ اب احتساب کے نظام سے لیکر ملک کی عدالتی اور قانونی حیثیت بھی محلِ نظر ہے۔ اطلاعات کے مطابق نواز شریف کے بعد آصف علی زرداری کی باری ہے' سوال یہ ہے کہ یہ بڑے مجرم اگر یونہی فرار ہوتے رہے تو اس خفیہ ''ڈیل'' کے پس پردہ محرکات کے آئندہ اثرات کیا ہوں گے؟ امریکہ بہادر اپنے وفاداروں کو کیسے کیسے نوازتا ہے اور جس سے دشمنی کی بو آئے اسے تلاش کرنے کیلئے کیا کیا جتن کرتا ہے؟ دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے ملک کی سیاست پر غیر ملکی چہرے کب تک باہر بیٹھ کر عوام الناس کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کریں گے اور کیا اس مظلوم عوام کو بھی اپنے مسائل سے رہائی حاصل ہوگی؟ (دسمبر ۲۰۰۰ء)

Marfat.com

موضوعاتی فہرست

نمبر شمار	مضامین	ماہ اشاعت	صفحہ
1	**عالم اسلام اور طاغوتی سازشیں**		
1	یہودیت بمقابلہ اسلام	نومبر 91ء	30
2	لخت لخت امت' قدم قدم حماقتیں	جنوری 95ء	50
3	بیت المقدس سے چرار شریف تک	جون 95ء	70
4	بنیادی انسانی حقوق اور بیجنگ کانفرنس	ستمبر 95ء	84
5	اقوام متحدہ کی پچاسویں سالگرہ	نومبر 95ء	91
6	خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا	جون 96ء	115
7	لمحوں کی خطا...... صدیوں کی سزا	اکتوبر 96ء	128
8	طالبان' اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا پیغام یا۔۔	نومبر 96ء	132
9	بے بس عالم اسلام کے غیر مؤثر اجتماعات	اپریل 97ء	150
10	طالبان تحریک کی قابل ستائش پیش قدمی	جون 97ء	155
11	عالم اسلام اور سال ۹۷ء کے اثرات	جنوری 98ء	191
12	خلیج میں امریکہ کی مایوسی......	مارچ 98ء	197
13	عالم اسلام کو نیا ایٹمی پاکستان مبارک	جون 98ء	210
14	امریکی دہشت گردی اور عالم اسلام	ستمبر 98ء	221
15	ملت اسلامیہ کی غیرت ملی پر حملہ......	جنوری 99ء	249
16	خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا	فروری 99ء	255
17	مہر بہ لب عالم اسلام کے نام کوسوو کا نوحہ	جون 99ء	280
18	مشرقی تیمور کی آزادی' عالمی ضمیر پر دستک	ستمبر 99ء	292
19	چیچنیا کی دوبارہ تباہی کے ذمہ دار......	دسمبر 99ء	305
20	شامِ غم لیکن خبر دیتی ہے صبح عید کی	نومبر 2000ء	349
-2-	**اسلامی ثقافت و تاریخ**		
1	کبھی اے نوجواں مسلم تدبر بھی کیا تو نے؟	اپریل 95ء	62

Marfat.com

2	عیدِ قربان کا پیغام امتِ مسلمہ کے نام	مئی 95ء	66
3	کیا کبھی آپ نے سوچا؟......	اکتوبر 95ء	87
4	علماء و مشائخ کی ذمہ داریاں......	دسمبر 93ء	93
5	شبِ برأت سے شبِ بسنت تک	فروری 96ء	101
6	روح امم کی ممات کشمکش اقتدار	دسمبر 97ء	184
7	ہمارا قومی تشخص...... بسنتی ثقافت کی زد میں	مارچ 98ء	200
8	غوری...... دو قومی نظریے کا سائنسی احیاء	مئی 98ء	206
9	اٹھو میری دنیا کے غریبوں کو جگا دو	مئی 99ء	272
3	**پاکستانی سیاست**		
1	صاحبانِ اقتدار کے ضمیر پر دستک	جون 91ء	19
2	کیا جواب جرم دو گے تم خدا کے سامنے	جولائی 91ء	21
3	اس دور میں جینا لازم ہے......	اگست 91ء	32
4	پاکستانی سیاست کے المیے	نومبر 94ء	40
5	پاکستانی قوم تاریخ کے دوراہے پر	جولائی 95ء	74
6	سیاسی شعبدہ بازوں سے نجات کا آخری چانس	دسمبر 96ء	135
7	قومی المیوں کی تاریخ میں ایک اور اضافہ	جنوری 97ء	141
8	خارزمین سے گلزاروں کی امید	فروری 97ء	144
	قومی ادارے ہوسِ اقتدار کی زد میں	نومبر	180
9	اور اب اسلام بھی ہوسِ اقتدار کی بھینٹ	اکتوبر 98ء	224
10	ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے	ستمبر 99ء	289
11	نیرنگیِ سیاستِ دوراں تو دیکھئے	ستمبر 2000ء	341
12	کالا باغ ڈیم پر قومی اتفاقِ رائے کی ضرورت	ستمبر 2000ء	343
13	فوجی حکومت کا ایک سال	اکتوبر 2000ء	345
14	سیاسی تاریخ میں عجیب ترین	دسمبر 2000ء	356
4	**سیرت و میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم**		
1	نور و نکہت میں لپٹی ہوئی صبحِ سعادت کے نام	ستمبر 91ء	25
2	میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام دنیائے انسانیت کے نام	اگست 95ء	78

Marfat.com

3	میلاد النبی جشن اور احتساب کا دن	جولائی 96ء	119
4	حضور ﷺ کا جشن ولادت کیوں اور کیسے منائیں؟	جولائی 97ء	158
5	یوم میلاد......یوم انقلاب	جولائی 98ء	215
5	**فرقہ پرستی اور قتل و غارت گری کی مذمت**		
1	شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات	اکتوبر 91ء	28
2	پاکستان میں مذہبی دہشت گردی......	اکتوبر 97ء	169
3	پاکستان کے مستقبل پر مذہبی......	فروری 98ء	194
4	کراچی کی سڑکوں پر "پاکستان" کا چھلنی لاشہ	نومبر 98ء	227
5	انتہا پسند تنظیموں کی "جہادی سرگرمیاں"	اگست 2000ء	339
6	**تحریک پاکستان**		
1	یوم قرارداد پاکستان......	مارچ 95ء	58
2	اہل وطن کو پچاسویں سالگرہ مبارک	اگست 96ء	125
3	پاکستان کا جواز ابھی تک تنازعہ......	مارچ 97ء	147
4	ناکام حسرتوں کی گولڈن جوبلی	اگست 97ء	161
5	تحریک پاکستان ابھی جاری ہے	ستمبر 97ء	165
6	گولڈن جوبلی سال کی تلخ تاریخی یادیں	جنوری 98ء	236
7	**مسئلہ کشمیر**		
1	تحریک آزادئ کشمیر کا فیصلہ کن موڑ	دسمبر 91ء	34
2	قرارداد کشمیر	دسمبر 94ء	44
3	تحریک آزادی ایک اور نازک موڑ	مئی 96ء	112
4	کشمیر UNO سے گلشن شہدا تک......	ستمبر 96ء	126
5	واجپائی کی پاکستان یاترا......	مارچ 99ء	261
6	کشمیر کنٹرول لائن اور خطرناک بھارتی سازش	ستمبر 99ء	294
7	مسئلہ کشمیر پر عالمی ضمیر کی پہلی انگڑائی	اکتوبر 99ء	299
8	مجاہدین کشمیر ایک بار پھر تاریخ......	اگست 2000ء	336
8	**ملکی سلامتی اور استعماری عزائم**		
1	سرحدوں پر منڈلاتے ہوئے خطرات	مارچ 96ء	106

Marfat.com

2	نازک موڑ پر ہوش مندی کے تقاضے	اگست 98ء	218
3	شریعت بل اور سی ٹی بی ٹی	دسمبر 98ء	231
4	ممکنہ جارحیت اور قومی سلامتی کے تقاضے	مئی 98ء	242
5	ارضِ وطن کے شب زندہ دار......	جون 99ء	276
6	معرکۂ کارگل کے دو متضاد کردار	جولائی 99ء	281
7	اے دین و وطن کے غدارو!......	اگست 99ء	284
8	قومی خودمختاری میں امریکی مداخلت......	اکتوبر 99ء	296
9	خطے میں نئی امریکی حکمتِ عملی......	اپریل 2000ء	318
9	**تحریک اور قائدِ تحریک**		
1	مصطفوی انقلاب کارواں دواں قافلہ	مارچ 92ء	36
2	عزیمت کا مسافر، عظمت کا پاسبان	فروری 95ء	54
3	مادیت کی وادیوں میں قافلہ عشق و جنون	اگست 96ء	122
4	ماہنامہ منہاج القرآن کے دس سال	مئی 97ء	176
5	قومی سیاست میں ہمارا نصب العین	اپریل 99ء	266
6	اک ولولۂ تازہ دیا جس نے دلوں کو	فروری 2000ء	315
10	**متفرق**		
1	لمحات کی مقروض انسانی زندگی	جنوری 96ء	99
2	ہم نئے عزم سے بنیادِ سحر رکھتے ہیں	اپریل 98ء	202
3	عوامی اتحاد کی صدارت سے علیحدگی کا فیصلہ	مارچ 99ء	259
4	پاک فوج زندہ باد......	نومبر 99ء	302
5	ہر عہد ہر صدی میں نمایاں مرے حضور ﷺ	جنوری 2000ء	311
6	آبی ذخائر میں کمی اور مادی ترقی......	مئی 2000ء	323
7	قریۂ عشقِ مصطفی ﷺ میں تلخیوں کا موسم	جون 2000ء	327
8	رواں صدی کی پہلی بڑی سائنسی کامیابی	جولائی 2000ء	331
9	جماعتِ اسلامی کے معمولات میں......	جولائی 2000ء	333
10	فوج کا وقار بڑھتی ہوئی مہنگائی کی زد میں	جولائی 2000ء	[illegible]
11	سالِ گذشتہ پر ایک نظر	دسمبر 2000ء	[illegible]

Marfat.com

Marfat.com

... کا نام ملک کے علمی
فکری اور صحافتی حلقوں میں جانا پہچانا ہے۔ 11 مئی 1964ء کو آزاد
کشمیر کے معروف سرحدی قصبہ چکوٹھی کے قریب گاؤں ''دو پاہل'' میں
پیدا ہوئے۔ بچپن سے طبیعت پر مذہبی رجحان کا غلبہ انہیں دینی تعلیم
کے حصول کیلئے ثانوی کے بعد لاہور لے آیا۔ تو ستمبر 1982ء میں
مفکر اسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری سے متعارف ہوئے۔
1983ء میں جب منہاج یونیورسٹی کی پہلی کلاس کا آغاز ہوا تو آپ
اس کے سب سے پہلے طالبعلم تھے۔ ڈاکٹر صاحب کی ذاتی توجہ
اور خصوصی تلمذ میں تعلیم و تربیت کے سنہری مواقع سے علمی تحقیقی روحانی اور فکری ذوق کو مہمیز لگی۔ 84
شہزادہ غوث الوری سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی'' کے ہاتھ پر بیعت کی۔ 85 میں ''خواتین کے معاشرتی
مسائل'' پر تحقیقی مقالہ لکھ کر پورے ملک میں پہلا انعام عمرے کا ٹکٹ حاصل کیا۔ جنوری 1987 میں ڈاکٹر محمد
طاہر القادری صاحب کے ساتھ پہلی مرتبہ زیارت حرمین کے یادگار سفر میں رفاقت کی سعادت حاصل کی۔
اکتوبر 1987 میں پنجاب یونیورسٹی شعبہ عربی سے ایم اے کیا تو ڈاکٹر صاحب نے فرید الدینؒ اسلامک
ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے پہلے ریسرچ سکالر کے طور پر انکی تقرری فرمائی۔ ریسرچ انچارج کے طور پر آپ نے
پانچ سال خدمات سرانجام دیں اور تنہا ڈاکٹر صاحب کی بیسیوں یادگار کتب کی ترتیب و تدوین کا کام مکمل کیا۔
خانہ فرہنگ ایران کی طرف سے ایرانی انقلاب کے اثرات پر مقابلہ مضمون ...
1991 میں حکومت ایران کی دعوت پر اعلیٰ سطحی وفد کے ہمراہ ایران ...
دوران تہران اور مشہد کی زیارات کے ساتھ ساتھ آیت اللہ علی خامنہ ای ...

Marfat.com